جلد ۵ مسیحی نمبر ۱

امرتسر

۱۵ - جنوری ۱۹۰۰ء

فہرست مضامین

فہرست مضامین

مشنوں اور کلیساؤں کی خبریں

35958

پنجاب سی۔ایم۔ایس مشنری کانفرنس کا اجلاس بتاریخ ۹ - ۱۲ جنوری بمقام لاہور ہوُا۔ امید ہے کئی ضروری اور مفید امور طے ہوئے ہونگے۔ کوئٹہ میں مسیحی جماعت اتنی بڑھ گئی ہے کہ واں گرجا بنانے کی ضرورت معلوم ہوتی ہے روپیہ جمع ہو رہا ہے۔ بنارس کے پنڈتوں نے کلکتہ کے بشپ ڈاکٹر ویلڈن کو ایک ایڈریس دیا۔ الہ آباد یونیورسٹی کے امتحان ایم اے میں اس سال ایک دیسی مسیحی شامل ہوُا۔ بی۔اے میں بارہ اور بی ایل میں دو۔ بمبئی یونیورسٹی کے پچھلے بی۔اے کے امتحان میں پادری گنپت راؤ نولکار کی صاحبزادی مس روبی نولکار اور پادری آپاجی یردی مرحوم کے صاحبزادے مسٹر د نکار اے یردی کامیاب ہوئے۔ مدراس یونیورسٹی کی طرف سے نیٹو کرسچین اسوسی ایشن کا طلائی طمغہ بیادگار ڈائمنڈ جوبلی مس ہنا رتنام کرشناما بی۔اے کو ملا۔ مدراس میں اسوقت ۲ دیسی لڑکیاں بی۔اے ہیں۔ پنجاب کو ابھی یہہ شرف حاصل نہیں ہوُا۔ بمبئی کے مسٹر سموئیل جوشی بی۔اے۔ امتحان ایل۔ایل بی میں کامیاب ہوئے۔ عہد جدید کا نیا ترجمہ رومن اردو میں اس مہینے کے آخر میں شایع ہوگا۔ فارسی اردو میں ابھی چھپنا بھی شروع نہیں ہوُا۔ لنڈن یونیورسٹی کے اعلیٰ امتحان بی۔اے کے ۲۷ کامیاب طلبا میں سے ۱۲ لڑکیاں ہیں۔ شہیدانِ کارتھج یا قدیم مسیحیوں کا تذکرہ واقعی پڑھنے کے قابل کتاب ہے۔ اگر آپ نے ابھی تک نہیں دیکھی تو لاہور ریلیجس بک سوسائٹی کے کتب خانہ سے فوراً منگوائے صفحہ ۵۰

پادری ۔ ایف ای وگرم صاحب ایم اے مرحوم

سکرٹری چرچ مشنری سوسائٹی

۱۸۸۱ - ۱۸۹۵

جنوری ۱۹۰۰ء

نوٹ اور رائیں

ہم کہاں ہیں؟ ہم سال بسال اپنے خوابِ شیریں سے بیدار کئے جاتے ہیں۔ نیا سال ہر برس ایک مرتبہ ہم کو جگاتا ہے۔ ہم نئے نئے ارادے کرتے اور پھر آہستہ آہستہ غنودگی میں پڑجاتے ہیں زندگی کا دَور اسی طرح گذرتا جاتا ہے اور ہم ہر سال ابدیت کے نزدیک ہوتے جاتے ہیں۔ کچھ عرصہ تک ہم بعض خدارسیدہ مقدسوں کے اُبھارنیوالے الفاظ سنکر آسمانی چوٹیوں کی سیر کرتے ہیں لیکن تجربہ شاہد ہے کہ اس بلند پروازی کے بعد کیسی تنگ وتاریک وادی میں سے ہم کو گذرنا پڑتا ہے۔ ہم ایک بڑی بھاری غلطی کرتے ہیں کہ بجائے براہِ راست مسیح کے پاس جانے کے وسائل سے بہت کچھ ہم توقع رکھتے ہیں۔ بزرگانِ دین اور مسیحی نوجوان کوشش کرتے ہیں کہ ہم باقاعدہ کتابِ مقدس کا مطالعہ کریں اور دُعا و دھیان کے ساتھ اپنی زندگی بسر کریں۔ ہمارے دل میں اُمنگیں پیدا ہوتی اور ہم مصمم ارادہ کرتے ہیں کہ اس سال ضرور باقاعدہ اوقات کی تقسیم کرینگے مگر وقت گذرتا جاتا ہے اور ہم کہاں ہیں؟ سال بھر کی رُوحانی جدوجہد کے بعد ہم نے کہاں تک مسافت طے کی ہے؟ ناظرین اگر آپ نے اس گذرے سال میں رُوحانی مدّوجزر کا تجربہ کیا ہے تو گھبرانیکی کوئی بات نہیں۔ یہہ رُوحانی کشمکش زندگی کا نشان ہے۔ اب اِس نئے سال میں خدا راقم سطور اور آپ سب کو اعلیٰ مسیحی زندگی کا تجربہ عطا کرے۔

نئے سال کا شروع۔ اِس سال کا شروع دُنیا کے لئے کیسی تاریکی میں ہوا ہے۔ اوّل وُہ

بربادی بخش جنگ ہے جس سے جنوبی افریقہ خون آلودہ ہو رہا ہے۔ دو مسیحی قومیں اپنے مہذب وحشی پن کا جوہر دُنیا کو دکھا رہی ہیں۔ غیر مسیحی تماشا دیکھ رہے ہیں اور طعنہ دیتے ہیں کہ ان عیسائیوں کو آپس میں کٹ مرنے دو۔ خداوندا جلد اس جنگ کا خاتمہ کر۔ ہمارے ہندوستان کی حالت اسوقت کیسی نازک ہے۔ طاعون کا ہنوز اب تک بنی آدم کو فنا کر رہا ہے۔ اگرچہ اب اسکا وُہ زور نہیں جو گذشتہ سالوں میں تھا مگر جب تک اس منحوس کا قدم مُلک سے اُکھڑ نہ جائے کون کہہ سکتا ہے کہ کسقدر خلقت اسکی زد سے کٹ جائیگی۔ امساکِ بارش نے قحط کی بلا کو ہمارے سر پہ نازل کر دیا ہے۔ لاکھوں آدمی اسوقت خیراتی کاموں پر لگائے گئے ہیں۔ اور اُنکی تعداد روز بروز بڑھتی جاتی ہے۔ کسقدر خلقت بے خان ومان بے سر وسامان در بدر بھیک مانگ کر گذارہ کر رہی ہے۔ جاڑے کی برسات کے نہ ہونے سے حالت اَور بھی ابتر ہوتی جاتی ہے۔ اگر خُدا نے کچھ عرصہ تک رحم نہ فرمایا تو اس سال کا کال نہائت شدید اور خوفناک ہوگا۔

مدراس نیٹو کرسچن اسوسی ایشن ۔۳۔ جنوری کے روز مدراس میں اسوسی ایشن کا سالانہ سوشل اجلاس ہوا جس میں علاقہ کے بشپ صاحب بھی شریک تھے۔ اس مجمع کے پریزیڈنٹ ڈاکٹر پلنی انڈہی صاحب نے اول جملہ حاضرین کو خیر مقدم کیا اور پھر مختصر طور پر اپنی اسوسی ایشن کا حال سنایا۔ صدر میں اسوقت ۳۲۱ ممبر ہیں اور بیرونجات کی شاخوں میں ۲۵۰۔ مدراس یونیورسٹی میں ایک طلائی تمغہ کے لئے کافی سرمایہ جمع کیا گیا ہے جو ہر سال اس مسیحی طالب علم کو ملا کریگا جو انگریزی زبان میں سب سے بڑھکر نمبر حاصل کرے۔ یہہ ڈائمنڈ جوبلی کا یادگار ہے۔ پھر آپ نے سال گذشتہ میں دیسی مسیحیوں کی قانونی شکایات کا ذکر کیا۔ اسکے تدارک کے لئے پروٹسٹنٹ اور رومن کاتلک انجمنوں نے ہم آواز ہو کر سرکار دولتمدار کے سامنے عرضی پیش کی ہے۔ پھر آپ نے اس تجویز کا اظہار کیا کہ یہہ اسوسی ایشن طلبا کے لئے عمارات تعمیر کرنا چاہتی ہے اور بتدریج اسکے ساتھ ایک غریب خانہ اور حرفت کا مدرسہ بھی قائم کرنیکا ارادہ رکھتی ہے۔ اسکے لئے کم از کم بیس ہزار روپیہ کی ضرورت ہے اور یہہ رقم عطیات اور چندوں کے ذریعہ تین سال میں پیدا کرنی ہے۔ آخر میں آپ نے

جناب بشپ صاحب کی موجودگی کا شکریہ ادا کیا۔ صاحب ممدوح نے چند مختصر اور موزون الفاظ میں اسکا جواب دیا۔ آپنے فرمایا کہ مَیں جب سے مدراس احاطہ میں آیا ہوں مجھے دیسی مسیحی جماعت کی زندگی اور چستی عجیب معلوم ہوئی ہے۔ اِسکے مقابلہ میں شمالی ہند پیچھے رہا ہوا ہے۔ اس جماعت میں ترقی کے یقینی آثار نمایاں ہیں۔ اور مجھے ہر امر میں جو اس کی بہبودی سے متعلق ہو، دلچسپی ہے۔ مَیں خوش ہوں کہ مسیحی جماعت کی حمایت کیلئے ایک ایسی زبردست اسوسی ایشن موجود ہے۔ مگر دیسی مسیحی بھائیوں کو ایک بات کا خیال رکھنا چاہئے کہ وہ اپنی زندگی میں مسیحی مذہب کی بلند کرنے والی طاقت کا اظہار کریں۔ اِس امر کا معیار کہ مسیحی مذہب نے اس ملک کے باشندوں کے دل میں گہری جڑ پکڑی ہے یہی ہے کہ مسیحیوں کی چال و رفتار بدلی ہوئی ہو۔ مَیں جب تک اس جماعت کے درمیان ہوں ہر طرح سے اسکی امداد کے لئے حاضر ہوں۔

ہندوستانی مسیحیوں میں تعلیم۔ ہمارا مدعا نہیں کہ اسوقت تعلیم کی تعریف یا ضرورت کا بیان کریں۔ یہہ تو ظاہر ہے کہ ہم مسیحیوں کا فرض ہے کہ اپنی اولاد کو اعلیٰ تعلیم دلائیں اور یہہ بھی اظہر من الشمس ہے کہ ہم پورے طور پر اس فرض کو ادا کرنے کے قابل نہیں ہیں۔ جب تک کہ ہم اس خدمت کو اپنے ذمہ لینے کے لائق نہ ہوں ہم اس امر میں مشنری صاحبان اور خصوصاً یورپ اور امریکہ کے مسیحیوں کے محتاج رہینگے۔ ذیل کی چند مختصر تجاویز میں مشنری صاحبان کی سبکدوشی مقصود نہیں بلکہ یہہ کہ ہم اپنی موجودہ حالت میں کیا کر سکتے ہیں۔ اوّل۔ مسیحیوں کی ترقی خصوصاً دیہات کی ادنیٰ اقوام میں نمایاں ہے۔ منظور ہے کہ ان میں سے جو بچّے یا جوان قابلِ تعلیم ہیں انکو کم از کم اس درجہ تک تعلیم دی جائے کہ وہ اپنی بائبل کو پڑھ سکیں اور گیت اور نماز میں شریک ہو سکیں۔ دیہاتی مدارس تو ہیں لیکن ہماری طرف سے کوئی اس قسم کی تحریک

ہونی ضرور ہے کہ جس سے تعلیم کا زیادہ رواج ہو۔ کیا مناسب نہ ہوگا کہ ہم چند وظائف دیہاتی مسیحیوں میں دینی تعلیم کی ترقی کے لئے قائم کریں۔ اسکے لئے بڑی بھاری رقم کی ضرورت نہیں۔ سالانہ یا ششماہی امتحانوں میں چند انعامات یا چیدہ طلباء کو چند وظائف دو یا چار روپیہ کے دینا بڑا دشوار معاملہ نہیں ہونا چاہئے۔ دوم۔ دیہات میں مسیحی تعلیم اور ترقی کا دارومدار بہت کچھ مسیحی اُستادوں پر منحصر ہے۔ اُنکی ترقی اور امداد کے لئے بھی ضرور کچھ کرنا چاہئے شاید بعض کے لئے جو اُردو میں استعداد رکھتے ہیں مختصر وعظوں کی کتاب پنجابی زبان میں مہیا کرنا ضرور ہوگا۔ عام طور پر سب کے لئے ایک اور انتظام ہم کر سکتے ہیں۔ دیہاتی مشن میں گرمیوں کے ایام میں کا مندے کچھ عرصہ تک درس و تعلیم کے لئے مشنری انچارج کے پاس جمع ہوا کرتے ہیں۔ اگر اس سلسلہ میں بجائے زبانی تعلیم کے چند وعظوں کے مختصر نوٹ اور اشارات وغیرہ لکھوائے جائیں تو ضرور کارآمد ہونگے۔ اِسی ضمن میں یہہ کہنا بھی ضرور ہے کہ اس قسم کی کتاب بھی ضرور ہے جسمیں نوٹ اور قصے اور مثالیں وغیرہ مندرج ہوں۔ انشاء اللہ اس کی فکر کیجائیگی۔ سوم فی الحال ایک اسوسی ایشن لاہور میں قائم ہے جس کا مُدعا خصوصاً مسیحیوں میں تعلیم کا رواج دینے کا ہے۔ ہم سب اس کی مدد میں کوشش کر سکتے ہیں۔ اس اسوسی ایشن کے ذریعہ کچھ نہ کچھ فائدہ ضرور ہوا ہے۔ اور اگرچہ کام بہت خاطر خواہ نہیں چلتا مگر ترقی کی گنجائش ہے اور اس میں ہم سب مدد دے سکتے ہیں۔ اس پشت میں اعلیٰ تعلیم آیندہ پشت میں اعلیٰ دماغ اور اعلیٰ طبیعت اور اعلیٰ تہذیب پیدا کریگی۔

رُباعی

کم کہتے ہیں ہرگز نہ سوا کہتے ہیں
جو کچھ کہتے ہیں ہم بجا کہتے ہیں
اللہ کی کل صفتیں ہیں تجھسے ظاہر
حق ہے کہ تجھے سچا خدا کہتے ہیں

صفی

دُنیا کو اِسی پُشت میں انجیل کی بشارت دینا

۱

پچھلے چند سال سے ایک قابلِ ذکر اور ہمت بڑھانیوالا واقعہ طالب علموں کی ایک انجمن کا جو خداوند کی خدمت میں اپنی زندگیاں تصدق کر دیتے ہیں قائم و ترقی پاتا ہے۔ ملک امریکہ میں چار ہزار سے اُوپر اور برّ اعظم یورپ کے علاوہ صرف برطانیہ میں سولہ سو طالب علموں نے ایک اقرارنامہ پر دستخط کئے ہیں کہ ہمارا ارادہ ہے کہ خُدا ہمیں اجازت دے تو ممالکِ غیر میں جاکر بشارت کا کام کریں۔ ان میں سے اکثر نوجوانوں نے اپنے اس ارادے کو پُورا کیا اور غیر مسیحی ممالک کو چل دئیے ہیں۔ یہہ مرد اور عورتیں اس لئے مشنری نہیں بنے کہ انہیں کوئی اور بہتر کام کرنیکو نہ ملا۔ بلکہ ان میں سے اکثر اعلیٰ تعلیم یافتہ ہیں اور اپنے ملک میں اچھے اچھے عہدے پا سکتے تھے۔ انہوں نے یہہ کام صرف اپنے مالک یسُوع مسیح کے حکم کی فرمانبرداری میں اختیار کیا ہے۔

اِس انجمن نے اپنا ایک مقصد یہہ ٹھہرایا ہے کہ اسی پشت میں دنیا میں انجیل کی بشارت دیجائے۔ یہہ مقولہ اب چاروں طرف مشہور ہوگیا ہے اور برطانیہ کی قریباً ہر ایک مشنری سوسائٹی نے اس سے اپنی ہمدردی و اتّفاق ظاہر کیا ہے سیکڑوں طالبعلموں اور نوجوانوں کے لئے یہہ ایک بڑی تحریک ثابت ہوا ہے۔ اِس مضمون میں ہمارا ارادہ اس مقولہ کے ٹھیک ٹھیک معنے کا واضح کرنا ہے ہمیں اُمیّد ہے کہ اس سلسلے میں ہم تجربہ کار مشنریوں اور ہندوستانی پادریوں کے لکھے ہُوئے مضمون شائع کرینگے۔ جن میں اس مقصد کی تحصیل پر بحث کیجائیگی۔

یاد رہے کہ بشارت سے مُراد دلی تبدیلی نہیں۔ گو یہ کیسا ہی ہمراز معلوم کیوں

نہ ہو یہہ بالکل سچ اور ممکن ہے کہ انسانی رُوح خُدا کے طریق نجات کو برابر رَدّ و نامنظور کرتی رہے۔ خُدا کسی شخص کو زبردستی مسیحی نہیں بناتا۔ اِسلیئے ہم لوگوں کے مسیحی ہونے کے ذمّہ وار نہیں لیکن ہم انہیں نجات کی خوشخبری دینے کے ذمّہ وار تو ضرور ہیں۔ پھر خیال رہے کہ بشارت کوئی انجیل کا بہ تعجیل یا یُونہی ادھورے اور سرسری طور سے سُنا دینا نہیں۔ اس سے یہہ مُراد نہیں کہ ہم صرف دو ایک دفعہ کسی گاؤں میں جا کر جلدی سے مسیح کی خبر دے آئیں اور پھر کہیں کہ اُسے قبول یا رَدّ کرنے کی ذمّہ واری اُنہیں کے سر پہ ہے۔ ضرور ہے کہ ہم نہ صرف اپنے کلام بلکہ اپنی زندگی سے بھی اُس کی منادی کریں اور زندگی سے اس کی خبر دینے کے لئے بڑے صبر و محبت کی خدمت کے کئی مہینے اور برس درکار ہیں کس خوبی اور کیسے کامل طور سے یہ بشارت کا کام انجام پانا چاہئے۔ ہم اسکی کوئی حد ٹھہرا نہیں سکتے۔ اِس میں لوگوں کی جسمانی تکالیف کے لئے طبیؔ اور دماغی بہتری کے لئے تعلیمی کام بھی ویسے ہی شامل ہے جیسے خود انجیل کا سنانا۔

اب سوال یہہ پیدا ہوتا ہے کہ کیا اس مقصد کی تائید کلام اللہ سے بھی ہوتی ہے یا نہیں اور کیا ہمارے پاس یہہ ماننے کی کوئی وجہ ہے کہ یہہ خدا کی مرضی کے مطابق ہے۔ یاد ہوگا کہ ہمارے خداوند یسُوع مسیح نے مُردوں میں سے اُٹھ کر اپنے شاگردوں کو صرف ایک حکم دیا اور اس حکم کو کئی موقعوں پر دہرایا۔ حکم یہہ تھا کہ تمام دُنیا میں جا کر ہر ایک شخص کو انجیل کی خوشخبری دو۔ پہلی تین انجیلوں کے آخری باب اور رسُولوں کے اعمال کی پہلی چند آیتوں کے مطالعہ سے صاف ظاہر ہے کہ ہمارے خداوند کو اس امر کا کیسے خیال و فکر تھا۔ لیکن شائد کوئی اعتراض کرے کہ مسیح نے اس پشت کا کہیں ذکر نہیں کیا۔ یہہ سچ ہے کہ اُسنے اِنہیں الفاظ کا استعمال نہیں کیا۔ لیکن کیا اُسکے بیان سے یہہ پایا نہیں جاتا؟ کیا اُس نے نہیں کہا کہ انجیل

کی بشارت ہر ایک مخلوق کو دیجائیگی؟ اور کیا ہماری اس پشت کے لوگ "ہر ایک مخلوق" میں شامل نہیں؟ ظاہر ہے کہ اگر لوگوں نے یہہ خوشخبری سننی ہے تو ضرور ہے کہ وُہ اسی پُشت میں سُنیں پچھلی پُشت اُنہیں انجیل پہنچا نہیں سکتی۔ کیونکہ وہ پُشت تو اب جاتی رہی۔ ہماری اولاد اس پشت کو بشارت دے نہ سکیگی۔ کیونکہ انکے پیدا ہونے سے پیشتر وُہ مر چکی ہوگی۔ یقیناً خُدا کی یہہ مرضی ہے کہ اس پشت کے لوگوں کو معلوم ہو کہ اسکا بیٹا اُنکی نجات کے لیئے جیا اور اپنی جان دی اور اگر اُنہیں یہہ خبر ملنی ہے تو ضرور ہے کہ اسی پُشت میں ملے۔

صدیوں تک مسیح کی کلیسیا اپنے خداوند کے اس الوداعی حکم کو بھُولی رہی۔ ٹھیک ایک صدی کا عرصہ گذرتا ہے کہ کلیسیا نے انجیلی پیغام کے جامع ہونیکی پہچان پائی۔ یعنی یہہ کہ یہہ ساری دنیا کے لئے ہے اور اُسنے ولیم کیری اور دیگر مشنریوں کو ہندوستان میں بھیجا۔ اب ایسا معلوم ہوتا ہے کہ خُدا نہ صِرف اس پیغام کی نجات بلکہ اُس کی ضرورت و اہمیّت کی پہچان بھی اپنی کلیسیا کو دے رہا ہے کہ یہہ کام اِسی پُشت میں اور ہر ایک پُشت میں انجام پانا چاہیئے۔

خُدا کی مرضی کے اس انکشاف کے ساتھ ہی اس کی آواز مشیّت میں بھی سُنائی دیتی ہے۔ سو برس کا عرصہ گذرتا ہے کہ دُنیا کا زیادہ حصّہ انجیل کی مُنادی کے لئے بند تھا۔ افریقہ تو بالکل نامعلوم تھا۔ چین اور جاپان کے دروازوں پر گویا مُہر لگی تھی لیکن اب صُورت اسکے بالکل برعکس ہے۔ ساری دُنیا انجیل کی منادی کیلئے کھُلی ہے۔ جب خدا نے یہہ دروازے کھول دیئے تو یقیناً اسکا یہہ ارادہ و منشا بھی ہے کہ کلیسیا ان میں داخل ہو۔

یہہ بھی یاد رہے کہ یہہ مقولہ کسی صُورت میں کوئی پیشینگوئی نہیں۔ یہہ اس امر کے اظہار کی کوشش نہیں کرتا۔ کہ خُدا کے ارادے اور اُس کی صلاحیں کب اور کس طرح

پُوری ہونگی ؟ یہہ بیان بھی نہیں کہ دُنیا کو اسی پشت میں انجیل کی خوشخبری سُنائی جائیگی ۔ یہہ پیشینگوئی نہیں بلکہ ایک مقصد اور مُدعا کا اظہار ہے ۔ دُنیا میں انجیل پھیلانے کی نسبت انسانی ذمہ داری کو پیشِ نظر رکھ کے یہہ ظاہر کرتا ہے کہ کلیسیا کا یہہ فرض ہے کہ اِس کام کو اِسی پُشت میں سرانجام دینے کی کوشش کرے اور کہ کلیسیا کو اِسسے کسی نچلے ہدف و مطمح سے مطمئن رہنا نہیں چاہیئے ۔

کئی نوجوانوں نے اس مقولے سے ایک تقدّس و تصدّق یافتہ زندگی بسر کرنیکی تحریک پائی ہے ۔ کیونکہ ہمارے سامنے یہہ ایک ایسا خاص مقصد رکھدیتا ہے کہ ہم اپنی نیند سے چونک اُٹھتے ہیں ۔ اگر ہم آپ سے یہہ سوال کریں کہ کیا مَیں ایسی زندگی بسر کرتا ہوں جیسے مسیحی کو لازم ہے تو شاید ہماری تمیز ایسی مُردہ ہو کہ ہمیں سرزنش نہ کرے لیکن جب ہم اپنے آپ سے یہہ سوال پوچھیں کہ کیا میں ایسی زندگی بسر کرتا ہوں کہ دُنیا یا ہندوستان یا پنجاب کے سب لوگ اسی پشت میں مسیح کی خبر سُننے کا موقعہ پائیں تو ہماری کمزوریوں اور کوتاہیوں کا خیال ضرور ہمارے دلوں میں گھر کرجائیگا ۔ ہم اِس مضمُون کے ہر ایک ناظر سے التماس کرتے ہیں کہ مہربانی سے سوچے کہ اس مقولے سے کیا مفہوم ہے ۔ آیا یہہ ایسے امر کا بیان نہیں کرتا جسکی نسبت بیبل کی سند و شہادت ہے کہ یہہ خدا کی مرضی سے مطابق ہے ۔ اور پھر ذیل کے سوالوں پر فکر کریں ۔

(۱) ہندوستان کے لوگوں کو اِسی پُشت میں انجیل کی بشارت دینے کیلئے کیا کیا اُمور ضروری ہیں ؟

(۲) ہندوستان میں اسی پُشت میں انجیل سُنانیکی کلیسیا سے باہر کیا کیا مشکلات بلحاظِ زبان ۔ تمدّن اور حالاتِ مُلکی پائی جاتی ہیں ۔

(۳) خود کلیسیا میں ہندوستان کے لوگونکو اس پُشت میں انجیل سُنانیکے لئے کیا کیا رکاوٹیں ہیں ؟

ہمیں اُمّید ہے کہ بعض فاضل و تجربہ کار شخصوں کے لکھے ہوئے ان سوالوں کے جواب ہم سلسلہ وار شائع کرینگے ۔ لیکن ان مضامین سے زیادہ فائدہ ہم اسی صورت میں اُٹھا سکتے ہیں کہ پہلے خود ان سوالات پر فکر کریں ۔

پادری ایف ای وگرم

پادری فریڈرک ایڈورڈ وگرم - ایم - اے ۱۸۳۴ء میں بمقام ولتھم سٹو پیدا ہوئے-
آپ مسٹر ایڈورڈ وگرم کے جو ایس پی سی کے کے کئی سال تک خزانچی رہے۔ بیٹے اور سر رابرٹ
وگرم کے پوتے تھے۔ راچسٹر کے بشپ وگرم بھی آپ کے رشتے میں تھے اور عدالتِ
چانسری کے مشہور و معروف جج وائس چانسلر وگرم کا بھی ان سے رشتہ تھا۔ آپکی
تعلیم ہیرو سکول اور بعد میں ٹرنٹی کالج میں ہوئی لیکن بباعث علالت کے آپ نے صرف
طبی سرٹیفکیٹ پر ڈگری پائی۔ یہہ واقعہ ۱۸۵۷ء کا ہے۔ اگلے سال ایلی کے بشپ
ٹرٹن نے انکو سینٹ پالس کیمبرج کے کیوریٹ ہونے کے لئے آرڈین کیا جہاں یہہ
پادری جان سکاٹ کے نیچے کام کرتے رہے۔ تھوڑا عرصہ بعد اُنہوں نے اس
مسٹن میتھ ڈینبشہر کے مسٹر فرانسس رائٹ کی صاحبزادی سے شادی کی اور پانچ
سال تک کیمبرج میں رہے اور اس اثنا میں ایم۔ اے کی ڈگری بھی حاصل کی ۱۸۶۲ء
میں وُہ اپنے چچا پادری ڈبلیو پی۔ ایچ وگرم کی استدعا پر انکے ساتھ مقام وینسٹیڈ میں
کام کرنیکو چلے گئے۔ لیکن وہاں بہت عرصہ نہ ٹھہرے۔ کیونکہ اگلے ہی سال کرائسٹ
چرچ پورٹس ووڈ ستھمٹن کے مہتمم مقرر ہوگئے جہاں وہ سولہ برس تک رہے۔ یہاں
انہوں نے بڑی تن دہی اور جانفشانی سے کام کیا اور بڑی عزت و نام پیدا کیا۔ چرچ
مشنری سوسائٹی کے کام میں بڑی گہری دلچسپی رکھتے تھے اور ستھمٹن جانیسے
پیشتر بہت سوچ و فکر کی کہ کیا مجھے بھی ممالکِ غیر میں جانا چاہئے یا نہیں۔ لیکن الٰہی
ہدایت یہی معلوم ہوئی کہ انگلستان ہی میں رہکر کام کریں اور پیرش کے کام میں
اُنہوں نے حتی الوسع سی ایم ایس کی ترقی میں سعی و کوشش کی۔ مقامی انجمن کے

وُہ آنریری سکرٹری مقرر ہوئے۔ اور انکے مکان میں اکثر ایسے پادری صاحبان کا مجمع رہتا تھا۔ جو ممالک غیر میں جانے پر ہوں۔ یا اپنے وطن مولُوفہ میں واپس آئے ہوں اور ایک طرح سے انکا گھر چرچ مشنری سوسائٹی کے کام میں دلچسپی پھیلانیکا ایک مرکز بنگیا۔

۱۸۸۰ء میں انکی زندگی کی بڑی تبدیلی واقع ہوئی۔ (ان کے برادر) پادری ہنری رائٹ جو چرچ مشنری سوسائٹی کے آنریری سکرٹری تھے جھیل کانسٹن میں ڈوب کر جان بحق ہوئے اور کمیٹی نے مسٹر وگرم سے استدعا کی کہ وُہ اس جگہہ کو پُر کریں۔ مسٹر وگرم نے یہہ درخواست منظور کی۔ اور ۱۸۸۱ء کے شروع میں اپنے ان نئے فرائض کو اختیار کیا۔ اُن دنوں بھی آنریری سکرٹری کا کام بڑا سخت اور مشکل تھا اور بعد میں تو اُسکی ذمہ داریاں اور فرائض اور بھی بڑھ گئے ہیں۔ یاں ہمیں ہنری وین کا کہا یاد آتا ہے کہ سی۔ ایم۔ ایس کے سکرٹری کسی معمولی بورڈ کے سکرٹری کی مانند نہیں۔ جو صرف تعمیل احکام کرتے ہوں۔ بلکہ وُہ سکرٹری آف سٹیٹ (نواب وزیر ہند) اور کیبنیٹ (مجلس مشیران) سے مشابہ ہیں۔ جس میں آنریری سکرٹری پرائم منسٹر یعنے وزیر اعظم کا پایہ رکھتا ہے۔ آنریری سکرٹری کے محکمہ کے روزمرہ کام کا بیان سُنکر لوگ حیران ہونگے۔ اسکا مقابلہ ہم کسی بھاری سرکاری دفتر کے کام سے کرسکتے ہیں۔ تاہم مسٹر وگرم نے اپنی جانفشانی یا فرائض کی انجام دہی میں کبھی کوتاہی نہ کی۔ انہوں نے اپنے آپ کو اس کام کے لیئے ایسے پُورے طور سے تصدق کر دیا تھا کہ صبح ہو یا شام۔ وُہ ہمیشہ اپنے کام پر حاضر پائے جاتے تھے۔ سی۔ ایم۔ ایس کی تمام کارروائی آنریری سکرٹری کی معرفت ہوتی ہے۔ اُمیدواران سے بات چیت کرنا اسکے ذمہ ہے اور اس کام میں مسٹر وگرم خاص طور پر ہوشیار اور قابل تھے۔ بشپ ہننگٹن کی سرگذشت میں لکھا کہ جب بشپ موصوف نے اپنے آپ کو اس خدمت کے لیئے سپرد کیا تو اورک ہل ہاؤس

میں جاکر اپنے مشنری سفر پر جانے کا سب حال ان سے بیان کیا۔ اس پر بشپ نے اپنے روزنامچے میں لکھا کہ وگرم صاحب نے ایمان کی تمام باتوں پر مجھے خوب تعلیم دی۔ سوسائٹی اور آرچ بشپ آف کینٹربری کے مابین ہر قسم کی خط وکتابت بھی آنریری سکرٹری ہی کے ذریعے ہوتی ہے۔ اس کام میں مسٹر وگرم سب سے بڑھ گئے۔ گو انہیں بڑے بڑے نازک اور مشکل معاملات طے کرنے پڑتے تھے۔ مرحوم آرچ بشپ بنسن وگرم صاحب کی ذاتی خوبیوں کے بڑے مداح تھے اور جس مدبرانہ طریق سے وگرم صاحب نے سوسائٹی کے کاروبار کو انجام دیا۔ اسکا وہ اکثر اعتراف کیا کرتے تھے۔

وگرم صاحب بڑے صاحب توفیق تھے۔ اور نہ صرف سی۔ ایم۔ ایس بلکہ ہر قسم کے مسیحی کام کی مدد میں بڑی فراخ دلی سے چندہ دیا کرتے تھے۔ بچوں کے مکان کی مدد میں جو انہوں نے دس ہزار پونڈ قریب ڈیڑھ لاکھ روپیہ چندہ دیا۔ وہ سب کو معلوم ہے لیکن اکثر وہ چندہ دیتے وقت اپنا نام ظاہر نہیں کرتے تھے۔

آنریری سکرٹری کے عہدے کے قبول کرتے ہی وگرم صاحب نے ارادہ کرلیا کہ سوسائٹی کے تمام مشنوں کا ملاحظہ کریں۔ لیکن ۱۸۸۶ء کے موسم سرما تک انہیں یہ موقعہ نہ ملا۔ یکم اکتوبر کو وہ اپنے صاحبزادہ مسٹر ایڈمنڈ وگرم کو جو کیمبرج سے اپنی تعلیم ختم کر کے ابھی نکلے تھے اور جو ان دنوں سینٹ جانس کالج لاہور کے پرنسپل ہیں روانہ ہوئے۔ انہوں نے ہند۔ چین۔ جاپان اور شمالی امریکہ کی سیر کی۔ جسکا بیان مسٹر ایڈمنڈ وگرم ولائت کے اخباروں میں چھپواتے رہے۔ اور بعد میں سوسائٹی کیطرف سے ایک کتاب کی صورت میں شائع ہوئے۔ عموماً تمام مشنریوں نے آنریری سکرٹری کے اس ملاحظہ کو نہایت پسند کیا اور اس سے بہت فائدہ اٹھایا۔

مسٹر وگرم کی واپسی پر اور غالباً انہیں کی رپورٹ پر بھی سی۔ ایم۔ ایس نے فیصلہ کیا کہ جو اعلیٰ تربیت یافتہ اور قابل امیدوار اپنی خدمات پیش کرے وہ قبول کیا جائے

اور اخراجات کا خیال اسکا مانع نہوا آنریری سکرٹری کے محکمہ کا کام بہت بڑھگیا اور
لوانہیں ایک مددگار ملا یہہ مدد دیر میں ملی - ان کی صحت بگڑتی گئی اور ۱۸۹۵ء
میں وُہ بہت کمزور ہو گئے - اسپر انہیں ماہ مئی میں چھہ ماہ کی رخصت ملی اور گو تبدیل
آب و ہوا سے بہت فائدہ ہوا - ماہ جولائی میں حسب حکم ڈاکٹران انہوں نے
استعفا دیدیا - جب اُنکے استعفا کی چٹھی کمیٹی میں پڑھکر سنائی گئی تو اسوقت کا سماں
قابل یاد تھا - تمام حاضرین نے یکے بعد دیگرے اُٹھکر وگرم صاحب کی ذاتی خوبیوں
اور انکی جان نثاری وجانفشانی کا جو انہوں نے چودہ برس کے عرصے میں دکھائی
ذکر کیا خصوصًا اس امر کا ذکر ہوا کہ وہ اُمیدواران خدمت سے کیسی ہمدردی دکھاتے
تھے اور نیز طالبعلمان اسلنگٹن اور کلیپھم سے اور تمام مشنریوں سے جنکو گویا انہوں نے
سوسائٹی کے ساتھہ پیوند کردیا اور کیونکر ہر ایک سے وُہ مشفقانہ سلوک کرتے تھے -
ایک شخص نے اپنے تجربہ سے گواہی دی کہ طالب علمان یونیورسٹی پر انکا کیسا اثر
تھا - انکی انصاف پسندی - عدل گستری بے لاگ اور بے رو رعائت طریق سلوک
اور مشکلات کا سامنا کرنے میں انکی دانش اور حکمت کا بھی ذکر کیا گیا - سبکے دلوں
میں یہہ خیال جاگزین تھا کہ سوسائٹی ایک ایسے سپاہی کی خدمات کھو رہی ہے
جس نے اپنی زندگی اس کی خدمت میں صرف کردی اور جسکی ساری زندگی خود ترکی
خودانکاری وخود فراموشی کا ایک اظہار تھی -

کمیٹی نے مسٹر وگرم کے مستعفی ہونے پر جو ریزولیوشن پاس کیا - اس میں سے
ہم چند فقرے اقتباس کرتے ہیں "کمیٹی انکے استعفے کو منظور کرتے وقت خداوند تعالے
کا دلی شکریہ ادا کرنا چاہتی ہے - جس نے ہمارے عزیز دوست اور صلاحکار پادری
ایف - ای وگرم - ایم اے کو ساڑھے چودہ برس تک سوسائٹی سے تعلق رکھنے
کی اجازت دی - ہم بڑی شکرگذاری سے انکی اس کامل جانفشانی کا اعتراف کرتے ہیں

جو انہوں نے مسیح کی خدمت میں ظاہر کی۔ کیونکہ وہ اُن بنیادی اصولوں پر قائم ہے جن پر اس سوسائٹی کی بنا ہے اور خدا کے فضل سے ہر ایک کام میں کیسی دانشمندی اور حکمت ظاہر کی اور چرچ مشنری ہاؤس کے متعلقہ اور نامتعلقہ سب طرح کے کاموں میں کیسی نا تھکنے والی ہمت کا اظہار کیا اور دُنیا کے گرد تمام مشنری اسٹیشنوں کا ملاحظہ کیا جس میں اُنکا بہت وقت اور طاقت خرچ ہوئی۔ تمام مشنریوں کے کام اور نج کے معاملات میں کیسی ہمدردی دکھائی۔ اپنے ہم عہدے داروں سے کیسا برادرانہ سلوک کیا" وغیرہ وغیرہ۔

اُنکی وفات پر لنڈن کے مشہور اخبار ریکارڈ نے جو نوٹ لکھا اس میں سے ہم ذیل کے فقرے اقتباس کرتے ہیں "یہہ پندرہ برس جنمیں وُہ سی۔ ایم۔ ایس کے سکرٹری رہے۔ بڑی مشکلات اور عجیب ترقیوں کا وقت تھا۔ اس عرصے میں نہ صرف انگلستان ہی میں بعض امُور پر بڑا جھگڑا اُٹھا اور سوسائٹی کے کام کی توسیع کے متعلق بہت مباحثہ ہُوا۔ بلکہ بڑی بڑی مشکلات اور جان جوکھوں کے وقت میں کسی مشنری لیڈر کے دفعتہً جُدا ہو جانے یا سوسائٹی کے کام کی ترقی میں خوشی کے وقت وگرم صاحب کی جانفشانی ہمیشہ ظاہر تھی۔ ایک معنی میں ہم کہہ سکتے ہیں کہ وُہ صرف سوسائٹی ہی کے لئے جیتے تھے۔ انہوں نے اپنے بچے۔ اپنی صحت۔ اپنی دولت بغیر تنگدلی یا کسی قسم کی نمائش کے اس خدمت میں نثار کر دی۔ اپنے کام میں اُنکا تصدق اور تقدس اس درجے کا تھا کہ لوگ انہیں دیکھ کر اپنی حالت سے شرمندہ اور نادم ہوتے اور اعلیٰ تحریک پاتے تھے۔ اُنکا محبت آمیز مزاج۔ اُنکی سخاوت۔ سرگرمی اور سادہ خداپرستی جلدی فراموش نہیں ہونگی" وغیرہ

تاہم اُنکے کام کے فرائض کبھی خاندانی زندگی کے مقدس فرائض کے مخل نہوتے تھے۔ مسٹر وگرم ہمیشہ یاد رکھتے تھے کہ خدا نے ایک بڑی سوسائٹی کے سکرٹری

بننے سے پہلے مجھے خاوند اور باپ بھی بنایا ہے۔ اُنکے بچّوں کو خواہ وُہ سکول میں ہوں یا کالج میں۔ پُورا یقین تھا کہ کسی قسم کی ضرورت کیوقت اِن کے عُہدے کا بار کیسا ہی بھاری کیُوں نہو۔ تار دینے پر ہمارا باپ ہمارے پاس ہوگا۔ وُہ کتاب مقدّس کے حصّوں کے یاد کرنے پر بڑا زور دیا کرتے تھے۔ اور ہر اتوار کی شام کو اُنکا ہر ایک بچہ وہ پانچ یا چھ برس کی عمر کا ہو یا اٹھارہ اُنیس کا۔ باری باری بَیبل کا کوئی حصّہ یا گیت زبانی سُنایا کرتا تھا۔ اُنکے پانچ بیٹوں میں سے چار آرڈین ہو چکے ہیں اور پانچواں میڈیکل مشنری ہونے کی تیّاری کر رہا ہے۔ انکی دو صاحبزادیوں میں سے بڑی لڑکی جو پہلے بٹالہ اور امرتسر میں تھیں۔ اب جنوبی ہندوستان میں مشنری کام کر رہی ہیں۔

مستعفی ہونے پر سٹر وگرم کمیٹی کے اجلاس میں وقتاً فوقتاً جایا کرتے تھے انکی صلاح مشورہ کی ہمیشہ قدر کیجاتی تھی۔ انکے دل میں ہر وقت سوسائٹی کا خیال لگا رہتا تھا اور کوئی ایسا جلسہ نہ ہوتا تھا۔ جب وُہ ہمدردی کا محبّت آمیز پیغام بھیجا کرتے تھے۔ ۱۸۹۵ء کے آخر میں لنڈن کے بشپ ڈاکٹر ٹیمپل نے انہیں سینٹ پال کیتھیڈرل کا پری بنڈری مُقرر کیا۔ جو اِنکے کام کا اعتراف تھا۔ اس سے کوئی ایک برس بعد دسویں مارچ ۱۸۹۷ء کے دِن اُنکی طبعی بیماری کا خاتمہ ہوا اور انہوں نے اپنے مالک اور خُداوند کی حضوری میں جسکی خدمت انہوں نے ایسی وفاداری سے کی تھی باریابی پائی۔

رباعی

عیسےٰ کے مرتبے کو شائق سمجھو — بیمار ہو گر طبیب حاذق سمجھو
خالق کی سب خصلتیں ہیں اُسمیں نقش — مخلوق ہرگز نہیں۔ اُسے خالق سمجھو

دُعا اور بیبل کا مطالعہ

مطالعہ بیبل سے متعلق سوالات کا جواب دیا جائیگا - ہم اِن مضمون کورس کے لئے مفید بنانا چاہتے ہیں - اپنی رائے اور مشورہ سے ہمیں یاد و شاد کیجئے گا -

فروری	متی	
١	٢٢: ١٥ - ٤٦	اِن الفاظ کی تہ تک پہنچنے اور یسُوع کے جوابوں کے گہرے معنے سمجھنے کی کوشش کرو - وُہ اصل میں کیا کہتا ہے -
٢	٢٣: ١ - ٣٩	جو فریسی رُوح یاں مطعون کی گئی ہے کہیں اسکا نشان مجھ میں تو پایا نہیں جاتا - خصُوصاً آیات ذیل پر غور کرو ٣-٥-١١-٢٣ و ٢٨ -
٣	٢٤: ١ - ٢٨	اِن ابواب میں یروشلم کی تباہی اور دُنیا کی آخرت کی پیشینگوئیاں باہم ملی ہیں - یسُوع اپنے شاگردوں کو کیا (١) تنبیہہ (٢) حوصلہ (٣) اطّلاع دیتا ہے -
٤	٢٤: ٢٩ - ٥١	"جاگتے رہو" (٤٢ آیت) "تیار رہو" (٤٤ آیت) کیا میں اِن احکام کو مانتا ہُوں -
٥	٢٥: ١ - ٣٠	ان دو تمثیلوں سے ہمیں کیا سبق ملتے ہیں -
٦	٢٥: ٣١ - ٤٦	٤٠ آیت کیا مجھے یہہ سُننے کی توقع رکھنے کی کوئی وجہ ہے "کہ جبکہ"
٧	٢٦: ١ - ٣٠	آیات ٢٦ تا ٢٨ یعنے - کھانے - پینے کے معمولی معنے کیا ہیں؟ اور یسُوع اس عشا سے کیا رُوحانی صداقتیں سکھانا چاہتا تھا؟
٨	٢٦: ٣١ - ٥٦	یاں کن امُور کا ذکر ہے جن سے پطرس کا گرنا واقع ہوا -
٩	٢٦: ٥٧ - ٧٥	آیت ٦١ کیا یسُوع نے کبھی یہہ بات کہی؟ اُس نے کیا کہا تھا کس موقع پہ؟ اس کا بیان کیونکر اُلٹایا گیا؟

فروری	متی	
۱۰	۲۷: ۱ - ۲۶	اصل میں عدالت کس کی ہو رہی تھی - پلاطوس یا - مسیح کی؟ پلاطوس کی مانند ہر ایک شخص کو مسیح کی بابت فیصلہ کرنا ہے اور یوں وہ آپ اپنی عدالت کرتا ہے - یہہ کیونکر ؟
۱۱	۲۷: ۲۷ - ۴۴	۴۲ آیت - اس طعن میں کیا بات سچ تھی اور کونسی سچ نہ تھی؟ وہ کیوں آپکو بچا نہ سکا ؟
۱۲	۲۷: ۴۵ - ۵۶	مسیح کے صلیب دئے جانے کے بعد اُسکے دین کی حالت کیا تھی ؟ کیا ظاہرا اُسکے لئے کوئی اُمید تھی ؟
۱۳	۲۸: ۱ - ۳۱	آیات ۱۸ و ۲۰ - لفظ سب یا "سارا" چار دفعہ آتا ہے - کیا میں ہر ایک کے کامل معانی کو قبول کرتا ہوں

رسولوں کے اعمال

اب ہم رسولوں کے اعمال کا مطالعہ شروع کرتے ہیں - اِسکا مصنف مقدس لوقا ہے اور وہ گویا اپنی انجیل کو مکمل کرتا ہے - اپنی انجیل میں لوقا نے اُن باتوں کا ذکر کیا "جو یسوع شروع سے کرتا اور سکھاتا رہا تھا" (اعمال ۱: ۲) اس کتاب میں وہ ان کاموں کا بیان کرتا ہے جو یسوع آسمان پر ممتاز ہونیکے بعد کرتا رہا - وہ اس سلطنت کی توسیع کا بیان کرتا ہے جو یسوع نے قائم کی تھی - کہ کیونکر وہ یہودیوں سے ہو کر غیر اقوام تک پھیل گئی اور آخر کار روما میں جو دنیا کا دارالخلافہ تھا جا پہنچی - اس کتاب کی کلید پہلے باب کی آٹھویں آیت میں پائی جاتی ہے - یہہ ساری کتاب اس پیشینگوئی کی تکمیل ہے اور اس آیت کے اعتبار سے تین حصوں میں منقسم ہو سکتی ہے - یعنے (۱) ۱: ۱۳ تا ۷ باب "یروشلم" (۲) ۸ تا ۹ باب "یہودیہ اور سامریہ" (۳) ۱۰ تا ۲۸ "زمین کی حد تک" - اِس توسیع کا بھید

رُوح القدس کی قوت اور ہدایت میں تھا۔ اِسلئے اس کتاب کو اکثر روح القدس کی انجیل کا نام بھی دیا جاتا ہے۔

اس کتاب کا مطالعہ کرتے وقت خصوصًا رُوح القدس کی نسبت جو تعلیم دی گئی ہے اُسے بخُوبی سمجھنے کی کوشش کرو۔ ہر ایک باب کو پڑھ کر پُوچھو کہ رُوح القدس کی نسبت مجھے اس سے کیا تعلیم ملتی ہے۔ اِسکے تمام کاموں کی فہرست بنالو اور اس امر کا بھی لحاظ رکھو کہ کن طریق سے انجیل یہودیہ سے پرے پھیل گئی۔ رسُولوں کی منادی کے نفس مضمون پر فکر کرو۔ اُن واقعات کو جمع کرو جنمیں دُعا سے کام لیا گیا۔ ہر ایک تقریر کا خلاصہ بناؤ اور مقدس پولُوس کی زندگی، سیرت۔ اور کاموں کا مطالعہ کرو۔ دُعا کرو کہ جس رُوح القدس کے کاموں کا یاں بیان ہے ظاہر ہو کہ ہم اُسے کیونکر پا سکتے ہیں۔

فروری اعمال

۱۴	۱:۱ - ۲۶	آیت ۸۔ کیا میں نے قوت پائی ہے؟ اگر نہیں تو اسکی کیا وجہ ہے؟ قوت کا منبع کیا ہے؟ اسکا مدعا کیا؟
۱۵	۲:۱ - ۲۱	کیا ثالوث کے تیسرے اقنوم کا آنا ایسا ہی ضروری اور تواریخی ہے جیسے دوسرے کا؟ مطالعہ کرو۔ یوحنا ۱۴:۱۶ و ۱۶:۷ - ۸۔
۱۶	۲:۲۲ - ۴۷	آیت ۳۸ "انعام" دیکھو یوحنا ۲۰:۲۲ کیا میں نے یہ انعام پایا ہے۔ کن کن شرطوں کا ذکر ہے؟
۱۷	۳:۱ - ۲۶	معجزے کا طریق۔ جگہہ اور وقت کیا تھا؟ اسکا اثر (ا) اس شخص (ب) لوگوں (ج) رسُولوں پر کیا ہوا۔
۱۸	۴:۱ - ۳۱	عدالت۔ الزام۔ بچاؤ اور نتیجے پر غور کرو۔ رسُولوں نے مدد کی تلاش کہاں کی اور نتیجہ کیا ہوا؟

فروری اعمال

۱۹	۴: ۳۲ تا ۵: ۱۱	قدیم مسیحیوں کی بابت ہم کیا لکھا پاتے ہیں۔
۲۰	۵: ۱۲ - ۴۲	الزام۔ بچاؤ اور نتائج پر غور کرو۔ ۳۲ آیت میں رُوح القدس پانے کے لئے کس شرط کا بیان ہے؟
۲۱	۶: ۱ - ۱۵	ڈیکنوں کا تقرر۔ ملاحظہ کرو (۱) موقعہ (۲) ڈیکنوں کے چُننے کا طریق! (۳) کس قسم کے شخص چُنے گئے۔ استیفنس کا کام اور اس کی قوت کا بھید کیا تھا؟ دیکھو ۵: ۳ و ۵ و ۱۰۔
۲۲	۷: ۱ - ۲۹	استیفنس کی تقریر ۶: ۱۱ کے الزامات کے جواب میں ہے۔ دیکھو کہ جیسا ان دنوں ویسے ہی پچھلے دنوں میں بھی بعض برگزیدہ لوگوں نے خدا کی صداقت کو رد کیا۔ مثلاً دیکھو آیات ۹ و ۲۷ وغیرہ
۲۳	۷: ۳۰ تا ۸: ۴۰	آیت ۶۰۔ استیفنس نے یوں کس سے دُعا مانگنا سیکھا تھا۔ اس کا شہید ہونا کس کی زندگی میں بارآور ہوا مقابلہ کرو ۲۲: ۲۰۔
۲۴	۸: ۵ - ۴۰	شمعون کی غلطی کیا تھی؟ فیلبوس کے شخصی کام کرنے پر فکر کرو۔
۲۵	۹: ۱ - ۳۱	ساؤل کا رجوع لانا۔ جگہہ واقعات اور نتائج کو خیال میں رکھو۔ کیا میں مانتا ہوں کہ انسان آن کی آن میں خدا کی طرف پھر سکتا ہے؟
۲۶	۹: ۳۲ - ۴۳	"اُٹھ" (آیات ۳۴ و ۴۰) کیا میں کبھی اپنی ذاتی کمزوری سے یسوع کی قوت میں اُٹھا ہوں۔
۲۷	۱۰: ۱ - ۲۳	اِن واقعات سے مسیحی دین کی آئندہ حالت پر کیا تاثیر ہوئی؟ کرنیلیس اور پطرس جب رویا اتری تو وہ کیا کر رہے تھے؟
۲۸	۱۰: ۲۴ - ۴۸	جماعت۔ واعظ۔ وعظ۔ اور نتائج کا مطالعہ کرو۔

کامیابی

(یشوع ۱ باب ۸ آئت)

سنہ ۱۹۱۰ئہ کے لئے نئے سال کا پیغام

(از مس ہیولٹ صاحبہ۔ امرتسر)

کس مسیحی خادم کو کامیابی کی تمنا نہیں۔ کون اسکے لئے دُعا نہیں مانگتا اور توقع نہیں رکھتا۔ کتنے لوگ مایوس ہوگئے ہیں کیونکہ انکو ہمیشہ یا کبھی وہ کامیابی نصیب نہیں ہوئی جسکی وہ اُمید رکھتے تھے۔ کامیابی کسکو کہتے ہیں؟ یہہ کارناموں کی فہرست یا طلبا اور نومریدوں کی تعداد نہیں ہے۔ بلکہ یہہ اُوپر کو بڑھتے چلے جانا ہے۔ یہہ تاریکی پر نور کا غلبہ اور جہالت کی جگہہ علم اور رنج و محن کے بجائے شادمانی اور راحت کا نام ہے۔ آؤ اس نئے سال کو دلاوری کے ساتھہ شروع کریں اور کریم خدا سے اُوپر کیطرف ترقی کی اُمید رکھیں"۔ ہم مشنریوں سے بعض اشخاص شائد کبھی کبھی خیال کرتے ہیں کہ ہماری مشکلات بہت ہیں اور ہماری محبت کی خدمات کا ہلکا سا صلہ ہمکو ملتا ہے۔ شائد یہہ درست ہو لیکن ہم خدا کے پہلے خادم نہیں ہیں جنکا یہہ تجربہ ہے۔ تواریخ میں اسکی بیشمار نظائر پائی جاتی ہیں۔ ذرا یشوع کے حال پر غور کرو خدا نے اسکے آگے ایک نہائت مشکل کام رکھا تھا ہم اسکے اور اپنے حالات میں مشابہت دیکھہ سکتے ہیں اور یقیناً وہی فضل جو اُسکے لئے کافی ہوا تھا ہماری بھی مدد کریگا۔

(۱) یشوع ایک ایسے شخص کا جانشین تھا جو نہ فقط ہزاروں میں سے ایک تھا بلکہ ایسا شخص جسکی مانند روئے زمین پر سوائے اس مبارک مرد کے کوئی نہیں ہوا جو اسکی مانند تھا۔ ذرا غور کیجئے کہ موسیٰ کا جانشین ہونا کچھ آسان بات نہیں۔ لیکن خدا یشوع کے ساتھہ ہے اور اسکو فرماتا ہے کہ دلاوری کر اور تو کامیاب ہوگا گویا وہ یہہ کہہ رہا ہے کہ تم موسیٰ نہیں ہو اور نہ موسیٰ کی مانند بن سکتے ہو لیکن میرا فضل تمہارے لئے بھی کافی ہے۔ موسیٰ کے جانشین

کے لئے بھی وُہی فضل کفائت کریگا اور تمہاری کمزوری کے وقت مددگار ہوگا اور جو بڑے بڑے کام تمہیں ناممکن معلوم ہوتے ہیں اُنکو سرانجام دیگا۔ حاصل کلام تُو ہاں تُو ہی کامیاب ہوگا۔

(ب) یشوع ایک سرکش اور باغی قوم کا پیشوا تھا۔ مرد حلیم موسیٰ بھی انکی گردن کشی کا شاکی تھا۔ یشوع کو ایسی قوم کی پیشوائی کرنی پڑی۔ انکا انتظام کرنا اور انکو تابع رکھنا اور جنگ کے لئے تدابیر سوچنا اسکا کام تھا۔ اور معلوم نہیں کسوقت اس کے غصّہ سے انکی بغاوت کی آگ بھڑک اُٹھیگی۔ لیکن خداوند کی وُہی خاص حضوری اُسکے ساتھ تھی جو نئے عہد کے اوّل مشنریوں کے ساتھ تھے اور وُہی پیغام اُسکے دل کو تقویّت دینے والا بھی تھا۔ "میں تیرے ساتھ ہُونگا" کا مقابلہ "دیکھو میں زمانہ کے آخر ہونے تک تمہارے ساتھ ہوں" کے ساتھ کرو۔ گویا اُسنے فرمایا کہ خواہ یہہ ہزاروں لوگ تیرے برخلاف اور تیرے دِل پر پتھر کی طرح بھاری ہُوں مگر میں تجھے کبھی ترک نہ کرونگا۔ اور تو کامیاب ہوگا۔ کیونکہ میری حضوری تیرے ساتھ ہوگی۔

(ج) یشوع کو ملک کنعان فتح کرنے کو جانا تھا۔ گویا مشکلات کے پہاڑ کا سامنا تھا۔ دشمن خونخوار اور جنگجو تھے۔ مگر اس باب میں کیسا عُمدہ وعدہ خدا اسکے ساتھ کرتا ہے۔ "تیری زندگی بھر کوئی تیرا سامنا نکر سکیگا جس طرح مَیں موسیٰ کے ساتھ تھا تیرے ساتھ ہونگا میں تجھسے غافل نہ ہونگا اور نہ تجھے چھوڑونگا" فقط تو مضبوط ہو اور خوب دلاوری کر"۔ "خوف نہ کھا اور بے دِل مت ہو کیونکہ خداوند تیرا خدا جہاں جہاں تو جاتا ہے تیرے ساتھ ہے"۔ جیسی کامیابی یشوع کو حاصل ہوئی بہت تھوڑے آدمیوں کو نصیب ہوئی ہوگی۔ شاید بہت سے مسیحی کارندے یشوع اور دیگر کامیاب اشخاص کو بائبل کی ایسی تصاویر سمجھتے ہیں جو دیکھنے میں خوشنما مگر حالات میں بالکل مختلف ہیں۔ انکو یقین دلانا محال ہے کہ وُہ بھی ہمارے ہمجنس انسان تھے اور جو فتح انکو حاصل ہوئی وُہ آج کے دِن خدا کے تاکستان کے ہرایک کارندہ اور خداوند کے جنگ میں

ہر ایک لڑنیوالے کا حصّہ بھی ہے۔ ہمیں بھی اکثر مشکلات کا سامنا آپڑتا ہے۔ اکثر اوقات خودسر لوگوں کی ہدایت کرنا اور انکو سکھانا پڑتا ہے۔ اور جس زمین کے فتح کرنیکا خدا نے ہمکو حکم دیا ہے وُہ مشکلات سے پُر ہے اور عدو ہمارے خداوند اور اُسکے مسیح کے خلاف مسلّح ہو رہے ہیں۔ یقیناً کنعان کی اقوام کا مقابلہ یشوع کیلئے ایسا مشکل نہ تھا جیسا کہ ہندوستان میں انجیل کے دشمنوں کا ثابت قدم مشنریوں کیلئے ہے۔ لیکن مہربانی کا وعدہ بھی اسکے ساتھ ہے۔ آؤ یشوع کے پہلے باب کے اس یقینی وعدہ پر توکّل کر کے نئے سال میں قدم ماریں۔ مگر ہمیں کامیابی کی شرط کو بھولنا نہیں چاہیئے وُہ کیا ہے جو مشنری کی مشکلات میں کامیابی بخشتا ہے۔ اور اسکے ہر قسم کے کام میں مددگار ہوتا ہے۔ وُہ ہے شوق اور دُعا کے ساتھ بلا ناغہ خُدا کے کلام کی تلاوت۔ بہت سے لوگ اس جنگ میں بہت کچھ اپنی طاقت پر بھروسا کر کے جاتے ہیں اور کلام الٰہی کے خزانوں سے مالا مال نہیں ہوتے۔ صبح کی مشکل اور تھکانیوالی خدمت سے پیشتر جلدی جلدی دو چار آیات سرسری طور پر پڑھ جانا اور خدا کی مرضی کا بہت تھوڑا علم رکھنا ناکامیابی کا خاص سبب ہے۔ اس شریعت کی کتاب کا ذکر تیرے منہہ سے چھوٹ نہ جائے۔ اِس فقرہ میں الٰہی صداقت کا دلیرانہ اظہار ہے۔ "تُو رات دن اس میں غور کیا کر" اس سے یہہ مراد ہے کہ ہم خُدا کے کلام کو شوق اور محبت اور عزت اور سمجھ کے ساتھ مطالعہ کریں اور اسپر سوچیں اور خود انکاری کر کے اپنی خاص طاقتیں اس پر لگائیں وقت صرف کریں تاکہ اُس سب پر جو اسمیں لکھا ہے دھیان رکھکے عمل کریں۔ اس میں سادہ متابعت پائی جاتی ہے۔ اگر ہندوستان کا ہر ایک مشنری ان احکام ثلاثہ پر جو یشوع اور ہم کو دئے گئے ہیں پُورے طور پر عمل کرے تو ۱۹۰۰ء کیسا بھاری کامیابی کا سال ہوگا۔ لیکن ہمیں اس وقت کا منتظر نہیں رہنا چاہیئے کہ جب سیمیوں کا کوئی خاص مجمع کلام خُدا کے مطالعہ کی تحریک دلائے تو ہم اسوقت شروع کرینگے بلکہ جو ان الفاظ کو پڑھتے ہیں آج ہی یشوع کے خُدا پر جو کل اور آج اور ابد تک یکساں ہے پُورا توکّل کر کے ارادہ کرے کہ خدا کا کلام ہمارے اوقات میں اور کاروبار میں اور صلاح مشورہ میں اوّل درجہ پر ہوگا۔ اور بجائے جلدی جلدی چند منٹ صرف کرنیکے گھنٹوں تک صبر سے اسکا مطالعہ کیا کرینگے۔ اور اسمیں کچھ شک نہیں کہ یہہ وعدہ کا کلام انکے دلمیں مؤثر ہوگا اور انکی زندگی کے ہر ایک محل میں اسکا پھل نمودار ہوگا۔ "تب تُو اپنے راہ میں اقبالمند ہوگا اور تب ہی تُو کامیاب ہو جائیگا"۔

ایک عجیب مہمان

دن بھر میں کام میں بہت مصروف رہا تھا اور رات کے وقت جب میں اپنے بچوں کو لٹا کر آرام چوکی پر بیٹھا تو مجھے بڑا آرام سا معلوم ہؤا۔ سونے سے پیشتر انہوں نے اپنا شام کا گیت گایا تھا۔ ایک بند نے میرے دل پر عجیب تاثیر کی۔ میں نے پیشتر بھی اُسے کئی بار پڑھا تھا۔ لیکن اِس دفعہ مجھے اُس میں ایک نئی خوب صورتی اور اثر معلوم ہؤا۔ وہ بند یہ تھا:

نہ اِک نظر جبکو نہووے قیام میر راہ کا۔ نا مکمل کلام
ہے بلکہ میری تجھسے یہ التجا میرے ساتھ رہنے کو مالک آتو آ
رہا جسطرح تو شاگردوں کے ساتھ اُسی طرح مجھپر بھی ہو تیرا ہاتھ
تو صابر فروتن تکلّف سے دُور رفیق و شفیق اُنکا تھا اے غفور
یہ خواہش ہے میری اے ابنِ خدا کہ مجھسے نہووے تو ہرگز جدا

اِس آئت کی یاد میرے دل میں بار بار آتی تھی اور میرے دل میں یہ خیال پیدا ہؤا کہ بھلا فرض کیا کہ وہ میرے ہاں ایسے ہی آئے جیسے وہ اپنے شاگردوں کے ساتھ رہتا تھا۔ کیا مَیں اُسے اپنے ساتھ رکھنے کو تیار ہوں۔ اِس مضمون پر فکر کرتے کرتے میری آنکھ لگ گئی اور مَیں خواب میں کیا دیکھتا ہوں کہ

میرے کمرے کا دروازہ کھلا اور ایک شخص اندر داخل ہؤا۔ جسے میں نے فوراً پہچان لیا کہ وہ مسیح ہے۔ یہ وہ جلال یافتہ منجّی نہ تھا جس کی رویا یوحنا نے جزیرہ پتموس میں دیکھی۔ لیکن اُس نے ہمارے گیت کی دُعا کا جواب دیا اور فروتن انسانی صورت میں آیا تھا۔

ہاں صابر۔ فروتن تکلّف سے دُور

میں اُس کے حضور گھٹنوں کے بل سربسجود کھڑا ہو گیا۔ لیکن اُس نے میرے سر پر ہاتھ رکھ کے کہا اُٹھ کیونکہ میں تیرے ساتھ رہنے کو آیا ہوں۔

ہاں مجھے اپنا خواب کچھ کچھ بھولتا ہے۔ لیکن مجھے دوسری صبح کا سماں یاد ہے کہ میں اپنے بچوں کو اکٹھا کرکے بتا رہا تھا۔ کہ یسوع ہمارے ہاں اِس مکان میں رہنے کو آیا ہے۔ بچے خوشی سے تالیاں بجانے لگے اور میری پیاری بیوی کے چہرے پر ایک عجیب خوشی ظاہر ہوئی۔ اُسی وقت خود خداوند کمرے میں آ داخل ہُوا اور ہم چاشت کے لئے دسترخوان پر بیٹھے۔ میں اُس سلامتی کا بیان کن الفاظ میں ادا کروں۔ جو ہمارے دلوں میں پیدا ہوئی اور جب وہ ہم سے کلام کرتا تھا تو ہمارے دلوں میں کیسے جوش پیدا ہُوا۔

لیکن جب کھانا ختم ہو چکا اور ہم نے اکٹھے خاندانی عبادت کی۔ جو اُس دن ہمارے لئے سچ مچ آسمانی خوشیوں کا ذائقہ پاتا تھا۔ تو میں بڑی گھبراہٹ میں پڑ گیا۔ میں اپنے عجیب مہمان سے کیا کروں۔ یہ خلافِ ادب تھا کہ میں اُسے گھر میں پیچھے چھوڑ جاتا۔ لیکن کام پر نہ جانے سے مجھے سخت نقصان پہنچتا۔ یہ امر تو یقینی تھا کہ میں اُسے ہمراہ لے جا نہیں سکتا تھا۔ بھلا کسی نے کب سُنا۔ کہ کوئی مسیح کو دفتر میں ساتھ لے جاتا ہے۔

مُنجّی ضرور میرے خیالوں سے واقف ہوگا۔ کیونکہ اُس نے فرمایا کہ میں تیرے ہمراہ چلونگا۔ کیا تُو نے مجھے نہیں کہا تھا کہ صرف رات بھر ٹھیرنے کو نہیں بلکہ ہمیشہ تک میرے ساتھ رہنے کو آ۔ سو آج سے جو کچھ تُو کرے گا۔ میں تیرے ہمراہ رہونگا۔ دیکھو میں ہمیشہ تیرے ساتھ ہوں ہاں دُنیا کے آخر تک۔ یہ مجھے کچھ عجیب سا معلوم ہُوا۔ لیکن میں کچھ کہہ نہ سکا۔ سو خداوند کو ساتھ لئے دفتر کو چلا۔

اپنے دفتر میں میں نے ایک شخص کو پایا۔ جو بڑی بےچینی سے میری راہ دیکھ رہا تھا۔ وہ میرا گماشتہ تھا اور میرا اکثر کام سرانجام دیا کرتا تھا۔ سچ پوچھئے تو میں اُسے دیکھکر بالکل خوش نہ ہُوا۔ کیونکہ مجھے ڈر تھا کہ کہیں وہ ایسے معاملات پیش نہ کرے۔ جنہیں میں خداوند کے سامنے منظور کر نہیں سکتا تھا۔

جس امر کا مجھے کھٹکا تھا۔ وہی ہُوا۔ وہ مجھے ایک ایسے معاملہ کی اطلاع کرنے آیا تھا۔

جو رواجِ تجارت اور عام لوگوں کے خیال کے مطابق بالکل ٹھیک اور بادیانت تھا۔ لیکن اُس کا اصلی مقصود یہ تھا کہ مَیں ایک اور شخص کو خطرے میں ڈال کر آپ نقصان سے بچتا تھا۔ اُسنے خداوند کا کچھ بھی خیال کئے بغیر سارا معاملہ میرے پیش کیا۔ شائد اُس نے خداوند کو دیکھا بھی نہیں +

میں اپنی شرمساری اور تلخی کا بیان ہی نہیں کرسکتا۔ مَیں جانتا تھا کہ سچی راستی کا پاس کئے مَیں اِس معاملے کو ہرگز منظور نہیں کرسکتا۔ لیکن مَیں اِس امر کو بھی چھپا نہ سکا کہ گماشتہ نے ایسے طریق اور لہجے سے اُس کا بیان کیا کہ اُسے پورا یقین تھا کہ مَیں بڑی خوشی سے اِس معاملے کو منظور کرونگا اور اِسکی ہوشیاری کی داد دونگا۔ اِس سے مسیح پر کیا ظاہر ہوگا کیا اُسنے یہ معلوم نہو جائیگا کہ کاروبار میں بھی خیال اور اصُول میرے مدِ نظر تھا۔ کہ کس طرح سے میرا اپنا فائدہ ہو +

جب مَیں نے باین وجہ اِس معاملہ کو نامنظور کیا کہ اِس سے کسی دوسرے شخص کو نقصان پہنچتا ہے تو گماشتہ نے بڑی حیرانی کا اظہار کیا اور اِس خیال سے فوراً اُٹھکر چلا گیا کہ میرے دماغ میں فتور آگیا ہے +

شرمسار ہوکر مَیں اپنے خداوند کے قدموں میں جا پڑا اور تضرع کرنے لگا کہ میرے پچھلے گناہوں سے مجھے معافی دیجئے اور آگے کو مجھے قوت عطا فرمائیے +

اِس پر اُس نے بڑی شفقت اور نرمی سے فرمایا میرے بیٹے تو تو یوں کلام کرتا ہے کہ گویا میری حضوری تجھے کوئی عجیب اور انوکھی بات معلوم ہوتی ہے لیکن مَیں تو ہمیشہ تیرے ساتھ رہا ہوں۔ مجھے تو یہ دیکھ دیکھکر رنج ہوتا تھا کہ تُو کاروبار میں لوگوں سے کیسے سلوک کرتا ہے اور مجھے حیرانی ہوتی تھی کہ کیونکر تُو میرے وعدے کو بھول جاتا ہے کہ مَیں ہمیشہ تیرے ساتھ رہونگا۔ کیا مَیں نے اپنے خادموں سے نہیں کہا۔ مجھ میں قائم رہو اور مَیں تم میں +

اُس نے ابھی یہ فرمایا ہی تھا کہ ایک اور شخص میرے دفتر میں داخل ہُوا۔ وہ ایک ایسا شخص تھا جسے مَیں کسی صورت ناراض کر نہیں سکتا تھا اور مَیں اُسکی ایسی عزت و تکریم کیا کرتا تھا جو میرے دل سے نہ تھی۔ وہ ناشائستہ۔ بے شعور اور اکثر بدزبان بھی تھا +

اُسے ابھی آئے چند منٹ بھی نہ گذرے تھے کہ اُس نے ایک ایسا لفظ مُنہ سے نکالا کہ مارے شرم کے میرے چہرے کا رنگ اُڑ گیا۔ ایسی باتیں میں نے اُسکے مُنہ سے اکثر پہلے بھی سُنی تھیں اور گو وہ مجھے ناگوار گذرا کرتی تھیں میں اُسے ناراض کرنے سے ڈرتا تھا۔ اِسلئے یونہی مُسکرا دیا کرتا تھا۔ لیکن اب مجھے ایسے خیال گذرا۔ جیسے یہ لفظ اگر کسی مُعزز صاحب حیا خاتون کے سامنے کہے جاتے اور اُس قدوس کے خیال سے جو ان باتوں کو سُن رہا تھا۔ مجھے اور بھی زیادہ شرم آئی۔

بڑے ادب سے میں نے اپنی ناراضگی کا اظہار کیا۔ اِس پر اُسے غصہ آیا اور یہ کہکر چلتا بنا کہ تم دیوانہ ہو گئے ہو۔

میں پھر معافی کے لئے مسیح کی طرف پھرا اور یہ خیال میرے دل میں پیدا ہوا کہ گو یا میں نے کبھی نہیں دیکھا۔ لیکن خداوند میری سب باتیں جو اس شخص سے ہوتی رہیں دیکھتا اور سُنتا رہا ہے۔

اب ساتھ کے کمرے میں جہاں میرے منشی کام کر رہے تھے میں بلایا گیا اور کیا دیکھتا ہوں کہ ایک منشی نے ایسی فاش غلطی کی ہے جس سے بڑا جھگڑا اور شائد نقصان بھی پیدا ہو۔ مزاج سے میں بہت زود غصہ ہوں۔ اسلئے میری طبیعت قابو سے جاتی رہی۔ اور بڑی بد زبانی اختیار کی۔ پیچھے مُڑ کر کیا دیکھتا ہوں کہ دفتر کے کمرے سے یسوع نکل کر میرے ساتھ ہو لیا تھا اور میرے ساتھ کھڑا میری باتیں سُن رہا تھا۔

میں پھر نادم ہوا اور اُس سے رحمت چاہی۔

خطوط کھولنے پر مجھے معلوم ہوا کہ بڑی سخت مشکلیں پیدا ہو گئی ہیں۔ دفعتہً میں ایسے خطرے میں آ پڑا تھا کہ اگر چند گھنٹوں میں مدد نہ ملے تو میرے تمام کاروبار کے برباد ہو جانے کا اندیشہ تھا۔ مجھے خیال تک نہ تھا۔ کہ یہ مدد کہاں سے آئے گی۔ لیکن یہ چٹھی میں نے خداوند کے سامنے رکھدی اور اُسے عرض کیا۔

خداوند اگر آپ یاں نہ ہوتے تو مَیں بارِ غم سے دب مرتا۔ لیکن اب مَیں بڑے توکّل اور خوشی
سے یہ سب کچھ آپ کے ہاتھوں میں سونپتا ہوں ◆

اِس پر آپ نے فرمایا۔ اے کم اعتقاد۔ چونکہ تُو نے مجھے دیکھا تُو مجھ پر ایمان لایا ہے۔ مبارک
ہیں وہ۔ جنہوں نے نہیں دیکھا۔ پھر بھی ایمان لائے ◆

گو میرے ایمان کی کمی پر اُسنے مجھے سرزنش کی تاہم اُسنے مجھے مشکل میں راہ دکھائی اور
میرے مُنہ میں خوشی کا ایک نیا گیت ڈالا۔

اِس عجیب دن میں کئی ایسے واقعات پیش آئے اور خداوند کی حضوری جو میرا خیال
تھا کہ باعثِ راحت ہوگی۔ باعثِ تنبیہ و سرزنش ہوئی۔ اب مجھ پر روشن ہوا اور اِس امر
کا مجھے خیال تک نہ تھا کہ مَیں نے اپنی زندگی کی ساری روش اِس خیال پر ڈالی تھی کہ
اُس کا مجھ سے کچھ تعلق نہیں ◆

لیکن برعکس اِسکے اُس دن میں ایسے کئی موقعے آئے کہ جن سے میری جان خوشی
سے بھر گئی۔ ہاں جب اُس نے مُسکرا کر مجھے اپنی قبولیت کا اظہار دیا۔ یا جب معافی اور مغفرت
کے کلمے سُنائے یا میری حیرت بھری آنکھوں کو اپنی سیرت و شخصیت کی کوئی نئی خوبصورتی
دکھائی۔ یہ واقعہ اُسوقت ہوا۔ جب ہم دفتر سے گھر واپس آئے اور تمام بچے اُس کے گرد جمع
ہوگئے اور اُسے اپنے کھلونے اور کبوتر اور چوزے دکھانے چاہے۔ مَیں نے اُنہیں جھڑک کر
کہا کہ چلو بھاگ جاؤ۔ لڑکو آقا کو ایسی باتوں سے تکلیف نہ دو◆

وہ کُرسی پر بیٹھ گیا اور میرے چھوٹے لڑکے کو اپنے گھٹنوں پر بٹھالیا اور میری دونوں بیٹیوں
کو اپنے پاس بُلایا اور مجھے کہنے لگا ◆

اِن چھوٹے بچّوں کو میرے پاس آنے دو کیونکہ آسمان کی بادشاہت ایسوں ہی کی ہے ◆

اُس نے لڑکے کے سر پر اظہارِ برکت میں اپنا چھدا ہُوا ہاتھ پھیرا۔ اور پھر میرے دل
میں ایک عجیب خوشی پیدا ہوئی۔ اِس پر نجات دہندہ اُن کی چیزیں دیکھنے کو اُن کے

ہمراہ گیا۔ اور جب بچّے اپنے ٹوٹے پھوٹے لفظوں میں اُسے بتانے لگے کہ ہم کیونکر اُس سے محبّت رکھتے ہیں جس نے پہلے ہم سے محبّت کی تو وہ کیسے شفقت سے مُسکرایا +

پھر میں جاگ اُٹھا اور دیکھو یہ سب خواب تھا +

لیکن اِس خواب سے میرے دل میں اکثر یہ خیال پیدا ہُوا ہے کہ ہمیں اپنے مُنجّی کی حضوری کی پہچان کیسی کم حاصل ہے۔ کیونکہ ہماری زندگیوں پر اُسکی کم تاثیر ہے کیا ہم اِس بیان کی اپنی روزمرّہ چال سے اکثر تردید نہیں کرتے کہ مسیح ہمارے ساتھ رہتا ہے۔ اور مسیح کے یہ الفاظ جو اُس نے ہمیں دنیا میں فرمائے تھے اور جو اُس نے خواب میں پھر دُہرائے مجھے بڑے پُر معنی اور مؤثر معلوم ہوئے۔ مبارک ہیں وہ جنہوں نے مجھے نہیں دیکھا پھر بھی مجھ پر ایمان لائے ہیں۔ مُجھ میں قائم رہو اور میں تم میں۔ دیکھو میں ہمیشہ تمہارے ساتھ ہوں۔ ہاں دُنیا کے آخر تک +

بقیہ مخمّس ناصر

ہرگز نہیں ہے کام کی اے دل تری روش ۔۔۔ جی تک جلائے دیتی ہے عصیاں کی آب و تپش
اُس جا سوا نہیں ہے کہیں رُوح کی خورش ۔۔۔ رفتارِ برق ہے اگر ایمان کی کشش

اے جذبِ دل ہو بیتِ لحم کو روانہ آج

رحمت کا ابر سارے جہاں پہ ہے چھا گیا ۔۔۔ عصیاں کی گرد کو وہ برس کر بٹھا گیا
ظلم و جفا و جور کا دَور چلا گیا ۔۔۔ شہزادۂ سلامتی و صُلح آ گیا

شیطاں کا اِس جہاں سے اُٹھا آب و دانہ آج

کپڑے بدلئے دل کے وگرجے کو جائیے ۔۔۔ گھٹنوں پہ گرئیے سر کو بھی اپنے جھکائیے
ناصرؔ حق جو آرزو ہو دل میں زباں پہ وہ لائیے ۔۔۔ ایماں کے ساتھ تیر دُعا کا لگائیے

منّت کی آرزو ہے نہ چُوکے نشانہ آج

دیکھو دلہا آتا ہے

ہمارے خداوند کی دوسری آمد کا مضمون ایک نہایت دلچسپ اور دلکش مضمون ہے۔ مگر افسوس ہے کہ اِس پر کماحقہ توجہ نہیں کیجاتی۔ دل تو چاہتا ہے کہ کوئی شخص ہم کو بتا سکے کہ وہ دن کب ہوگا مگر جن وقتوں اور موسموں کو خدا نے اپنے ہی ہاتھ میں رکھا ہے انسان کوتاہ بین اُسکو دریافت نہیں کرسکتا۔ باوجود اِسکے بعض نبوّت کے تفسیر و تعبیر کرنے والوں نے عین وقت کا پتہ دینے کی کوشش کی ہے مگر اِسوقت تک سب حساب غلط ثابت ہوئے ہیں۔ ایک بات یقینی ہے کہ ہمارا خداوند جلد آنے والا ہے۔ اگر مقدس رسول اپنے زمانہ کو آخری سمجھکر مسیح کی آمد کے منتظر تھے تو ہم کو جو قریب دو ہزار سال اُن کے بعد پیدا ہوئے ہیں کس قدر شوق سے اُس دن کا انتظار کرنا ضرور ہے۔ اُس دن کی راہ دیکھنے والے دنیا کے معاملات میں ویسے ہی یقینی نشانات دیکھتے ہیں جیسے موسم کی شناخت کرنے والے زمین اور آسمان کے آثار میں دیکھا کرتے ہیں۔ اُمید ہے کہ ہم گاہ بگاہ اِن نشانات اور خداوند کی آمد کے متعلق دیگر مضامین کو اِس رسالہ میں درج کیا کرینگے۔ اِسوقت منجملہ دیگر تصانیف کے ایک مضمون ہمارے سامنے ہے جو ہمارے معزز مدراسی ہمعصر نے بطور ضمیمہ کے شایع کیا ہے۔ اِسکا عنوان متی کی انجیل ۲۵ویں باب کی ۶ آیت کے یہ الفاظ ہیں کہ "دیکھو دلہا آتا ہے۔ اُسکے استقبال کے واسطے نکلو"۔ ہم اسوقت فقط اِس دلچسپ مضمون کا خلاصہ درج کرسکتے ہیں +

راقم مضمون انیسویں صدی کے چند حالات پر نظر دوڑا رہا ہے اور کتابِ مقدس کی بعض پیشین گوئیوں کے ساتھ اُن کا مقابلہ کرکے ثابت کرتا ہے کہ حقیقت میں خداوند کی آمد بہت قریب ہے۔ اوّل وہ دانیل نبی کے اِن الفاظ پر غور کرتا ہے کہ "بہتیرے اِدھر اُدھر دوڑینگے اور دانش زیادہ ہوگی"۔ اِس نبی کے زمانہ سے اب تک کبھی اِس قدر دوڑ دھوپ اور علم کی ترقی دنیا میں ظاہر نہیں ہوئی جیسی کہ اِس صدی اور خصوصاً اُسکے آخری پچاس سال میں ہوئی ہے

ریل تار برقی دخانی کلیں اور دیگر عجیب و غریب ایجاد اِس پر شہادت دے رہے ہیں۔ ہوا اور برقی طاقت سے انسان نے وہ کام لئے ہیں جو قریب خدائی دعوے کی حد تک پہنچتے ہیں علمی ترقیوں پر کس قدر عرقریزی ہو رہی ہے۔ اور سائنس کے شیدائی نئی معلومات کے لئے اپنا جان و مال وقف کر رہے ہیں +

دویم۔ ملکِ کنعان اور یہودیوں کی موجودہ حالت بھی اُسی طرف اشارہ کرتی ہے۔ رُوس کی ایذا رسانی اور آسٹریا اور جرمنی اور فرانس کی مخالفت کے باعث ہزارہا یہودی اپنے آبائی وطن کی طرف مراجعت کر رہے ہیں جس قدر یہودی ۱۸۹۱ء سے اپنے ملک کو واپس آئے ہیں عزرا اور نحمیاہ کے زمانہ میں اسیری سے بھی واپس نہ آئے تھے۔ ایک سوسائٹی یہودیوں کو کنعان میں آباد کرنے کے لئے قائم ہوئی ہے۔ اجنبیوں کے فرزند یروشلم کو از سرِ نو تعمیر کر رہے ہیں اور وہ بھی اُسی مقام پر جو یرمیاہ ۳۱: ۳۸-۴۰ میں مندرج ہے۔ اور اُسکی آبادی اُسی طرح بڑھتی جا رہی ہے جیسی کہ اُن شہروں کی جنکی شہر پناہ نہو (دیکھو زکریاہ ۲: ۴) وینا اور جنوا اور رُوما کے یہودی یروشلم میں ہیکل کو از سرِ نو تعمیر کرنے کی حقیقتاً تجویز اور تیاری کر رہے ہیں۔ مختلف مقامات کے یہودی یسوع ناصری کو مسیح ماننے لگے ہیں اور یہ سب آثار غیر قوموں کی مقررہ میعاد کے حساب کے ساتھ ٹھیک بیٹھتے ہیں +

سویم۔ جگہ جگہ بھونچال آئینگے۔ متی ۲۴: ۷۔ جوں جوں وہ روز نزدیک آتا ہے زمین میں بے قراری کے باعث ہل چل مچ رہی ہے۔ قابلِ لحاظ ہے کہ مسیح سے پیشتر سترہ صدیوں میں فقط اٹھاون زلزلوں کا حال تواریخ سے ثابت ہے جن میں سے فقط چار خطرناک تھے۔ پھر نویں مسیحی صدی تک ایک سو ستانوے زلزلے آئے منجملہ اُنکے پندرہ خطرناک۔ بعد اُسکے چھ سو سال تک ۵۳۲ و ۹۴۔ اٹھارھویں صدی تک ۲۰۰ و ۱۰۰ علے الترتیب اب اُنیسویں صدی کے اول نصف میں سو تین ہزار سے زیادہ بھونچال آئے ہیں جن میں سے ۵۳ بربادی بخش ہیں۔

۱۸۶۷-۶۸ء میں تو دُنیا کے مختلف مقامات میں کم از کم چار ہزار بھونچال محسوس ہوئے گزشتہ دس

سال کے عرصہ میں کیسے کیسے عظیم زلزلے دنیا میں ہوئے ہیں۔ اور کتاب مقدس سے معلوم ہوتا ہے کہ ان سے بھی زیادہ کثیر التعداد اور خوفناک بھونچال آنے والے ہیں (دیکھو یسعیاہ ۲۴: ۱۹، ۲۰ حجی ۲: ۶ و مکاشفات ۱۶: ۱۷-۲۰

چہارم۔ انجیل کی منادی تمام دنیا میں ہوگی۔ متی ۲۴: ۱۴ انجیل کی اشاعت کی خاطر کتنی مشنری سوسائٹیاں جدوجہد کر رہی ہیں۔ موجودہ صدی میں بائبل اور ٹریکٹ سوسائٹی نے کس قدر خدمت کی ہے فقط پادری سپرجن صاحب کی تقریری اور تحریری وعظوں کی آواز ایک ہفتہ میں دو لاکھ اشخاص تک پہنچتی تھی۔ مسٹر موڈی اور جنرل بوتھ صاحب کی کوششوں کے ذریعہ کتنے لوگوں کو انجیل سنائی گئی ہے ✦

پنجم۔ نبوت کے مطالعہ اور ہمارے خداوند کی دوسری آمد پر بڑا زور دیا جاتا ہے۔ بعض اشخاص فقط اسی مضمون کی منادی کیا کرتے ہیں۔ چند اخبارات محض اسی مدعا کے لئے وقف کئے گئے ہیں۔ مختلف تصانیف میں خصوصاً اس مضمون کا ذکر پایا جاتا ہے۔ دانیل نبی کی کتاب اور مکاشفات کی تفسیر پر زیادہ توجہ ہو رہی ہے۔ بعض مجمعے اسی مقصد سے جاری کئے گئے ہیں۔ بعض ہیئت دان ستاروں میں اس نبوت کے اثبات مطالعہ کر رہے ہیں ✦

ششم۔ پولوس رسول تمطاؤس کی طرف دوسرے خط میں (۳: ۱-۵) بُرے آخری وقتوں کے آثار کا ذکر کرتا ہے کیا یہ بُرے آثار ہمارے درمیان موجود نہیں ہیں۔ حد درجہ کی بے ایمانی پھیل رہی ہے۔ جرائم ترقی پر ہیں۔ دنیا لالچ کے پیچھے جا رہی ہے اور روپیہ کی محبت افراد اور اقوام کا ہدف ہے۔ کیا آج کل مسیحی کلیسیا لادوقیا کی کلیسیا کی طرح نیم گرم نہیں ہے ہم سکے دعاوی بڑے ہیں اور رسومات پر اس کا زور ہے۔ حقیقت میں زمانہ ایسا خطرناک ہے کہ کتاب مقدس کی صداقتوں پر بھی شبہ کیا جاتا ہے ✦

ہفتم۔ قوم قوم پر اور بادشاہت بادشاہت پر چڑھ آئے گی۔ متی ۲۴: ۷

اگر ہم دنیا کی موجودہ حالت پر غور کریں تو بآسانی قیاس کر سکتے ہیں کہ اس پیشین گوئی کی

تکمیل ممکن الوقوع ہے۔ ایشیا اور یوروپ کی مہذب اقوام جنگ کے لئے مستعد ہیں۔ سلطنتیں گولی سکہ کیسی تیزی سے تیار کر رہی ہیں۔ رُوس اور جرمنی کے حدود پر پہرے جمے ہیں۔ ٹرکی پر سلاطین کی نگاہ ٹیڑھی ہے۔ چین اور جاپان کی طرف پیچیدگی بڑھ رہی ہے اور شمالی اور جنوبی افریقہ میں لڑائیاں اور جھگڑے لگ رہے ہیں۔ اِس صدی میں کیسے کیسے عظیم جنگ ہو گزرے ہیں۔ اور ۱۸۹۵ء سے جنگ کا خاتمہ ہونے میں نہیں آتا کسی نے سچ کہا ہے کہ یہ صدی جنگ اور جنگ کی افواہوں کی صدی ہے۔ مختلف مشیروں اور مدبروں نے ایک بڑے جنگ کی قیافہ شناسی کی ہے۔ پرنس بسمارک نے صاف کہا کہ ہماری جنگ نہایت خونخوار قسم کی ہوگی۔ لہو سے ہمارا بدن بالکل خالی ہو جائے گا۔ اور ہم شیاطین کی طرح لڑینگے۔ اِسکے ساتھ یوئیل نبی کی کتاب کے تیسرے باب کی ۹ و ۱۱ و ۱۴ آیات کا مقابلہ کرنا چاہئے ؛

حاشیہ اقوام میں حرکت شروع ہے۔ دیکھو حجی ۲: ۷۔

اسرائیل میں حرکت نمودار ہو رہی ہے۔ ملک رُوس میں عبرانی انجیل تقسیم کرنے کے مہتمم صاحب رقم طراز ہیں۔ کہ نامی یہودیوں کی ایک مجلس اِس غرض سے منعقد ہوئی کہ یسوع ناصری کی صداقت یا بطالت کی نسبت تحقیقات کریں۔ اُنہوں نے خصوصاً اُسکے آخری دُکھ و تکلیف پر غور شروع کی۔ اور یہ نتیجہ نکالا کہ "یہودیوں اور اُنکے حاکموں نے جو یسوع ناصری کو صلیب پر کھینچا وہ حقیقت میں خدا کے مسیح کو قتل کرنے کا فیصلہ ہے۔ اِس لئے اُنہوں نے یسوع کو اپنا مسیح مان لیا۔ اور بڑے بڑے باوقعت یہودی کھلم کھلا مسیح کی منادی کر رہے ہیں ؛

مسیحیوں میں بھی حرکت ظاہر ہو رہی ہے۔ بہتیرے رُوحانی برکات کے مشتاق ہیں۔ اور اعلےٰ زندگی کیطرف ہاتھ بڑھا رہے ہیں تمام دنیا کی اقوام میں بھی ہلچل کے آثار نمایاں ہیں۔ ہر ایک شخص منتظر ہے کہ کوئی بڑا عجیب اور مہیب انقلاب واقع ہونیوالا ہے۔ اور لوگوں کے دل اندر ہی اندر گرتے جا رہے ہیں

مسیحی

نیا سال مبارک

آیا نوروز۔ مبارک یہہ نیا سال رہے — مُلک آباد۔ کوئین صاحبِ اقبال رہے

ہو چکا ہند میں ہندو و مسلماں کو عروج — اے مسیحا تیری امت کا اب اقبال رہے

سجدہ مسجد میں تو مندر میں ہو تیری پوجا — جائے ناقوس و اذاں چرچ کا گھڑیال رہے

راستی سے ہو خداوند عبادت تیری — بُت پرستی کا زمانہ میں نہ جنجال رہے

گُل کی مانند کھلیں قلب ہوا خواہِ مسیح — صورتِ سبزہ عدو دہر میں پامال رہے

جنگ شاہوں کی مٹا دے تو خداوند خدا — امن ہو تب تو رعایا تیری خوشحال رہے

تیری رحمت سے گھٹا جھوم کے پانی برسائے — ناج پیدا ہو بکثرت تو نہ پھر کال رہے

دُکھ میں گذرے کہ بسر سکھ میں ہو یہہ سال مگر — اے خدا فضل ترا شاملِ ہر حال رہے

عرض کرتا ہے ترے واسطے حق سے منّت — اے مسیحی تو جہاں میں صد و سی سال رہے

رُباعی

ایمان جو عیسی پہ نہ تم لاؤ گے — مالک کے کسی کام نہ پھر آؤ گے

نوروز یہہ کرتا ہے منادی منّت — امسال نہ پھل دو گے تو کٹ جاؤ گے

دیگر

ناداری و افزونیٔ زر توام ہے — دُکھ میں ہوئی یا سکھ میں بسر توام ہے

برگِ گل تر سے ہمیں محسوس ہوا — منّت غم و شادی کا اثر توام ہے

باتصویر قیمت ۱۲ار - ایک روپیہ ۴ار پنجاب کے دیسی پادریوں نے بتاریخ ۲۸ و ۲۹ ڈسمبر ۱۸۹۹ء بمقام امرتسر ایک کانفرنس کیا اور دلوں کا بخار نکالکر گھروں کو چلتے بنے۔ دعا و حکمت سے یہہ کانفرنس بڑا مفید ہوسکتا ہے۔ ہمت کرو۔ کہیں دو سال کی جستجو کے بعد بیچاری چرچ کونسل کو پھر ایک سکرٹری ملا ہے امید ہے ڈاکٹر ونا پچھلے سکرٹری کی مانند اتنے متنفر ہوکر جلد مستعفی نہ ہونگے۔ آپنے مسیحی کا چندہ ابھی تک ادا کیا ہے یا نہیں۔ ینگ منس کرسچن اسوسی ایشن کا پانچواں نیشنل کونوینشن بتاریخ ۲۸ ڈسمبر تا یکم جنوری بمقام بمبئی منعقد ہوا۔ پنجاب سے دو دیسی مسیحی شامل ہوئے۔ ایک پنجابی مسیحی نے دنیا کو انجیل کی بشارت دینے پر ایک مضمون پڑھا جو انگریزی میں شائع ہوگا اور کسی وقت اسکا خلاصہ مسیحی میں بھی دیا جائیگا۔ چوپانی زبور رومن اردو میں میتھوڈسٹ مشن پریس لکھنو میں چھپکر تیار ہے۔ بعض الفاظ کے ہجے دیکھکر مہتممان پریس کی لیاقت پر ہمیں رونا آتا ہے۔ تین چار دفعہ راقم سطور نے چند الفاظ و محاورات کی نسبت اڈیٹر کوکب ہند کو لکھا اور مختلف لغات کے حوالے بھی دئے لیکن ایک انگریز۔ دوسرے لکھنو کے رہنے والے اردو تو انکے گھر کی لونڈی ہوئی جو فرمائیں بجا۔ پوسٹ ماسٹر جنرل کے۔ مسیحی کے رجسٹر کرنے میں دیر لگانے کی وجہ سے ہمیں ڈر ہے کہ پرچہ وقت پر شائع نہ ہوگا۔ ہم معذور ہیں۔ پوسٹ ماسٹر کو پھر لکھتے ہیں۔ ناظرین معاف فرمائیے گا۔ لاہور ڈونٹی سکول کے پادری ووڈ صاحب بٹالہ تبدیل ہوئے۔ امریکہ کے مشہور مبشر ڈی۔ ایل۔ موڈی اپنی آسمانی خدمت میں بلائے گئے۔ انسانی طور سے ان کی جگہہ کا پورا ہونا مشکل ہے۔

The Masihi.
AMRITSAR.
Vol. V January, 1900. No 1
CONTENTS.
NOTES AND COMMENTS —Where are we—The New Year—The Madras Native Christian Association—The Education of Indian Christians ... 1
2. The Evangelisation of the World in this generation—I ... 5
3. The Rev. F. E. Wigram ... 9
4. Prayer and Bible Study 15
5. Good Success, by Miss Hewlett 19
6. A Wonderful Visitor ... 22
7. Behold! the Bridegroom Cometh 28
8. A Happy New Year to You ... 32
9. Church and Missionary News ... ... Back of Covers
ANNUAL SUBSCRIPTION.
India and Ceylon, Rs. 1-8-0.
England and America, 2s. 3d.
Apply to the Manager.

جلد ۵ مسیحی نمبر ۲

امرتسر

۱۵- فروری ۱۹۰۰ء

فہرست مضامین

ڈی ایل موڈی صاحب

D. L. Moody

گلدستۂ اخبار

امرت سر مشن پریس جہاں مسیحی چھپتا ہے اب لاہور میں تبدیل ہو گیا ہے اور اب سے مسیحی پریس کہلائیگا۔ مسیحی چھپے گا تو لاہور میں لیکن حسب معمول شائع ہو گا امرت سر سے ہی مطبع کے لاہور لانے سے مسیحی کے چھپنے میں کچھ دیر ہو گئی ہے امید ہے اگلے مہینے سے وقت پر نکلا کرے گا۔ **جنوبی** ہند میں ایک ہندوستانی مسیحی کی شادی ایک یوروپین مشنری کی صاحبزادی سے ہوئی۔ دیسی اور یوروپین صاحبان شادی کی تقریب پر کثرت شامل ہوئے **لکھنؤ** کا اخبار انڈین کرسچن مسنجر نہائت رنجیدہ ہے کہ پنجاب سی ایم ایس کانفرنس کے اجلاس میں جو پچھلے مہینے بمقام لاہور منعقد ہوا کسی یوروپین مشنری نے فرمایا کہ پنجاب کے مسیحیوں میں ایک بھی خاندانی شخص نہیں۔ سب نچلے یا درمیانہ درجے سے بڑھے ہیں۔ ہمارا ہمعصر اس کی تردید میں کئی ایک نظائر پیش کرتا ہے لیکن سچ پوچھو تو یوروپین کے سامنے ہماری کیا حیثیت ہے۔ **چونکہ** جنوبی افریقہ ان دنوں ہمارے خیالوں میں اکثر رہتی ہے۔ وہاں کی مندرجہ ذیل مختصر تواریخ دلچسپی سے خالی نہ ہوگی۔ کیپ گڈ ہوپ بارتھولمو ڈیز نے دریافت کی۔ ۱۴۸۶ء جنوبی افریقہ کے سمندر میں اول اول ڈچ لوگ داخل ہوئے ۱۵۹۵ء ڈچ نے بمقام ٹیبل بے بستی ڈالی ۔ ۱۶۵۲ء اہل انگلینڈ نے کیپ پر قبضہ کیا ۔ ۱۷۹۵ تا ۱۸۰۳ء کیپ کالونی برطانیہ سے ملحق کی گئی ہے ۱۸۱۴ء انگریز بستی ڈالنے کو یہاں آئے ۔ ۱۸۲۰ء کیپ کالونی میں انگریزی سرکاری زبان قرار دی گئی ۔ ۱۸۲۵-۱۸۲۸ء غلام آزاد کئے گئے ۱۸۳۴ء بوئر ٹریک ۱۸۳۶-۱۸۳۷ء بوئرز نے نٹال میں بستی ڈالی ۔ ۱۸۳۸ء نٹال قلمرو انگلشیہ میں آیا ۔ ۱۸۴۳ء ٹرانسوال اور آرنج کے بوئروں کی آزادی تسلیم کی گئی ۔ ۱۸۵۲-۱۸۵۴ء جنوبی دریائے وال میں ہیرے دریافت ہوئے ۱۸۶۹ء انگریزوں نے ٹرانسوال کو ملحق کیا ۱۸۷۷ء زولولینڈ فتح کیا گیا ۔ ۱۸۸۱ء ٹرانسوال منحرف ہو گیا ۱۸۸۱ء انگریزوں نے ریپبلک سے عہد و پیمان کئے ۔ ۱۸۸۴ء ڈچ

فروری ۱۹۰۰ء

نوٹ اور رائیں

مدراس کی ینگ مینس کرسچن اسوسی ایشن کی عمارت کا افتتاحی جلسہ۔ ماہ گذشتہ کی ۲۷ تاریخ شہر مدراس میں نہایت خوشی کی تقریب تھی۔ یعنے اُس روز شام کے وقت مذکورہ بالا اسوسی ایشن کے عالیشان مکان کو عالی جناب گورنر مدراس نے افتتاح فرمایا۔ دس سال کا عرصہ گذرا کہ اِس اسوسی ایشن کو مسٹر مکانکی نے مدراس میں جاری کیا۔ اور یہ اُنہیں کی سعی بلیغ کا نتیجہ ہے کہ آج اِس اسوسی ایشن کے لئے ایک بڑی بھاری عمارت موجود ہے۔ جو شہر مدراس کی زینت ہے۔ اِس کے لئے قریب دو لاکھ روپیہ انگلستان اور امریکا اور ہندوستان میں جمع کیا گیا۔ فقط صوبجات متحدہ کے سابق پوسٹ ماسٹر جنرل صاحب نے ایک لاکھ سے زیادہ چندہ دیا اِسلئے اُن کی تصویر اِس عالی شان مکان میں آویزاں کی گئی ہے۔ افتتاح کے موقعہ پر ملک سویڈن اور یوروپ کے شاہزادہ اور ملکی اسوسی ایشن کے میر مجلس اور لنڈن اور جاپان اور جنوا وغیرہ کی اسوسی ایشنوں کی طرف سے مبارکبادی کے پیغام پڑھے گئے۔ اور لاہور اور بمبئی کی اسوسی ایشن سے بذریعۂ تار مبارکبادی کے مختصر اور موزوں الفاظ موصول ہوئے۔ جناب گورنر بہادر نے اپنی تقریر میں اِس اسوسی ایشن کی نسبت بہت سے ستائیشہ الفاظ فرمائے چونکہ اِس عمارت سے طلبا کیلئے کئی ایک فوائد مدِ نظر تھے اِس لئے جو چھتیس ہزار روپیہ سرکار مدراس کی طرف سے بطور امداد کے عنایت کیا گیا وہ ایک ضروری کارِ خیر میں صرف ہوا ہے۔ آپ نے اثنائے جلسہ میں عمارت کی چابی مسٹر ایس ستیا نادھن قائم مقام پریزیڈنٹ کے سپرد کی اور بعد ازاں آرچ ڈیکن صاحب نے اِس اسوسی ایشن اور اس عمارت پر خدا کی خاص برکت کے لئے دعا کی۔ جس پر یقین ہے کہ ہمارے سب ناظرین دل سے آمین کہینگے ✦

مسیحی مذہب جاپان میں۔ ملک جاپان کے کانگریگیشنل چرچ کے متعلق ایک پادری صاحب بنام تمیاگو آج کل دنیا کی سیر و سیاحت کر رہے ہیں۔ امریکہ سے ہو کر آپ انگلستان میں پہنچے اور وہاں پر ایک نامی اخبار کے نامہ نگار نے آپ سے شرف ملاقات حاصل کیا۔ اثنائے گفتگو میں پادری صاحب موصوف نے فرمایا کہ بہتر کانگریگیشنل کلیساؤں میں سے تیئیس خود مختار اور اپنے پاؤں پر کھڑی ہیں۔ کلیسیا کے ممبر ہونے کے لئے مسیح پر ایمان کا اظہار شرط ہے۔ جو کلیسیائیں خود مختار نہیں ہیں اُن کی امداد جاپان کی ہوم مشنری سوسائٹی کرتی ہے۔ اور سب روپیہ ممبروں سے جمع کیا جاتا ہے باہر سے ایک کوڑی نہیں آتی۔ اِس سوسائٹی نے ملک کو آٹھ حصّوں میں تقسیم کر رکھا ہے اور ہر ایک علاقہ میں ایک مناد مقرر کیا جاتا ہے جس کی پرورش سوسائٹی کے ذمہ ہوتی ہے جب تک کہ اُس علاقہ میں کلیسیا خود اپنے پاؤں پر کھڑی نہ ہو جائے۔ جاپان کے لوگ عموماً کانگریگیشنل اور پریسبیٹیرین کلیساؤں کی طرف زیادہ راغب ہیں۔ ہر ایک کلیسیا میں قریب اسّی ہزار ممبر ہیں۔ وہ غیر ممالک سے روپیہ لینا پسند نہیں کرتے۔ اِسی وجہ سے دوسرے فرقے وہاں جلد ترقی نہیں کرتے۔ میتھوڈسٹ اور چرچ آف انگلنڈ اور سلویشن آرمی کا کام وہاں اچھی طرح سے نہیں چلتا۔ میتھوڈسٹ اور ایپسکوپیلین چرچ زیادہ زر صرف کرتے ہیں مگر عوام پر اُن کا چنداں اثر نہیں ہے۔ جاپانی لوگ آزاد طبع لوگ ہیں اور وہ آزاد چرچوں کو پسند کرتے ہیں۔" اِس سوال کے جواب میں کہ کیا مسیحی مذہب جاپان میں خوب ترقی کر رہا ہے آپ نے فرمایا کہ دس سال کا عرصہ گزرا کہ گورنمنٹ نے ملک میں یورپ کا طرز بود و باش جاری کرنا چاہا اور اِس یوروپین تاثیر سے جاپان میں مسیحی مذہب کو فروغ حاصل ہؤا۔ بہت سے لوگ مسیحی ہو گئے۔ جن میں سے اکثر برائے نام کلیسیا میں شامل ہو گئے بعد ازاں بودھ اور دیگر مذاہب کی طرف سے مخالفت شروع ہوئی جس سے خالص مسیحی نمایاں ہو گئے اور کچھے اور برائے نام مسیحی گر گئے۔ گزشتہ آٹھ سال سے کلیسیا مخالفت کا سامنا کر رہی ہے اور اگرچہ

تعدادی ترقی میں فرق آگیا ہے مگر پختگی بڑھ گئی ہے۔ سال گزشتہ میں قانون میں پھر اصلاح کی گئی اور اجنبیوں کو ملکی حقوق عطا کئے گئے۔ نتیجہ اس کا یہ ہوا کہ مسیحی مذہب کو بھی جاپان کے دیگر مذاہب میں حصہ دیا گیا ہے اور جو حقوق بودھ اور شنتو مذاہب کے پادریوں کو دئے گئے وہی مسیحی خادمانِ دین کو بھی بخشے گئے ہیں۔ عوام اب چنداں مخالف نہیں رہے لیکن صیغۂ تعلیم میں اب تک مسیحی مذہب کی مخالفت ہو رہی ہے۔ کوئی فرقہ اپنے مدرسہ میں مذہبی تعلیم نہیں دے سکتا۔ ہاں فقط اِس شرط پر دے سکتا ہے کہ سرکاری مدارس کے حقوق سے اُس کو محروم کیا جائے اور اِس لئے بہت کم طالب علم مشن سکولوں میں جاتے ہیں۔ پادری صاحب موصوف نے منجملہ دیگر امُور کے یہ بھی فرمایا کہ ہم وہاں کے مسیحیوں کو مسائل کی تعلیم نہیں دیتے فقط مذہب کے ابتدائی اصول سکھاتے ہیں۔ مثلاً بجائے کفارے کی تعلیم کے ہم اُن کو راہِ نجات کا سبق دیتے ہیں۔ جاپان کے لوگوں کو خدا کی ہستی کا قائل کرنا سب سے دشوار معاملہ ہے +

•

بشپ تھوبرن صاحب کی بارہ سال کی خدمت کے مشاہدات۔ متھوڈسٹ اسکوپل مشن کے مشہور و معروف بشپ تھوبرن صاحب نے گذشتہ سنٹرل کانفرنس میں جو کلکتہ میں منعقد ہوا کرتی ہے اپنی چوبانی خدمت کے بارہ سال کے مشاہدات کا بیان کیا۔ آپ نے فرمایا کہ اِس عرصے میں ہم نے یہ سیکھا ہے کہ غریبوں کو انجیل کی بشارت کیونکر دی جانی چاہئے۔ اگرچہ مشن نے شروع ہی سے غریبوں کی طرف کم و بیش توجہ کی تھی۔ لیکن یہ تھوڑے ہی عرصے سے ہم پر ظاہر ہوا ہے کہ غریبوں اور دُنیا کے راندہ لوگوں کیطرف ہمارے خاص فرائض ہیں۔ اور اِس کام میں خدا نے ہمیں کثرت سے برکت دی ہے۔ دوم۔ اِس عرصے میں دیسی کارندوں کی تعداد میں بہت ترقی ہو رہی ہے۔ خصوصاً اُنکے درمیان جو حقیر اقوام میں سے لئے گئے تھے۔ اِس انتظام میں ہم سے بہت سی غلطیاں صادر

ہوئی ہیں مگر اپنی غلطی کا صاف صاف اقرار کرنا ہزار درجہ بہتر ہے بنسبت اِس کے کہ بہتر کارندوں
کی امید پر ہاتھ پر ہاتھ رکھکر بیٹھے رہیں۔ جن کے ملنے کی ہم کو کبھی اُمید نہیں ہو سکتی۔ ہم
نے یہ بھی حاصل کیا ہے کہ مسیحی مذہب کی برکات کو عوام تک پہنچائیں اور تمام ایمانداروں
کو یکساں حقوق میں شریک کریں۔ تیسرا امر جس میں ترقی نظر آئی ہے یہ ہے کہ ہندوستانی
کارندوں کو اعلےٰ مراتب دیئے گئے ہیں۔ اِس انتظام میں بھی بہت سی کوتاہیاں اور
غلطیاں ہوئی ہیں۔ لیکن اِس تجربہ میں ہم کو بہت کامیابی حاصل ہوئی ہے۔ اِس سے
ہمارے منادوں اور مسیحیوں نے اپنی اپنی ذمہ داری کو محسوس کرنا سیکھا ہے اور مشنریوں
کو بھی عموماً معلوم ہو گیا ہے کہ اگر ہندوستان کے لوگوں کو مسیحی بنانا ہے تو کلیسیا کے عام
خادموں کو ذمہ داری کے عہدے دئے جانے چاہئے۔ اِس عرصے میں ایک اَور بات
ہمت افزا ہے یعنے ہمارے کام کی وسعت بڑھ گئی ہے۔ ایک جانب جزائر فلپائن اور
دوسری جانب کوبہ اور تبت کی حدود تک ہمارا کام پھیل گیا ہے۔ علاوہ اِس بیرونی
ترقی کے جن علاقوں میں ہم کام کیا کرتے تھے وہاں کے قصبات اور دیہات میں ہمارے
مناد ہر جگہ بلا روک ٹوک وعظ منادی کر سکتے ہیں۔ خدمت کے جوش میں آکر ہمارے
منادوں نے بھی بہت سی غلطیاں کیں۔ مگر ہم بتدریج آگے بڑھتے جا رہے ہیں آخر
میں آپ نے فرمایا کہ گذشتہ بارہ سال کے عرصے میں ہمارے مسیحیوں کے رنگ ڈھنگ
نے نمایاں ترقی کی ہے۔ اُن کے دلوں میں خدمت کا زیادہ جوش ہے۔ اُنکے گیتوں
کی آواز سے سامعین کے دلوں میں عجیب تاثیر ہوتی ہے۔ اور معلوم ہوتا ہے کہ اُنکو جذب
دل حقیقت میں آسمان کی طرف اُڑائے لئے جاتا ہے اب تک چھوٹی چھوٹی باتوں میں
ترقی نظر آتی ہے۔ مگر آئندہ کے لئے ہماری ہمت بڑھ رہی ہے۔ اور جو مصالحہ ہم نے اِس
صدی میں جمع کیا ہے آئندہ صدی میں ہمارے کام آئے گا۔

جنوبی ہند کی مشنری کانفرنس کا اجلاس

ماہِ گذشتہ کے شروع میں مندرجۂ عنوان کی کانفرنس کا اجلاس شہر مدراس میں منعقد ہوا۔ مختلف مشنوں کے قریب ڈیڑھ سو ڈیلیگیٹ موجود تھے منجملہ ان کے جو بیس[۲۴] ہندوستانی تھے جن میں سے فقط پانچ یا چھ نے مضامین کی بحث میں اعزازِ شمولیت حاصل کیا۔ معلوم نہیں اِس کو اپنے دیسی خادمانِ دین کی لاپرواہی پر محمول کریں یا اُس طریقِ تعلیم پر الزام دھریں جس نے ہمارے مسیحی برادران کو اِس قدر لائق بھی نہیں بنایا کہ چرچ کے معاملات میں دِل چسپی اور قابلیت کے ساتھ بحث کر سکیں۔ کارروائی چار روز تک جاری رہی اور اگرچہ مختلف مشنوں کی رسوم اور حکمتِ عملی میں بہت سا فرق ہے مگر اِس کانفرنس نے ثابت کر دکھایا کہ ایک ہی خداوند کے شاگرد اپنے بنیادی اصولوں میں متفق اور یگانگت کی رُوح سے پیوستہ اور وابستہ ہیں۔ عموماً قاعدہ ہے کہ جو مضامین کسی جلسہ یا کانفرنس میں پیش کرنے کو مقرر کئے جاتے ہیں اُن پر تمام حاضرین عین اجلاس کے موقعہ پر گفتگو اور بحث کرتے ہیں مگر اِس جلسہ کی کارروائی نرالے ڈھنگ پر کی گئی یعنے مختلف مضامین چیدہ سب کمیٹیوں کے سپرد کئے گئے جن کے ممبران اُس خاص مضمون میں دل چسپی اور دسترس رکھتے تھے۔ اِن سب کمیٹیوں نے کئی ماہ کے غور و فکر کے بعد چند نتائج نکالے اور اُن کو تجاویز کی صورت میں عام کانفرنس کے پیش کیا۔ اِس سے ایک تو یہ فائدہ ہوا کہ بے فائدہ لغبی کارروائی کی ضرورت نہ رہی اور دوسرا چیدہ مضامین پر چیدہ اشخاص کی پختہ رائے معلوم ہو گئی۔ جو مضامین پیش کئے گئے وہ ایسے امور نہ تھے جو اب تک اچھوتے پڑے تھے بلکہ پرانی تجاویز میں نئی روح پھونکی گئی تھی۔ کوئی نیا انتظام مشنوں کے متعلق مقصود نہ تھا بلکہ اپنے پرانے انتظام کو مستحکم اور پائدار کرنا مدِنظر تھا۔ ہمارے لئے ایک بات قابلِ لحاظ ہے کہ جنوبی ہند میں مسیحی مذہب بہت صدیوں سے جاری ہے اور

وہاں کی کلیسیائیں کئی امور میں باقی ہند کی کلیسیاؤں کی پیشرو اور نمونہ ہیں۔ تجاویز سے معلوم ہوتا ہے کہ اُس علاقہ کے تجربہ کار مشنریوں کے سامنے بھی وہی مشکلات موجود ہیں جو ہمیں یہاں پنجاب میں دکھائی دیتی ہیں۔ اِس لئے ان مشنری صاحبان کا تجربہ ہمارے لئے قیمتی ہے اور اُن کی رائیں وزنی رائیں ہیں۔ اِس مختصر مضمون کے احاطہ میں اِس قدر گنجائش نہ ہوگی کہ ہم اُن خیالات کا پُورا پُورا اظہار کریں جو اِس کانفرنس کی تجاویز پڑھنے سے پیدا ہوتے ہیں۔ اِس لئے اُن کے خلاصہ پر اکتفا کیا جائے گا۔ اوّل مضمون مسیحی علم ادب پر تھا۔ کانفرنس کی رائے میں اِس کو مسیحی خدمت کا ایک ضروری جزو سمجھنا چاہئے۔ تصانیف ہندوستان کے باشندوں کے حسب حال ہوں اور جو خوبیاں اُن لوگوں میں موجود ہیں اُن کے ساتھ پُوری ہمدردی ہو۔ کانفرنس نے ایک ایسے اخبار کی ضرورت پیش کی جو عام معاملات پر مسیحی رُوح کے ساتھ رائے زنی کرے اور جس میں بلالحاظ مختلف مسیحی فرقوں کے مسیحی تعلیم کا اندراج ہو۔ اور اِس کی اشاعت میں سب مشن مددگار ہوں۔ یہ بھی تجویز ہوا کہ جن علاقوں میں ایک ہی زبان بولی جاتی ہے وہاں کے تمام مشن ایک یا زیادہ خاص آدمی مقرر کریں جو مسیحی علم ادب کی ترقی اور اشاعت کا انتظام کریں۔ اور ہوم بورڈوں کو اِس امر کی طرف خاص توجہ دلائی جائے۔ دوسرا امر دیسی مسیحیوں کی مشکلات کی نسبت تھا۔ یہ مشکلات مسیحی نومریدوں کے حقوق جایداد اور طلاق وغیرہ کی نسبت ہیں جو خاص جنوبی ہند اور اُس کی ریاست ہا سے متعلق ہیں۔ مستورات کی مسیحی خدمت کی نسبت یہ تجویز ہوا کہ مسیحی مستورات کو بلا تنخواہ خدمت کی طرف توجہ دلائی جائے اور اُن کی تعلیم کے لئے خاص مشنری لیڈیاں مقرر ہوں۔ کانفرنس کی رائے میں جہاں تک ممکن ہو ایسی مستورات مشن کے مدارس اور زنانہ خدمت کے لئے نوکر نہ رکھی جائیں جو شادی شدہ اور چھوٹے بچوں کی ماں ہوں۔ افسوس ہے کہ کانفرنس نے جوان بیواؤں کی نسبت کوئی رائے نہ دی۔ حالانکہ کلام اور تجربہ عموماً اُن کے خلاف ہے شاید جنوبی ہند

میں حالات مختلف ہیں۔ نو مرید مستورات کی نسبت یہ قرار پایا کہ جو ہندو عورتیں مسیحی مذہب
کو اختیار کریں جہاں تک ہو سکے اُن کو گھربار چھوڑنے پر آمادہ نہ کیا جائے مگر ضرور ہے کہ اُنکے
لئے ایسے مکانات مقرر ہوں جو گویا جائے پناہ ہوں۔ اِس معاملہ میں جوش کے ساتھ حکمت
بھی ضرور ہے پنجاب میں اِس کے متعلق بعض ایسے معاملات اور مقدمات رہے ہیں جنکے
باعث مخالفوں کو مسیحی مذہب کے خلاف بُرا بھلا کہنے کا موقعہ ملا ہے۔ کانفرنس کی رائے
میں ایسے مکانات یا ہوم کسی یوروپین مشنری کی زیرِ نگرانی ہونے چاہئیے اور اُن میں ایسی
دست کاری سکھائی جائے جس سے عورتیں گویا خود اپنے ہاتھ کی مزدوری سے اپنا پیٹ
پال سکیں تاکہ یہ حرف اُن پر نہ آسکے کہ جو عورت مشن میں چلی جائے اُس کو مفت روٹی ملتی
ہے۔ مشنوں میں یگانگت اور اتحاد کے بارے میں جو تجاویز ہوئیں اُن سے خصوصاً مسیحی
محبت مترشح ہوتی ہے۔ یہ قرار پایا کہ اگر دو مشنوں کے علاقے متصل ہوں اور ایک مشن دوسرے
کے بعض دیہات میں زیادہ آسانی سے کام کرسکتا ہو تو اُن دیہات میں اُس کو کام کرنے
کی اجازت ملنی چاہئیے۔ اور جہاں کوئی مشن خود کام نہ کرتا ہو اُس علاقہ سے کسی دوسرے
مشن کو خارج نہ کرے۔ علاقہ کام کے لئے ہے برائے نام اُس پر قابض ہونے سے کیا فائدہ۔
ہم نے پنجاب کے بعض شہروں میں دیکھا ہے کہ جب مکتی فوج یا کسی اور چرچ نے اُس میں
کام شروع کیا تو برائے نام منتظم مشن نے کیسے کیسے پیچ وتاب کھائے اور جہاں خود خدمت
میں کوتاہی ہو رہی ہے اوروں کو بھی خدمت سے روکا جاتا ہے۔ انتظام کے لحاظ سے ہم
کسی رخنہ اندازی کو پسند نہیں کرتے مگر "نہ کھیلیں گے نہ کھیلنے دینگے" والی پالیسی کے ساتھ
ہم متفق نہیں ہو سکتے۔

یہ بھی تجویز ہوا کہ جب ایک مشن کے مسیحی دوسرے مشن کی حدود کے اندر بود و باش
اختیار کرتے ہیں تو اُس اوّل مشن کے مشنریوں اور ایجنٹوں کو اجازت ہونی چاہئیے کہ
وہ اپنے مریدوں کے پاس جایا کریں اور اپنے چرچ کی رسوم میں اُن کو شریک کریں۔ نیز

کی گذشتہ دہ سالہ کانفرنس میں یہ امر قرار پایا تھا کہ ایک مشنری سوسائٹی دوسری سوسائٹی کے کارندوں اور ممبروں کو بلا استفسار اپنے علاقہ میں ملازم نہ رکھے اور نہ اُس کے خارج شدہ اشخاص کو بلا مشورہ اپنے ساتھ شامل کرے۔ اس پر موجودہ کانفرنس نے یہ ٹھہرایا کہ اگر کوئی ممبر کسی کلیسیا میں سے دوسرے علاقہ میں جانا چاہے تو اپنے مشنری یا پاسٹر سے سارٹیفکیٹ حاصل کرے۔ اور اگر ایک ہی مقام میں مختلف مشنوں کے مدارس یا کالج ہوں تو مشاہرات اور وظائف کی نسبت آپس میں فیصلہ کر لینا چاہئے۔ تاکہ کسی قسم کی ضد پیدا نہ ہو۔ جنوبی ہند کے مشنوں میں اگر کوئی جھگڑا ہو اُس کے فیصلے کے لئے ایک خاص کمیٹی کے تقرر کی تجویز ہوئی۔ اور اتحاد اور رفاقت بڑھانے کی غرض سے آئندہ مشنریوں کے کانفرنسوں اور جلسوں کا انعقاد ضروری سمجھا گیا۔ دیسیوں کو دینی خدمت کے لئے تیار کرنے کے واسطے عمدہ تعلیم کی طرف ہدایت کی گئی۔ پاسٹر کے فرائض کے لئے لائق اور دیندار اشخاص کو منتخب کرنا چاہئے۔ اس پر یہ سوال دل میں پیدا ہوتا ہے کہ اس لیاقت اور دینداری کا فیصلہ کون کرے گا۔ کیونکہ بعض اوقات دیسی کلیسیا کی رائے طاق پر دھری رہ جاتی ہے اور ایسے اشخاص پاسٹر مقرر کئے جاتے ہیں جو مشنری صاحبان کے منظورِ نظر ہوتے ہیں۔ مشنریوں کی تیاری کی نسبت یہ رائے قرار پائی کہ اس ملک میں آنے سے پیشتر اثنائے تعلیم میں اُن کو اُس علاقہ کے حالات وغیرہ سے آگاہ کرنا چاہئے۔ جہاں اُن کو آئندہ کام کرنا پڑے گا۔ اس کے لئے ضرور ہے کہ کم از کم ایک سال پیشتر مشنری کو اطلاع دیجائے کہ فلاں علاقہ تمہاری خدمت کا حلقہ ہوگا۔ مناسب ہے کہ اُس کو سنسکرت زبان اس ملک میں آنے سے پیشتر شروع کرائی جائے۔ اور یہاں اوّل دو سال تک اُس کو سوائے زبان سیکھنے کے اَور کچھ کام نہ دیا جائے۔ تجاویز تو نہائت معقول ہیں مگر اوّل تو اِن میں زرکثیر کا خرچ ہے اور دوسرا بعض مشن کسی مشنری کو دو سال تک فقط زباندانی کی خاطر بیٹھے نہیں رہنے دے سکتے۔

کیونکہ عموماً سوسائٹیوں کے پاس کام زیادہ اور آدمی تھوڑے ہیں۔ ایک نتیجہ اِس موجودہ انتظام کا یہ ہے کہ بہت کم مشنری زباندانی میں مہارت حاصل کرتے ہیں۔ کانفرنس نے میڈیکل مشنوں کی ضرورت کو بخوبی محسوس کیا اور تجویز ہوا کہ میڈیکل مشنریوں کو سوائے اُن کے منصبی فرائض کے اور کسی کام کا ذمہ وار نہ ٹھہرایا جائے۔ معلوم ہوتا ہے کہ جنوبی ہند میں بھی پنجاب کی طرح میڈیکل مشنری محکمہ تعلیم اور دیہاتی مدارس کے سپرنٹنڈنٹ ہونگے۔ مشن کے شفاخانوں میں لائق ڈاکٹروں اور سرکاری سند یافتہ مددگاروں کا ہونا لازمی قرار دیا گیا۔ تعجب ہے کہ ہمارے یاں کی سوسائٹیوں نے اِس اصول کو کیوں نظرانداز کر رکھا ہے ادنےٰ اقوام کے مسیحیوں کی نسبت جنوبی ہند میں بھی ویسی ہی مشکلات رُونما ہیں جو پنجاب میں ہیں۔ اِن مسیحیوں کے انتظام میں ہم اپنے جنوبی ہند کے مشنریوں سے اگر بڑھے ہوئے نہیں تو پیچھے رہے ہوئے بھی نہیں ہیں۔ بپتسمہ کی شرائط پیشتر کی نسبت سخت کی گئی ہیں جس سے تعدادی ترقی کی نسبت رُوحانی ترقی زیادہ مدِنظر ہے مگر افسوس ہے کہ اُن کے کلیسیا میں داخل ہونے کے بعد وہی جوش اُن کی تعلیم میں دکھایا نہیں جاتا جو بپتسمہ سے پہلے تھا۔

بات خالق کی بنا کام خدا کی مرضی	پائے یوں ہم سے سرانجام خدا کی مرضی
دونوں حالت میں ہیں لوث گنہ سے بیداغ	پائیں تکلیف کہ آرام خدا کی مرضی
ہم کو لازم ہے کہ ہم خیر منائیں سب کی	دیں وہ دیتے ہیں جو دشنام خدا کی مرضی
پائینگے روزِ جزا ہاتھ سے عیسےٰ کے جلال	ہم کو یہ بخشیگی انعام خدا کی مرضی
اپنا انکار تو ہے تلخ مگر مثلِ مسیح	پی لو عیسائیو یہ جام خدا کی مرضی
نور تم ہو کے چلو کو کہ اندھیرا ہے یہاں	روشنی بخشے گی ہر گام خدا کی مرضی
جبکہ نیتی نہیں دستورِ عمل لارڈس پریز	تم سے تب ہوتی ہے بدنام خدا کی مرضی
تم کو مل جائے گی ہر بات میں ہر کام میں یہ	ڈھونڈ لو صبح سے تا شام خدا کی مرضی

ڈی ایل مُوڈی صاحب

ڈی ایل مُوڈی صاحب جنت آرامگاہ

بہت عرصہ نہیں گزرتا کہ موڈی صاحب نے اپنی ایک وعظ کے آخر میں فرمایا "کچھ دنوں بعد یہ خبر مشہور ہوگی کہ موڈی مرگیا۔ میں تمہیں کہے دیتا ہوں کہ ہرگز اس بات کو یقین نہ کرنا۔ بہ نسبت اِس وقت کے مَیں تب زیادہ زندہ ہوؤں گا۔ میری حقیقی زندگی تو تب ہی شروع ہوگی۔ جسم کے لحاظ سے میں ۱۸۳۷ء میں پیدا ہوا پر رُوح سے میرا تولد ۱۸۵۵ء میں ہُوا۔ وُہ جو جسم سے پیدا ہُوا مرجائے تو مرجائے لیکن وہ جو رُوح سے پیدا ہُوا تا ابد زندہ رہے گا" فی الحقیقت اِس بزرگ نے حقیقی زندگی میں ابھی کوئی پونے دو مہینے سے قدم رکھا ہے اور ابدالآباد زندہ رہیگا ۔

موڈی صاحب کی سوانح عمری بڑی دردانگیز اور عبرت خیز ہے۔ چار برس کی عمر میں باپ کا سایہ سر سے اُٹھ گیا۔ اور سترہ برس کی عمر تک اپنی ماں کے ساتھ کاشتکاری میں لگا رہا۔ خاندان بڑا تھا اور گذارہ تنگ۔ آخر روزی کی تلاش میں شہر بوسٹن میں اپنے ماموں کے ہاں گیا اور اس کے جوتیوں کے کارخانہ میں ان دو شرطوں پر جگہ پائی۔ (۱) ہر بات میں اپنے ماموں کی صلاح و ہدایت پر چلے (۲) سنڈے سکول اور دیگر عبادتوں میں برابر شریک ہو۔ اِس کا نتیجہ یہ ہُوا کہ تھوڑے ہی دنوں میں اِس کا دل بدل گیا اور اِس نے مسیح کو اپنا نجات دہندہ قبول کیا۔ ایک سال کی جانچ اور اُمیدواری کے بعد ۱۸۵۶ء میں کلیسیا کا ممبر منظور کیا گیا۔ اُن دنوں سب کا خیال تھا کہ موڈی کسی مصرف نہ نکلے گا بلکہ اُس کے سنڈے سکول کے استاد کی رائے تھی کہ موڈی مسیحی مذہب کی صداقتوں کو کبھی درستی سے سمجھ نہ سکیگا اُس کا کسی بڑے کام کو انجام دینا تو درکنار۔

اُسی سال موڈی بوسٹن سے شہر شکاگو میں چلا آیا اور اپنی جوتیوں کی دوکان نکالی اور کانگریگیشنل کلیسیا کا ممبر بھی ہوگیا۔ اِس کی مسیحی طبیعت اور دینی شوق کا اظہار اوّل اوّل

یوں ہؤا کہ اس نے گرجا میں چار بنچوں کا کرایہ اپنی جیب سے دے کر جوانوں اور لڑکوں کو عبادت میں لانا شروع کیا اور وہ بنچیں کبھی خالی نظر نہ آئیں۔ بعد میں اُس نے مجلس دُعائیہ میں مدد دینے کی خواہش ظاہر کی پر اُس کی کم لیاقتی کی وجہ سے اُس کو کنایۃً کہا گیا کہ اگر خاموش رہو تو خدا کی خدمت بہتر انجام دو گے! لیکن موڈی کب چُپ یا بیکار رہ سکتا تھا؟ اُس نے پھر سنڈے سکول میں پڑھانے کا شوق ظاہر کیا۔ اِس پر اُسے جواب ملا کہ اگر طلبا جمع کر سکو تو اپنا سنڈے سکول بنا لو اور اُس میں پڑھایا کرو۔ اگلے اتوار کو کیا دیکھتے ہیں کہ موڈی اٹھارہ میلے کچیلے لڑکے لئے سنڈے سکول میں موجود ہے۔

کچھ عرصہ بعد اُس نے اپنا سنڈے سکول قائم کر لیا اور اُسے یہاں تک ترقی ہوئی کہ عمارت میں لڑکوں کی اَور گنجائش نہ رہی۔ ایک دولت مند شخص نے سکول کی بنچیں مُہیا کر دیں اور خود اُس کی نگرانی اختیار کی۔ موڈی صاحب کی کوشش سے اُس میں ساٹھ اُستاد کام کرنے لگے اور طلبا کی اوسط حاضری ۵۰۰ تک بڑھ گئی۔

اِس اثنا میں اِس نے کچھ روپیہ جمع کر لیا اور آپ کو مسیحی خدمت کے لئے بالکل تصدق کر دیا۔ اس نے اپنے ذاتی اخراجات بہت کم کر دئے اور اپنا کوئی گھر نہ ہونے کے باعث انجمنِ نوجوانان کی بنچوں پر رات کو سو رہتا تھا۔ کچھ دنوں اِسی طرح کام کرتا رہا۔ پھر ایک مشن کی طرف سے شہر کے غریب و بے دین لوگوں میں کام کرنے کے لئے مقرر ہؤا۔ اس نے اپنے مشن کے لئے ایسی جاں فشانی سے کام کیا کہ کوشش سے ایک گرجا بھی بنوا لیا۔ دو برس بعد انجمن نوجوانان (ینگ منس کرسچن اسوسی ایشن) کا پریزیڈنٹ مقرر ہؤا اور اُس کی زیرِ نگرانی ایک بڑی عمارت فیرول ہال نامی تعمیر ہوئی۔ کچھ عرصہ بعد یہ عمارت بالکل جل کر خاکستر ہو گئی تو چند مہینوں ہی میں دوسری اُسی جگہ تیار ہو گئی۔ رفتہ رفتہ لوگ اِس کی قدر پہچاننے لگے اور اِس کے وعظوں کی شہرت ہونے لگی۔

۱۸۶۲ء میں اِس نے شادی کی۔ کچھ عرصہ تو تنگی میں اوقات بسری ہوئی۔ شادی

کے تھوڑے دن بعد اس نے اپنی بی بی سے کہا۔ میرے پاس ایک روپیہ نہیں اور گھر میں کھانے پینے کا سامان بھی نہیں ہے۔ معلوم ہوتا ہے کہ خدا کو مشن کے متعلق میری خدمات درکار نہیں اور وُہ مجھے جوتیوں کے کام میں پھر لگانا چاہتا ہے۔ دوسرے دن کسی دوست نے اسکی رفع حاجات کے لئے کافی روپیہ بھیج دیا اور وُہ پھر برابر خدا پر بھروسہ کئے اُس کی خدمت میں لگا رہا۔ ۱۸۶۳ء میں اس کے لئے ایک خاص گرجا تیار ہُوا اور رواں اور فیرول ہال میں وہ برابر منادی کرتا رہا +

۱۸۶۷ء میں اس نے سکاٹلنڈ اور دیگر ممالک میں اپنا پہلا بشارتی دورہ کیا اور ۱۸۷۳ء میں اپنے ہم خدمت اور رفیق سینکی صاحب کو ساتھ لے کر دوبارہ سفر کیا۔ اس وقت سے اُس کا شہرہ دُور دُور ملکوں میں پھیلنا شروع ہُوا اور آج یوروپ اور امریکہ میں اس کا نام ہر ایک کے برزبان ہے اور یاں ہندوستان میں بھی ہر ایک انگریزی خوان اس کا ذکرِ خیر کرتا ہے۔ اہلِ سکاٹ لینڈ فخر سے دعوے کرتے ہیں کہ موڈی کی لاثانی لیاقت کو اوّل اوّل ہم نے پہچانا لیکن اہلِ شگاگو جواب دیتے ہیں کہ اس کے دورہ کرنے سے پیشتر اُس کی خوبیاں ہم پر ظاہر ہو چکی تھیں +

بہرحال یہ امر مسلم ہے کہ گو اس میں علمی لیاقت نہ تھی۔ خدا نے اسے چن لیا اور اس کے کلام میں وُہ زور اور تاثیر بخشی کہ جتنے لاکھوں مسیح کی طرف رجوع لائے اور اُس میں مستحکم ہوئے۔ گو بہتیرے اس سے بدرجہا عالم و فاضل اور فصیح و بلیغ تھے اور ہیں پر اس صدی میں شاید کوئی اور اتنی رُوحیں بچانے کا وسیلہ نہیں ٹھیرا۔ یہ خاص برکت خدا نے اسی کو عنایت کی +

اس کامیابی کا بھید ان دو باتوں میں تھا۔ ایک تو اس نے رُوح کا بپتسمہ پایا اور ہر وقت رُوح سے معمور رہتا تھا۔ دُوسرے وُہ روح کرہا کے خُدا کے کلام کی بڑی عزت کرتا اور اس کو خوض سے پڑھتا تھا۔ وُہ رُوح کی تلوار کو بخوبی کام میں لانا

جانتا تھا اور یہی ہتھیار تھا جو سننے والوں کے دلوں کو چھید کر انہیں خداوند کے تابع کرتا تھا +

اس کے وعظ کی ایک بڑی خوبی یہ تھی کہ جس بات کا وہ بیان کرتا ایسا معلوم ہوتا تھا کہ گویا وہ اُس کے سامنے موجود ہے اور اُسے دیکھ دیکھ کے بول رہا ہے۔ جیسا ذیل کے بیان سے ظاہر ہے۔ ایک وعظ میں آپ نے فرمایا۔

"میں تصور کر سکتا ہوں کہ جب مسیح نے اپنے شاگردوں کو حکم دے کے کہا "جاؤ اور تمام دنیا میں انجیل کی منادی کرو" تو پطرس بول اُٹھا۔ اے خداوند کیا سچ مچ آپ کی مرضی ہے کہ ہم یروشلم میں واپس جائیں اور اُن لوگوں کو جنہوں نے آپ کو صلیب دی انجیل کی خوشخبری سنائیں؟ مسیح نے فرمایا۔ ہاں پطرس جا اور اُس شخص کی تلاش کر جس نے میرے منہ پر تھوکا تھا اور اُسے کہہ کہ تیرے لئے میری بادشاہت میں جگہ تیار ہے۔ اُسے ڈھونڈ جس نے کانٹوں کا ایذا دہ تاج بنا کر میرے سر پر رکھا۔ اور اسے کہہ کہ اگر وہ میری بادشاہت میں داخل ہو تو میں اُس کے لئے ایک تاج تیار رکھونگا جس میں کانٹے نہ ہوں۔ اور جس شخص کے سرکنڈے کی ضرب سے کانٹے میرے سر میں چُبھ گئے۔ اُس سے یہ کہہ دینا کہ میں اُس کے ہاتھ میں حکومت کا ایک عصا دوں گا اور وہ دنیا کی قوموں پر حکومت کرے گا اگر وہ اب بھی نجات کو قبول کرے۔ اُس آدمی کی تلاش کرو جس نے بھالے سے میرے دل تک پہنچنے کی کوشش کی اور اُسے یہ خوشخبری دینا کہ میرے دل تک پہنچنے کا ایک نزدیک تر راستہ ہے۔ میں اُسے دل سے معاف کرتا ہوں اور وہ بچ سکتا ہے اگر وہ نجات کی بخشش کو قبول کرے +

اُس کے کلام کی ایک اور خوبی یہ تھی کہ اُس کے لفظ لفظ پر اِس امر کی مُہر تھی کہ وہ دلی یقین و اعتراف سے بولتا ہے۔ وہ اِس بات کا فخر کرتا تھا کہ میں گھر سے خیال کا آدمی نہیں ہوں۔ وہ عوام میں سے تھا اور اُن کی سمجھ کے موافق کلام کرتا تھا۔

جیسے منادی کرتا ویسے ہی اس پر عمل بھی کرتا تھا +

اِس نے کئی کتابیں تصنیف کیں اور اِس کے بہت سے وعظ شائع ہوئے ہیں۔ علاوہ ازیں اُس نے جوانوں کی تعلیم کے لئے اپنے گاؤں نارتھ فیلڈ مسیچسٹس میں دو بورڈنگ سکول اور دینی تعلیم کے لئے شکاگو میں بَیبل انسٹیٹیوٹ قائم کیا اور مرنے سے کچھ پہلے اپنے بیٹوں سے کہا۔ "تُم جانتے ہو کہ میں شروع سے صاحبِ حوصلہ تھا۔ دولت جمع کرنے میں تو نہیں۔ پر تمہارے لئے بہت سا کام چھوڑے جاتا ہوں۔ اب اِن سکولوں کا چلانا تمہارے ذمہ ہے۔"

گو موڈی صاحب نے اِس قدر کام انجام دیا پر کبھی خودستائی کا کلمہ زبان پر نہ آیا +

یہ بزرگ حسبِ معمول بنر اسکا کے شہر کنسس میں وعظ کر رہا تھا۔ کہ دل کی بیماری کے باعث کام چھوڑ کر گھر آنا پڑا۔ علاج میں کوئی دقیقہ فروگذاشت نہ ہوا پر صحت کے کوئی نشان ظاہر نہ ہوئے۔ آخر ۲۲ ڈسمبر کی صبح کو معلوم ہُوا کہ اب وقت ہولیا۔ تاہم اطمینان سے لیٹے اپنے بچوں سے باتیں کرتا رہا۔ بڑی بیٹی نے ایک مرتبہ کہا آبا جان آپ کو ابھی ہم چھوڑ نہیں سکتے۔ آپ نے جواب میں کہا۔ بیٹی اگر میرے لئے ابھی کام باقی ہے تو مَیں نہیں مرنے کا +

اس دن وہ ہر طرح سے اپنے خویش و اقارب کو تسلّی دیتا رہا۔ دوپہر کے وقت اُس کے ہونٹ حرکت کرتے معلوم ہوئے۔ گویا دُعا مانگ رہا ہے پھر یکایک گویا نیند سے جاگ کر خوشی سے بول اُٹھا۔ "میں دُنیا کو ہٹتے اور بہشت کو کُھلتے دیکھتا ہوں۔ مسیح مجھے بُلاتا ہے۔" اور یہ کہتے ہی اِس دُنیا میں اپنی خدمت کو انجام دے کر آرام کے ساتھ اپنے پیارے مُنجّی کی خدمت میں حاضر ہُوا۔ وہ دُنیا کے بیدار کرنے کے کام کو اِس اُنیسویں صدی میں شروع کر گیا ہے۔ ہم بھی اُسی رُوح سے معمور ہو کر اور اِسی رُوح کے ہتھیار چلا کر اِس کام کو انجام دیں اور ایسی ہی فتح یابی کو پہنچیں۔ کاشکہ ہمارے ہند کے لئے بھی کوئی موڈی چُنا جائے +

پر ہینڈری ویب پیپلو صاحب موڈی صاحب کی نسبت لکھتے ہیں۔ سارے کام آغاز میں کسی اکیلے آدمی کے ذریعے جاری ہوتے ہیں لیکن سب کام بڑے نتیجے پیدا نہیں کرتے اور نہ سارے وقت کے حملوں کا مقابلہ کر سکتے ہیں۔ اور جن آدمیوں کے ذریعے ایسے کام شروع ہوتے ہیں وہ اکثر تو اپنے کاموں کے پورے پھل کے پیدا ہونے تک زندہ نہیں رہتے اور جو اُن میں سے زندہ رہتے ہیں اُن میں سے کس قدر شاذ و نادر ایسے آدمی نظر آئینگے جو اپنے بڑے کاموں کی بابت لوگوں کی زبانوں سے تعریف سن لیں لیکن اپنے تئیں ویسے کا ویسا پست رکھیں جیسا شروع میں تھے جب خدا نے اُن کو اپنا ایک ہتھیار بنا کر استعمال کرنا شروع کیا۔ ایسے عالی حوصلہ اور بلند ہمت آدمی کس قدر نایاب ہیں جو اپنے کاموں کی بڑی کامیابی دیکھکر اپنی بڑائی کے مدعی نہیں بنتے۔ یہ وہ کسوٹی ہے جس سے زمین پر انسان کے کام کا اندازہ ہوتا ہے۔ اور اِسی میں ناکامیاب نکلنے کے سبب بڑے بڑے کاموں میں رخنہ اندازی آجاتی ہے ؛

مقام نارتھ فیلڈ جہاں موڈی صاحب کام کرتے تھے امریکہ کا ایک نہایت خوبصورت شہر ہے لیکن اِس شہر کے دیکھنے والے پر سب سے زیادہ اثر پیدا کرنے والا یہ نظارہ ہے کہ اِس شہر کے باشندوں کے سارے خصائل روحانی۔ تمدنی اور مالی اور جسمانی ایک آدمی کی کوششوں کا نتیجہ ہیں اور ساری کی ساری اُس مدعا کی خدمت میں صرف ہوتی نظر آتی ہیں جس کے لئے مردِ خدا زندہ ہے اور کام کرتا ہے یعنے یہ کہ رُوحوں کو یسُوع مسیح کے پاس لاکر اُنکی نجات سے خدا کا جلال ظاہر کرے۔ نارتھ فیلڈ میں یونی ٹیرین اور رومن کیتھلک لوگ بھی ہیں اور اپنے اصولوں کے پھیلانے میں کوشش کرتے ہیں لیکن باوجود اعتقادی مخالفت کے اُن کے دلوں میں بھی موڈی صاحب کے کاموں کے لئے سوائے محبت اور خیر خواہی کے کچھ نہیں پایا جاتا اِس مردِ خدا کی زندگی میں پولوس رسول کے ذیل کے قول کی زبردست شہادت ملتی ہے ”مگر خدا نے دنیا کے بے وقوفوں کو چن لیا تاکہ حکیموں کو شرمندہ کرے اور خدا نے دنیا کے کمزوروں

دعا اور بائبل کا مطالعہ

مطالعہ بائبل سے متعلق سوالات کا جواب دیا جائیگا۔ ہم ان صفحوں کو مفید بنانا چاہتے ہیں۔ اپنی رائے سے ہمیں یاد شاد کیجئے گا۔

مارچ اعمال

۱ ۱۱ : ۱-۱۸ جب پطرس پر رویا آتی تو وہ کیا کر رہا تھا ؟ اس پر کیا مکاشفہ ہوا۔؟ اسکے نتائج کیا ہوئے ؟

۲ ۱۹-۳۰ برنباس کے بارے میں جو جو بیان آیا ہے اس کے ہر ایک لفظ پر غور کرو اور اس سے اُس کی سیرت کا اندازہ لگاؤ۔

۳ ۱۲ : ۱-۲۵ آئت ۵ ۱۰ دیکھو آئت ۵: کیا مَیں دُعا کے جواب سے ایسے سلوک کرتا ہُوں ؟

۴ ۱۳ : ۱-۲۵ غور کرو کہ قدیم مسیحی دُعا اور رُوح القدس کی ہدائت کو کیا جگہ دیتے تھے

۵ : ۲۶-۵۲ پولوس کی تقریر کا خلاصہ بناؤ۔ وہ کن اصولوں کی تعلیم دیتا ہے ؟

۶ ۱۴ : ۱-۲۸ نقشہ اپنے سامنے رکھو۔ پولوس کے کام بیان کرنے میں کون کون سے محاورے استعمال کئے گئے ہیں۔

۷ : ۱۵ : ۱-۲۱ پطرس کس دلیل سے کام لیتا ہے ؟ یعقوب کی کیا دلیل ہے ؟ آئت ۹۔ مقابلہ کرو ۱۱ : ۱۲۔ کیا مَیں فرق کرتا ہُوں ؟

۸ : ۲۲-۳۵ آئت ۲۸ پہلا فقرہ۔ کیا مَیں اپنے تمام فیصلوں کی نسبت یہ کہہ سکتا ہُوں ؟

۹ ۱۵ : ۳۶ تا ۱۶ : ۱۵ آیات ۶-۱۰ کیا مَیں رُوح القدس کی ممانعت اور اُس کی

ہدایت کی تابعداری کرتا ہُوں ۔

۱۰ ۱۹:۱۹-۴۰ اس بیان سے پولوس کی سیرت کا اندازہ لگاؤ۔ خصوصاً آیات ۲۵-۲۸ ۳۱-۳۲-۳۷ پر فکر کرو۔

۱۱ ۱۷:۱-۱۵ آئت ۱۱ کیا مَیں اہلِ بیریہ کے نمونہ کی پیروی کرتا ہُوں۔

۱۲ ۱۹-۳۴ پولوس کی تقریر کا خلاصہ بناؤ۔ غیر مسیحیوں سے کلام کرنے میں ایسے نمونہ ٹھہراؤ۔ تیرھویں باب کی تقریر سے یہ کن معنوں میں اختلاف رکھتی ہے ۔

۱۳ ۱۸:۱-۲۳ آئت ۳۔ مقابلہ کرو مرقس ۶:۳ ۔ آئت ۹ کیا پولوس کو اِس حوصلہ افزائی کی ضرورت تھی؟ دیکھو ۱ قرنتیوں ۲:۳

۱۴ ۱۸:۲۴ تا ۱۹:۲۰ آئت ۲ کیا مَیں نے پایا؟ اگر نہیں تو کیا وجہ؟ کیا مَیں اُسے اب پا سکتا ہوں؟ یُوحنا ۲۰:۲۲ لوقا ۱۱:۱۳

۱۵ ۱۹:۲۱-۴۱ آئت ۲۵ کیا اپنے فائدے کے خیال میں میری آنکھیں ایسی اندھی ہو گئی ہیں کہ صداقت کو نہیں دیکھتیں؟

۱۶ ۲۰:۱-۱۶ نقشہ سامنے رکھو۔ آیات ۷-۱۲ اِس اتوار کا نقشہ اپنی آنکھوں کے سامنے باندھو ۔

۱۷ ۱۷-۳۸ (۱) پولوس کے نمونہ (۲) اُس کی منّت و تنبیہ پر خوب غور کرو۔

۱۸ ۲۱:۱-۱۶ آئت ۶ "دُعا مانگی" مقابلہ کرو ۲۰:۳۶ ان نظّاروں کو خیال میں لاؤ۔ آئت ۱۳ "تیار ہُوں" کیا یہ میرا رویّہ ہے ۔

۱۹ ۱۷-۴۰ آئت ۱۹ "جو کچھ خدا نے کیا ہے" خدا کے کام کرنے کی نسبت مجھے کیا معلوم ہے۔

۲۰ ۲۲:۱-۲۱ پولوس کی دلی تبدیلی کیسے ہُوئی؟ کس حالت میں؟ کس مقصد کے

لئے +

۲۲ : ۴۴ تا ۲۳ : ۱۱ آیات ۱-۱۱ +متی ۲۶ : ۵۷-۵۸ و یوحنا ۱۸ : ۱۹-۲۴ کا آپس میں مقابلہ کرو +

۱ ۲۳ : ۱۲-۳۵ زبور ۳۴ : ۷ + ۲ سلاطین ۶ : ۱۷ اور زبور ۵۶ : ۱۱

۲ ۲۴ : ۱-۲۳ آئت ۱۴ "خدمت کرو" مقابلہ کرو ۲ : ۳-۲۳ - رومیوں ۱ : ۹
۲ تمطاؤس ۱ : ۳+آئت ۱۶ "کوشش" مقابلہ کرو ۱ تمطاؤس ۴ : ۷

۳ ۲۴ : ۲۴ تا ۲۵ : ۱۲ آئت ۲۵-۲۴ ان ضروری مضامین پر کیا میں کبھی فکر کرتا ہوں

۲۷ ۲۵ : ۱۳-۲۷ پولوس کی سرگرمی (اقرنتیوں ۱۵ : ۱۲-۱۹) کا فسطس کی سردمہری سے مقابلہ کرو +

۲۹ ۲۶ : ۱-۱۸ آئت ۱۸ میں کن تین منزلوں کا بیان ہے ؟ اِس آئت کے ہر ایک لفظ پر غور کرو +

۲۷ ۱۹-۳۲ پولوس کی فرمانبرداری - اِس کی گواہی کے ماحصل - اس کے استقلال کی وجہ - اُس کی جرأت و سرگرمی پر فکر کرو -

۲۸ ۲۷ : ۱-۲۶ پولوس لوگوں کا اُستاد آئت ۲۳ - مقابلہ کرو ۱۸ : ۹ + ۲۳ : ۱۱ ان حوصلہ افزا رویاؤں کے موقعوں کا بیان کرو ؟

۲۹ ۲۷-۴۴ اِس بیان میں پولوس کی سیرت کے کن اجزاء کا بیان ہے +

۳۰ ۲۸ : ۱-۱۶ آئت ۲ "(سرد") ۲ - مقابلہ کرو ۲ قرنتیوں ۱۱ : ۲۵-۲۷ +
آئت ۱۵ خوب فکر کرو کہ پولوس نے کیا کیا تکلیفیں اٹھائیں - کیا اُسے حوصلہ پانے کی ضرورت نہ تھی -

۳۱ ۱۷ : ۳۱ اِس رسول کی کون سی آخری تصویریاں ہمیں ملتی ہے +

بائیبل کے کلام اللہ ہونیکی وجوہات

از تصنیف آر۔اے ٹوری صاحب

سپرنٹنڈنٹ بائیبل انسٹی ٹیوٹ شکاگو

مجھے لڑکپن ہیں میرے والدین نے سکھایا کہ بائیبل خدا کا کلام ہے۔ اور میں ویسے ہی مانتا آیا۔ جب میں بڑا ہوا تو ایک مشہور و معروف اور عالم دہریہ کی تصانیف نے مجھپر ایسا اثر کیا کہ بائیبل پر میرا اعتقاد متزلزل ہوگیا۔ میرے سامنے یہ سوال تھا کہ بائیبل کو تم کیوں خدا کا کلام مانتے ہو اور میرے پاس کوئی کافی و وافی جواب نہ تھا۔ آخر میں نے ٹھان لیا کہ خواہ کچھ ہی ہو۔ اِس سوال کی تہ تک جانا چاہئے۔ اور جو فیصلہ ہو اُس پر قائم رہنا چاہئے بعض دوست میری مشکلات کو ضرور حل کردیتے مگر میں اُن پر اپنی دلی کشمکش ظاہر کرنا پسند نہیں کرتا تھا۔ مَیں نے خدا سے اور کتابوں سے مدد لی اور سخت تجسس کے بعد مجھپر ثابت ہوگیا کہ بائیبل شروع سے آخر تک کلامِ خدا ہے۔ مندرجہ ذیل وجوہات اُسی تجربہ کا ماحصل ہیں مَیں دس وجوہات پیش کرونگا ؛

اوّل۔ یسوع مسیح کی شہادت۔ اکثر لوگ مسیح کی گواہی اَوروں کی نسبت زیادہ معتبر مانتے ہیں۔ اور یہ بجا بھی ہے کیونکہ اُس میں پانچ باتیں ہیں جو اُسکی تصدیق کرتی ہیں۔ یعنے اُسکی الٰہی زندگی اور کلمات اور افعال اور مُردوں میں سے جی اُٹھنا اور دُنیا پر اُسکی آسمانی تاثیر۔ وہ صاف صاف گواہی دیتا ہے کہ ساری بائیبل خدا کا کلام ہے۔ مثلاً مرقس ۷ : ۱۳ میں وہ موسیٰ کی شریعت کو خدا کا کلام کہتا ہے۔ اِس میں عہدِ عتیق کی فقط پانچ کتابیں شامل ہیں۔ پھر لوقا ۲۴ : ۲۷ میں تو اُس نے موسیٰ اور سب نبیوں سے شروع کرکے وہ باتیں جو سب کتابوں میں اُس کے حق میں ہیں اُن کے لئے تفسیر کیں"۔ اور پھر ۴۴ آیت میں فرمایا کہ "ضرور ہے کہ سب کچھ جو موسیٰ کی توریت اور نبیوں کے نوشتوں

اور زبوروں میں میری بابت لکھا ہے پورا ہو " انہیں تین حصّوں میں یہودی عہد عتیق کو تقسیم کیا کرتے تھے یوحنا ۱۰باب اور ۳۵ آیت میں مسیح نے کہا کہ ممکن نہیں کہ کتاب باطل ہو۔ جس سے پرانے عہد نامہ کی صداقت پر مُہر ہوگئی۔ اِس سے بھی بڑھکر متی کی انجیل کے پانچویں باب کی ۱۸ آیت میں یہ الفاظ ہیں کہ " جب تک آسمان اور زمین ٹل نہ جائیں ایک نقطہ یا ایک شوشہ توریت کا ہرگز نہ مٹیگا۔ جب تک سب کچھ پُورا نہو " اگر ہم مسیح کی گواہی کو معتبر سمجھیں تو سارے عہدِ عتیق کو خدا کا کلام ماننا ضرور ہے +

اب نئے عہد نامہ کو لیجئے۔ مسیح کی گواہی اِسکی نسبت یوحنا ۱۴: ۲۶ میں مسطور ہے۔ "روح القدس جسے باپ میرے نام سے بھیجیگا وہی تمہیں سب چیزیں سکھا ئیگا اور سب باتیں جو کچھ کہ مَیں نے تمہیں کہی ہیں تمہیں یاد دلائے گا " اِس سے ظاہر ہے کہ نہ فقط رسولوں کی تعلیم الہامی ہے بلکہ خود مسیح کی تعلیم کو حافظہ سے قلمبند کرنا بھی الہامی ہے۔ بعض لوگ اعتراض کیا کرتے ہیں کہ تم کیسے جانتے ہو کہ رسولوں نے مسیح کے کلمات کو صحیح درج کیا یا وہ بھول نہیں سکتے تھے۔ ہاں وہ ضرور بھُول سکتے تھے مگر مسیح نے رُوح القدس کی قوتِ حافظہ کا ذکر کیا تھا نہ کہ رسولوں کے۔ اور خدا کی رُوح کبھی بھُول نہیں سکتی۔ یوحنا ۱۶ باب ۱۳ و ۱۴ آیات میں مسیح نے فرمایا کہ روحِ حق رسولونکو ساری سچائی کی راہ بتائیگی۔ اسلئے کہ عہد جدید میں خدا کی کُل سچائی مندرج ہے۔ بلکہ رسولوں کی تعلیم خود مسیح کی تعلیم سے زیادہ مکمل ہے چنانچہ اُس نے یوحنا کے ۱۶ باب ۱۲ آیت میں خود فرمایا کہ " میری اَور بہت سی باتیں ہیں کہ مَیں تمہیں کہوں پر اب تم اُن کی برداشت نہیں کر سکتے۔ لیکن جب وہ یعنے رُوح حق آئے تو وہ تمہیں ساری سچائی کی راہ بتاوے گی "۔ پس مسیح کی شہادت کے مطابق کل بائبل کلام اللہ ہے +

دوئم۔ بائبل کی پیشین گوئیاں پوری ہوئی ہیں +

بائبل کی پیشین گوئیاں دو قسم کی ہیں۔ صاف الفاظ میں اور اشارات اور نمونوں میں۔ اوّل قسم میں یہودیوں اور غیر قوموں اور مسیح کی نسبت نبوتیں شامل ہیں۔ مثلاً مسیح کی نسبت

یسعیاہ کا ترپنواں باب اور میکاہ ۵ : ۲ اور دانی ایل ۹ : ۲۵ سے ۲۷ ملاحظہ کیجئے۔
اِن مقامات میں کئی صدیاں پیشتر مسیح کی ولادت اور جائے تولد۔ اسکے ساتھ دنیا کا سلوک۔
اُس کی زندگی کا انجام اُس کے جی اُٹھنے اور آخر کار فتحیاب ہونے کا حال صاف صاف
الفاظ میں مندرج ہے۔ جس وقت یہ نبوتیں لکھی گئیں اُن کا پُورا ہونا ناممکن معلوم ہوتا
تھا۔ مگر وہ لفظ بلفظ پُوری ہوئی ہیں۔ یہ کیونکر ہُوا۔ اِس کا ایک ہی جواب ہے کہ اِن کو
خدا نے لکھوایا تھا۔ اشارات اور نمونوں کی پیشین گوئیاں اِن سے بھی عجیب ہیں۔ عہدِ عتیق
کی تواریخ اور قوانین اور رسومات میں آنے والی باتوں کی جھلک پڑتی ہے۔ سردار کہانت
اور معمولی کہانت اور لاویوں اور نبیوں اور شاہوں کا مشارٌالیہ وہی ہیں۔ اُنہیں زمانے
کے واقعات خیمہ اور پیتل کا مذبح اور حوض اور سونے کا شمعدان اور نذر کی روٹیوں کی میز
اور پردہ اور خوشبوئی کا مذبح اور عہد کا صندوق بلکہ خیمے کے پردے بھی آئندہ حقیقتوں کی
طرف اشارہ کرتے ہیں۔ اِن سب باتوں میں ہم مسیح اور اُس کی کلیسیا کے حالات بند اور
ملفوف پاتے ہیں۔ نئے عہد کے سب سے دقیق مسائل عہدِ عتیق کے ہر انتظام میں دیکھ لو ہر دو عہد
ناموں کا غور سے مطالعہ کرنے سے یہ امر بخوبی واضح ہو جائے گا ✦

سوئم۔ بائبل کی وحدتِ مضمون۔ یہ پُرانی دلیل ہے مگر نہایت کارآمد بائبل میں چھیاسٹھ
کتابیں ہیں جن کو تیس سے زیادہ اشخاص نے پندرہ سو سال سے زیادہ عرصے میں لکھا۔
وہ تین زبانوں میں مختلف ممالک کے اندر چرواہوں اور مچھوؤں سے لیکر بادشاہوں تک
کے ہاتھ سے متفرق حالات کے درمیان قلمبند کی گئیں۔ مگر اِس عجیب مجموعہ کا نفسِ مضمون
واحد ہے۔ اور تعجب کا مقام ہے کہ یہ وحدت بظاہر نمایاں نہیں ہے بلکہ بعض مقامات سرسری
نظر سے متضاد معلوم ہوتے ہیں۔ اور فقط گہرے مطالعہ سے اُن کا اصلی اتحاد واضح ہوتا ہے۔
اِس سے بھی حیرت افزا یہ امر ہے کہ یہ کتاب شروع سے آخر تک رُو بترقی ہے۔ جیسا کہ اوّل
بیج پھر پودھا پھر غنچہ بعد اُس کے پھول اور آخر پھل ہُوا کرتا ہے۔ فرض کرو کہ مختلف وضع

اور نوع کے تراشے ہوئے پتھر موجود ہیں اگر ان کو باترتیب جوڑا جائے اور ایک نہائت عمدہ عمارت کھڑی ہو جائے تو تم کہو گے کہ ان کا نقشہ کسی بڑے بھاری صناع نے تجویز کیا ہوگا اِسی طرح بائبل خدا کی صداقت کی ایک عمارت ہے جس کے پتھر مختلف اوقات اور مقامات میں تیار کرکے ایک بھاری عمارت تعمیر کی گئی ہے۔ اور ہمیں یہ کہنا پڑتا ہے کہ اِن سنگتراشوں کی آڑ میں ضرور کوئی صناع ہے +

چہارم۔ بائبل کی تعلیم کی بے انتہا فضیلت۔ باقی تمام کتابوں کی تعلیم پر بعض لوگوں کا رویہ ہوگیا ہے کہ وہ بائبل کی تعلیم کا بودہ اور کنفیوشس اور سقراط وغیرہم مصنفین کی تعلیم کے ساتھ مقابلہ کرتے ہیں۔ مگر اِس کتاب کی تعلیم اُن سے تین باتوں میں اختلاف رکھتی ہے۔ اوّل بائبل میں خالص سچائی ہے۔ باقیوں میں صداقت اور بطالت ملی جُلی ہے سقراط نے بعض امور کی نسبت عمدہ تعلیم دی ہے۔ اِن سب لوگوں کی تعلیم میں موتی پائے جاتے ہیں مگر بقول ایک عالم کے وہ موتی کیچڑ میں سے نکالنے پڑتے ہیں۔ دوم بائبل میں کُل صداقت موجود ہے۔ اخلاقی اور روحانی امور میں کوئی ایسی سچائی نہیں جو اِس کتاب کے اوراق میں موجود نہو۔ کوئی شخص اب تک مجھے کوئی ایسی راستی نہیں دکھا سکتا جو بائبل میں پائی نہ جاتی ہو۔ دہریے بعض اوقات اعلےٰ خیالات اپنی تصانیف میں درج کرتے ہیں مگر اصل میں وہ اُسی کتاب سے اخذ کئے گئے ہیں۔ جس پر وہ تمسخر کیا کرتے ہیں۔ سوم۔ بائبل میں اَور سب کتابوں کی مجموعی راستی سے زیادہ راستی ہے۔ دنیا کی سب قدیم اور جدید تصانیف میں سے چیدہ خیالات کو جمع کر لو اور بیہودہ خس و خاشاک کو پھینک دو۔ اگر اُن چیدہ صداقتوں کو ایک کتاب کی صورت میں مجلد کرو تو بھی اِس کتاب کی بائبل کے مقابل کچھ وقعت نہو گی۔ اتنی چھوٹی سی کتاب میں ایسی فضیلت کیونکر ہوئی۔ اِس کا یہی جواب ہے کہ یہ خدا کی کتاب ہے نہ کہ انسان کی +

پنجم۔ اِس کتاب کا دنیا کے حملوں پر غلبہ۔ شروع سے دنیا اِس سے نفرت کرتی آئی

ہے۔ وہ کونسا ہتھیار ہے جو علم اور حکمت اور حکومت نے اِس کے خلاف استعمال نہیں کیا۔ مگر سب مُنہ کی کھا کر بیٹھ گئے۔ اٹھارہ سو سال سے وہ کونسی تجویز ہے جو اِس کتاب کو نیست و نابود کرنے کے لئے عمل میں نہیں لائی گئی۔ اگر یہ انسانی کتاب ہوتی تو آج تک اِس کا پتہ بھی معدوم ہو جاتا۔ مگر باوجود حد درجہ کی مخالفت کے اس کا قائم رہنا یہی ظاہر کرتا ہے کہ یہ کتاب خدا کے دستِ قدرت کے نیچے محفوظ ہے۔ اور مسیح کے وہ الفاظ پورے ہو رہے ہیں کہ آسمان اور زمین ٹل جائینگے مگر میری باتیں ہرگز نہ ٹلینگی ۔

ششم۔ بائبل کے ماننے والوں اور اُس کے رد کرنے والوں کی سیرت۔ دونو باتیں بائبل کا کلامِ الٰہی ہونا ثابت کرتی ہیں یعنے اُن لوگوں کی سیرت جو اِس کو مانتے ہیں اور اُن کی جو اِس کو رد کرتے ہیں۔ اِس کا یہ مطلب نہیں کہ جو شخص اِس کتاب کے مطابق عمل کرنے کا دعویٰ کرتا ہے وہ اُس شخص سے بہتر ہے جو ایسا دعوے نہیں کرتا۔ مگر یہ کہ جو شخص خود شعار اور جان نثار زندگی بسر کرتا ہے اور جس نے پورے طور پر اپنے تئیں خدا کی مرضی کے تابع کر دیا ہے وہ ضرور بائبل کو خدا کا کلام مانتا ہوگا۔ مگر جو اِس امر کا قائل نہیں وہ ضرور خود غرض اور خود پسند اور نفسانی زندگی بسر کرتا ہوگا۔ فرضاً اگر کوئی کتاب کسی مصنف کی بنائی ہوئی ہے۔ اور جو لوگ اُس سے بخوبی واقف ہیں وہ اُس کتاب کو اُسی کی تصنیف بتاتے ہیں اور جو لوگ اُس سے بہت کم تعارف رکھتے ہیں وہ دعویٰ کرتے ہیں کہ نہیں یہ اُس کی تصنیف نہیں ہے تم کس کا یقین کرو گے۔ اِسی طرح جو لوگ خدا سے بہترین طور پر واقف ہیں وہ کہتے ہیں کہ بائبل اُسی کا کلام ہے اور جو واقف نہیں ہیں وہ اِس سے منکر ہیں۔ کس کا دعوے درست ہے؟

پھر ایک اَور بات غور طلب ہے کہ جوں جوں لوگ سُدھرتے جاتے ہیں وہ بائبل کو پسند کرتے ہیں۔ اور جوں جوں وہ بگڑتے ہیں وہ اُس سے متنفر ہوتے ہیں۔ ہم نے ایسے اشخاص کو دیکھا ہے جو گناہ میں مبتلا اور بے ایمان تھے مگر جب اُنہوں نے گناہ کو ترک کیا تو اُن کی

بے ایمانی بھی اُڑگئی۔ کیا کہیں ایسا آدمی بھی نظر آتا ہے جو گناہ کا غلام اور ایماندار ہو اور پھر گناہ کو ترک کرکے اُس کا ایمان بھی ساتھ ہی جاتا رہے۔ انسان جس قدر خدا کے نزدیک رہتا ہے اُسی قدر وہ بائبل کو خدا کا کلام مانتا ہے۔ اور جتنا دُور رہتا ہے اُتنا ہی وہ اِسکے کلام اللہ ہونے کا انکار کرتا ہے۔ بائبل کی تاثیر کہاں پائی جاتی ہے۔ پاکیزہ اور خود انکار خاندانوں میں۔ بے ایمانی کا قلعہ کونسا ہے؟ قمارخانہ اور شراب خانہ اور قحبہ خانہ ہیں۔ اگر کوئی شخص بائبل بغل میں داب کرکے خانہ میں جائے تو نہایت ناموزوں اور عجیب معلوم ہوگا لیکن اگر لامذہب کتابوں کا انبار پاس رکھکر شراب پیئے تو کچھ عجب نہوگا۔

ہفتم۔ بائبل کی عجیب تاثیر۔ اِس کتاب سے انسان کو پاکیزگی اور خوشی اور نجات حاصل ہوتی ہے کوئی ندی اپنے منبع سے بلند نہیں ہو سکتی اور اگر کوئی کتاب ضعیف انسان کو اُٹھا کر کھڑا کر سکتی ہے تو وہ ضرور خدا سے ملی ہوگی۔ اَور کوئی کتاب اِس امر میں اِسکے مقابل نہیں ہو سکتی۔

ہشتم۔ بائبل کی تہ تک کوئی نہیں پہنچ سکتا۔ اٹھارہ صدیوں میں اِس کتاب میں ایک لفظ نہیں بڑھایا گیا تو بھی بڑے بڑے عالم اِس کو زندگی بھر مطالعہ کرتے رہے ہیں اور اس کی گہرائی تک نہیں پہنچ سکتے۔ جارج ملر صاحب نے اِس کو ایک سو سے زیادہ مرتبہ پڑھا اور ہر دفعہ اُن کو نئی اور تازہ معلوم ہوتی تھی۔ اَور کس کتاب کی نسبت یہ کہا جاسکتا ہے۔ اور چند اشخاص پر کیا موقوف ہے اٹھارہ سو سال میں کئی پشتوں نے اِس کی گہراوں میں سے ہزاروں جلدیں تفسیر کی تصنیف کیں مگر اِس معدن کی نچلی تہ تک کوئی نہیں پہنچا۔ انسان کی تصنیف پر انسان کا حقہ حاوی ہو سکتا ہے مگر ساری دنیا بائبل کو محیط نہیں کر سکی۔ اِس کا ایک ہی سبب ہو سکتا ہے کہ یہ خدا کی حکمت اور علم کے بے پایاں لازوال گنج کی کتاب ہے۔ ایک بڑے عالم یونی ٹیرین نے بائبل کے الہامی ہونے کے خلاف کہا کہ لامحدود خدا پر یہ اتہام لگانا کہ اُس کا سارا کلام ایک چھوٹی سی کتاب کے اندر بند ہوگیا

کیسی سخت بے دینی ہے۔ مگر یہی دلیل خود اُس کے خلاف ہے۔ کیونکہ اس سے بڑھکر اسکے خدا کی کتاب ہونے کی اَور کیا دلیل ہوسکتی ہے کہ لامحدود حکمت ایک تنگ جگہ میں جمع کیجائے ☆

نہم۔ جوں جوں ہم علم اور پاکیزگی میں ترقی کرتے ہیں ہم بائبل کی طرف بڑھتے جاتے ہیں۔ اِس کتاب کے مطالعہ میں اوّل اوّل بعض باتوں کے ساتھ اتفاق نہیں ہوسکتا مگر جوں جوں ہم خدا کی صُورت پر بنتے جاتے ہیں ہم اِس کتاب کے نزدیک ہوتے جاتے ہیں۔ ریاضی کے حساب سے اِس سے یہ نتیجہ نکلیگا کہ آخر بائبل خدا سے جا ملیگی اِسلئے وہی اِس کا مصنف ہوسکتا ہے۔ اگر کوئی شخص کسی جنگل میں سے سفر کر رہا ہو اور بجائے اپنے رہنما کی ہدایت پر عمل کرنے کے اپنی سمجھ کے مطابق چل کر غلط رستہ پکڑے اور اگر بار بار اسکا یہی تجربہ ہو تو وہ آخر ضرور رہنما کی بات صحیح سمجھ کر مانے گا۔ اور اِسی طرح آخر ماننا پڑتا ہے کہ بائبل حقیقی ہادی اور صحیح رہنما ہے ☆

دہم۔ رُوح القدس کی صاف گواہی۔ روح القدس ہر ایک ایمان دار کے دل میں مُہر کر دیتی ہے کہ بائبل خدا کی طرف سے ہے۔ مسیح نے فرمایا کہ میری بھیڑیں میری آواز پہچانتی ہیں۔ دیندار لوگ جانتے ہیں۔ جو آواز اِس کتاب میں سے آرہی ہے باپ کی آواز ہے۔ وہ اِس کو بخوبی پہچانتے ہیں کوئی دلیل اِس یقین کے خلاف کارگر نہیں ہوسکتی۔ ہر ایک شخص یہ تجربہ حاصل کرسکتا ہے۔ یُوحنا ۷: ۱۷ میں لکھا ہے کہ وہ شخص جو اُسکی مرضی پر چلا چاہے جانے گا کہ یہ تعلیم خدا کی ہے۔ اگر تم اپنی مرضی کو خدا کی مرضی کے تابع کردو تو تمہاری ایسی حالت ہوجائے گی کہ جب تم بائبل پڑھو تو جھٹ پہچان جاؤگے کہ یہ خدا کی آواز ہے جو مجھ سے بول رہی ہے۔

مسیح کے صلیب اُٹھانے والوں کی نسبت اُس کی آسمانی بادشاہت کو چاہنے والے بہت ہیں ☆

ہماری تمام تکالیف اور مصیبتیں مسیح کی زندگی کو ظاہر کرنے کے موقعے ہیں ☆

لوگوں کو مسیح کی طرف کھینچنے میں

خود مسیح ہمارا نمونہ

ازڈی میکانکی۔ مدراس

جب کہ بہت لوگ اِن دنوں یہ سوال کر رہے ہیں کہ اگر مسیح ہماری جگہ ہوتا تو کیا کرتا کیا یہ دریافت کرنا مناسب نہیں ہے کہ جب مسیح اِس دُنیا میں تھا۔ تو وہ حقیقت میں کیا کیا کرتا تھا؟ یہ امر اشد ضروری ہے۔ کیونکہ اِس دُنیا میں ہمارا سب سے بڑا کام یہی ہے۔ کہ ہم اپنے بزرگ اُستاد کے نمونے پر چلیں۔ جو "دُکھ سہکے ہمارے لئے ایک نمونہ چھوڑ گیا کہ ہم اُس کے نقشِ قدم پر چلیں" (۱ پطرس ۲: ۲۱) جیسا اُس نے خود بھی فرمایا "میں نے تمہیں ایک نمونہ دیا ہے کہ تم ویسا ہی کرو جیسا مینے کیا ہے" (یوحنا ۱۳: ۱۵) ‌‌*

اور جس حال کہ ہم اُس کی پیروی کرنے پر کمربستہ اور آمادہ ہوتے ہیں۔ نہایت ہی لازم ہے کہ ہم اپنے تئیں یاد دلائیں کہ یہ یسوع ابنِ آدم ہے۔ کہ جس کی پیروی ہم اختیار کیا چاہتے ہیں۔ مسیح کی الوہیت پر سوچنا نہایت مناسب و فرض ہے پر ذرا خطرہ ہے کہ ہم اُس کی الوہیت میں یہاں تک نہ لگ جائیں۔ کہ یسوع کی حقیقی انسانیت کو بھول جائیں۔ اِس بیان میں ہم اُس کی اِنسانی ذات کو مدِنظر رکھکے اِس بات پر غور کرینگے۔ کہ ایک ایک کے ساتھ رُوحانی خدمت کرنے میں وہ کیونکر ہمارا نمونہ ہے

سلسلۂ ذیل سے مضامین پیش ہونگے۔

۱۔ اُس کی دُعا کی عادت۔

۲۔ رُوح القدس سے اُس کا تعلق۔

۳۔ اُس کا کلامِ الٰہی کو کام میں لانا۔

۴۔ اُس کا ذاتی اثر ہر قسم کے متلاشیوں پر۔

۵- اُن پر جو دلی شوق و خواہش رکھتے تھے۔ مثلاً جنم کا اندھا۔ (یوحنا ۹)
۶- اُن پر جن میں آرزو و خواہش تو پائی جاتی تھی پر ہچکچاتے اور رکتے تھے مثلاً نقودیمس (یوحنا ۳)
۷- اُن پر جو دل سے فکرمند تو تھے پر راضی نہ تھے۔ مثلاً مالدار۔ جوان۔ سردار۔ (مرقس ۱۰: ۱۷)
۸- اُن پر جو بے فکر و لاپرواہ تھے۔ جیسے سُکار کی عورت (یوحنا ۴)
۹- منحرف پر۔ جیسے پطرس۔ لوقا۔

اس کی دعا کی عادت

دُعا مسیح کا ایسا عمل تھا۔ جس کی بنیاد وجہ اور ضرورت اُس کی انسانی ذات میں پائی جاتی تھی۔ دُعا کرنے والا انسان یسوع تھا۔ اُس نے انسان ہو کر کے دعا مانگی۔

۱- وہ دُعا کس وقت مانگتا تھا

(ا)۔ علی الصباح دن چڑھنے سے بہت پہلے (مرقس ۱: ۳۵) (ب) شب کو (لوقا ۶: ۱۲) (ج) ہمیشہ (لوقا ۱۸ و تسلو ۵: ۱۷ کا مقابلہ کرو) (د) بالخصوص خاص موقعوں پر۔

۱- روحانی برکت پانے کی تیاری کے وقت (لوقا ۳: ۲۱ و ۹: ۱۸)
۲- نیا کام شروع کرنے پر (مرقس ۱: ۳۵)
۳- خدمتگذار انتخاب کرنے کے موقع پر (لوقا ۶: ۱۲)
۴- جب لوگ زیادہ تعریف کرنے لگے (لوقا ۵: ۱۶)
۵- بھاری فتح مندی کے بعد (مرقس ۶: ۴۶)
۶- لوگوں کی خوشامد سے بچنے کے لئے (یوحنا ۶: ۱۵)
۷- اوروں کو دُعا سکھانے کے لئے تیار ہوتے وقت (لوقا ۱۱: ۱)

۸۔ سب سے بھاری دُکھ کے موقعہ پر (لوقا ۲۲: ۳۹)

۹۔ جب موت سامنے آئی (لوقا ۲۳: ۳۴)

۱۰۔ بہشت میں (عبر ۷: ۲۵)

نصیحت۔ ترتیب کے ساتھ بار بار لگاتار اور خاص موقعوں پر دُعا کرنے کے لئے ہمیں خاص وقت مقرر کرنا چاہئے۔

۲۔ وہ کس جگہ دُعا کرتا تھا

(ا) تنہائی میں۔ (یوحنا ۶: ۱۵ و مرقس ۶: ۴۶) (ب) ویرانے میں (مرقس ۱: ۳۵)

(ج) پہاڑوں پر۔ (متی ۱۴: ۲۳ مرقس ۶: ۴۷) "اپنے دستور پر" (لوقا ۲۲: ۳۹)

نصیحت۔ اِس لئے کہ ہماری دُعائیں تاثیر بخش ہوں۔ ہمیں سب دھیان بھٹکانے والی چیزوں سے الگ ہو کر اُس کی حضوری کی پوشیدگی میں جانا چاہئے۔

۳۔ وہ کس دل سے دُعا کرتا تھا

(ا) ایمان کے ساتھ (یوحنا ۶: ۴۴ و متی ۲۱: ۲۲) (ب) گڑگڑا کے اور سرگرمی سے (لوقا ۲۲: ۴۴ و عبر ۵: ۷) (ج) اَوروں کو معاف کر کے (لوقا ۲۳: ۳۴) (د) ایک ہی بات کے لئے بار بار عرض کر کے (مرقس ۱۴: ۳۹) (ہ) حلیمی و فروتنی سے (لوقا ۲۲: ۴۲) (و) شکرگذاری کرتے ہوئے (متی ۱۱: ۲۵ و یوحنا ۱۱: ۴۱)

نصیحت: ایمان و محبت میں ہو کے شکر بجا لاتے ہوئے ہمیں دُعا مانگنی چاہئے۔

۴۔ وہ کس ڈھنگ سے دُعا کرتا تھا

(ا) گھٹنے ٹیک کے (لوقا ۲۲: ۴۱) (ب) کھڑا ہو کے (یوحنا ۱۱: ۴۱ و ۴۲) (ج) اپنے مُنہ کے بل گر کے (مرقس ۱۴: ۳۵ و متی ۲۶: ۳۹) (د) اپنی آنکھیں آسمان کی طرف اُٹھا کے (یوحنا ۱۷: ۱)

نصیحت:۔ کوئی خاص ڈھنگ اختیار کرنا ضروری نہیں بشرطیکہ ہم خدا کے حضور آداب اور دیندارانہ خوف کے ساتھ حاضر ہوں +

۵- دُعا کے مضمون

(ا) اپنے لئے (یُوحنا ۱۷: ۵) (ب) ایک ایک کے لئے (لُوقا ۲۲: ۳۲) (ج) اپنی کلیسیا کے لئے (یُوحنا ۱۷: ۹) (د) کُل ایمان داروں کی جماعت کے لئے (یُوحنا ۱۷: ۲۰) (ہ) خاصکر اپنے دشمنوں کے لئے (متی ۵: ۴۴)

نصیحت:۔ ہمیں چاہئے کہ سب کے لئے سفارشی دعا کرنے میں اپنے دل اُنڈیل دیں +

۶- دعا کے اغراض کیا ہونے چاہئیں

خوراک کے لئے۔ (لُوقا ۱۱: ۳)

گناہ سے مخلصی کے لئے (لُوقا ۲۲: ۴۰)

معافی کے لئے (متی ۶: ۱۲)

مصیبت میں فضل کے لئے (یُوحنا ۱۲: ۲۷)

خدمتگذاری کے لئے (متی ۹: ۳۸)

رُوح القدس کے انعام کے لئے۔ (یُوحنا ۱۴: ۱۶ و متی ۷: ۱۱)

خدا کے جلال کے لئے (یُوحنا ۱۲: ۲۸)

نصیحت۔ ہمیں اپنی عرضوں میں مخصوص باتیں پیش کرنی چاہئے اور توبھی ایسا نہونے پائے کہ ہماری دُعا کا حلقہ بہت گھٹ جائے +

(ایوب ان ۲۰)

انسان گنہ کر کے گنہ گار ہوا — جنت سے جہنم کا سزاوار ہوا
کفارۂ عیسےٰ سے بچے ہم سنت — آسان خداوند سے دشوار ہوا
عیسےٰ کی خدائی ہے خدا ہے عیسےٰ — خلق اس نے بنائی ہے خدا ہے عیسےٰ
کُل رُوئے زمیں پر بھی اُسی کی سنت — اب راج دوہائی ہے خدا ہے عیسےٰ

اِدھر اُدھر کی خبریں

انسان کی عمر۔ طوفان سے پیشتر ایک وہ زمانہ تھا کہ ستر برس کا آدمی نابالغ قرار دیا جاتا ہوگا۔ مزمور نویس فرماتا ہے کہ ہماری زندگی کے دن ستر برس ہیں اور اگر قوت ہو تو اسی برس۔ حساب کیا گیا ہے کہ اِس وقت دنیا میں صرف ایک آدمی پانسو میں اسی سال کی عمر تک پہنچتا ہے۔ انسان کی عمر کا اوسط اِس زمانہ میں قریب تینتیس سال ہے۔ چوتھائی بچے سات برس کی عمر سے پیشتر مرتے ہیں۔ اور نصف سترہ برس سے آگے۔ ہزار آدمیوں میں سے صرف ایک شخص سو برس تک جیتا ہے۔ اور سَو میں سے فقط چھ آدمی پینسٹھ برس تک پہنچتے ہیں۔ اِس وقت دنیا کی آبادی قریب ڈیڑھ ارب باشندوں کی ہے۔ جن میں سے پانچ کروڑ آدمی ہر سال مرتے ہیں۔ یعنے ۱۳۷۰۰۰ یومیہ اور ۵۷۰۸ فی گھنٹہ اور قریب نوے فی منٹ یا بحساب تین کس فی دو سیکنڈ دنیا سے کوچ کرتے ہیں۔ کیا اِس سے بشپ ہیبری صاحب کے مشہور گیت کے وہ الفاظ بڑے زور سے ہمارے کان میں سنائی نہیں دیتے کہ

کیا ہم جو روشنی پاتے   اور لاکھوں برکتیں
اُن کو جو مرتے جاتے   حیات کا نور نہ دیں

وہ الھنا نہیں دیتا۔ ایک بزرگ فرماتے ہیں کہ یعقوب کا خط عام پڑھتے ہوئے جب مَیں پہلے باب کی پانچویں آیت پر آیا جس میں یہ الفاظ مندرج ہیں کہ " جو (یعنے خدا) سب کو سخاوت کے ساتھ دیتا اور اُلھنا نہیں دیتا ہے " تو مجھے خیال آیا کہ باوجود اِس کے کہ مشنری صاحبان ہم دیسیوں پر اِس قدر نظر تلطف رکھتے اور ہر طرح سے شفقت دکھاتے ہیں کیا وجہ ہے کہ پھر بھی ہم اُن کے احسانوں سے گرویدہ نہیں ہوتے کہیں ایک یہی باعث نہیں کہ وہ احسان کر کے اُلھنا دیتے ہیں کہ ہم نے تمہارے ساتھ یہ نیکی کی۔

حقیقت میں جتا دینے سے احسان کی خوبی زائل ہو جاتی ہے ؎

پریزیڈنٹ کروگر کا مذہب۔ اخبارات کے مطالعہ سے معلوم ہوتا ہے کہ ٹرانسوال کا پریزیڈنٹ کروگر ایک نہایت دیندار آدمی ہے۔ کہتے ہیں کہ اپنا آخری مراسلہ انگلستان کی طرف بھیجنے سے پیشتر وہ تین گھنٹوں تک دعا و مناجات میں لگا رہا اور جو فتوحات ہماری افواج کے مقابل اُس کو حاصل ہوئی ہیں اُن کو خدا سے منسوب کرتا ہے۔ جنگ سے پیشتر اُس نے بپٹسٹ مشن کے ایک جلسہ میں یہ الفاظ کہے کہ " اے بھائیو اور بہنو اور بزرگانِ دین! میں آپ کو بھائی اور بہن اس لئے قرار دیتا ہوں کہ آپ میرے ساتھ مسیح پر ایمان لانے میں شریک ہیں۔ مَیں جب انجیل کی اشاعت کو دیکھتا ہوں تو مجھے وہ الفاظ یاد آتے ہیں کہ وہ کیا ہی خوشنما ہیں اُس کے پاؤں جو سلامتی کی منادی کرتا ہے"۔ یہ الفاظ مجھے عزیز ہیں اور مَیں کلام کی تکمیل دیکھکر خوشی مناتا ہوں۔ جب فرشتوں نے رسولوں کو خبر دی کہ مسیح مُردوں میں سے جی اُٹھا ہے تو اُن کے اندرونی خیالات کو کون سمجھ سکتا ہے۔ اِس میں گنہگار کی نجات اور گناہ کے بند سے رہائی کا مضمون تھا۔ اُس پہلے ایسٹر کے بعد دنیا کی تواریخ کا نیا سلسلہ شروع ہُوا۔ اور باوجود بے دینوں کی مخالفت کے انجیل کا رستہ رُک نہیں سکا۔ اور جب تک کلیسیائیں خدا اور یسوع مسیح کے کلام سے لپٹی رہینگی۔ وہ انجیل کے مضامین کے سمجھنے میں متفق ہوتی جائینگی۔ . . . . . میری دلی آرزو ہے کہ اِس جمہوری سلطنت کا ہر ایک مسیحی انجیل کا دعظ ہوتا کہ میرے نجات دہندہ اور ابدی انجیل کا جھنڈا بلند ہو اور اُن اقوام پر جو تاریکی اور موت کے سائے میں بیٹھی ہیں اُس کی روشنی چمکنے تا وقتیکہ ہر ایک شخص خدا کے کلام کی معرفت حاصل کرے"۔ ممکن ہے کہ پریزیڈنٹ کروگر کی قوتِ فیصلہ نے ہماری سرکار کے ساتھ جنگ شروع کرنے میں غلطی کی ہو لیکن اُس کی دینداری میں چنداں شبہ نہیں ہو سکتا

پاتے ہیں بہت اور ذرا دیتے ہیں — تھوڑا ہی سا کچھ راہ خدا دیتے ہیں
منت جو خداوند کی خدمت کے لئے — وہ ایک بھی دیتے ہیں تو کیا دیتے ہیں

واٹرسرانڈ میں سونا دریافت ہوا ۔ ۱۸۸۵ء برٹش جنوبی افریقہ کمپنی قائم ہوئی ۔
۱۸۹۳ء نٹال کو خود مختار گورنمنٹ عطا ہوئی ۔ ۱۸۹۴ء جیمسن کا حملہ ۱۸۹۵ء جنگ
ٹرانسوال ۱۸۹۹ء

جب صلاح الدین نے رچرڈ شیر دل شاہِ انگلستان کی شمشیر کو دیکھا تو حیران ہوا کہ
ایسی معمولی تلوار سے ایسے بڑے بڑے بہادرانہ جوہر کیونکر ظاہر ہوئے ہیں۔ شاہ رچرڈ
نے اپنا بازو ننگا کر کے کہا کہ تلوار نے کچھ نہیں کیا رچرڈ کے بازو نے سب کچھ کیا ہے ۔
اسی طرح ہم کو چاہئے کہ خدا کے ہاتھ میں ہتھیار ہوں اور جب وہ ہم کو کام میں لاتا ہے
تو ہم سے تا جلال ظاہر ہو (پینٹکوسٹ)

جہاں شاہانِ روس دفن کئے جاتے ہیں ہمیشہ دو شمعیں جلتی رہتی ہیں یعنے آخری
بادشاہ کے سر اور پاؤں کی طرف ۔ چنانچہ جب ۱۸۸۱ء میں الگزنڈر ثانی مدفون ہوا تو اسکے
مقبرہ کے سر اور پاؤں کی جانب شمعیں جلائی گئیں ۔ اور اسی طرح آخری زار کی قبر کے پاس
۱۸۹۴ء میں شمعیں منتقل کی گئیں ۔ اور جب تک کہ موجودہ زار دفن نہ کیا جائے وہیں رہیں گی۔
اس شاہی قبرستان پر ایک فوجی پہرہ بلا ہتھیار ہمیشہ رہتا ہے جس کا فرض ہے کہ شمعوں کو
روشن اور درست حالت میں رکھے ۔ کیا مجال ہے کہ چراغ کبھی گل ہونے پائے ؛

ایک روز کا ذکر ہے کہ بوڑھے اور تجربہ کار مشنری جڈسن صاحب کی طبیعت کچھ علیل تھی
سو ان کی میم صاحبہ نے ان کا دل بہلانے کے لئے چند اخبارات میں سے ایسے اقتباس انکو
سنانے شروع کئے جن میں جڈسن صاحب کے حالات کا بیان تھا۔ ایک راقم نے ان کو
پولوس سے تشبیہ دی ۔ دوسرے نے یوحنا سے علیٰ ہٰذا القیاس ۔ اس حلیم الطبع بہادر شخص
نے حیران ہو کر جواب دیا کہ میں پولوس یا اپلوس یا کسی اور انسان کی مانند نہیں ہونا چاہتا ۔
میں مسیح سے مشابہ ہونے کی تمنا رکھتا ہوں ایک ہی شخص ہے جو سب باتوں میں ہماری مانند
آزمایا گیا ۔ پر اس نے گناہ نہ کیا ۔ میں اس کی طبیعت حاصل کرنا چاہتا ہوں ۔ اور
اسی کے نقشِ قدم پر قدم مارنے کی آرزو رکھتا ہوں ۔ کاش میں زیادہ مسیح کی مانند بنتا جاؤں ؛

The Nazir.
AMRITSAR.
Vol. V February, 1900. No 2
CONTENTS.
NOTES AND COMMENTS:—Opening of the Y. M. C. A. Buildings—Christianity in Japan—Bishop Thoburn's Observations 33
2. South India Missionary Conference 37
3 Moody, with Portrait ... 43
4 Prayer and Bible Study 49
5. Why the Bible is the Word of God: Ten Reasons 52
6. Jesus our Example, I 59
7. Gleanings from Everywhere ... 63
8. News ... ... Back of Covers.
Annual Subscription, Re. 1-8-0.
Apply to the Manager

مسیحی

جلد ۳ نمبر ۳

امرتسر

۱۵ - مارچ - ۱۹۰۰ء

فہرست مضامین

گلدستۂ اخبار

ہندوستانی مسیحی جوان بیشک ترقی کر رہے ہیں۔ ہند کے تمام صوبوں سے انکے اعلیٰ امتحانات میں
کامیابی یا نیکی خبریں آ رہی ہیں۔ الہ آباد یونیورسٹی کا نتیجہ ہم یاں درج کرتے ہیں۔ ایم۔ اے۔ ہیم چندر سرکار سینٹ
جانس کالج آگرہ۔ درجہ ۲۔ بی۔ اے۔ پریوناتھ گھوش آگرہ۔ درجہ ۲۔ گیانندر موہن گھوش (کانپور) درجہ ۳۔
مس جیتی سیکریٹری (لکھنؤ وومنس کالج) درجہ ۱۔ ایف۔ اے۔ آرتھر اوونگ لیوک (آگرہ) درجہ ۲۔
پرسنا کمار سرکار (کانپور) درجہ ۲۔ ایس۔ سی۔ مکرجی (لکھنؤ) درجہ ۳۔ والٹر ولی پال (لکھنؤ) درجہ ۲۔ آرتھر ک
پروس ڈیور (الہ آباد) درجہ ۳۔ برٹ فلاڈ گرہم ڈیوڈسن (الہ آباد) درجہ ۲۔ مس موہنی چیٹرجی (لکھنؤ) درجہ ۳
رابرٹس ملکن ہے۔ (پرائیویٹ) درجہ ۲۔ انٹرنس۔ سڈنی سرل رائے (آگرہ) درجہ ۳۔ سموئیل رابرٹ کٹلر
(مراد آباد) درجہ ۳۔ نفضل مسیح (لکھنؤ) درجہ ۳۔ جوزف الگزنڈر ڈانیل (لکھنؤ) درجہ ۲۔ تھامس گرے پیٹرس
(لکھنؤ) درجہ ۳۔ مس ڈیزی مے اڈورڈز (لکھنؤ وومنس کالج) درجہ ۲۔ مس گریس جورڈن (") درجہ ۱۔
مس گریس ایتھل موڈ براؤن (") درجہ ۱۔ مس تھیوڈ رسیا سنگھ (") درجہ ۲۔ ہیری سن ایڈورڈ تھامس
(گورکھپور) درجہ ۳۔ ہمفری ایم سیسل (بستی) درجہ ۲۔ ڈی دانیل (میرٹھ) درجہ ۲۔ سموئیل مارٹن بیدی
(میرٹھ) درجہ ۳۔ مس الونیا مکلاف (ڈیرہ دون) درجہ ۱۔ مس گریس احمد شاہ (ڈیرہ دون) درجہ ۲۔
مس مری احمد شاہ (") درجہ ۱۔ مس لیوزلا مارگرٹ جارج۔ درجہ ۱۔ سٹیفن پال۔ درجہ ۳۔ کلارنس کیاپ درجہ ۳۔
سموئیل بی۔ سی۔ داس۔ درجہ ۳۔ ونسنٹ امبروس آدم درجہ ۲۔ پریوناتھ چیٹرجی۔ درجہ ۳۔ سموئیل
ہیرسن جارج۔ درجہ ۳۔ پرائیویٹ سیرل رابرٹ کلارک۔ درجہ ۱۔ مس ایزابل ماشر مونکس (ڈیرہ دون
سکول میں تعلیم پائی)، درجہ ۱۔ چارلس سٹرم راس انڈریوز۔ درجہ + مدراس کے مسٹر پال اپا سوامی نے
امتحان بی اے میں بڑی اعلیٰ جگہ پائی۔ مضمون انگریزی میں درجہ اول میں رہے۔ فلاسفی میں ساری
یونیورسٹی میں اول رہے۔ اور اختیاری مضمون لاطینی لیا۔ ایک اور ہندوستانی مسیحی مسٹر سوری متھو
پلائی نے ریاضی میں درجہ اول حاصل کیا۔ اور ایک مسیحی لڑکی مس گسٹل اتل نے فلاسفی میں درجہ دوم

مارچ - ۱۹۰۰ء

نوٹ اور رائیں

بائبل فنا پذیر نہیں ہے۔ جیسا انسان جو دنیا میں چند روز زندگی بسر کرتا آخر فانی ہے اسی طرح انسانی تصانیف بھی فانی ہیں۔ چنانچہ حساب کیا گیا ہے کہ ایک ہزار کتابوں میں سے چھ سو اپنی چھپائی کا خرچ بھی ادا نہیں کرتیں۔ دو سو فقط اپنا خرچ نکالتی ہیں۔ ایک سو میں قدرے منافع ہوتا ہے اور بہت تھوڑی ہیں جن میں خاطر خواہ نفع ہوتا ہے پھر ان ہزار کتابوں میں سے ساڑھے چھ سو ایک سال کے آخر تک گمنام ہو جاتی ہیں اور ڈیڑھ سو تین سال سے زیادہ نہیں پڑھی جاتیں۔ فقط پچاس کتابیں سات سال کے بعد مروج رہتی ہیں سترھویں صدی کی پچاس ہزار کتابوں میں سے صرف انسٹھ کتابیں اسوقت جاری ہیں اور اٹھارھویں صدی کی پچاس ہزار کتابوں میں سے بھی اسی قدر تعداد دنیا میں موجود ہے۔ بنی آدم تین ہزار سال سے کتابیں تصنیف کر رہے ہیں۔ مگر سب ملا کر پانسو سے زیادہ ایسے مصنف دنیا میں نہیں گذرے ہونگے جنکو زمانہ نے فراموش ہونے نہیں دیا۔ اور یہہ کہنا غلط نہیں ہوگا کہ ان پانسوں میں سے پچاس مصنف بھی کسی ملک کے عام شائقین کو معلوم نہ ہونگے۔ ان اعداد سے انسانی بلند نظری کے بطلان کو خاک میں ملانے والا ثبوت حاصل ہوتا ہے جسکے مقابلہ میں خدا کا ابدی اور پایدار کلام انسان کے لئے تسلی بخش امر ہے۔ ذرا یوروپ اور امریکہ کی بائبل سوسائٹی کے کام پر غور کرو کہ لاکھوں جلدیں بائبل اور اسکے مختلف حصوں کی ہر سال شائع ہو کر دنیا کے ممالک میں بھیجی جاتی ہیں۔

الیشع نبی کی غلطی ۔ ۲۔سلاطین کے ۴۔باب میں ایک عجیب پند آموز واقعہ کا ذکر ہے
الیشع نبی اُس شونیمیت عورت کے اصرار پر کوہِ کرمل سے روانہ ہوتا ہے کہ اسکے مُردہ بیٹے کو
زندہ کرے۔ مگر تجربہ کے طور پر اپنا عصا اپنے خادم جیحازی کو دیکر آگے روانہ کرتا ہے۔ کہ شاید
اس عصا کی برکت سے اُس بچہ میں زندگی آجائیگی۔ مگر جیحازی ناکامیاب واپس آتا ہے عصا نے
لڑکے کے جسم میں کوئی حرکت پیدا نہیں کی اس تجربہ میں ناکامیابی کی تین وجوہات ہیں۔ اوّل
یہہ محض انسانی تجویز تھی۔ خدا نے اِس کی نسبت کوئی ہدایت نہ دی تھی۔ دوم یہہ کوئی معمولی
خدمت نہ تھی جو کسی مُلازم کے سپرد کیجا سکتی ہو۔ جیحازی بارہا اپنے آقا کے آگے اسکی آمد کا پیغام
لیکر گیا تھا مگر یہہ زندگی اور موت کا معاملہ اُسکے سپرد کرنے کے قابل نہ تھا بات یہہ ہے کہ جیحازی
لالچی اور جھوٹا آدمی تھا اُسکے ذریعہ کوئی روحانی خدمت لینا عبث تھا۔ کیا اُس سے یہہ اُمید
ہوسکتی تھی کہ نبی کے بجائے مُردہ کو زندہ کریگا۔ رُوحانی خدمت کے لئے رُوحانی آدمی درکار
ہے۔ سوم۔ اس چھڑی میں کوئی طلسم نہ تھا۔ عہد کے صندوق کو جنگ گاہ میں اُٹھا لانے
سے کیا فائدہ ہوا۔ اس عصا کی تاثیر الیشع نبی کے ہاتھ میں تھی۔ موسیٰ کا عصا اسکے اپنے ہاتھ
میں فتحیابی کا باعث تھا اور ہارون اور حور نے بجائے اس عصا کو اس بزرگ کے تھکے ہاتھوں
سے نکال لینے کے سُورج غروب ہوتے تک اسکو تھامے رکھا۔ کسی دُوسرے کے پاس وہ
فقط ایک لکڑی کا ٹکڑہ ہی رہتا مگر خدا اپنے خاص برگزیدوں کے ذریعہ ایک خشک چوب سے
بھی زندگی کا کام لے سکتا ہے۔

مجمع مسیحی جوانانِ ہند کا پانچواں اجلاس ۔ یہہ اجلاس بمبئی میں گذشتہ دسمبر کے
آخری ایام اور جنوری کی یکم تاریخ کو منعقد ہوا اسکی رپورٹ سے معلوم ہوتا ہے کہ ہندوستان کے
مختلف مقامات سے سینتالیس ڈیلیگیٹ اس میں شریک ہوئے۔ مسیحی جوانوں کے درمیان خدمت
کرنا مسیحی خدمت کا وہ پہلو ہے کہ جسکی ضرورت پر جسقدر زور دیا جائے تھوڑا ہے موجودہ پشت
کے نوجوان آیندہ کلیسیا کے ستون ہونگے۔ رپورٹ سے واضح ہوتا ہے کہ اگرچہ بمبئی کی

اسوسی ایشن سب سے پرانی ہے لیکن مدراس اور کلکتہ میں خدمت کی وسعت زیادہ ہے۔ مختلف اسوسی ایشنوں کے مختصر حالات جو رپورٹ میں مندرج ہیں ہمت بڑھانے والے ہیں۔ شاید لاہور کی اسوسی ایشن کا تھوڑا سا ذکر ہمارے ناظرین کیلئے دلچسپ ہوگا۔ اس مجمع کو میجر آیڈورڈ نیوبری صاحب نے ۱۸۷۸ء میں قائم کیا۔ صاحب موصوف کے انتقال کے بعد یہہ چند سال تک برائے نام جاری رہا۔ پھر ۱۹۰۹ء میں اسکو از سر نو قائم کرنا پڑا مگر اس کی کارروائی خاطر خواہ نہیں چلتی تھی۔ آخر ۱۹۱۰ء میں نئی طرز پر اس کی بنیاد رکھی گئی۔ اُسوقت سے اِسکی حالت رُو بہ ترقی ہے دُوسرے سال کے ماہ اکتوبر میں یہہ مناسب سمجھا گیا کہ ہر روز شام کے وقت اسوسی ایشن کا مکان کھلا رہے۔ کُتب خانہ اور اندرونی اور بیرونی تفریح کے سامان مہیا کئے گئے ہیں اور حتی الامکان اس جگہہ کو دلکش بنانیکی کوشش کیجاتی ہے۔ دو ممبر حاضرین کی مدارات کے لئے موجود رہتے ہیں اور سکرٹری بذات خود ہر شام کو شائقین سے ملاقات کرنے کیلئے حاضر رہتا ہے۔ ہر سنیچر کی شام کو ایک لکچر دیا جاتا ہے جسکے سامعین کی اوسط حاضری ایکسو ہوا کرتی ہے زیادہ حصہ یونیورسٹی کے غیر مسیحی طلبا کا ہوتا ہے۔ خدا اس خدمت پر کثرت سے برکت بخشے۔

نئے مسیحی اخبارات سال گذشتہ کے ماہ اکتوبر سے شہر گجرات سے ایک دو ورقہ اخبار بنام "صدائے بشیر" جاری کیا گیا ہے۔ انگلستان کی ڈاک و تار کے مسیحی ملازموں کی محبت و سعی کا نتیجہ ہے۔ چنانچہ اس نقش سے جو اِس ماہواری رسالہ کے زیب جبین ہے یہہ امر روشن ہوتا ہے۔ جو پرچے اب تک موصول ہو چکے ہیں اُن سے ہم کہہ سکتے ہیں کہ یہہ پرچہ بشارت کا کام وفاداری سے انجام دے رہا ہے اور اُمید رکھتے ہیں کہ اسکو زیادہ بارونق اور دلچسپ بنانیکی کوشش کیجائیگی۔ سرحدی علاقہ سے خبر ملی ہے کہ ڈاکٹر پنیل صاحب نے "تحفۂ سرحد پختون" جاری کر دیا ہے۔ صاحب موصوف بڑے وسیع خیالات اور خوبی کے آدمی ہیں اور ہمیں یقین ہے کہ جو خدمت اُنہوں نے اپنے ذمہ لی ہے وہ ضرور خدا کے جلال کا باعث ہوگی۔ اِسی ضمن میں ہم یہہ بھی کہا چاہتے ہیں کہ اگرچہ سب مسیحی اخبارات اپنی اپنی طرز پر کچھ کچھ خدمت کر رہے ہیں مگر ایک ایسے اخبار کی ضرورت معلوم ہوتی ہے جو متلاشیانِ حق کے شکوک اور مشکلات کا جواب دیا کرے۔ چنانچہ کلکتہ کا ایپیفنی اور مدراس کا انکوائرر انگریزی زبان میں اسی قسم کی

خدمت عمدہ طور پر کر رہے ہیں۔ ہم اپنا ناقص خیال ظاہر کرنے کی جرأت کرتے ہیں کہ اخبار نور افشاں کے
کے مستقل بجائے انگریزی ضمیمہ کے اُردو ضمیمہ بطور سوال وجواب کے شائع کیا کریں تو ضرور مفید ثابت
ہوگا۔ ہم انگریزی ضمیمہ پر حرف لانا نہیں چاہتے ہمارا مُدّعا فقط یہی ہے کہ ایفینی کی طرز پر ایک ہندوستانی
اخبار کی (جو بطور ضمیمہ کے شائع کیا جائے) ضرورت زیادہ ہے +

مسٹر موڈی کی عالی خدمات ۔ہم گذشتہ ماہ کے پرچے میں اس مردِ خُدا کی خدمات کا
مختصر حال درج کر چکے ہیں۔ آپکی سوانح عمری اُنکے بڑے صاحبزادے ولیم کے سُپرد ہوئی ہے۔ اسمیں صاحب موصوف
کے کام کا مفصل بیان ہوگا۔ مگر جو خُفیہ تاثیر ہزاروں بلکہ لاکھوں لوں میں صاحب موصوف کی تصانیف اور
تقریروں کے ذریعہ سے ہوئی ہے اسکا پُورا پُورا حال کوئی نہیں جانتا اور فقط اُسی روز ظاہر ہوگا جب
"اہل دانش فلک کی چمک کی مانند چمکینگے اور وے جنکی کوشش سے بہتیرے صادق ہو گئے ستاروں کی مانند
ابدالاباد تک"۔ دُنیاداروں کی وصیت میں بیشمار جھگڑے اور پیچیدگیاں ہوا کرتی ہیں مگر موڈی غریب پیدا ہُوا
اور غریب ہی دُنیا سے گذر گیا۔ اسکی آخری وصیت اپنے دو بیٹوں اور ایک داماد کو یہہ تھی کہ میں اپنی خدمت
سے سبکدوش ہوتا ہُوں اور اسکا جُوا اب تمہاری گردن پر ہے۔ اگر وُہ چاہتا تو بڑا آدمی ہو کر مرتا مگر
اُس نے اپنا جان و مال خدا کی خاطر صرف کرنا اپنی زندگی کا مُدّعا سمجھا اور لاکھوں روپیونکی جائداد خدا کے
نام پر وقف کر کے خود آرام میں داخل ہُوا +

کنونشنوں کا خطرہ ۔موسم سرما کے ساتھ ہماری کنونشنوں کا خاتمہ ہو جاتا ہے۔ ہم بارہا اس قسم کے جلسوں
کے فوائد کی نسبت تحریر کر چکے ہیں۔ مگر اسوقت ہم دُوسرے پہلو پر غور کرنا چاہتے ہیں۔ اوّل یہہ اندیشہ ہے کہ ہم
افیونیوں کی طرح اس قسم کے جوش کے عادی نہو جائیں۔ اور جیسا کہ عمومًا نشوں کا قاعدہ ہے اس جوش کے بعد
غنودگی کا درجہ ہم پر نہ آپڑے۔ ہم اس حالت کو ضروری نہیں سمجھتے مگر ضرور ہے کہ ہم اسکا خیال رکھیں۔ پھر یہہ بھی
رکھنا بھی ضرور ہے کہ اگر ہم رُوحانی معراج سے گریں تو ہماری سستی کی حالت زیادہ خطرناک ہوگی۔ پادری مائر صاحب
نے ہمارے ناظرین کو نئے سال کے پیغام میں یاد دلایا کہ اگر ہم دِل میں صداقت کو قبُول کرلیں لیکن اپنی
زندگی سے اسکا اظہار نہ کریں تو اس سے ہمیں اُلٹا نقصان پہنچتا ہے۔ ہم ان کنونشنوں کے انعقاد کو
رُوحانی برکات کا ذریعہ سمجھتے ہیں لیکن ہم نہیں چاہتے کہ اُنکے غلام ہو جائیں بلکہ ایک معنے میں ہم ان

اِسی پشت میں دُنیا کو انجیل کی بشارت دینا

ماہ جنوری کے پرچے میں ہم نے اِس مقولہ کے معنے ذرا توضیح کے ساتھ بیان کئے تھے
کہ اِس سے مراد اِسی پشت میں ساری دنیا کو مسیح کی طرف لانا اور مسیحی بنانا نہیں نہ اِس
مقصد کی اُمید ہی رکھنا ہے۔ نیز اِس سے یہ بھی مطلب نہیں کہ خدا کی محبت کا جو اُس نے
مسیح میں ہو کر ہم سے کی سرسری طور پر اشتہار دیا جائے بلکہ اِس سے یہ مُراد ہے کہ انسانی ذمّہ
واری کے اعتبار سے مسیحیوں کا یہ فرض ہے کہ ساری دُنیا کو مسیح کی خوشخبری سُنائیں اور
اِس سے کم اپنا کوئی اَور ہدف نہ رکھیں کیونکہ اِس پُشت کے ہر ایک شخص پر مسیح کا فرمان
حاوی ہے اور اِس لئے تمام مسیحیوں پر ہر ایک کا دعویٰ ہے۔ جب تک اِس دنیا میں کچھ
بھی لوگ خدا کی محبت سے جو اُس نے مسیح میں ظاہر کی ناواقف رہیں۔ کوئی سچا مسیحی چپ
چاپ اطمینان سے رہ نہیں سکتا۔ لیکن شائد کوئی شخص اصولاً تو اِس بات کو تسلیم کرلے پر
پھر بھی یہ اعتراض اُٹھائے کہ کیا ایسا خیال جمانا کہ دنیا کو اِسی پشت میں انجیل کی خوشخبری
مِل سکتی ہے۔ عملی بات ہے۔ کیا یہ ایک وہم کا پیچھا کرنا نہیں اور کیا دانشمندی اِسی میں
نہیں کہ ہم اپنی اُمیدیں اور اپنا ہدف اُسی بات پر لگائیں جو قرینِ عقل ہو۔

اِس اعتراض میں اتنی صداقت تو ضرور ہے کہ ہمیں احتیاط رہے کہ کہیں ہماری
آرزوئیں اور مقصد ایسی صورت نہ پکڑ لیں کہ ہم وہمی ہو جائیں۔ ہمیں ناکامی کے لئے تیار
رہنا چاہیئے۔ ہاں اگر نتیجہ ایسا تسلی بخش یا جلدی پیدا نہو جیسی ہمیں اُمید تھی تو ہم مایوس
ہونے سے بھی انکار کریں۔

لیکن کیا یہ خیال مرجحاً ناممکن ہے۔ تمام مسیحی بیشک فوراً تسلیم کرینگے۔ کہ خدا کے نزدیک
سب کچھ ممکن ہے۔ لیکن اکثر یوں کہینگے کہ ہاں یہ تو سچ ہے لیکن سؤال یہی نہیں کہ کیا ہم
اصولاً مانتے ہیں کہ خدا سب کچھ کرسکتا ہے بلکہ سؤال یہ ہے کیا خدا کی تعلیم سے جو اُس نے یسوع

کی معرفت ہمیں دی اور اُس نے کام کرنے کے معمولی طریقوں کو پیشِ نظر رکھکر ہمارے پاس اِس امر کے باور کرنے کی وجوہات ہیں کہ وہ ہمیں بولنے کا ایسا شوق اور سیکھنے کی ایسی تیاری دے سکتا ہے اور دے گا۔ کہ یسوع کا علم اور اُس کی پہچان پانے کے موقعہ اِسی پشت میں دنیا کے تمام باشندوں کے سامنے صاف صاف رکھے جائیں۔ اِس اعتراض میں بہت کچھ زور ہے لیکن پھر بھی ہم مانتے ہیں کہ خدا کے وعدوں اور اُس کے کام کے تجربے سے ہمیں سند ملتی ہے کہ اِس مقولے کو اختیار کریں کہ "اسی پشت میں دنیا کو انجیل کی بشارت مِل سکتی ہے" +

۱۔ خدا کا وعدہ ہے کہ میں چاہتا ہوں کہ تمام لوگ نجات پائیں اور سچائی کی پہچان حاصل کریں وہ کسی کی ہلاکت نہیں چاہتا بلکہ چاہتا ہے کہ سب توبہ کریں +

۲۔ پہلی صدی میں ہی رسول مشتاق تھے کہ انجیل ساری دُنیا میں پھیل جائے۔ منادی کرنے میں استقلال دکھانے سے وہ خدا کے دِن کا جلد لانا مُراد لیتے تھے +

۳۔ اُن کی دانست میں مشیّتِ ایزدی اُن کی یُوں مدد کر رہی تھی کہ دنیا انجیل کی منادی سُننے کے لئے تیار ہو رہی تھی۔ وقت پُورا ہو گیا۔ اور سلطنت روما کی وسعت اور یُونانی علم و زبان کی اشاعت سے گو یا تمام دُنیا انجیل کی خوش خبری سُننے کے لئے تیار ہو گئی +

اب گو (۱) خدا کے وعدے بیشک ویسے کے ویسے ہیں اور گو (۲) ہماری سرگرمی اور ایمان قدیم مسیحیوں کا سا ہو (۳) تیسرا امر یعنے دنیا کا انجیلی علم پھیلنے کے لئے تیار ہونا اپنی نظیر رکھتا ہے۔ سلطنت روما سے کہیں بڑھ چڑھ کر اور اُس سے کہیں زیادہ سُرعت اور عجیب و غریب وسائلِ اشاعت سے اِس اُنیسویں صدی میں دنیا کے دروازے انجیل کی مُنادی کے لئے پُورے اور کامل طور پر کُھل گئے ہیں +

یہ تو ہم مانتے ہیں کہ یہ بالکل ممکن اور شائد اغلب بھی ہے کہ اِس کے بعد زوال۔

بے پروائی اور سرد مہری کا زمانہ آئے جیسے پچھلے زمانوں میں بڑی بڑی تحریکوں کے
بعد ہوتا آیا ہے لیکن اگر ہم کہیں کہ دنیا کبھی بھی بلحاظ جغرافیہ اور بلحاظ مختلف اقوام-
دینی خیالات - سفر کی سہولیت - چھاپے اور تار برقی کی ترقی - اور کثرت آبادی سے
انجیل کی خوش خبری سننے کے لئے ایسی تیار نہ تھی تو ہم غلطی نہیں کرینگے - کیا ان
باتوں سے ہمیں اپنے خداوند کا کہا یاد نہیں آتا کہ جب یہ باتیں ہونے لگیں تو سیدھے
ہو کر سر اُوپر اُٹھانا - اِس لئے کہ تمہارا چھٹکارا نزدیک ہوگا - خصوصاً اگر ہم ساتھ ہی
یہ بھی ملاحظہ کریں کہ ہمارے خداوند نے اپنے شاگردوں سے فرمایا کہ بادشاہت کی
اِس خوش خبری کی منادی تمام دُنیا میں ہوگی تاکہ سب قوموں پر گواہی ہو اور تب خاتمہ ہوگا-

ہمیں اِس امر پر غور کرنا ہے کہ دُنیا میں انجیل پھیلانے کے لئے کیا کیا امور ضرور
ہیں اور کیا کیا اندرونی اور بیرونی مشکلات رفع کرنی پڑینگی - اِس مضمون پر بہت کچھ
کہا جا سکتا اور بڑی بڑی تدبیریں پیش کی جا سکتی ہیں لیکن ان سب میں اور سب سے
بڑھکر یہ ضرور ہے کہ ہر ایک مسیحی فرداً فرداً دوسروں کو کھینچنے کا وسیلہ اور روشنی کا ایسا
مینار ہو جو اُن کو خطرے سے بچنے کی خبر دے - پہلی مسیحی صدی میں مسیحیت کی اشاعت
کا خاص وسیلہ یہی تھا - ایذارسانی سے مسیحی اِدھر اُدھر تتر بتر ہو گئے - اور جہاں کہیں
وہ گئے اپنے جلال کی امید اپنے ہمراہ لیتے گئے - مقدس پطرس اِس مضمون کو بڑے
صاف اور معنے خیز پیرائے میں ادا کرتا ہے کہ جو کوئی تم سے تمہاری اُمید کی وجہ دریافت
کرے تم اُسکے جواب دینے کے لئے ہر وقت مستعد رہو - یعنے ہر ایک مسیحی کی زندگی خوشی اور امید
سے ایسی معمور ہو کہ غیر مسیحی اُسے حیران اور فریفتہ ہو کر پوچھیں کہ یہ ہمارا حصّہ کیوں کر
ہو سکتی ہے +

یوں ایک بڑا عملی سوال ہمارے پیش آتا ہے کہ جس کا جواب بھی عملی ہونا چاہئے کہ ہم یہ
مقدور اختیار کریں یا نہ کریں - یعنے کیا میری زندگی ایسی ہے ؟ ذرا فرض کرو کہ تمام نام کے مسیحی

سی-ایم-ایس (مشن) میں تعلیم یافتہ دیسی مسیحی کیوں شامل نہیں ہوتے +

مقبول خادم الدین

اِس سوال کے مختلف جواب دِئے جاتے ہیں۔

مثلاً اوّل یہ۔ کہ یورپین پادری صاحبان کا برتاؤ دیسی مسیحیوں سے حاکمانہ ہے نہ کہ برادرانہ۔

دوئم۔ دیسی مسیحیوں کی آواز مشن کے نقّار خانہ میں سُنائی نہیں دیتی۔ مگر یورپین شخص کی آواز کیسی ہی دھیمی کیوں نہ ہو صاف سُنی جاتی ہے۔

سوئم۔ یورپین پادری صاحبان۔ بڑی گرم جوشی سے ظاہر کرتے ہیں۔ کہ دیسی مسیحی مشن میں ذمّہ واری کے کام کریں۔ مگر عملاً کسی دیسی کو ذمہ واری کا کام نہیں دیا جاتا۔ اور گویا یہ ظاہر کیا جاتا ہے کہ دیسیوں پر اعتبار نہیں ہے +

چہارم۔ (مشن) میں یورپین عموماً اپنی قوم کی پرستش کرتے ہیں۔ یعنے یورپین پادری صاحبان کے نقصوں سے جو مشن کے کام کرنے میں واقع ہو رہے ہوں چشم پوشی کی جاتی ہے۔ اور اگر اس سے سوگنا کم کسی دیسی کے کام میں نقص ہوں تو اُس کا نوٹس سوگنا لیا جاتا ہے +

پنجم۔ یورپین پادری صاحبان سمجھتے ہیں۔ کہ (مشن) کا روپیہ کلیسیا کا روپیہ نہیں ہے بلکہ یورپین قوم کا روپیہ ہے۔ بس دیسی اِس میں سے وہاں تک لے سکتے ہیں جہاں تک وہ یورپین پادری کے مددگار اور تابعدار رہیں +

گو مذکورہ پانچ جواب درست ہیں۔ مگر حقیقی جواب یہ ہے۔ کہ دیسی تعلیم یافتہ مسیحی اب تک اِس امر کو محسوس نہیں کرتے ہیں۔ کہ انجیل سنانا ان کا فرض ہے۔

پروفیسر ڈبلیو ڈبلیو ائیٹ

پروفیسر ولبرٹ ڈبلیو وائٹ سے ہمارے اکثر ناظرین واقف ہونگے کیونکہ پچھلے سال انکے مطالعہ بیبل کے مرتبہ نقشے مسیحی میں چھپ چکے ہیں۔ آپ پیدائشی امریکہ کے باشندے ہیں۔ جوانی میں انہیں تعلیمی فوائد بکثرت میسر تھے اور ۱۸ برس کی عمر میں اپنے کالج سے اعلٰی سند پائی اسکے بعد دو برس اپنے دارالعلوم کی ابتدائی جماعتوں میں علم ریاضی اور لاطینی پڑھاتے رہے اور اپنی فرصت کے وقتوں میں اپنے پاسٹر سے علم الٰہیات کی تعلیم پائی +

بعدازیں دو سال تک انہوں نے علم الٰہیات کی تعلیم باقاعدہ پائی اور پھر شادی کرکے شکاگو کے نزدیک ایک دیہاتی جماعت کے پاسٹر مقرر ہوئے دو سال تک اس کام میں تجربہ پانے کے بعد ڈاکٹر ڈبلیو آر ہارپر نے جو ان دنوں شکاگو کی یونیورسٹی کے پریزیڈنٹ ہیں انہیں ترغیب دی کہ ییل یونیورسٹی میں جہاں ڈاکٹر ہارپر نے تعلیم دینے میں بڑا نام پیدا کیا تھا سمیٹک زبان اور علم ادب کی اعلٰی تعلیم پائیں۔ ییل میں تین سال تعلیم پاکر انہوں نے ڈاکٹر کی ڈگری حاصل کی اور مقام کرسچینا کے مدرسہ علم الٰہیات میں پروفیسر مقرر ہوئے یہاں وہ پانچ سال رہے + پروفیسر وائٹ نے اسی پر اکتفا نہ کیا۔ ییل جانے سے پیشتر انہوں نے بیبل کے مطالعہ کی ضرورت کو پہچان لیا تھا۔ یہاں آکر انہیں اس بارے میں اور بھی تحریک ملی پر موسم گرما میں وہ جنیوا انجمن طالبعلمان کی ایک بڑی جماعت کو درس دیا کرتے تھے موسم سرما میں گو وہ اپنے کام میں بہت مصروف رہتے۔ اتوار کی دوپہر کو تماشا گاہوں میں انجیلی بشارت کے جلسے کئے جاتے تھے۔ جن میں اکثر لوگ آتے تھے مختلف کنوینشنوں اور کانفرنسوں میں مطالعہ بیبل پر وعظ کرنے کی انہیں دعوتیں آتی تھیں جنہیں یہ اکثر قبول کیا کرتے تھے۔ یہاں تک کہ آخر کو موڈی صاحب کا خیال انہیں پر آپڑا۔ اور انتظام کیا گیا کہ وائٹ صاحب بیبل انسٹیٹیوٹ واقعہ شکاگو میں تعلیم پانے کو جائیں جس سے ان کا ابھی تک تعلق ہے +

یہاں سے وہ دو سال کی رخصت لے کر ہندوستان میں آئے کہ کلکتہ کے طالبعلمان

کالج کے درمیان کام کرنیمیں اپنے بھائی کیمبل وائٹ صاحب کا ہاتھ بٹائیں۔ ۱۸۹۷ء میں آپنے لاہور
کنونشن میں مطالعہ بیبل پر سلسلہ وار درس دئے اور چند نقشے بھی جو ہم مسیحی میں چھاپ چکے ہیں پہلی
بار لوگوں کے پیش کئے اس سال کے آخر میں آپکو گورداسپور میں قریب چھ ماہ رہنے کا اتفاق ہوا
اور گو اپنے بچوں کی بیماری میں لگے رہے پھر بھی جو کام تعلیم یافتہ لوگوں میں کیا اسکے سبب آجتک
لوگ آپکو یاد کرتے ہیں ہندوستانی طالبعلموں میں کام کرنے کے علاوہ آپنے مشنریوں اور مسیحی کارندوں
کی چودہ کنونشنوں میں شرف شمولیت حاصل کیا اور مشنوں کے متعلق عمدہ مشاہدات حاصل کئے +
پروفیسر صاحب کے ہندوستان چھوڑنے سے پیشتر عام آرزو کا اظہار کیا گیا۔ کہ آپ پھر واپس آکر
ہندوستان میں ایک بیبل انسٹیٹیوٹ قائم کریں ماہ مارچ ۱۸۹۸ء میں کلکتہ کی مشنری کانفرنس نے
اس آرزو کا اظہار ایک رزولیوشن کی صورت میں کیا اور مختلف مشنری سوسائٹیوں نے
اسکی نہ صرف تائید ہی کی بلکہ اس مضمون کی درخواستیں بھی ولایت بھیجیں +
پچھلے برس پروفیسر وائٹ نے شہر لنڈن میں مطالعہ بیبل پر خاص درس دئے انگلستان
چھوڑنے سے پیشتر انہوں نے کہا کہ اگر خدا کی صاف صاف مرضی کے ثبوت مجھے نہ ملتے تو میں
ایسی بڑی ذمہ واری کو اختیار کرنیکی کبھی جرأت نہ کرتا ان لکچروں کے نتیجے اس بیان کی پوری
پوری تائید کرتے ہیں اور گو وائٹ صاحب کے دفعتاً بیمار ہو جانے سے یہ سلسلہ بند کرنا پڑا۔
خدا نے اس امر کے ثبوت دئیے ہیں کہ ساری تحریک میں بڑے بڑے منصوبے اسکے پیش میں +
ڈاکٹر وائٹ اگرچہ ابھی جوان ہیں کیونکہ انکی عمر اسوقت صرف سینتیس برس کی ہے بڑے لائق
اور صاحب تجربہ ہیں ساری دنیا کے مسیحی اس کام کے لئے خدا کا شکر کر رہے ہیں جو وائٹ صاحب نے
پچھلے برس انگلستان میں کیا۔ ڈاکٹر وائٹ نہ کسی ایک ملک کے باشندے ہیں اور نہ کسی ایک فریق
سے تعلق رکھتے ہیں ساری دنیا اور کلیسیا جامع انپر دعویٰ رکھتی ہے انہوں نے بفضل خدا خبر نامہ
کا ایسا مطالعہ کیا ہے کہ انکے نزدیک کوئی ملک غیر نہیں اور اپنے بنی نوع انسان سے ایسی واقفیت پیدا کی کہ
وہ کسی کو اجنبی نہیں سمجھتے خدا وہ دن کب لائے گا جب ہندوستانکے جوانوں میں وائٹ جیسے خدا کے بندے پیدا ہوں

دُعا اور بائبل کا مطالعہ

مطالعۂ بائبل سے متعلق آپ شوق سے سوال پوچھیں گے۔ ہم بخوشی آپ کی مشکلات رفع کرنے کی کوشش کرینگے۔ اگر ہمارے یہ نوٹ آپکے مفید مطلب نہیں تو بلا تامل لکھئے۔ اور ممکن ہو تو ہمیں یہ بھی بتائیے کہ کس صورت میں وہ مفید ہو سکتے ہیں ہم ان صفوں کو مفید بنانا چاہتے ہیں۔ آپ ہماری مدد کریں ۔

مرقس کی انجیل

دیباچہ

کسی نے سچ کہا ہے کہ ہر گُلے را رنگ و بوئے دِیگر است۔ متی اِس امر کا بیان کرتا ہے۔ کہ یسُوع یہودی خیال اور پرانے عہدنامے کے مطابق مسیح تھا۔ توُلوقا جہان کے مُنجی یسُوع کی انسانیت کا ذکر کرتا ہے اور یُوحنا نے اپنی انجیل اِس غرض سے لکھی کہ لوگ یسُوع کو خدا کا بیٹا مانیں اور اُس میں زندگی پائیں۔ پر مرقس کسی ایک خاص مضمون کو نہیں لیتا نہ مسیح کی سیرت کے کسی خاص پہلو ہی کا ذکر کرتا ہے۔ بلکہ وہ مختصر اور واضح طور سے مسیح کی زندگی کے اُن واقعات کا بیان کرتا ہے۔ جو خود مسیح کو ہماری نظروں کے سامنے لا کھڑا کرتے ہیں کہ وہ کیسا کام کرنے والا تھا اور کہ وہ ابنِ آدم تھا اور ابنِ خدا بھی۔ وہ پہاڑی وعظ کا جو متی کی انجیل میں ہے اشارہ تک نہیں دیتا۔ لوقا کی تمثیلوں کو بھی چھوڑ دیتا۔ اور یوحنا کے آخری بیان کو بھی نظر انداز کرتا ہے لیکن اِس مضمون کی تصویر ہماری آنکھوں کے سامنے کھینچ دیتا ہے کہ یسُوع اِس ایک مقصد سے کام کرتا اور تعلیم دیتا تھا ۔ کہ خدا کی بادشاہت کو قائم کرے اور اُسے توسیع دے۔ اکثر قدیمی مصنّفین کا اتفاق ہے کہ مرقس مریم کا بیٹا یوحنا مرقس ہے جو برناس کے قریبی رشتہ میں سے تھا اور پترس کا حبیب اور رفیق تھا۔ پترس پیار سے اُسے اپنا بیٹا کہتا ہے (۱ پترس ۵: ۱۳ و اعمال ۱۲: ۱۲) جیروم چوتھی صدی میں لکھتا ہے کہ مرقس نے جو پترس

کا شاگرد اور شارح بھی تھا۔ روما کے بھائیوں کی درخواست پر اُن بیانات کی ایک مختصر انجیل لکھی جو اُس نے پطرس سے سُنے تھے۔ ارینیس دوسری صدی میں لکھتا ہے کہ متی مشرق کی طرف عبرانیوں کی طرف گیا اور اسی زبان میں اُس نے اپنی انجیل شائع کی حالانکہ پطرس اور پولوس مغرب کی طرف گئے اور روم میں کلیسیا قائم کی لیکن اُن کے رخصت ہونے پر مرقس نے جو پطرس کا شاگرد تھا ہمیں وہ تحریری بیان دئے جن کی منادی پطرس کرتا تھا۔ اور لوقا نے جو پولُس کے ساتھ ساتھ رہتا تھا اپنی انجیل میں اُن بیانات کو قلمبند کیا جن کی منادی پولوس کرتا تھا۔ اس لئے مرقس کا طرز بیان پطرس کا سا ہے۔ پُر زور۔ دلوں کو ہلا دینے والا۔ روشن و مشرح۔ سادہ اور مختصر۔ مرقس کبھی اپنا ذکر نہیں کرتا اور نہ کبھی اپنی رائے اور خیال کا اظہار ہی کرتا ہے لیکن ہماری اس بڑی ضرورت اور آرزو کو پورا کرتا ہے۔ کہ ہم یسوع کو دیکھیں۔ کسی اَور انجیل میں ہم یسوع اور اُس کے کاموں کو ایسا صاف دیکھ نہیں سکتے۔ اِس میں ہم یسوع کے کاموں کا ذکر پڑھتے ہیں۔ یہ گویا کام کی انجیل ہے +

۲۔ مطالعہ کے لئے ہدایات

جب کبھی کوئی شخص یسوع مسیح سے ملتا تو وہ اُس کی زندگی میں ایک سُنہلا پر نہائت ہی نازک موقعہ بھی ہوتا تھا۔ اب بھی جب ہم اُسکے زندگی نامہ کو پڑھیں تو ہماری یہی حالت ہوتی ہے۔ ہم خدا سے دُعا کریں کہ وہ ہماری آنکھیں کھول دے کہ ہم اس عجیب کام کرنے والے کو دیکھیں۔ اچھا ذرا تصور کرو کہ تم اُس کی زندگی کو پہلی دفعہ پڑھ رہے ہو اور کہ یہ انجیل ابھی ابھی لکھی گئی ہے اور اِس بے مثل زندگی کا کوئی اَور بیان موجود نہیں۔ جب ہماری نظر پہلے ہی فقرے پر پڑے کہ "خدا کے بیٹے یسوع مسیح کی انجیل کا شروع" تو ہمارا دل دھڑکنے لگتا ہے۔ چھٹے باب کی دوسری آیت تک ہم پڑھتے جائیں تو ہمیں اس انجیل

کی کلید ملتی ہے کہ یہ باتیں اُس نے کہاں سے پائیں اور یہ کیا حکمت ہے جو اُسے ملی ہے۔ کہ ایسی کرامات اُس کے ہاتھ سے ظاہر ہوتی ہیں کیا یہ کام کرنے والا (بڑھئی) نہیں۔ چھوٹے چھوٹے پیرے گرافوں میں یسوع کی تعلیم اور اُس کے کاموں کا بیان ہماری نظروں سے گذرتا ہے۔ سو میں سے اسّی پیرے گراف کام کے بیان سے شروع ہوتے ہیں اور ہر ایک میں یسوع کی زندگی کا کوئی نہ کوئی نقشہ ہمارے سامنے آجاتا ہے۔ ہم پوچھیں کہ اُس کی تعلیم کا منبع اور اُس کا خلاصہ کیا ہے۔ میری زندگی میں اِن کرامات کا کیا مطلب ہے اور اُس کے ایسے عجیب کام کرنے کا منبع کہاں ہے۔ اِس کتاب کے مطالعہ کرتے وقت ہم دو مقصد پیشِ نظر رکھیں +

۱۔ یسوع کو کام کرتے دیکھیں ہاں پہلی عجیب آئت سے لے کر انجیل کی آخری آئت تک جہاں یسوع اپنے آسمانی تخت سے بھی اُن کے ساتھ کام کر رہا ہے اور یہ پہچان پائیں کہ یسوع مسیح کل اور آج اور ابد تک یکساں ہے اور وہی یسوع میرے ساتھ کام کر رہا ہے

۲۔ اُس کے ساتھ رہیں۔ تاکہ وہ ہمیں اپنا کام کرنے کے لئے بھیجے (۳: ۱۴) جب ہم اِس عجیب انجیل کا مطالعہ کریں تو ہمارے لئے اُس کا ارادہ وہی ہے جو اپنے بارہ شاگردوں کے لئے تھا کہ ہم یہاں تک اُس کے ساتھ رہیں کہ خدا کی بادشاہت کے لئے کام کرنے کا شوق اُس سے لیں اور پھر کہ وہ اِن سے بھی بڑے کام کرنے کو ہمیں بھیجے +

ہر روز کے مطالعہ کیلئے سوالات

عام سوال۔ میں کس لئے مطالعہ کرتا ہوں۔ کیا میں اپنی زندگی میں ہر روز کے سبق پر عمل کرتا ہوں۔

اپریل۔ مرقس

۱۔ ۱:۱۔۲۰۔ یسوع کو اپنی زندگی کے کام کے لئے کیا تیاری درکار تھی کیا یہ

اپریل ۔ مرقس

تیاری پائی ہے +

۲ ۱: ۱۲ - ۴۵ یسوع کی رسالت کیا تھی کِن آیات سے معلوم ہوتا ہے کہ اُسے اپنی رسالت پُورا کرنے کا شوق تھا ؟

۳ ۲: ۱ - ۲۲ یسوع خصوصاً کس قسم کے لوگوں کی تلاش کرتا تھا ۔ اور مَیں کیسے لوگوں کی تلاش کرتا ہُوں ؟

۴ ۳: ۲۳تا۳: ۶ سبت کن دو باتوں کے لئے تھا ۔ کیا مَیں اُنہیں پُورا کرتا ہُوں

۵ ۳: ۱۳-۳۵ یسوع نے مجھے کِس کام کے لئے مقرر کیا ۔ کیا مَیں اُسے انجام دیتا ہُوں +

۶ ۴: ۱-۲۰ میری زندگی کی کسوٹی یسوع نے کیا مقرر کی ۔ کیا کوئی چیز مجھے بے پھل بناتی ہے ؟

۷ ۴: ۲۱-۴۱ سلامتی اور فکر کے اسباب کیا ہیں ۔ ایمان کے لئے اُس نے ابھی تک مجھے کیا وجوہات دیئے ہیں +

۸ ۵: ۱-۲۰ یسوع نے میرے لئے کون سی بڑی باتیں کی ہیں کیا مَیں اُس کے حکموں کو مانتا ہُوں +

۹ ۵: ۲۱-۴۳ کیا مَیں چنگا کیا گیا ہُوں اگر نہیں تو اِس کی کیا وجہ ہے ؟

۱۰ ۶: ۱-۲۹ کہاں سے ۔ یسوع کی حکمت اور اُس کے کاموں کا بھید کیا تھا کیا میری زندگی میں کوئی ایسی بات ہے ۔ جس کا جواب فطرت کے رُو سے دیا جا نہیں سکتا ۔

۱۱ ۶: ۳۰ - ۵۶ تھکے ماندے بھوکے پیاسے پریشان وخستہ اور مضمحل و بیمار لوگوں کی ضروریات کیسے پُوری ہوئیں +

اپریل - مرقس

۱۲	۷: ۱-۲۳	یسوع اور فریسیوں میں کس بات کا فرق تھا؟ کیا میں فریسی ہوں
۱۳	۷: ۲۴ تا ۸: ۱۰	ناصرت اور صور کا آپس میں مقابلہ کرو۔ میری زندگی میں وہ بڑے بڑے کام کیوں کر نہیں سکتا۔
۱۴	۸: ۱۱-۲۶	آٹھویں باب میں جو یسوع سولہ سوال پوچھتا ہے۔ اِن سے وہ مجھے کیا سبق سکھانا چاہتا ہے؟
۱۵	۸: ۲۷ تا ۹: ۱۳	یہاں یسوع کی سیرت کی کون سی تین صورتیں اور شاگرد ہونے کی تین شرطیں پائی جاتی ہیں؟
۱۶	۹: ۱۴-۳۲	یسوع نے اپنے شاگردوں کو کیا خاص سبق سکھایا؟ کیا میں نے سیکھا ہے کہ قوت کا بھید کیا ہے۔
۱۷	۹: ۳۳-۵۰	شاگردوں کا سب سے مشکل سبق کیا تھا؟ کیا میں یہ سیکھنے کی کوشش کر رہا ہوں کہ بڑا ہونے کے لئے یسوع کا کیا قانون ہے۔
۱۸	۱۰: ۱-۳۱	۱۰: ۲۷ کو ۹: ۲۳ کے ساتھ ملا کر پڑھو۔ مجھ میں کسی ایک بات کی کمی ہے جس سے میری زندگی گویا محدود ہو رہی ہے۔
۱۹	۱۰: ۳۲-۵۲	قوت اور بڑائی پانے کی کون سی تین شرطیں مسیح نے مقرر کی ہیں؟ میں اِن کو مانتا ہوں یا نہیں۔
۲۰	۱۱: ۱-۲۶	اگر یسوع میرے دل کا بادشاہ ہے تو وہ مجھ سے کن تین باتوں کی توقع رکھتا ہے؟
۲۱	۱۱: ۲۷ تا ۱۲: ۱۷	کیا مسیح کو میری زندگی میں پورا اختیار حاصل ہے؟ کیا وہ میرا "محبوب" ہے اور کیا میں اس کی عزت کرتا ہوں۔
۲۲	۱۲: ۱۸-۳۴	محبت میری زندگی سے کیا کچھ طلب کرتی ہے؟ کیا میں اُسکے

اپریل۔ مرقس

مطالبوں کو پورا کرتا ہوں؟

۲۳ — ۱۳ باب — مسیح کی آمد سے پہلے کن کن باتوں اور نشانوں کا ہونا ضرور ہے؟ کیا میں اُس کے آنے کا منتظر ہوں؟

۲۴ — ۱۴: ۱-۲۶ — کیا مجھے کام کا زیادہ خیال ہے؟ یا اُستاد کا جس نے یہ کام کئے۔ کیا میں بہت محبت کرتا ہوں؟

۲۵ — ۱۴: ۲۷-۵۲ — یسوع کا پیالہ [illegible] میرا کیا ہے؟ کیا میں اپنی زندگی میں خدا کی مرضی کو قبول کرتا ہوں؟

۲۶ — ۱۴: ۵۳-۷۲ — کیا میں یسوع کی ملامت کو قبول کرتا ہوں؟ کیا میری زندگی کبھی اُس کا انکار کرتی ہے؟

۲۷ — ۱۵: ۱-۲۳ — کیا میں اپنی صلیب اُٹھانے پر مجبور کیا جاتا ہوں؟ یا اُسے خوشی سے اُٹھاتا ہوں؟ کیا میں اپنی جان بچانے کی کوشش کرتا ہوں؟

۲۸ — ۱۵: ۲۲-۴۷ — میرے خداوند کی صلیب اُس کے نزدیک کیا معنے رکھتی تھی؟ میں اُس کے کیا معنے سمجھتا ہوں؟ میری صلیب سے کیا مُراد ہے؟

۲۹ — ۱۶ باب — "وہ جی اُٹھا ہے"۔ اس کے جی اُٹھنے کی قوت کے لئے ہم سے کیا شرط مطلوب ہے۔

۳۰ — یہوداہ کا خط — یہوداہ کے خط کی کلید کس لفظ میں پائی جاتی ہے +

کیا کوئی پیاسا ہے وہ آئے اور اس سرچشمے سے پئے جو مسیح نے کھولا ہے۔ تمہاری پیاس بجھ جائیگی اور پھر تم کبھی تشنہ لب نہ ہو گے +

پہلی انجیل

پیدائش ۳: ۱۵ آیت

کلام الٰہی کا یہ پہلا مقام ہے۔ جہاں نجات کا پہلا وعدہ۔ نجات دہندہ کی پہلی پیشینگوئی۔ یا یوں کہیں۔ کہ انجیل کی پہلی جھلک پائی جاتی ہے۔ لوگوں کا یہ خیال کہ انجیل یعنی نجات کی خوشخبری کا آفتاب مسیح کی ولادت یا اُس کی موت کے وقت سے طلوع ہوا۔ غلط ہے۔ گو یہ کہنا صحیح ہے۔ کہ مسیح کی زندگی اور موت نے اُس بھید کو جو شروع سے مخفی رہا۔ ظاہر کر دیا۔ لیکن یہ کہنا درست نہیں۔ کہ نجات کا وعدہ اُس وقت سے شروع ہوا۔ جب مسیح دنیا میں آیا۔ بلکہ برعکس اِس کے ہم یہ دیکھتے ہیں۔ کہ جب انسانی تواریخ کا سلسلہ اِس دنیا میں شروع ہوا۔ اُسی وقت مسیح کی نجات کا وعدہ گنہگاروں کی تسلی کے لئے بخشا گیا۔ چنانچہ آیت زیر ملاحظہ سے بخوبی ظاہر ہے۔ کہ جس وقت آدم اور حوا گناہ میں مبتلا ہو کر اپنے ننگ اور عریانی سے واقف ہوئے۔ اور اپنی بدی کے سبب سے خود بخود الٰہی حضوری سے بھاگنے لگے۔ عین اُس وقت وہ جو کھوئے ہوؤں کو ڈھونڈنے اور بچانے والا ہے۔ اُن کی تلاش میں نکلا۔ "خداوند خدا نے آدم کو پکارا اور اُس کو کہا تو کہاں ہے" اور اُس نے اُن کو یہ وعدہ نجات کا عنایت کیا سو ہم دیکھتے ہیں۔ کہ اِس آیت کے الفاظ میں وہ پہلا انجیلی وعدہ پایا جاتا ہے۔ جو ابتدا میں ہمارے پہلے ماں باپ کے ساتھ کیا گیا +

۱۔ یہ وعدہ حوا اور آدم کی طرف مخاطب ہو کر نہیں کیا گیا۔ بلکہ اُن الفاظ میں لپٹا ہوا ہے۔ جو شیطان کو ملعون ٹھہرانے کے لئے خداوند خدا کی زبان سے نکلے۔ شیطان حوا اور آدم خداوند کے سامنے جو اِس وقت عادل منصف کی حیثیت میں موجود ہے۔ کھڑے ہیں۔ اور اپنا اپنا فتویٰ سننے کے منتظر ہیں۔ خداوند شیطان کی

طرف مخاطب ہو کر اُسے لعنتی ٹھہراتا ہے۔ کیونکہ اُس مخالف نے سانپ کا جامہ پہنکر خداوند کی صنعت اور دست کاری کو برباد کرنا چاہا۔ سو خداوند اِس لعنت کے الفاظ میں اُس پر ظاہر کرنا۔ کہ جن کو تُو نے نقصان پہنچانا چاہا۔ اُنہیں کی نسل تجھ کو برباد کرے گی۔ تیرے سر کو کُچلے گی۔ پس جو تیرے لئے لعنت ہے۔ وہ انکے لئے برکت ہے ✤

اب یہ سوال برپا ہوتا ہے۔ کہ عورت کی نسل اور سانپ کی نسل سے کیا مراد ہے

اوّل۔ عورت کی نسل سے عموماً اُس کی تمام اولاد مراد ہے۔ اور پھر محدود معنوں میں اُس کی نسل کا وہ حصّہ مراد ہے۔ جو راست بازی اور خدا پرستی کی صفات سے متّصف ہے۔ تاہم اِس نبوّت کو کما حقّہٗ طور پر پُورا کرنے والی نہ آدم کی تمام اولاد۔ اور نہ اُس کا کوئی خاص حصّہ ہو سکتا ہے۔ بلکہ خصوصیّت کے ساتھ اور اعلےٰ صُورت میں اِس نبوّت کو پُورا کرنے والا ایک شخص ہے۔ اور وہ یسُوع مسیح ہے۔ اِس کی کئی شہادتیں انہیں الفاظ میں موجود ہیں ✤

۱۔ خداوند فرماتا ہے۔ کہ "میں تیرے اور عورت کے اور تیری نسل اور عورت کی نسل کے درمیان دشمنی ڈالونگا۔" اور پھر فرماتا ہے۔ کہ "جو تیرے سر کو کُچلے گی"۔ دونو نسلوں کی باہمی دشمنی کا ذکر کر کے وہ شیطان کو اُس کی نسل سے علیحدہ کر لیتا ہے اور ضمیر واحد مخاطب کے صیغہ میں اُس کے ساتھ کلام کرتا ہے۔ چنانچہ کہتا ہے۔ کہ "وہ تیرے سر کو کُچلے گی"۔ پس یہ جس کا سر کُچلا جائے گا۔ ایک شخص واحد ہے۔ جو ضمیر تیرے کے وسیلہ اپنی نسل کے باقی افراد سے جدا کر لیا جاتا ہے۔ اِسی طرح وہ بھی جو اُس سر کو کُچلنے والا ہے۔ ایک شخص واحد ہونا چاہئے ✤

۲۔ لفظ نسل بھی اِس پر دلالت کرتا ہے۔ بہت سے مفسّر متّفق ہیں۔ کہ قواعد کی رُو سے یہ لفظ ایک ہی شخص کی طرف اشارہ کرتا ہے۔ اور کلام الہٰی کے اَور مقام

اس کی تائید کرتے ہیں۔ مثلاً پولس گلتیوں کو لکھتے وقت اُس وعدہ کی طرف اشارہ کرتا ہے۔ جو خدا نے ابرہام اور اُس کی نسل سے کیا تھا۔ اور وہ لفظ نسل پر بحث کرتے ہوئے دکھاتا ہے۔ کہ مراد اس سے مسیح ہے۔ اور یہ نتیجہ لفظ نسل کی وحدت سے اخذ کرتا ہے۔ چنانچہ وہ گلاتی ۳: ۱۶ میں یوں کہتا ہے ''پس ابرہام اور اُس کی نسل سے وہ وعدے کئے گئے۔ چنانچہ وہ نہیں کہتا تیری نسلوں کو جیسا بہتوں کے واسطے بلکہ ایک کے واسطے کہتا ہے۔ کہ تیری نسل کو۔ سو وہ مسیح ہے''۔ یہ ابرہام کی نسل جیسا دیگر مقامات سے صاف روشن ہے۔ وہی نسل ہے۔ جسے عورت کی نسل کہا ہے۔

۳۔ عورت کی نسل۔ اِن الفاظ میں نسل کی تخصیص کی گئی ہے۔ یہ نہیں کہا کہ آدم اور عورت کی نسل تیرے سر کو کچلیگی۔ بلکہ محض عورت کی نسل۔ یہ شخص جو سانپ کے سر کو کچلنے والا ہے۔ معمولی انتظام کے مطابق دنیا میں نہیں آئے گا۔ کیونکہ اگر وہ دونو طرف سے گنہگار ماباپ کی اولاد ہو۔ تو اُس فتح کو جس کا ذکر اِس مقام میں پایا جاتا ہے۔ حاصل نہیں کرسکتا۔ کیونکہ خود گنہگار ہے۔ پس وہ انسان سے برتر و بالا ہے۔ اِس بات کا ذکر اِس مقام میں مفصل طور پر نہیں پایا جاتا۔ لیکن آگے چل کر اِس کی بخوبی تشریح ہوجاتی ہے۔ مثلاً یسعیاہ کہتا ہے ''دیکھو ایک کنواری حاملہ ہوگی۔ اور بیٹا جنے گی۔ اور اس کا نام عمانوایل رکھینگے'' جس کا مطلب ہے'' خدا ہمارے ساتھ'' پھر پولس رسول گلاتیوں کو لکھتے ہوئے کہتا ہے ''جب وقت پورا ہوا۔ خدا نے اپنے بیٹے کو بھیجا۔ جو عورت سے پیدا ہوکے شریعت کے تابع ہوا'' لہذا یہ شخص جو عورت کی نسل کہلاتا ہے۔ جو عورت سے پیدا ہوا ہے۔ خدا کا بیٹا بھی ہے۔ یہ عمانوایل خدا ہمارے ساتھ ہے۔ جسے باپ نے وقت کے پورا ہونے پر اِس دنیا میں بھیجا۔ تاکہ شیطان کے سر کو کچلے۔ اور نجات ابدی کا بھید اپنے بندوں پر ظاہر فرماتے +

۴ پھر ایک اَور دلیل سے بھی یہی بات ظاہر ہوتی ہے۔ کہ اِس نبوّت کو اعلےٰ صورت

میں پُورا کرنے والا ایک ایسا شخص ہے۔ جو محض انسان نہیں۔ بلکہ اُس سے بزرگتر ہے
ہم اپنے پہلے ماباپ کی اُس حالت پر غور کریں۔ جس میں وہ اُس وقت تھے۔ جب
شیطان نے اُن پر حملہ کیا۔ اِس سے ہم پر ظاہر ہوجائے گا۔ کہ اُن کا آزمانے والا کیسی
طاقتیں رکھتا ہے۔ اور کہ جو اُس کے سر کو کچلنے والا ہے۔ اُس کے لئے لازمی ہے۔
کہ وہ اُس سے زیادہ طاقت اور لیاقت والا ہو۔ ہمیں معلوم ہے۔ کہ آدم اور حوا اُس
وقت پاکیزگی کی حالت میں تھے۔ اُن کی جسمی عقلی اور رُوحانی قوتیں اپنی اصلی حالت
میں تھیں۔ اِن میں کسی طرح کا فتور نہیں آیا تھا۔ لیکن پھر بھی وہ گر گئے۔ اِس کا کیا
سبب ہے۔ یہ کہ اُن کا آزمانے والا اُن سے زیادہ چالاک اور زیادہ زبردست تھا۔ اُس
نے عورت کی ہر قسم کی طاقت پر حملہ کرکے اُسے مغلوب کیا۔ جب وہ اُس کی باتوں کے
پیچ میں آکر پھل کی طرف دیکھتی ہے۔ تو بے ساختہ بول اُٹھتی ہے ”کہ یہ درخت
کھانے میں اچھا اور دیکھنے میں خوشنما اور عقل بخشنے میں خوب ہے“۔ شیطان نے ایک
نظر میں عورت کی تمام قوتوں کو جانچ لیا۔ کہ کون کون سی جگہ حملہ کرنے سے شکست فاش
کھائے گی ”کھانے میں بہت اچھا ہے“ اِس سے ظاہر ہے۔ کہ اُس نے اُس کی زبان کے
ذائقہ یا یوں کہیں۔ کہ نفسانی خواہش کو اُکسایا ”اور دیکھنے میں خوشنما ہے“ اِس سے
عیاں ہے۔ کہ اُس کی آنکھ یا دوسرے لفظوں میں اُس کی وہ قوت جو خوب صورتی کو
پہچانتی اور پسند کرتی ہے۔ مغلوب کی گئی۔ ”اور عقل بخشنے میں خوب ہے“۔ اِس نے اسکے
عقلی قواے کو استعمال میں لایا۔ اب اِن ساری باتوں سے مترشح ہے۔ کہ ہمارا دشمن عقل
اور سمجھ سے بہرہ ور اور دُور اندیشی اور نکتہ رسی کے اوصاف سے موصوف ہے۔ وہ ایک
پل میں نہ صرف اپنی دُوربین نظر سے نتائج مطلوبہ کو وجود میں لانے کے ضروری وسائل
کو ترتیب دے سکتا ہے۔ بلکہ اُن وسائل کو بہم پہنچا کر نتائج مطلوبہ کو وقوع میں لاسکتا ہے
پس جب اُس کے مقابلے میں آدم اور حوا اپنی کامل قوتوں سے کھڑے نہ رہ سکے۔۔

تو کون اُن کی اولاد میں سے جس کی طاقتیں گنہگاری کے سبب سے زائل ہو چکی ہیں۔
اُس کی تابِ مقاومت لا سکتا ہے۔ ہاں صرف وہی جو انسان سے بالا اور بزرگتر ہو جس
کی قدرت آدم اور حوا کی نیک حالی کی طاقت سے بڑھکر ہو۔ اور وہ مسیح ہے +

اِسی طرح شیطان کی نسل سے وہ سانپ مراد ہیں۔ جو بنی آدم میں پائے جاتے
ہیں۔ جنہیں ہم ایک معنی میں اُس کے بے پالک کہہ سکتے ہیں۔ اور جن کی نسبت ہمارا
خداوند یوں فرماتا ہے "تم اپنے باپ شیطان سے ہو۔ اور چاہتے ہو کہ اپنے باپ کی خواہش
کے موافق کرو۔ وہ تو شروع سے قاتل تھا۔ اور سچائی پر ثابت نہ رہا" یوحنا ۸: ۴۴۔ پھ
اِس نسل میں وہ تمام بدرُوحیں اور تاریکی کی قدرتیں شامل ہیں۔ جو خدا اور خدا کے لوگوں
کے برخلاف صف آرا ہیں +

اب ہم یہ دریافت کریں۔ کہ اِن الفاظ میں اِس بات کی نسبت کہ ان دونوں نسلوں
میں سے ہر نسل اپنی مخالفت کس طرح ظاہر کرے گی۔ کیا خبر ملتی ہے۔ یا یوں کہیں کہ
اُن کے حملوں کی جو ایک دوسرے پر کئے جائینگے۔ کیا صُورت ہو گی۔ یہ تو ظاہر ہے۔ کہ
اِس لڑائی میں دونوں کو صدمہ اور زخم پہنچینگے۔ لیکن شیطان کے حملوں کی نسبت
لکھا ہے۔ کہ وہ "ایڑی کو کاٹے گا" یعنی بہادروں کی طرح سامنے آکر نہیں۔ بلکہ بُزدلوں
اور نامردوں کی مانند پیچھے سے اپنے وار چلائے گا۔ اور ہمارا تجربہ اِس بات کا شاہد ہے۔
کہ وہ اِسی طرح بنی نوع انسان پر حملہ کرتا ہے۔ چنانچہ ہم دیکھتے ہیں۔ کہ وہ ہمیشہ ایسی
باتوں سے انسان کو لُبھاتا ہے۔ جو بظاہر نہائت دل پسند اور مرغوب الطبع ہوتی ہیں۔
جن کو دیکھتے ہی آدمی یہ کہنے لگتا ہے کہ یہ چیزیں میرے لئے مفید اور میری خوشی کا باعث
ہیں۔ مگر درحقیقت وہ اُس کے نقصان اور زیان کا باعث ہوتی ہیں۔ ہاں وہ اپنی
آزمائشوں کو کبھی ایسی شکل میں پیش نہیں کرتا۔ جس سے آدمی جان جائے۔ کہ یہ شے
یا یہ کام جو مَیں کرنے لگا ہوں۔ میری بربادی کا سبب ہے۔ پس اُس کے تمام حملے ایسے

بچ ہوتے ہیں۔ جیسے اُس بُزدل شخص کے جو اپنے تئیں اپنے مخالف کی نظر سے چھپا کر وار کرتا ہے ؛

مگر اُس سے کے سر کُچلنے والے کی خاصیت اس کے برعکس ہے۔ وہ نامردوں کی طرح حملہ نہیں کرتا۔ بلکہ وہ کُھلم کُھلا دشمن کے سامنے آکر اُس کے سر پر وار کرتا ہے وہ تیرے سر کو کُچلے گی۔ ماسوا۔ اِس کے دونوں کے حملوں اور حملوں کے ظروفوں پر غور کرنے سے معلوم ہوتا ہے۔ کہ سانپ کے حملے مہلک نہیں ہیں۔ وہ ایڑی پر ڈنگ مارتا ہے جس کا علاج ہو سکتا ہے۔ مگر وہ ضرب جو عورت کی نسل سے سانپ کو پہنچتی ہے۔ مہلک ہے۔ کیونکہ اُس کے سر پر لگتی ہے۔ اور سانپ کے فتوے سے بھی مترشح ہے۔ کہ شیطان انجام کار شکست کھائے گا۔ اور مارا جائے گا۔ سانپ کی لعنت شیطان کی لعنت اور بدحالی کا ظاہری نشان ہے۔ اُس کی ذلت اور خواری ان الفاظ سے صادر ہے۔ "تو اپنے پیٹ کے بل چلے گا" اور اُس کی غلاظت اور ناپاکی ان لفظوں سے "تو خاک کھائے گا"۔ اور اُس کی اُس حالت کی مداومت الفاظ "عمر بھر" سے ظاہر ہے۔

اب ہم اِس بات پر غور کریں۔ کہ یہ مخالفت اُس وقت سے اب تک کس طرح ظاہر ہوتی آئی ہے۔ اگرچہ یہ مخالفت جیسا ہم اُوپر بیان کر چکے ہیں۔ بالخصوص دو شخصوں کے درمیان ہے یعنی پرانے سانپ اور یسوع مسیح کے درمیان۔ تاہم شروع سے بنی آدم کا کچھ حصہ سانپ کی طرف اور کچھ حصہ عورت کی نسل یعنی یسوع مسیح کی طرف رہا ہے اور دونوں میں جنگ وجدل برابر چلا آیا ہے۔ پہلے شیطان اور اُس کی نسل کی مخالفت پر غور کریں۔ یہ شیطانی مخالفت ہابیل کے قتل اور قائن کی اولاد کی اُن سازشوں میں جن سے وہ سیت کی اولاد کو بدی میں مبتلا کرانا چاہتے تھے۔ ظاہر ہوتی ہے۔ پھر حنوک کے بد اخلاق معاصرین کی بدی اور حام کی بے حیائی اور اسمٰعیل کے تمسخر اور ٹھٹھوں میں نظر آتی ہے۔ پھر عیسو کی نفرت میں جو وہ یعقوب سے رکھتا تھا۔

دکھائی دیتی ہے۔ اور پھر مصریوں کے ظلم وستم۔ عمالیقیوں کے حملوں میں۔ استثنا ۲۵: ۱۷ اور ۱۸ اخیاب اور ایزبل کی عداوت میں نمودار ہوتی ہے۔ پھر اُن لڑائیوں اور لشکر کشیوں میں اپنا چہرہ دکھاتی ہے۔ جو بے دین لوگ خدا کے بندوں پر ملک موعود میں کیا کرتے تھے۔ پھر اُن سازشوں میں سامنے آتی ہے۔ جو دانی ایل اور اس کے دوستوں کے خلاف بابل میں کی گئیں۔ اور پھر یہودیوں اور غیر قوموں کی سرکشی میں جو خداوند مسیح اور اُس کے رسولوں کے زمانہ میں ظہور میں آئی۔ اور پھر اُن تمام ایذا رسانیوں میں دکھائی دیتی ہے۔ جو شیطان کی نسل کی طرف سے خدا کے بندوں کو پہنچتی ہیں +

مگر اس کے ساتھ ہی یہ بھی دیکھا جاتا ہے۔ کہ خدا اپنے قادر بازو سے یہ بھی ظاہر کرتا آیا ہے۔ کہ شیطان اور اُس کی فوجیں منہدم کی جائینگی۔ اور فتح عورت کی نسل کو ہوگی۔ چنانچہ نوح کے زمانہ میں بدکار لوگ طوفان سے ہلاک کئے گئے۔ لوط کے دنوں میں صدوم اور عمورہ اپنی شرارت کے سبب برباد ہوئے۔ مصر کو تباہ کرنے والی وباؤں سے خدا کے بندوں نے فتح اور غلبہ حاصل کیا۔ اور اسرائیل خدا کے پلوٹھے کی آزادی مصر کے پلوٹھوں کی بربادی اور بحرِ قلزم میں مصریوں کے ڈوب کر مر جانے سے وجود میں آئی۔ ملک موعود میں آباد ہونے سے پیشتر اُس ملک کے ناپاک لوگوں کی بیخکنی کی گئی۔ الیاس کے زمانہ میں بعل کے پوجاری اور اخیاب اور ایزبل ہلاک کئے گئے۔ دانی ایل کے دنوں میں اُس کے دوست بھٹی کی آگ سے اور وہ خود شیروں کی ماند میں محفوظ رہا۔ مگر اُس کے اور اُس کے دوستوں کے مخالف شیروں سے پھاڑے۔ اور آگ سے جلائے گئے۔ یروشلم کی بربادی کے وقت ایماندار پہاڑوں پر چڑھ کر بچ گئے۔ مگر سرکش برباد ہوئے۔ مگر یسوع مسیح کے زمانہ میں یہ باہمی مخالفت عجیب صورت میں نظر آتی ہے۔ یعنی بدروحوں کے اظہار میں۔ اور اُن مقاموں کے مطالعہ سے جہاں اُن بدروحوں کا ذکر پایا جاتا ہے معلوم ہوتا ہے کہ یسوع مسیح فاتح اور

منصوبے۔ اور بدروحیں مغلوب۔ اب ہم دیکھتے ہیں کہ اِس قسم کے اظہارات پُرانے عہدنامہ میں بہت ہی کم ملتے ہیں۔ اور مسیح کے بعد بالکل معدوم ہوجاتے ہیں۔ اِس کا کیا سبب ہے۔ کہ مسیح کے زمانہ میں یہ بدروحیں اِس کثرت سے ظاہر ہوئیں؟ کیا اِس کا یہ سبب نہیں۔ کہ مسیح کے زمانہ میں خدا نے شیطان کی نسل کو اِس عجیب صورت میں ظاہر ہونے دیا۔ تاکہ خدا کا بیٹا برملا ان تاریکی کی طاقتوں کو برباد کرے۔ اِن تواریخی واقعات کا اور کوئی تسلی بخش حل نہیں ہوسکتا۔ سوائے اِس کے کہ ہم یہ تاویل کریں۔ کہ یہ عجیب باتیں خدا کے ارادے سے وجود میں آئیں۔ اور اِس واسطے کہ ہم کو ان میں یسوع مسیح کی فتحمندی نظر آئے۔ مذکورہ بالا بیان سے ظاہر ہے کہ گو نجات کی خبر اِس جگہ مفصل طور پر نہیں دی گئی۔ تاہم جب اِس آیت کے الفاظ کو کتاب مقدس کی پوری روشنی میں دیکھتے ہیں۔ تو ہم کو معلوم ہوجاتا ہے۔ کہ یہ ثبوت مثل بیج کے ہے۔ جس میں پورا پورا درخت چھپا ہوا ہوتا ہے۔ جوں جوں وقت گذرتا جاتا ہے۔ بیج نئی نئی پتیوں اور شاخوں میں پھوٹتا اور پھیلتا ہے۔ اور آخرکار اپنے کمال تک پہنچ جاتا ہے

اِس آیت سے ہم اپنے نجات دہندہ کی نسبت ذیل کی باتیں سیکھتے ہیں ✦

۱۔ ہمارا نجات دینے والا ایک شخص ہے۔ جو عورت کی نسل سے پیدا ہوا۔ نہ کوئی تعلیم اور نہ کسی طرح کی کوئی اخلاقی خوبی۔ نہ ہمارا علم اور نہ فلسفہ ہماری نجات ہے۔

۲۔ یہ نجات دہندہ نہ صرف پورا پورا انسان ہے۔ بلکہ انسان سے بڑھکر ہے یعنی وہ خدا کا بیٹا ہے۔ وہ خدا ہے ✦

۳۔ یہ نجات دہندہ دُکھ اُٹھانے والا نجات دہندہ ہے۔ سانپ اُس کی ایڑی کو کاٹتا ہے مگر اُسکے ساتھ ہی ہم یہ بھی دیکھتے ہیں۔ کہ وہ فتحمند نجات دہندہ ہے۔ وہ اپنے مخالف کے سر کو کچلنے والا ہے ✦

۴۔ اِس نجات میں وہ سب جو عورت کی نسل میں شامل اور سانپ کی نسل سے علیحدہ ہیں حصہ رکھتے ہیں۔ یعنی وہ اُس پر ایمان لاکر خدا کی فرزندیت کا رتبہ پاتے ہیں ✦

واعظین کیلئے چند ضروری ہدایات۔ ہمارے اکثر ناظرین مسیحی منّاد و خادمانِ دین ہیں اسلئے ڈاکٹر جان میسن نے جو مندرجہ ذیل چار قواعد نہایت توجہ اور دلچسپی کے مستحق ہیں (۱) اپنے مضمون کی تہ تک جاؤ اور اسکے متعلق جو کچھ کہنا ہے اسپر سوچو۔ سرسری طور پر اس پر سے عبور کرجانا سامعین کے سامنے فقط چھلکا پیش کرنا ہے۔ ضروری باتیں عموماً تہ میں پائی جاتی ہیں۔ اسلئے غوطہ لگا کر ان کو نکالو۔ (۲) مضمون کو انتہا تک پہنچانے کی کوشش نہ کرو۔ تمہارا مدعا یہ نہیں ہونا چاہئے کہ اسکے متعلق سب کچھ کہا جائے بلکہ یہ کہ جو کچھ کہنا ضرور ہے اس میں سے کچھ رہ نہ جائے۔ غور کی ضرورت نہیں کہ کسی آیت پر جو کچھ ممکن ہے کہدو بلکہ یہ کہ جو کچھ مناسب ہے اسکو عمدہ طور پر ادا کرو (۳) خیالات کا انبار مت لگاؤ۔ سامعین اس سے اکتا جائینگے۔ چاہئے کہ وہ تمہارے کلام کے سلسلہ کو سمجھ لیں اور دلنشین کر سکیں۔ اگر تم بہت جلد پانی ڈالو تو وہ اوپر سے بہہ نکلیگا (۴) کلام کو طول مت دو۔ اگر سامعین بے صبر ہو کر دعا کر رہے ہیں کہ جلد آپ کہہ چکیں تو تمہارے خیالات کا انپر کیا اثر ہوگا۔ بعض واعظ سولھویں اور سترھویں بات تک پہنچ جاتے ہیں۔ اور بعض اصحاب وقت تنگ ہے کہتے ہیں فقط چند مختصر الفاظ کہنا چاہتا ہوں سے شروع کرکے گھنٹہ بھر کلیسیا کا مغز کھایا کرتے ہیں۔

ہم بائبل کو کیوں خدا کا کلام مانتے ہیں۔ ہم مسیحیوں کے لئے بظاہر اس سے آسان سوال ہو نہیں سکتا۔ کون نہیں جانتا کہ بائبل خدا کی کتاب ہے۔ مگر جب اپنے اعتقاد کے وجوہات تک نوبت پہنچتی ہے تو اکثر مسیحی بلکہ انجیل کے خدمتگذار بھی اسکا پورا جواب نہیں دے سکتے یا اپنے خیالات کا اظہار نہیں کر سکتے۔ حالانکہ ہم کو حکم ہے کہ جواب کے لئے ہر وقت تیار رہیں۔ پچھلے برس میں ہم نے شکاگو کے مدرسۃ الواعظین کے سپرنٹنڈنٹ ٹوری صاحب کے خیالات بائبل کی نسبت درج کئے ہیں۔ جو تجربہ صاحب موصوف کو اس مقدس کتاب کی صداقت دنیا کے سامنے پیش کرنیکا حاصل ہے وہ بہت تھوڑے لوگوں کو نصیب ہوگا۔ اس لئے یقین ہے کہ انکی دس وجوہات آپ پھر دوبارہ غور سے پڑھینگے۔ خداوند انکے الفاظ پر برکت بخشے۔

مسیحی کے ناظرین کی طرف پادری ماٹر صاحب کا پیغام

میرے لئے نہائت خوشی کا مقام ہے کہ ایڈیٹر صاحب کی شفقت سے مجھے اِس رسالہ کے ذریعہ آپ کے ساتھ بارہا کلام کرنے کا موقعہ نصیب ہؤا ہے۔ جملہ ناظرین کی خدمت میں میرا سلام قبول ہو۔

میرے دوستو! دلی زندگی کو ترقی دینا کبھی مت بھولنا۔ کولرج صاحب کا قول ہے کہ محض قوتِ تصور کے نتائج موت کے ساتھ شراکت رکھتے ہیں۔ اور درخت کی سر سبز شانوں کی کھڑکھڑاہٹ کی مانند ہیں۔ ضرور ہے کہ گہری جڑ میں سے رس اُن میں آگے بڑھایا جائے جُوں جُوں میری عمر گزرتی اور مجھے ہستی کی نسبت انسان کی اندرونی بے قراری کا علم حاصل ہوتا ہے اُسی قدر میں قائل ہوتا جاتا ہُوں کہ خدا کی زندگی جو انسانی رُوح میں ہے یہی ہر ایک اضطراب کا حل اور ہر ایک اختلاف کی جڑ میں یگانگت کا بند ہے۔

یسوع مسیح کو اپنا نجات دہندہ اور راستبازی ماننا مبارک ہے مگر یہی کافی نہیں ہے۔ ضرور ہے کہ وہ ایمان کے ذریعہ ہماری رُوحانی زندگی ہو کر ہمارے دل میں سکونت کرے۔ یہ اتحاد بعید الفہم اور بے بیان ہے مگر تو بھی حقیقی اور فرحت افزا ہے۔ ہمیں مسیح کی نسبت خیالات سے بڑھکر کچھ درکار ہے۔ ہمیں خود مسیح کی ضرورت ہے۔ پولوس کے یہ الفاظ ہمیں اپنی بنا لینے چاہیے کہ "میں زندہ ہُوں۔ پر تو بھی میں نہیں۔ بلکہ مسیح مجھ میں زندہ ہے"

اگر یہ ہمارا زندہ اور روزمرہ کا تجربہ ہو تو ہم اُن سب کے ساتھ جو اِس ابدی ایمان میں شریک ہوں محبت رکھ سکتے ہیں۔ بھائیوں اور بہنوں میں ایک ہی ماں کا خون جوش زن ہے اور اِسلئے اُن میں یگانگت ہے اِسی طرح خداوند یسوع کی زندگی جو اُس کے فرزندوں کے دل میں ہے یگانگت کا ایسا بند ہے جو کبھی ٹوٹ نہیں سکتا۔ خواہ اُن کے ظاہری حالات میں آسمان و زمین کا فرق کیوں نہ ہو۔

میری آرزو ہے کہ آپ اِس صنعت میں ترقی کرتے جائیں۔

آپکا دوست الف ۔ ا ۔ ماٹر

who profess the same eternal faith. It is the mother's blood flowing in brother & sister, which makes them one, & the life of the same Lord Jesus in the hearts of His children, however wide they may be apart in other matters, is an indissoluble bond of union.

That you may know this increasingly is the wish of your Friend.

F B Meyer

hearts by faith as our spiritual Life. This union is mystical & indescribable, but it is none the less real or less joy-inspiring for all that. We need more than thoughts about Christ, we need Christ Himself. We must be able to enter into Paul's words, "I live, yet not I, but Christ liveth in me."

When we realise this as our living, daily experience, we are able to love all

shrivelled of foliage — a sap has to be propelled into them from a deeper ~~and~~ root. The longer I live, & the more I know of men's restless yearnings & strivings after truth, the more I am convinced that the one solution from all perplexity as it is the one bond beneath all diversity, is the Life of God in the human spirit.

It is not enough, though it is blessed, to trust in Jesus Christ as our Saviour, & the Lord our Righteousness, He must also dwell in our

REV. F. B. MEYER'S MESSAGE

Dec '99

Christ Church,
Westminster Road, S.E.
London

To the Readers of the Masihi

It is a great pleasure to know, that through the kindness of the Editor, whom I honour & love as my friend, I have been able to speak to you often through the pages of this Magazine. Please accept my warm greetings, & salutations. My friends, never forget to cultivate the life of the Heart. The products of the mere reflective faculty, Coleridge says, partake of death, & are as the rattling of twigs, which are

اِدھر اُدھر کی خبریں

موڈی صاحب کے اقوال و مثال

ذکر ہے کہ انگلستان میں کسی امیر شخص کی نزع کے وقت ایک خادم الدین بیمار پرسی کے لئے گیا اور اُس کے بستر کے پاس گھٹنے ٹیک کر کہا کہ مَیں تمہارے لئے دُعا مانگتا ہوں میرا ہاتھ پکڑے رکھو۔ اُس بیمار نے اپنا ہاتھ کھولنے سے انکار کیا تھوڑی دیر میں اُس نے انتقال کیا اور جب اُس پر سے کپڑا اُتارا گیا تو کیا دیکھتے ہیں کہ اُس نے اپنے آہنی صندوق کی چابی کو دونوں ہاتھوں میں زور سے پکڑا ہُوا ہے۔ آخری وقت تک اُس کا دل اور ہاتھ اپنے مال و خزانہ پر لگا رہا مگر کس کام۔ وہ اپنے ساتھ کچھ بھی نہ لے جا سکا۔

اپنے جھوٹے مذہب کا فخر۔ میرے خیال میں کوئی ایسا جھوٹا مذہب نہیں جس پر اُس کے پیرو فخر نہیں کرتے۔ مَیں نے ایک ہی مذہب کے پیرؤوں کی نسبت سُنا ہے کہ وہ اپنے مذہب سے شرم کھاتے ہیں۔ اور وہ یسوع مسیح کا مذہب ہے مجھے اب تک کوئی ایسا چینی آدمی نہیں ملا جس کو کنفوشس کے معتقد ہونے کا فخر نہو۔ علےٰ ہذا القیاس۔ ہر ایک محمدی نبی عرب کے پیرو ہونے کا فخر رکھتا ہے۔ لیکن مَیں نے بارہا دیکھا ہے کہ لوگ یسوع مسیح کے دین سے عار کھاتے ہیں۔ حالانکہ یہی ایک مذہب ہے جو انسان کو گناہ اور حیوانی جذبات پر فتح بخشتا ہے۔

ایک مرتبہ کا ذکر ہے کہ مَیں اپنے کسی دوست کے ساتھ گفتگو کر رہا تھا۔ ایک شخص ہمارے سامنے سے گزرا۔ مَیں نے اُس کی طرف اشارہ کرکے اپنے دوست سے کہا کہ یہ شخص ضرور فوج میں رہا ہوگا یا اُس نے کسی فوجی مدرسے میں تعلیم پائی ہوگی۔ میرے دوست نے کہا کہ یہ درست ہے مگر تم نے کیونکر پہچانا۔ مَیں نے جواب دیا کہ اُس کی رفتار سے۔ تم بعض لوگوں کی رفتار سے معلوم کرسکتے ہو کہ وہ مسیح کے ساتھ رہے ہیں۔

اِنکرمین کی لڑائی کے بعد ایک زخمی سپاہی بمشکل اپنے خیمہ کے اندر پہنچا۔ وہاں جا کر دیکھا تو وہ مُنہ کے بل پڑا ہے اور اُس کی بائیبل کھلی ہوئی اُس کے سامنے رکھی ہے اور اُس کا ہاتھ خون آلودہ صفحہ پر چسپاں ہے۔ اُس کا ہاتھ اُٹھانے سے مندرجہ ذیل الفاظ اُس کے نیچے چھپے ہوئے تھے +

"قیامت اور زندگی میں ہی ہوں۔ جو مجھ پر ایمان لائے۔ اگر چہ وہ مر گیا ہو تو بھی جیئے گا"

انہی الفاظ کے ساتھ اُس سپاہی کو دفن کیا گیا۔ انسان کو ایسا مذہب درکار ہے جو موت میں بھی اُس کا ساتھ دے سکتا ہے۔ اگر یہ جلیل قیامت کا مسئلہ نہ ہوتا تو کیسی ظلمت اِس دُنیا پر چھا جاتی۔ خدا کا شکر ہو کہ درخشان دار صبح طلوع ہونے والی ہے۔ اپنے اپنے بُرج پر آؤ تھوڑی دیر تک اُس دعوت کے منتظر رہو۔ خداوند جلد اپنے لوگوں کو لینے آنا ہے +

گرجا کو گرم کرنے کی ترکیب۔ ایک مرتبہ کا ذکر ہے کہ میں ملک سکاٹ لینڈ میں وعظ کیا کرتا تھا۔ ایک گرجا میں جا کر دیکھا کہ وہاں نہایت سخت سردی ہے۔ میں نے ڈیکن صاحب سے دریافت کیا کہ کسی صورت سے اِس عمارت کو گرم کر سکتے ہو۔ اُس نے جواب دیا کہ کوئی انگیٹھی یا اور کسی قسم کا سامان گرم کرنے کا یہاں موجود نہیں ہے۔ میں نے پوچھا کہ پھر تم لوگوں کو کس تجویز سے گرم کیا کرتے ہو۔ اُس نے کہا کہ ہم پلپٹ پر سے گرمی کی توقع رکھتے ہیں +

ذکر ہے کہ دو آدمی ایک آتشی مینار میں بحری فانوس پر مامور تھے۔ اِس فانوس کا قاعدہ ہے کہ بذریعہ کلوں کے وہ گھومتا رہتا ہے اور جہازیوں کے لئے بھی اُس کی روشنی کی شناخت ہے۔ کسی وجہ سے وہ کل بگڑ گئی اور روشنی غیر متحرک ہو گئی۔ اُن اشخاص کو اندیشہ ہوا کہ کہیں جہازیوں کو دھوکا نہ لگے اِسی خیال سے وہ رات بھر کل کو خود چلاتے رہے۔ چاہئے کہ ہم اپنی روشنی کو اُس کی جگہ پر رکھیں تاکہ دنیا دیکھے کہ سچی مذہب محض ظاہرداری نہیں بلکہ ایک حقیقت ہے +

حاصل کیا۔ انکے علاوہ اور کتنے ہی مسیحی لڑکوں نے بی۔ اے کی ڈگری لی +

آپ نے شہیدانِ کاد یکھیے خود تو ضرور پڑھی ہوگی لیکن کیا اپنے غیر مسیحی احباب مشن سکولوں اور کالجوں کے اُستادوں اور طالب علموں اور متلاشیانِ حق کو بھی اسکے دینے کا خیال ہوا۔ سُنئیے مولوی حسام الدین صاحب ایڈیٹر کشف الحقائق بمبئی کیا لکھتے ہیں "شہیدانِ کارِ یجیع کو میں نے بالاستیعاب دیکھا واقعی بڑی دلاویز کتاب ہے۔ خداوند مسیح اور رُوح القدس کی قوت کو نہایت خوبصورتی سے بتایا ہے۔ یہہ کتاب نہ صرف مسیحیوں کے لئے بلکہ غیر مذاہب کے لئے بھی مُفید ھے وہ پڑھینگے تو انہیں معلوم ہوگا کہ ہمارا بچانیوالا دل میں اُتر کر وہ کام کرتا ہے کہ نہ اخلاقی کتابیں نہ فیلسوفی کرسکتی ہے نہ کوئی مذہب کا بانی کرسکتا ہے۔ محبت۔ سچائی۔ امید اور تحمل اسکے دل کے رگ وریشہ میں دوران کرتے ہیں۔ پاکیزگی سے اُسے محبت ہوجاتی ہے۔ بزدل کو دلیر اور شجاع کرتا ہے۔ ترجمہ بھی سلیس۔ بامحاورہ۔ دلچسپ اور مطلب خیز ہے۔ عنوان کے شعر بھی دلربا ہیں۔ خدا کرے کہ غیرت مند مسیحی اس نادر کتاب کی اشاعت کیلئے کوشش کریں"

اور لیجئے۔ مسٹر جوبل واعظ لعل ایم۔ اے۔ پروفیسر دہلی کالج لکھتے ہیں "میرے طالبعلم شہیدانِ کارِ یجیع کے پیچھے دیوانہ ہورہے ہیں" + قیمت ۱۲ر و ایک روپیہ چار آنہ صفحہ ۵۰۰ +

مدراس کے سابق بشپ گل صاحب کی یادگار قایم کرنیکے لئے دس ہزار ایک بیس روپیہ جمع ہوئے ان میں سے ۲۲،، روپیہ ایس پی جی کو اور اتنا ہی سی۔ ایم۔ ایس کو ملا کہ کسی ہندوستانی مسیحی لڑکے یا لڑکی کو اعلیٰ تعلیم کے لئے بطور وظیفہ دیا جائے۔

اخبار کرسچن (مسیحی)، لنڈن نے پچھلے تیس سال میں ۴۶۳۶۲۶۰ روپیہ جمع کرکے خیراتی کاموں میں صرف کئے۔ تخمینہ پندرہ ہزار پونڈ یعنے قریب پینتالیس ہزار روپیہ سالانہ موصول ہوتا اور بانٹا جاتا ہے۔ جو لوگ اخبار مسیحی میں کام کی ضروریات دیکھ کر براہِ راست روپیہ بھیجتے ہیں وہ اسکے علاوہ ہے +

مسیحی کا چندہ ڈیڑہ روپیہ سالیانہ ہے اگر آپنے ابھی تک نہیں بھیجا تو جلد بھیجکر مینیجر کو مشکور فرمائیے۔

THE MASIHI,

AMRITSAR.

Vol. I. *March 190[illegible].* *No. 3.*

CONTENTS.

☞ See pp. 90—94.

Literary Communications alone should be addressed to the Editor. Business letters and Remittances to the Manager, "Masihi," Amritsar.

Annual Subscription, Re. 1-8-0.

۱۵ - اپریل - ۱۹۰۰ء

فہرست مضامین

گلدستۂ اخبار

تصحیح ۔ مسیحی ماہ مارچ مضمون پادری مائر صاحب کا پیغام صفحہ ۰۹ سطر ۵ فقرہ درخت کی سرسبز شاخوں کی کھڑکھڑاہٹ وغیرہ میں بجائے سرسبز کے بربنہ پڑھنا چاہئے اسی پشت میں دُنیا کو انجیل کی بشارت دینا کے ضمن ۴ کلیسیا میں آزادگی کی قلت کی طرف ناظرین کو خاص توجہ دلائی جاتی ہے ۔ مہربانی سے اسے بغور پڑھئے اور اپنے اپنے باطن میں ہضم کیجئے ۔ یشوع کے ساتھ گفتگو ایک اور توجہ طلب مضمون ہے جو ہماری ایک مسیحی بہن نے خاص مسیحی کے لئے ترجمہ کر کے بھیجا ہے امید ہے کہ مسیحی بھائی اور بہنایں عمدہ عمدہ مضمونوں کے ترجموں اور دیگر مضامین سے ہماری مدد کرتے رہیں گے۔

ہمارے ایک عزیز لکھتے ہیں :۔ "چودھری ۔ (یہ ایک محمدی صاحب ہیں) نے کل سے شہیدانِ کارنفیج شروع کی ہوئی ہے۔ رات کو بہت تعریف کرتے تھے اور اپنے رونے کا بیان سُناتے تھے ۔ اب جو یہ سطور لکھ رہا ہوں چارپائی پر لیٹے وُہی کتاب پڑھ رہے ہیں ۔ ہلانے سے ہلتے نہیں ۔ بلانے سے بولتے نہیں ۔ نہائت محو ہیں ۔ رات وُہ خود حیران تھے کہ ایسے دلیر دل پر بھی اِس کتاب نے ایسا اثر کیا کہ آنسو جاری ہو گئے ۔"

پنجاب سی ایم ایس کے سکرٹری پادری گرے صاحب ۲۰ اپریل کو ۸ مہینے کے لئے ولائت جاتے ہیں ۔ پادری آئرلینڈ جونس صاحب سابق سکرٹری سی ایم ایس لنڈن اُن کی جگہ کام کریں گے ÷ سکرٹری پنجاب ڈسٹرکٹ یونین ینگ منس کرسچن اسوسی ایشن (لاہور) سے ہمیں لکھتے ہیں ۔ پنجاب کی جس کسی ینگ منس کرسچن اسوسی ایشن (مجمع مسیحی نوجوانان) کے کسی ممبر کی نظروں سے یہ سطور گزریں وہ اپنے سکرٹری کی معرفت اپنے مجمع کی رپورٹ اور دیگر حالات سے اطلاع دیں خصوصاً اگر کوئی بھائی گوجرانوالہ ۔ سیالکوٹ اور لودیانہ کے مجمعوں کی نسبت اطلاع بخشیں تو میں نہائت مشکور ہوؤں گا ۔ سیالکوٹ اور لودیانہ کے سکرٹریان کی خدمت میں خط پر خط بھیج چکا ہوں لیکن جواب سے جواب

اپریل - ۱۹۰۰

نوٹ اور رائیں

مسیحی شہیدوں کے تذکرے - اس سال کے شروع میں مسیحی ناظرین کی توجہ شہیدان کلیسیا کے ذریعہ ان ابتدائی مسیحی صدیوں کی طرف مائل رہی ہے جو تواریخ کلیسیا میں شہادت کا سنہلا زمانہ کہلاتا ہے۔ مسیحیوں کے سادہ ایمان اور تحمل اور صبر نے روزی جلادوں کے تیغ و تبر توڑ دیئے۔ اور اسکا اثر دنیا پر اور خود کلیسیا پر اس درجہ کا تھا جو بیان سے باہر ہے لیکن ان واقعات میں کونسی بات رقت خیز ہے۔ وہ کونسی چیز ان سادہ بیانات میں ہے جو دلوں کو تسخیر کر لیتی ہے۔ ان غریب مسیحیوں کے سادہ جوابات کی عظمت آسمانی ہے جن سے انسان دنگ رہجاتا ہے مگر وہ کچھ اور ہی ہے جو خشک آنکھوں سے آنسوؤں کو کھینچ لاتا ہے۔ قدیم حکما کہا کرتے تھے کہ کسی بڑے آدمی کو سختی میں گرفتار دیکھنا ایک ایسا نظارہ ہے کہ جس سے بڑھکر زمین و آسمان میں کوئی منظر نہیں ہو سکتا۔ اور یہہ مسیحی شہیدوں پر زیادہ زور سے صادق آتا ہے۔ بیگناہوں کو راستی کی خاطر تکلیف اٹھاتے دیکھنا دلوں میں ایک ایسا شعلہ مشتعل کر دیتا ہے جسکو انسان ضبط نہیں کر سکتا۔ مسیحی شہیدوں میں وہ خود انکاری نظر آتی ہے جو غرور سے نہیں بلکہ تحمل سے پیدا ہوتی ہے۔ ایسی خود انکاری جو تعصب کا نتیجہ نہیں بلکہ ایمان کا جو دل کو گرویدہ کر لیتا ہے۔ مگر اندیشہ ہے کہ ہم ان فسانوں میں ایسے محو ہو جائیں کہ اس زندگی کو نظرانداز کر دیں جو اس شہادت کی آڑ میں چھپی ہوئی ہے۔ اگر مسیح کی خاطر مرنے کا جوش ہمارے دل میں ہو تو یاد رکھنا چاہئے کہ مسیح کی خاطر زندگی بسر کرنا زیادہ دشوار اور تعریف کے قابل ہے*

الہام کا مسئلہ۔ بعد ازیں ایک نامہ نگار نے اعتراض کیا کہ پیدایش ۱: ۲۵ و ۲۶ و ۲۷ آیات
سے معلوم ہوتا ہے کہ انسان حیوانات کے بعد پیدا کیا گیا مگر پیدایش ۲: ۱۹ سے ظاہر ہے کہ وہ
حیوانات سے پیشتر بنایا گیا۔ اب یہہ دونو بیانات کیونکر صحیح ہو سکتے ہیں۔ اسکے جواب میں معترض کو رقم طراز
ہے کہ ان ہر دو پیش کردہ مقامات میں خلقت کے دو علیحدہ بیانات مندرج ہیں جو معلوم ہوتا ہے کہ
دو مختلف جگہوں سے لئے گئے ہیں چنانچہ انکی مختلف طرز عبارت سے ظاہر ہے۔ وہ قدیم عبرانیوں
کی دو ابتدائی روایات پر مبنی ہیں جنمیں خفیف اختلاف موجود ہیں۔ کچھ عرصہ ہوا کہ ہم نے اسی قسم کے
اختلاف طوفان کے دو مختلف بیانات میں بتائے تھے۔ چنانچہ جو حیوانات کی تعداد میں جو کشتی میں
داخل کئے گئے۔ ان دونو مقامات میں فرق ہے۔ ان دونو نظائر میں پیدایش کی کتاب کے مصنف نے
بے دھڑک دونو بیان ایک جگہ جمع کئے ہیں اور ان میں مطابقت ثابت کرنیکی کوشش نہیں کی۔
اس سے ظاہر ہے کہ مصنف کے خیال میں تواریخی سلسلہ کی نسبت روحانی تعلیم زیادہ ضروری تھی
دونو عبرانی روایتوں سے مترشح ہوتا ہے کہ باوجود خفیف تناقض کے انسان خدا کی سب سے اعلیٰ مخلوق ہے
اور باقی تمام حیوانات اُسکے تابع ہیں۔ اوّل بیان اوپر انسان کیطرف لیجاتا ہے اور دوسرا انسان سے نیچے
کیطرف لاتا ہے۔ اور جبتک اس اصلی سچائی کو مدِنظر رکھا جاتا اور حیوانات کی تعظیم کو رد کیا جاتا ہے مصنف
فکر نہیں رکھتا کہ کونسا بیان تواریخی یا علمی طور پر صحیح سمجھا جاتا ہے۔

معلوم ہوتا ہے کہ تم الہام کے مسئلہ کی نسبت ابتک اُس غلط اور دقیانوسی لکیر کے فقیر ہو جس کے
رو سے جو کچھ لکھا گیا وہ تواریخی اور علمی صحت کے ساتھ لکھا گیا ہے۔ آجکل کے مسیحی مانتے ہیں
کہ عہد عتیق باقی تمام قومی علم ادب کی کتب کیطرح بتدریج بڑھتا گیا ہے۔ اور اسی قسم کے قواعد اور
ضوابط کے تابع ہے ہرچند اس میں فوق العادت مکاشفہ مندرج ہے۔ اس میں ابتدائی منظوم روایات
سے سلف کی صحیح تواریخ تک ہر درجہ کی تحریر موجود ہے۔ ہم ان ہر دو مختلف قسم کی تصانیف
کا مقابلہ نہیں کرتے کیونکہ یہہ نامناسب و علمِ ادب کے قواعد کے خلاف ہے۔ عہد عتیق کی
جس صحت کو ہم تسلیم کرتے ہیں وہ یہہ ہے کہ وہ شروع سے آخر تک علم الہیات اور روحانی اد

اخلاقی صداقت میں ہر قسم کی غلطی سے مبرا ہے یعنے خدا اور انسان اور انکے باہمی تعلقات کی نسبت
صحیح صحیح تعلیم موجود ہے۔ بدیں لحاظ عبرانی قوم میں حقیقی آسمانی مکاشفہ محفوظ تھا اور اس امر میں انکا قومی آئین
علم ادب دیگر اقوام کی کتب سے بہت بڑھا ہوا تھا۔ یہہ مکاشفہ عام طبعی اور صحیح تواریخی سلسلہ کا پابند نہیں ہے
اور نہ عبرانی نبی اور شاعر اسکی چنداں پروا کرتے تھے۔

مندرجہ بالا اقتباس سے ثابت ہوتا ہے کہ اب وہ زمانہ آپہنچا ہے کہ جو باتیں فقط علم الٰہیات
کے طالب علموں کے کانوں میں کہی جاتی تھیں اب انکی منادی کوٹھوں پر کی جائیگی۔ یہاں اس امر کا اظہار
بھی ضروری ہے کہ اخبار ایپفینی خصوصاً غیر مسیحیوں کے لئے جاری کیا گیا ہے ؞

ہندوستانی کلیساؤں میں سیلف سپورٹ ۔ ماہ گذشتہ میں کلکتہ مشنری کانفرنس
کے ماہواری جلسہ میں لندن مشنری سوسائٹی کے ایک مشنری صاحب نے ہندوستانی کلیساؤں میں سیلف سپورٹ
کے بارہ میں ایک مضمون پڑھا جس میں آپنے خصوصاً بنگالی کلیساؤں کو مدنظر رکھا۔ اور فرمایا کہ بنگال
میں مشنریوں کی ایک سو سال کی محنت کے بعد بھی کلیسا کا اپنے پاؤں پر کھڑا ہونا اتنا غیر واقعہ صفت ہے۔
اگر کوئی عذر کرے کہ بنگال کے مسیحی غریب ہیں تو ہندوستان کے باقی علاقوں میں جہاں مسیحیوں کے
حالات اسی قسم کے ہیں سیلف سپورٹ کی بہتر تر نظر آتی ہے۔ آپکے خیال میں سب سے بڑی مشکل جو
سد راہ ہے یہی ہے کہ مسیحی لوگ انجیل کے خدمتگذاروں کو سنبھالنا اپنا فرض نہیں سمجھتے بلکہ الٹا مشن
کو اپنی تمام ضروریات رفع کرنے کے ذمہ وار ٹھہراتے ہیں۔ آپنے فرمایا کہ اسکا تدارک یہی ہے کہ سب سوسائٹیاں
اتفاق کے ساتھ کام کریں جمیعت کو فراہم کرنے سے طاقت بڑھ جاتی ہے۔ آپنے اس قسم کی اور چند
تجاویز پیش کیں۔ اس مضمون کے بعد دلچسپ بحث ہوئی جسکا خلاصہ وہی ہے جو عموماً اس قسم کی بحث
کا ہوا کرتا ہے۔ جتنے منہ اتنی باتیں۔ کسی نے کہا یارو اول ان دیہاتی مسیحیوں کو مہاجنوں کے پنجے
سے چھڑاؤ۔ دوسرے نے کہا کہ آپس میں فرقہ بندی کا بکھیڑا جانے دو اور سب مختلف اجزا کو ملا کر ایک
نئی معجون بنالو۔ مسٹر کالی چرن بنرجی نے فرمایا کہ یہہ تو روپیہ پیسہ کا جھگڑا ہی نہیں ضرورت تو آدمیوں
کی ہے جو دستیاب نہیں ہو سکتے۔ ایک اور صاحب راے زن ہوئے کہ عمارات کی تعمیر اور مرمت

وغیرہ کی اخراجات کی قلم بند کرنے چاہئیں۔ آخر میں ایک صاحب نے فرمایا کہ پرانا اقرار ہی اٹھا دو اور کل کاروائی نئے سرے سے شروع کرو۔ اس کانفرنس کے حالات پڑھنے سے ایسا معلوم ہوتا ہے کہ پنجاب کی چرچ ہسٹری میں سے ورق کے ورق نکال میں پھینکے گئے ہیں۔ جہاں دیکھو وہی جھگڑا چلا جاتا ہے اور لطف یہہ کہ کوئی مشنری سوسائٹی اپنا طرز انتظام اپنے پرچوں میں درج نہیں کرتی معاملہ پیچیدہ ہوتا جاتا ہے ع اسے چارہ گر کردہ چارہ دیست ۔

کمرہ عشا کی آرائش ۔ ہمارے بعض ناظرین نے پادری مولوی عماد الدین صاحب ڈی ڈی کی جدید تصنیف تفسیر انجیل متی کو پڑھا ہوگا۔ اس مختصر نوٹ میں ہمارا مدعا اس پر ریویو لکھنے کا نہیں ہے بلکہ فقط مولوی صاحب کی طرز تفسیر پر دو ایک باتیں کہنی ہیں۔ سب تقاضا کلام کے معنے کلام ہی سے اخذ کرتے ہیں مگر جب یہی طرز اختیار کرنے لگتے ہیں تو بعض اوقات تفسیری جامہ سے تجاوز کر جاتے ہیں۔ مثلاً اس موقعہ کو لیجئے جہاں خداوند نے فسح کھانے کیلئے ایک بالاخانہ تجویز کیا۔ مولوی صاحب فرماتے ہیں کہ اسوقت وہ فسح کی رسم میں سے عشاء ربانی کی رسم نکالنے پر تھا اس کام کیلئے ایک خانہ مکان مفروش و آراستہ (مرقس ۱۴: ۱۵) اسنے کیوں چن لیا اس پر بھی سوچو یہہ بالاخانہ تمام سے زینت سے کہ جو بنیادی محل ان تھا بس اگر گرجے آراستہ ہوں تو کچھ قباحت نہیں ہے افسوس ہے کہ مولوی صاحب نے اپنا دلی خیال ظاہر نہ کیا کہ جو کچھ آرائش میں تجویز اور چٹائیاں شامل نہیں ہوتیں یہہ نمونہ کی سامان ہے معلوم تو ہے کہ مولوی صاحب کے خیال میں پھولدان و موم بتیاں اور گھنٹیاں اصلیبیں وغیرہ ہونگی جسکو اشارتاً بیان ناظرین کے فیصلہ پر چھوڑ گئے ہیں۔ اگر ہم مولوی صاحب کا طرز تفسیر اختیار کریں تو ہم یہہ بھی نتیجہ نکال سکتے ہیں کہ چونکہ اول عشاء ربانی کی رسم بالاخانہ پر ادا کیگئی اسلئے اس رسم کو چوبارہ میں ادا کرنا ضرور ہے۔ چونکہ اس رسم کے شروع کے وقت کوئی عورت شامل نہیں تھی اسلئے مستورات کو عشاء ربانی میں شریک ہونا نہیں چاہئے لیکن یہہ نتائج جائز نہیں قرار دئے جا سکتے۔ ان سے بہتر تفسیر اس فقرہ کی ہوگی کہ اس بالاخانہ کی تقدیس نہیں کیگئی تھی اسلئے جو مقام عشاء ربانی کی رسم ادا کرنیکے لئے مقرر کیا جائے اسکا تقدیس کیا جانا ضرور نہیں ہے۔ اول عشاء ربانی ضیافت کے طور پر کھائی گئی اسلئے اسکو چانسل کی میز کے پاس گھٹنے ٹیک کر کھانا مناسب نہیں ہے۔ ہم اسوقت چرچ کی کسی رسم کی مخالفت کرنا نہیں چاہتے بلکہ مولوی صاحب کی مدد سے ایک سادہ واقعہ میں سے کھینچ تان کر نتائج نکال رہے ہیں ۔

انجیل کی منادی

مسیح اپنی ذات میں کُل بنی آدم کا کفیل ہے۔ وہ اگرچہ ملکِ کنعان میں یہودیوں کے درمیان رہا مگر اُس کی سلطنت کے احاطہ میں تمام رُوئے زمین کی اقوام شامل ہیں۔ اِسلئے اُس کی نجات میں ساری دنیا کی خوشی ہے اول شروع ہی مسیح کے چند پیرو تھے اُن کی کوشش سے تمام رومی سلطنت میں مسیح کا نام ایک سرے سے دوسرے سرے تک سنایا گیا۔ چرچ ہر ایک نوع بہ نو اس نجات کی خبر اوروں کو سنانا اپنا فرض سمجھتا رہا۔ اِسی رُوح میں مسیحی مذہب گویا عقاب کے بازوؤں پر ساری دُنیا میں پرواز کر گیا۔ اور تواریخِ کلیسیا سے ظاہر ہے کہ یہی رُوح کلیسیا کی زندگی کا بہترین ثبوت رہی ہے۔ قابلِ لحاظ ہے کہ مسیح نے کوئی قواعد اِس قسم کے مرتب نہ کئے جو منادی کی خدمت کے لئے دستور العمل ٹھہر سکتے۔ فقط اِس قدر ضرور تھا کہ جو مسیح کی پیروی کا دعوٰے کرے وہ اُس کی خاطر اپنی جان و مال دریغ نہ کرے۔ پھر حسب موقعہ روح القدس کی ہدایت شاملِ حال تھی۔ پطرس یہودیوں کو اُن کی مقدس کتب سے حوالجات پیش کر کے قائل کرتا ہے تو پولوس اتھینی میں اُن کے شعرا کا کلام اقتباس کر کے آخر مسیح کی خوش خبری سناتا ہے۔ اوّل صدیوں میں جب ایذارسانی کا بازار گرم تھا۔ بہتوں نے اس انجیل کی شہادت پر اپنے خون سے مُہر کی۔ جو معذرت نامے ابتدائی مسیحیوں کے اب تک موجود ہیں اُن سے ثابت ہوتا ہے کہ کس دلیری اور قابلیت سے وہ شہنشاہوں کی طرف خطوط لکھکر مسیحی دین کی صداقت پیش کرتے تھے۔ بلکہ آج کل کے مسیحی عالم اُس زمانہ کے مُصنفین کے خوشہ چین ہیں +

اوّل یہ خدمت خود خداوند کے حکم سے شروع ہوئی مگر یہ انسان کا طبعی خاصہ ہے کہ جو صداقت خود اُس کے دل پر متاثر ہوتی ہو وہ اوروں پر ظاہر کرنا اپنا فرض سمجھتا ہے۔

اور مسیحی مقدس پولوس کے ذریعہ پکارتی ہے کہ اس خدمت کا مجھ پر رکھا گیا ہے مجھ پر افسوس ہے اگر میں مسیح کی انجیل دنیا میں نہ پھیلاؤں۔ یہی آواز ہے جو ہر ایک مسیحی کے دل میں آنی چاہئے۔ ہم یہاں ٹھہر کر اس سوال کو اپنے ناظرین کے دل پر نقش کرینگے کہ کیا میں اس آواز کو سنتا ہوں اگر نہیں تو کیا وجہ ہے اور اگر سن رہا ہوں تو میں کہاں تک اپنی مسیحی زندگی کے مدعا کو پورا کر رہا ہوں۔ افسوس کے ساتھ ہم کو کہنا پڑتا ہے کہ ہماری کلیسیا اس امر میں بہت پیچھے رہی ہوئی ہے۔ مشنری روح ہم میں بہت کم نظر آتی ہے۔ ہم کب بیدار ہونگے۔ کیا ابتدائی زمانوں کی طرح خون کی ندیاں عبور کر کے ہم اس درجہ تک پہنچینگے۔ اگر بغیر اس کے ہمارا اخلاص ظاہر نہیں ہو سکتا تو خدا جلد وہ بپتسمہ ہماری کلیسیا کو عطا کرے۔

انجیل کی منادی کرنے والوں کے لئے یہ ایک نہائت دلچسپ اور ضروری سوال ہے کہ غیر مسیحیوں کے سامنے مسیح کو کیونکر پیش کیا جائے۔ اس پر کلیسیا میں شروع ہی سے اختلاف رہا ہے۔ ایک فریق غیر مذاہب میں اس نورِ حقیقی کی کرنوں کو دیکھتا ہے اور جو خوبیاں ان میں ہیں ان کو تسلیم کر کے مسیحی مذہب کو انسان کی اندرونی حاجات کا رفع کرنے والا ٹھیراتا ہے۔ دوسری جانب وہ بزرگ ہیں جو گویا دیگر مذاہب کا قتلِ عام کر کے صلیب کا علم ان کی گور پر نصب کرتے ہیں۔ ان کی منادی کا خلاصہ چند الفاظ میں یوں ادا ہو سکتا ہے کہ تمہارا محمد اور کرشن ایسا ہے اور ویسا ہے۔ فقط ہمارا مسیح نجات دہندہ ہے۔ ان کے خیال میں مذہب کے جہاز میں ایک سوراخ اس جہاز کو تباہ کرنے کے لئے کافی ہے۔ تعجب ہے کہ ان مختلف خیالات میں سے ہر ایک اپنی اپنی فتوحات کے ثبوت پیش کر سکتا ہے۔ بات اصل میں یہ ہے کہ تاثیر کرنے والا خدا کا کلام ہی ہے باوجود انسانی کمزوری کے جزو کے وہ ترقی کرتا ہی جائیگا۔ مگر یہ دیکھنا ضروری ہے کہ کونسا طریق بہتر اور مناسب ہے۔ اس کا فیصلہ کرنے کے لئے ہم جناب بشپ ویلڈن صاحب

کے ایک اڈریس میں سے چند خیالات اقتباس کرینگے۔ آپ نے اوّل پولوس کو نئی دُنیا کے مشنریوں کا پیشوا و اور نمونہ قرار دیا ہے۔ جو مذہبی حالت یونان کی اُس زمانہ میں تھی اب اِس مُلک میں وُہی حالت موجود ہے۔ اِسلئے پولوس کا طرزِ کلام بار بار یاد کرتے رہنا چاہئے۔ پولوس کا جی بُت پرستی کے نظارہ سے جل گیا اور کون سا مسیحی اِس وقت ہندوستان میں ہے جو اپنے دل میں اِس مُلک کی خفیہ یا علانیہ بُت پرستی پر غم نہیں کھاتا مگر پولوس نے اتھینی میں کوئی ایسا لفظ استعمال نہ کیا جس سے اُن لوگوں کو چوٹ لگے۔ اُس کے ابتدائی الفاظ تھے کہ "تم حد سے زیادہ مذہب کے ماننے والے ہو"۔ تم نہ فقط اُن معبودوں کی پرستش کرتے ہو جن سے تم واقف ہو بلکہ "نامعلوم خدا" بھی تمہاری عبادت کا حق دار سمجھا جاتا ہے۔ اِسی اعتقاد پر اُس نے اپنی منادی کی بنیاد قائم کی۔ وہ اُن کو نامعلوم سے معلوم کی طرف اور غیر معین سے حقیقی کی طرف بلکہ اُس الوہیت سے جس کو وہ دھندلے طور پر دیکھتے تھے مسیح کی طرف کھینچ لایا۔ یہی سبق مشنریوں کو سیکھنا ضرور ہے کہ ہر ایک مذہب کو عزت کی نگاہ سے دیکھا جائے اور اُن میں جو کچھ خوبی ہے اُس کو اعلےٰ تر خوبی تک پہنچنے کا ذریعہ ٹھہرایا جائے۔ گویا مشنری کا فرض ہے کہ ہمدردی کے ساتھ لوگوں کو پاکیزہ اور کامل ایمان کی طرف تحریک دلائے۔ ہر ایک مذہب میں کوئی نہ کوئی بات قابلِ تعریف ہے۔ مثلاً ہندوؤں میں رُوح کی ہستی کا خیال۔ بودھ مذہب میں انسانی زندگی کی ناپائداری۔ پارسیوں میں سورج کی روشنی کی علامت۔ اسلام میں وحدت کا مسئلہ۔ غرض ہر ایک مذہب میں کچھ نہ کچھ ہے جس پر انجیل کی منادی کا سلسلہ قائم ہو سکتا ہے۔ مگر یہ بھی یاد رکھنا ضرور ہے کہ سوا مسیح کے کوئی نام آسمان کے تلے آدمیوں کو نہیں دیا گیا جس سے انسان کی نجات ہو۔ اَوروں کے ساتھ ہمدردی کرنے سے یہ مُراد نہیں کہ ہم مسیح کے جھنڈے کو نیچے گرا دیں۔ مسیحی مذہب اَوروں سے درجہ میں بڑھکر ہے بلکہ جس کا سایہ خفیف طور پر اُن مذاہب میں پایا جاتا ہے اُس کی کامل حقیقت

اس مذہب میں موجود ہے - وہاں جو بات قیاسی ہے یہاں وہ پوری صداقت ہے - یہاں
ابن اللہ میں خدا کی ہستی کا کامل ظہور ہے - اسلئے مناسب ہے کہ دیگر مذاہب میں جو اشارات
یا میلان یا ایمان کا رخ اس انجیل کی طرف ہے اس کو ہر ایک شخص محبت اور دانائی سے
قبول کرے - غرض راستی کا ظاہر کرنا ہے مگر محبت کو ہاتھ سے جانے نہ دینا - اور حتی الامکان
کوئی ایسا کلمہ استعمال نہیں کرنا چاہئے جو دیگر مذاہب والوں کی دل آزاری ہو - تاہم فتح مسیح
کے مذہب کی ہے ۔

ایراڈ سینکی

ماہِ فروری کے پرچے میں ہم نے موڈی صاحب کے حالاتِ زندگی کا مختصر بیان دیا تھا۔ لیکن سینکی صاحب کے حالات زندگی کے بغیر وہ بالکل ادھورا اور نامکمل رہے گا۔ موڈی اور سینکی کے گیت کی کتاب نے جو شہرت اور اشاعت حاصل کی ہے وہ پچھلے پچاس سال میں شائد کسی کتاب کو حاصل نہوئی ہوگی۔ مدت تک سینکی موڈی صاحب کی بشارتی مجلسوں میں گیت گانے سے مدد کرتے رہے ہیں اور اس کا بیان ایک دوست کے استفسار پر یوں کرتے ہیں +

میں ۱۸۴۰ء میں اڈنبرگ پین سلونیا کے گاؤں میں پیدا ہوا۔ اور بچپن ہی میں میری دلی تبدیلی ہوئی اور میں مسیحی ہوگیا۔ میں ابھی چھوٹا ہی تھا کہ میرے والدین نیو کاسل پین سلونیا میں اٹھ آئے یاں کلیسیا کے حال میں بڑی دلچسپی لینے لگا۔ سبت سکول کا مہتم۔ گانے والوں اور اپنی جماعت کا امام اور مجلسِ نوجوانان کا میر مجلس مقرر ہوا۔

آپ نے گانا کب سے شروع کیا +

بچپن ہی سے۔ علم موسیقی سے میں گویا شرابور تھا۔ آپ شائد پوچھینگے کہ کیا یہ ہُنر خاندانی ہے؟ نہیں۔ میرے آباؤ اجداد میں سے کوئی بھی موسیقی داں نہیں گذرا۔ لیکن مجھے بچپن ہی سے موسیقی کا مذاق تھا اور اوائل عمر ہی میں مسیحی ہو جانے سے میری آواز خدا کی نذر ہوئی۔ مجھے اِس علم کی خاص تربیت بھی نہیں ملی جو کچھ سیکھا میں نے اپنے ذاتی مطالعہ اور مشق سے سیکھا ہے۔ گو میں نے علم موسیقی معمولی طریق سے سیکھا ہے میں نے کبھی معمولی طریق سے گایا نہیں۔ نہ کبھی ایسے گاؤں ہی گا +

آپ کا گانا اور لوگوں کے گانے سے کن معنوں میں فرق رکھتا ہے؟

گاتے وقت میں ہر ایک لفظ اور بند کی ٹھیک صورت اور معنے ظاہر کرنے کی کوشش کرتا ہوں۔ میں کوشش کرتا ہوں کہ گانے میں اُس بیان کی تصویر کھینچ دوں۔ میرا دل اور دماغ دونو گیت میں ایسے لگ جاتے ہیں کہ میں اُس کے روحانی معنے نکال کر سامعین کے سامنے صاف صاف رکھ دیتا ہوں۔

امریکہ اور انگلستان میں ہزاروں لوگوں نے سینکی صاحب کے گیت سن کر مسیح کو قبول کیا ہے۔ سینکی صاحب اپنے عجیب تجربوں کو ایک کتاب کی صورت میں شائع کرنے والے ہیں۔ اس میں ہزاروں جواب یافتہ دعاؤں کا بیان اور کئی دلکش چٹکلے درج ہونگے۔ یہاں ہم یہ صرف بتانا چاہتے ہیں کہ انہوں نے اپنے مشہور گیت ننانوے کا راگ کس طرح بنایا۔

مسٹر سینکی کہتے ہیں۔ جب موڈی صاحب اور میں انگلستان اور سکاٹ لینڈ میں مجلسیں کر رہے تھے تو ایک دن میں گلاسگو سے اڈنبرا کو جا رہا تھا۔ ریل میں میری نظر چوپان اور اس کی بھیڑ کے ایک قصے پر پڑی جو ایک اخبار میں درج تھا۔ اسے پڑھکر مجھے خیال ہوا کہ اگر اس نظم کا راگ بن سکے تو بڑی عجیب بات ہو۔ میں نے اخبار سے وہ ورق پھاڑ کر اپنی جیب میں رکھ لیا کہ کسی فرصت کے وقت اس کا راگ بناؤں گا۔

اگلے دن اڈنبرگ میں ہماری مجلس کا مضمون اچھا چرواہا تھا۔ درس کے خاتمے پر موڈی صاحب نے مجھے کہا کہ کیا اس موقع کے شایاں تمہارے پاس کوئی گیت ہے۔ میرے پاس سوائے اُس نظم کے کچھ اور نہ تھا لیکن مشکل یہ تھی کہ اُس کا راگ ابھی تک بنا نہ تھا۔ مجھے خیال گذرا کہ چلو اِس نظم کو گا دو اور گاتے گاتے راگ بن جائیگا۔ اِس خیال نے میرے دل میں ایسی صورت اختیار کی کہ گویا میں کوئی صاف آواز سن رہا تھا

ایرا ڈی سینکی

میں نے وہ ورق نکال کر باجے پر رکھ لیا۔ اور مدد کے لئے دل میں خدا سے دعا مانگ کر گانا شروع کیا۔ شروع ہی سے اس کا راگ آخر تک مل گیا۔ پہلے بند کے خاتمے پر مجھے بہت خوشی ہوئی اور کچھ ڈر سا بھی پیدا ہوا کہ دوسرے بند کا راگ بہت مختلف ہوگا لیکن اس نازک وقت میں میں نے مدد کے لئے پھر اپنی آنکھیں خداوند کی طرف اٹھائیں اور اس نے پھر میری مدد کی۔ اس گیت سے حاضرین جلسہ پر بڑا اثر ہوا۔ اور سیکڑوں رقت میں آکر رونے لگے۔
مولوی صاحب نے پلیٹ فارم سے اتر کر اور باجے کے پاس آکر مجھ سے پوچھا کہ تمہیں یہ گیت کہاں سے ملا۔ میں نے اپنی زندگی میں ایسا دلکش گیت پہلے کبھی نہیں سنا تھا۔ ننانوے گیت دنیا کو یوں نصیب ہوا۔

ایرا ڈیوڈ سینکی مسٹر ڈیوڈ سینکی کا بیٹا تھا جو کئی سالوں تک منسٹر ایک بنک کا پریذیڈنٹ اور اخبار کا ایڈیٹر رہا۔ اس کے ... انگلستان سے آئے اور ماں کی طرف سے ... آئرلینڈ سے آئے۔ اس کے والدین میتھوڈسٹ ایپسکوپل چرچ کے ممبر تھے۔ ایرا نے اپنی دینی تعلیم ... لنڈ کے کسان سے پائی جو چھ برس کی عمر ہی میں اسے اپنے ہمراہ سنڈے سکول کو لے جاتا تھا۔

اس کے باپ کا گھرانہ بڑا متقی اور دینی عقائد میں مضبوط اور سبت کا ماننے والا تھا۔ سولھویں سال میں ایرا نے اپنے آپ کو مسیح کی خدمت میں تصدق کیا۔ بیس برس کی عمر میں وہ سبت سکول کا مہتمم مقرر ہوا اور تب سے انجیلی گیتوں کا گانا شروع کیا۔ ۱۸۶۷ء میں ایک ینگ منس کرسچن ایسوسی ایشن (انجمن مسیحی نوجوانان) بمقام نیوکاسل مقرر ہوئی اِسمیں بڑی دلچسپی لینے لگا۔ اِس وقت وہ سرکاری ملازمت میں تھا۔

اِسے موڈی صاحب سے اوّل اوّل ملنے کا اتفاق ینگ منس کرسچن ایسوسی ایشن کی انٹرنیشنل کنونشن میں ہوا جو ۱۸۷۰ء بمقام انڈیاناپولس منعقد ہوئی۔ مسٹر سینکی یوں لکھتے ہیں میری زندگی میں یہ موقعہ بڑا نازک اور ضروری ثابت ہوا۔

بڑے بڑے مشہور مسیحی کارندوں کے قدموں میں بیٹھنے کا نصیب مجھے مِلا۔ اور ان میں موڈی صاحب بھی تھے جو شکاگو ایسوسی ایشن کے ڈیلیگیٹ ہو کر آئے تھے۔ مجھے ان جلسوں سے نہایت فائدہ ہوا۔ خصوصاً گانے سے میرے دل پر بڑی تاثیر ہوئی۔ مسٹر ڈیون کی ملاقات سے مجھے نہایت خوشی ہوئی کیونکہ ان کے کئی گیت "سالم مسیح کی گود میں" وغیرہ مَیں اکثر سبت سکول میں گایا کرتا تھا۔ جب کبھی گیت کا اشتہار دیا جاتا تو ایسا سکوت ہو جاتا تھا کہ گھڑی کے ٹِک ٹِک کی آواز صاف سُنائی دیتی تھی۔ کھوئے ہوئے بیٹے کے گیت نے خصوصاً سامعین کے دل پر جادو کا سا اثر کیا ✦

Come home! Come home! You are weary at heart,
For the way has been dark. And so lonely and wild.
O Prodigal Child! Come home! Oh, come home!

ہے گھٹا گھنگھور سر پر — آندھیوں کا شور ہے
دشت ہے پُر خار — دل مجروح اور کمزور ہے
چھوڑ دے اپنا جنوں — فرزندِ مسرف! باز آ

اِس گیت سے میرے دل پر یہ امر نقش ہو گیا کہ اگر گانے والا اپنے جان و دل سے گائے تو گیت کے گانے کا کیسا اثر ہو سکتا ہے۔ اِس گیت سے جو اثر اُس بڑے مجمع پر ہُوا مَیں کبھی نہیں بھُولنے کا۔ گانے کی طرز اور ڈھنگ بالکل نرالا تھا ہر ایک لفظ الگ الگ سُنائی دیتا تھا اور ہر ایک کے دل میں گھر کئے جاتا تھا۔ دیر تک اُس مجمع پر خاموشی کا عالم چھایا رہا اور گیت کے بعد کسی نے بولنے کی جرأت نہ کی۔ مَیں نے اپنے چاروں طرف جو نگاہ کی تو اپنی طرح بہتوں کو روتے پایا۔ اِس وقت میرے دل میں یہ آرزو پیدا ہوئی کہ کسی دن مَیں بھی اپنی آواز کا ایسا استعمال کروں ✦

مجلس کے خاتمے پر اِن کی ملاقات موڈی صاحب سے کرائی گئی اور یوں گفتگو ہوئی

تم کہاں رہتے ہو؟

نیو کاسل پین سلونیا میں۔

کیا تمہاری شادی ہوئی ہے؟

ہاں۔

تمہارے کتنے بچے ہیں؟

ایک؟

مجھے تمہاری ضرورت ہے۔

کس لئے؟

کہ شکاگو میں میرے کام میں مدد دو

میں اپنا کام چھوڑ نہیں سکتا۔

تمہیں چھوڑنا ہوگا۔ میں آٹھ برس سے تمہاری راہ دیکھ رہا ہوں۔ تمہیں ضرور ہے کہ اپنا کام چھوڑ کر میرے ساتھ شکاگو میں چلے آؤ۔

سینکی صاحب نے کہا کہ میں اِس معاملہ پر دعا و فکر کروں گا۔ اور آخر کو راضی ہوگیا۔ اِن دونو مشہور مبشروں نے اپنا کام یوں شروع کیا۔

سینکی صاحب لکھتے ہیں کہ اِس سے چھ ماہ بعد میں موڈی صاحب کے ساتھ فیرول ہال کے وسیع چبوترے پر بیٹھا تھا اور جناب ممدوح ایک بڑے مجمع کے روبرو کھڑے ہوئے بیٹے کی تمثیل پر وعظ کرنے کو تھے۔ آپ نے میری طرف پھر کر کہا کہ جب میں بول چکوں تو تم نے وہی گیت سُنانا جو میں نے انڈیانہ پولس میں سُنا تھا۔

میں نے بغیر باجے کے کانپتے کانپتے وہ گیت گایا۔ اُس کے آخری بند کے خاتمے پر کہ

Come home! Come home! There is bread and to spare,
And a warm welcome there. Then to friends reconciled.

دعا اور بائبل کا مطالعہ

نصیحت - دعا کے مجمع کے مطالعہ کی یہ ترتیب جس پر ہم نوٹ لکھ رہے ہیں اُردو میں چھپ کر تیار ہے - یہ ایک ایسی مستقل ترتیب ہے جس کے رُو سے پُرانا عہدنامہ ہر دو سال میں ایک دفعہ اور نیا عہدنامہ ہر سال میں ایک دفعہ ختم ہو جاتا ہے - قیمت ار - یہ مسیحی اشاعت خانہ اور سکرٹری پنجاب ڈسٹرکٹ یونین ینگ مینس کرسچن ایسوسی ایشن (لاہور) سے مل سکتی ہے -

مُقدّس پطرس کے خطوط

(الف) دیباچہ

پہلا خط - غالباً روم سے لکھا گیا (۵: ۱۳) جہاں روم کو بابل کا نام دیا گیا ہے جیسے کتاب مکاشفہ میں - اس کے لکھے جانے کی تاریخ یقینی طور پر معلوم نہیں لیکن غالباً ۶۴ - ۶۵ کے قریب ہے - اِس خط کا مضمون عملی ہے یعنے مسیحیوں کو فرمانبرداری کی نصیحت دی گئی ہے - ملاحظہ کیجئے کہ لفظ "نیکی کرو" کتنی بار آیا ہے - پطرس اس فرض پر خاص زور دیتا ہے کہ دُکھ اُٹھانے میں تحمل و برداشت دکھاؤ - دُکھ اُٹھانے میں ہماری توجہ مسیح کے نمونے کی طرف دلائی گئی ہے - کیونکہ اُس نے بے قصور دُکھ اُٹھایا - اور ہمیں وہ جلال یاد دلایا گیا ہے جو ظاہر ہونے والا ہے - اِس خط کی کلید الفاظ **دُکھ اُٹھانے** اور **جلال** میں پائی جاتی ہے +

دوسرا خط - اِس خط کی تاریخ اور لکھنے کے مقام کا پتہ نہیں - اِس کا مضمون (۱) جھوٹے اُستادوں اور اُن کی شہوت پرستی کی پیروی سے بچے رہنے کی نصیحت اور (۲) فضل اور ہمارے خداوند یسوع مسیح کی پہچان میں ترقی کرنے کی تلقین ہے - دونو کی بنا اِس امر یقینی پر ہے - کہ مسیح عدالت کرنے کو آئے گا -

(ب) ہدایتیں

پہلا خط - ممکن ہو تو نیا ترجمہ پڑھیئے - رومن اردو میں تیار ہے اور فارسی اُردو میں جلد شائع ہو گا - پطرس کی سیرت اُور اُس کی زندگی کے واقعات کو جیسے انجیلوں اور اعمال

سے ظاہر ہیں پیشِ نظر رکھو اور دیکھو کہ کیا خطوط ہیں یہ باتیں اور بھی روشن ہوتی ہیں یا نہیں۔ مثلاً ۱: ۳ و ۲۱ آیت کا مقابلہ اُس نتیجہ سے کرو جو مسیح کے جی اُٹھنے سے پطرس کی زندگی میں پیدا ہوا (دیکھو یوحنا ۲۰: ۹ و ۱۹) ۲: ۴ و ۲۴ کا مقابلہ یوحنا ۱۲: ۱۵-۱۷ سے کرو + ۲: ۴ و ۵ آیت کا متی ۱۶: ۱۸ سے + ۵: ۵ کا یوحنا ۱۳: ۴ سے + ۱: ۷ کا اعمال ۱۰: ۳۴ سے + ۲: ۲۳ کا متی ۲۷: ۱۴ سے۔ مسیح کے دکھ اُٹھانے اور جلال پر جو ان خطوط کی کلید ہیں خوب غور کرو۔ اور یہ بھی ملاحظہ کرو کہ دونو خطوں میں کن چیزوں کو اہمیت ٹھہرایا گیا ہے۔

دوسرا خط۔ تنبیہوں، فکر اور نصیحت کو دل نشین کرو۔ کلیدی لفظ معرفت یا پہچان پر خوب غور کرو۔ کس کی پہچان؟ اس کا نتیجہ کیا ہوگا؟

مقدس یعقوب کا خط

(الف) دیباچہ

عام روایت کے مطابق یہ خط یعقوب کا ہے جو ہمارے خداوند کا بھائی اور یروشلم کا پہلا بشپ تھا منسوب کیا جاتا ہے۔ ہمارے خداوند کی جینی حیات میں وہ اُس پر ایمان نہ لایا تھا (متی ۱۳: ۵۵ و ۵۶ + یوحنا ۷: ۵) لیکن اُس کی موت کے بعد وہ سچے دل سے ایمان لایا اور شائد یہ مسیح کے مُردوں سے جی اُٹھنے کے بعد اُس پر خاص طور پر ظاہر ہونے کا (۱ کرنتھیوں ۱۵: ۷) نتیجہ تھا۔ بعد میں وہ یروشلم کی کلیسیا کا امام (لیڈر) بن گیا اور کلیسیا کے اجلاس کا جس کا بیان اعمال ۱۵ باب میں ہے صدر نشین ہوا + اعمال ۱۲: ۱۷ + ۲۱: ۱۸ گلتیوں ۲: ۹ میں بھی اُس کا ذکر پایا جاتا ہے۔ روایت ہے کہ اِس نے جام شہادت پیا اور یسوع کے انکار نہ کرنے کے باعث ہیکل کے کنگرے سے سرنگوں گرایا گیا۔ یہ خط اُن مسیحی یہودیوں کے نام لکھا گیا۔ جو دنیا میں جابجا تتر بتر تھے (یعقوب ۱: ۱) نئے

عہدنامے میں غالباً یہ سب سے پرانی تحریر ہے۔ اور شاید یہ سب سے عملی بھی ہے۔ کلیسیا میں اس پر اکثر بحث بھی ہوتی رہی ہے۔ کیونکہ عمل اور نیک کاموں کی ضرورت کی نسبت خصوصاً ۲: ۱۴ - ۲۶ میں جو تعلیم دی گئی ہے وہ بادی النظر میں پولوس کی تعلیم کی تردید کرتی ہے جس امر کی یعقوب مخالفت کرتا ہے وہ ایمان سے راستباز ٹھہرنے کا مسئلہ نہ تھا۔ کیونکہ اگر یہ مسئلہ ہوتا تو یعقوب ضرور اس کا بیان بڑی وضاحت اور شرح و بسط سے کرتا بلکہ محض شرع کی پابندی جس سے زندگی میں کوئی تبدیلی نہیں آتی۔ مقدس پولوس بھی نیک کاموں کی ضرورت پر ایسے ہی زور دیتا ہے۔ مثلاً رومیوں ۲: ۶ - ۱۳ + طیطس ۳ : ۸ و ۱۴ + افسیوں ۲: ۱۰ + حق تو یہ ہے کہ نیک کاموں سے ہم راستباز نہیں ٹھہرتے۔ بلکہ ہمارے راستباز ٹھہرنے سے یہ پیدا ہوتے اور راستباز ٹھہرنے کا ثبوت ہیں۔ مقدس پولوس راستباز ٹھہرنے کا وضاحت سے ذکر کرتا ہے۔ لیکن وہ مقدس یعقوب کی طرح نیک کاموں پر زور بھی دیتا ہے۔ بیانِ ذیل سے اکثروں کو مدد ملی ہے ؛

ہم یسوع کے خون کی لیاقت سے راستباز ٹھہرتے ہیں۔
ایمان کے وسیلے سے
لیکن نیک کام اس کا اظہار ہیں۔

(ب) ہدایات

نیا ترجمہ پڑھئے۔ اس سے کئی آیتوں کا مطلب روشن ہوگا خصوصاً پہلی آیات سے بہت مدد ملتی ہے۔ ہر ایک پیراگراف کو نام دو۔ پڑھتے وقت اُن گناہوں کی فہرست بناؤ جن سے ہمیں متنبہ کیا گیا ہے۔ اور اُن نیکیوں کو بھی لکھتے جاؤ جن کے بجالانے کی ہمیں تاکید کی گئی ہے۔ چونکہ خطوں میں یہ سب سے عملی ہے تو چاہئے کہ تمہارے دل پر اس کا عملی تاثیر بھی ہو ہر ایک بات پر عمل کرو۔

۱ پطرس

یکم مئی ۱:۱-۲۵ تین مقاموں میں جو تابعداری کی طرف اشارہ کیا گیا ہے ان پر غور کرو۔ کیا وہ میری مسیحی زندگی کا اظہار کرتے ہیں؟

۲ ۲:۱-۲۵ آیت ۱۱ آخری فقرہ۔ میری روحانی زندگی کی کمزوری کا یہی باعث تو نہیں؟

۳ ۳:۱-۲۲ کیا نیکی کرنے کے سبب میں دکھ اٹھانے کو راضی ہوں۔ میرے کتنے دکھ (اگر میں کوئی اٹھا رہا ہوں) میری اپنی سیرت کے نقصوں کا سبب ہیں؟

۴ ۴:۱-۱۹ آیت ۲ "حد کو نہ گزرے"۔ کیا میں اس حد سے گذر گیا ہوں۔ تھسلنیکیوں ۵:۲۲

۵ ۵:۱-۱۴ کیا میں آٹھویں آیت کو مانتا ہوں۔ تو کیا مجھے اپنے صحیح بائبل پڑھنے کا زیادہ خیال رکھنا نہیں چاہئے۔

۶ ۲-پطرس ۱:۱-۲۱ کمال کوشش کرو (تین دفعہ) کس لئے؟ کس مقصد کے لئے؟

۷ ۲:۱-۲۲ آیت ۱۹ "خرابی" "ان برائیوں کے لئے آیا ہے جس کا ابھی ذکر ہوا" ان کی فہرست بناؤ۔ آزادی کیا ہے؟ کیا میں آزاد ہوں؟ یوحنا ۸: ۳۲-۳۶۔

۸ ۳:۱-۱۰ سوچو کہ "خداوند کے دن" کے خیال سے ہم پر کیا اثر ہونا چاہئے؟ کیا اس کا ہم پر یہ اثر ہوتا ہے؟

۹ یعقوب ۱:۱-۲۷ کیا میں آیات ۲۶ و ۲۷ کے معنے میں دیندار ہوں۔

۱۰ ۲:۱-۲۶ کیا میں ایمان سے راستباز ٹھہرتا ہوں؟ کیا میرے ایمان کی سچائی کا ثبوت میرے کاموں سے ملتا ہے۔

۱۱ ۳:۱-۱۸ زبان کی نسبت کیا کیا لکھا ہے۔ کیا یہ بیان سخت ہے؟ سلیمان کے قول سے مقابلہ کرو۔ (امثال ۱۸: ۲۱) یسوع کے فرمان سے۔ (متی ۱۲: ۳۷) اور داؤد کی دعا سے زبور ۱۴۱: ۳)

۱۲ ۴:۱-۵:۲۰۔ ان دنوں بابوں میں گناہ کی کیا تعریف ملتی ہے۔ اِس خط میں نیک بننے کی جو نصیحت ہے کیا میں اسے جانتا اور اس پر عمل کرتا ہوں۔

۱۳ لوقا ۱:۱-۴ "ٹھیک ٹھیک ترتیب سے" "تاکہ" (آیت ۳، ۴) کیا میں اِس انجیل کا مطالعہ اسی مقصد سے کرتا ہوں جس سے لوقا نے اسے تحریر کیا؟

۱۴ ۱:۲۶-۳۸ نیز آیت ۳۸ دیکھو۔ مسیح کے آنے سے جس تبدیلی کے واقع ہونے کا ذکر ہے اُس پر فکر کرو۔ کیا اُس نے میری زندگی کو بدل دیا ہے؟

۱۵ ۱:۶۸-۷۹ ذکریاہ کے گیت میں کن برکتوں کا بیان ہے۔ کیا اِن برکتوں کے لئے میں نے کبھی خدا کی حمد گائی؟

۱۶ ۲:۱-۲۰ اِن مقابلوں کا مطالعہ کرو۔ آسمانی پیغمبر اور غریب چرواہے۔ پیغام اور نشان۔ منجی کی عظمت۔ اور اُس کی موجودہ ظاہری حالت؟

۱۷ ۲:۴۱-۵۲ آیت ۴۹۔ مسیح کی ساری زندگی کی بنا یہی علم ہے جو آپ کو بچپن میں ملا۔ کیا تمہیں اِس امر کی مثالیں یاد ہیں۔ کیا ایسی زندگی ممکن ہے جس میں مجھے اپنے آسمانی باپ کے جلال اور مرضی ہی کا خیال رہے اور دیگر تمام باتیں نظر انداز ہو جائیں؟

۱۸ ۳:۱-۲۰۔ یوحنا کے پیغام کے جدا جدا حصے کرو۔ مسیح کا بپتسمہ کن معنوں میں بڑا ہے؟[1]

۱۹ ۴:۱-۱۵ "رُوح سے بھرا ہُوا" "آزمایا گیا"۔ اِس سے ہم کیا سبق سیکھتے ہیں۔

۲۰ ۴:۱۶-۳۰ "آج پورا ہوا" (آیت ۲۱) کیا میرے حق میں یہ صادق ٹھہرتا ہے یا اُس کی رحمت بھرے الفاظ صرف ایک دلچسپ راگ ہیں۔ حزقی ایل ۳۳: ۳۲

۲۱ ۵:۱-۱۱ اِن چاروں کو جو اِس وقت شاگرد تھے (یوحنا ۱: ۳۵-۴۲) بلاہٹ آتی ہے کہ اپنی زندگیاں اُس کی خدمت میں تصدق کر دیں۔ اِس معجزے اور آدمیوں کے شکار کرنے میں کیا تعلق ہے؟

۲۲ ۵:۱۷-۳۹ آیت ۲۱۔ (آخری فقرہ) کیا فریسیوں کا خیال درست تھا [illegible]

[1] یوحنا ۳: ۲۸-۳۴ + ۵: ۱۹+۱۷: ۴۔ [2] اعمال ۲: ۳۸+ رومیوں ۸: ۲-۴

سے کیا مفہوم ہے ✦

۲۳ ۶:۱۵-۱۹ آیات ۱۲ تا ۱۹ - یسوع کی خدمت میں یہ ایک بڑا نازک موقعہ ہے - یہ اُس کا پہلا انتظام ہے - ان لوگوں نے کس مقصد کے لئے چُنا - اُس کا یہ انتظام کیسے کامیاب ہوا ✦

۲۴ ۶:۲۰-۴۹ اس نئی سوسائٹی کو قائم کرنے یسوع بتاتا ہے - کہ (الف) اُس کے شرکاء کون ہو سکتے (۲۰ تا ۲۶ آیت) ب - اُس کا بنیادی اصول محبت (۲۷ - ۴۳ آیت) ج - اس کے آئین (۴۶ تا ۴۹ آیت)

۲۵ ۷:۱-۱۰ کیا یسوع کو میرے ایمان کی بڑائی پر کبھی تعجب ہوا یا اُس کی کمی پر -

۲۶ ۷:۳۶-۵۰ کیا زیادہ محبت کرنے کے لئے زیادہ گناہ کرنا ضرور ہے - زیادہ محبت کرنے کے لئے گناہ ضرور نہیں - بلکہ اُس کی پہچان -

۲۷ ۸:۱-۲۱ "دل میں سنبھالے رہتے اور پھل لاتے" (آیت ۱۵) "عمل کرتے" (آیت ۲۱) اگر یہ امر میرا معیار ہو تو کیا میں سچی ہوں

۲۸ ۸:۲۲-۳۹ - ڈر گئے (آیت ۲۵) کیوں ؟ ڈر گئے (آیت ۳۵) (مقابلہ کرو مرقس ۵:۱۵) کس لئے ؟ کیا میں ڈرتا ہوں ؟

۲۹ ۸:۴۳-۴۸ "تیرے ایمان" (آیت ۴۸) جسم سے چھونا نہیں صرف دل کی بات ہے - صرف اعتقاد رکھ (آیت ۵۰) کیا مجھ میں اعتقاد ہے ہر کہ چنگا ہوؤں (بچ جاؤں)

۳۰ ۹:۱-۱۷ "خوشی کے ساتھ اُن سے ملا" (آیت ۱۱) اُنہیں رخصت کر (آیت ۱۲) مقابلہ کرو ۱۴:۵ او ۱۶ آیت - مجھ میں کون سی رُوح ہے ؟

۳۱ ۹:۱۸-۲۲ پطرس کا اقرار کرنا کلیلی خدمت کا معراج ہے - شاگرد اب تعلیم کی دوسری منزل کے لئے تیار ہیں کہ صلیب اور مسیح مصلوب کی تعلیم پائیں - کیا یسوع میرے نزدیک خدا کا مسیح ہے - اگر ہے تو کیا میں تیار ہوں کہ اُسکی تعلیم پر چلوں ✦

سلہ مرقس ۳:۱۴

سی ایم ایس کے ایجنٹوں کے انتخاب کے لئے ایک تجویز

از ہیبرک

ہم نے سنا ہے کہ چرچ مشنری سوسائٹی اپنے ایجنٹوں کے قواعد کی نظر ثانی کرنے پر ہے۔ ہم کو یقین ہے کہ اگر ہم اس موقعہ پر کوئی مفید تدبیر یا تجویز پیش کرسکیں تو ایجنٹس کمیٹی خوشی سے اس کو قبول کرے گی خصوصاً اس لئے کہ یہ تجویز ایک دیسی عیسائی کی طرف سے ہے۔ اس وقت جو کچھ پیش کرنا چاہتے ہیں۔ اگر اس کو ایجنٹس کمیٹی قبول کرلے تو ہم کو یقین ہوگا کہ ہماری صلاح ضرور مفید ہے۔ اور اگر قبول نہ کرے تب ہم کو صدق دل سے کہنا پڑے گا کہ وہ فائدہ مند نہیں تھی۔ ہم اس وقت ایجنٹوں کو چن لینے کے بارے میں کچھ کہنا چاہتے ہیں۔ ان کی نسبت موجودہ قانون اچھا ہے۔ یعنے ایجنٹ کو ضرور تعلیم یافتہ ہونا چاہئے۔ اس کا چال چلن ٹھیک ہونا بھی لازمی ہے۔ اس کو نیک نام ہونا بھی لابد ہے لیکن ہماری سمجھ میں یہ کافی نہیں ہے ظاہر ہے کہ جو لاوی اور کاہن گھائل شدہ مرد کے پاس سے گذر کر گئے تھے وہ شرعی مسائل میں تعلیم یافتہ تھے اور اپنے ہمسایوں کے درمیان دیندار گنے جاتے تھے لیکن ان میں وہ چیز نہیں تھی جس کے بغیر سچا کاہن یا ریورنڈ نہیں ہوسکتا۔ ویسا ہی کوئی ایجنٹ یونی ورسٹی کا سند یافتہ ہوسکتا ہے نیز تھیولوجی کل سارٹیفکٹ یافتہ بھی ہوسکتا ہے اور اپنے ہمسایوں کے درمیان نیک نام بھی ہوسکتا ہے لیکن ممکن ہے کہ اس میں مسیحی محبت اس درجہ تک نہ ہو جو اس کو انجیل کی منادی کرنے پر مجبور کرسکتی ہے اور اس کے دل میں روحوں کے بچانے کے واسطے محبت کی آگ بھڑکا سکتی ہے۔ ممکن ہے کہ اس کے اندر سے یہ آواز نہ نکلے کہ افسوس مجھ پر اگر میں مسیح کی انجیل کی منادی نہ کروں۔ ہم کو یقین ہے کہ پادری صاحبان ایسے روحوں

کی محبت سے بھرے ہوئے سرگرم ایجنٹ چاہتے ہیں لیکن کس طرح سے معلوم کرتے ہیں کہ نوجوان میں یہ صفات ہیں یا نہیں؟ ہم ایک عملی تجویز پیش کرتے ہیں ایجنٹ کا انتخاب کرنے سے پیشتر اگر دیسی پاسٹر اور سپرنٹنڈنگ مشنری یا بورڈنگ ہوس کے سپرنٹنڈنٹ سے دریافت کیا جائے کہ کون کون نوجوان اپنے منصبی فرائض کے ادا کرنے کے بعد باقی وقت بغیر ذاتی طمع کے کلام کی منادی کرنے یا بیماروں وغیرہ کے ساتھ ہمدردی کرنے یا اپنے پاسٹر کی حقیقتاً مدد کرنے میں صرف کرتے ہیں۔ یا دینی تعلیم میں دلچسپی ظاہر کرتے یا کلام کی خدمت کا آمادہ اور شوق رکھتے ہیں۔ یہی خوبیاں ایجنٹ کے عہدہ کی خدمت کو پورا کرنے کے واسطے ضروری و لازمی ہیں۔ نیز دیگر معتبر پختہ ذریعوں سے اسی قسم کے امور کی نسبت تسلی پذیر ہونا مقدم امر ہے۔ پھر ان جوانوں میں سے حسب ضرورت مشن کے ایجنٹوں کو چن لیا جائے ؛

یہ کوئی نئی تجویز نہیں ہے ہر پیشہ اور ہر فن میں امیدوار ہوا کرتے ہیں۔ اور ان میں سے حسب ضرورت کارندے چن لئے جاتے ہیں۔ ولائت میں مشنری بھی اسی طرح سے منتخب کئے جاتے ہیں۔ افسوس ہے کہ یہاں اس طریقہ پر عمل نہیں کیا گیا شائد یہ وجہ تھی کہ اس وقت ایجنٹوں کی ضرورت زیادہ تھی مگر آدمی کم تھے جو آدمی ملا انجیل کی خدمت اسی کے سپرد کر دی۔ لیکن خدا کے فضل سے اب تعداد مسیحیوں کی بڑھ گئی ہے اگر آئندہ استقلال سے مندرجہ بالا طریقہ پر کارندوں کو چن لیا جائے تو امید ہے کہ کام زیادہ صحت اور تسلی کے ساتھ چلے گا۔ اور انجیل کی خدمت پر خدا کی برکت ہوگی ؛

ایک آرچ بشپ صاحب نے واعظوں کی تین قسمیں ٹھیرائی ہیں۔ اول وہ واعظ جن کا وعظ تم دل لگا کر سن نہیں سکتے۔ دوم جن کے کلام پر تم دل لگا سکتے ہو اور سوم ایسے واعظ جن کے وعظ پر دل لگائے بغیر رہ نہیں سکتے ؛

کاموں میں مشغول رہو۔ اور سارا وقت اور اپنی ساری دولت اُس کے واسطے دے دو تو البتہ ایک دیندار شخص ہو سکتے ہو۔ تاہم ہو سکتا ہے کہ تم نے کبھی اُس کے ساتھ گفتگو نہ کی ہو۔ اس میں خطرہ یہ ہے کہ اگر تم ہر روز اُس کے ساتھ گفتگو نہ کرو۔ تو تم سخت گمراہ ہو۔ اور ٹھیک راہ پر نہیں چلے جاتے۔ ایک وقت آئے گا۔ کہ جب تم اور مسیح آپس میں ملو گے تو ایک دوسرے کو پہچان نہ سکو گے۔ اور تم اُس کے نزدیک اجنبی ٹھیرو گے۔ اور تمہارا سارا کام جل جائے گا۔ اور تم بالکل برہنہ ہو گے۔ یہ کیسی حیرت کی بات ہوگی۔ جب تم دیکھو گے کہ تمہاری تمام زندگی کا کام بالکل برباد ہو گیا ہے۔ کیونکہ تم نے اُس فضل بخش کلام کو فراموش کیا۔ کہ "تم میرے بغیر کچھ نہیں کر سکتے"۔

مسیح خداوند کی مرضی یہ ہے۔ کہ تم ہر روز اپنے کاروبار اور ضرورتوں کی بابت اُس سے کہو۔ اور اُس کی ہمدردی۔ اور نظرِ الطاف اور اُس کے کام کو معلوم کرو۔ مگر افسوس کہ اس کے بجائے تم نے اپنے دوستوں ہمجنسوں سے گفتگو کی۔ اور اُن کی مدد کے طالب ہوئے۔ اُس کی مرضی تو یہ ہے۔ کہ تم اپنی دولت کے نقصان۔ اور دنیوی تنگیوں کی بابت اُس سے صلاح کرو۔ مگر تم نے اپنے مُشیروں سے مشورہ کیا۔ اور نتیجہ بالکل اُلٹا نکلا۔ اُس کی مرضی ہے کہ تم اپنے فرزندوں کے معاملات میں صرف اُسی سے صلاح لیتے اور گفتگو کرتے۔ مگر تم نے تو اپنے دنیوی احباب سے صلاح لی۔ اور معاملہ بگڑ گیا۔ اُس کی مرضی ہے کہ تم اُس سے علم و حکمت کی تحصیل اور فہمید کے واسطے روشنی کی درخواست کرتے۔ مگر تم نے کتابوں میں اُس کی تلاش کی اور اس سے زیادہ شک میں گرفتار ہوئے۔ وہ اِن سب باتوں میں تمہاری تشفی کر دیتا۔ اُس کی مرضی ہے۔ کہ تم اپنے پوشیدہ گناہوں کا اُس کے سامنے اقرار کرتے۔ اور وہ تم کو مُعافی دیتا اور صفائی و پاکیزگی بخشتا۔ مگر تم نے اُس کا اقرار پریسٹ کے سامنے جا کیا۔ جس کی وجہ سے تم اب تک دلی تکلیف اور اذیت میں ہو۔ اُس کی مرضی تھی کہ تم اپنی خطرناک بیماری

کو صرف اُسی پر چھوڑ دو۔ وہی تمہارا حکیم ہوتا۔ لیکن تم نے اپنے خاندانی ڈاکٹر پر بھروسہ کیا۔
اور مطلق فائدہ نہ پایا۔ اُس کی مرضی تھی کہ تم روپے کے معاملہ میں اُس سے صلاح لیتے
کہ فلاں کام میں کس قدر دینا چاہئے۔ مگر تم نے خود فیصلہ کیا اور غلط فیصلہ کیا۔ وہ تمہارا اُس
خدمت اور عہدہ کے واسطے صلاح کار ہوتا۔ جس کو تم نے خود چُنا۔ نیز دیگر کاموں میں۔
جو تم روزمرّہ کرتے ہو۔ کتابیں۔ جو تم نے پسند کیں۔ دوست جو تم نے اپنی خوشی سے بنائے۔
اِن سب باتوں میں وُہی تم کو نیک صلاح دے سکتا تھا ۔

اے کاش کہ خدا تمہارے اُس شہتیر کو جو تمہاری آنکھ میں ہے۔ توڑ کے نکالے۔
اور تم اپنی مَن مانی دلکش خواہشوں کو چھوڑ کر صرف مسیح کو اپنا شخصی دوست اور صلاح
کار قبول کرو ۔

اُس سے روزانہ گفتگو تمہاری حالت کو تبدیل کر دے گی۔ اِس کا نتیجہ یہ ہوگا۔
کہ چند ہی روز میں تم نرسنگے پھونکنے کی آواز سنوگے۔ تب ایک لحہ میں تمہارا خواب ختم ہوگا۔
اور تم یسوع ناصری کو ہوا میں دیکھوگے۔ اُس وقت جانوگے کہ تمہارے طالب علمی کے
اوقات ختم ہوئے ۔

کیا وہ تمہارا ہمدم و رفیق ہے اور کہ تم کو اُس سے شخصی واسطہ ہے ۔

ایک فرانسیسی افسر کا ذکر ہے کہ جب نیلسن نے اُس کے جہاز کو فتح کیا تو اُس کو
نیلسن کے پاس لائے اُس افسر نے قدم بڑھا کر اپنا ہاتھ مصافحہ کے لئے بڑھایا۔ مگر نیلسن
نے فرمایا کہ نہیں۔ اوّل اپنی تلوار یہ پیش کرو" یہی انجیل کا مدعا ہے۔ بہت لوگ مسیح کی
سیرت کو پسند کرتے اور اُس کے ساتھ مصافحہ کرنا چاہتے ہیں مگر ضرور ہے کہ اوّل بغاوت سے
توبہ کی جائے۔ پہلے اپنے آپ کو مسیح کے تابع کرو پھر وہ تمہارا ہاتھ پکڑ کر کبھی نہ چھوڑے گا۔

اِسی پشت میں دُنیا کو انجیل کی بشارت دینا

۳

مرقومہ مس ہیلٹ صاحبہ

یہ ہے ایس وی ایم یو کی کہاوت

اور میرے نزدیک یہ عُمدہ کہاوت ہے۔ بلکہ میں یہ کہہ سکتی ہُوں کہ خُدا پاک رُوح کے الہام سے ہُوئی۔ یہ بات کہ ایک عیسائی انجمن نے یہ کہاوت اپنے لئے اختیار کی ہے ہمارے اوقات کے بہُت سے مُبارک اور تسکین بخش نشانات میں سے ایک نہایت ہی دلچسپ نشان ہے۔ اِس علامت کے ذریعہ ہم معلوم کرتے ہیں کہ خدا اپنے ہی لوگوں کے دِلوں میں کام کر رہا ہے۔ اور کہ وہ انکو اپنے مدعا کی طرف کھینچتا ہے۔ اور انکے اندر دونوں میں اپنی مبارک مرضی کے واسطے محبت پیدا کرتا ہے۔ اور وہ اِس بات کا بھی نشان ہے کہ خدا کے کلام کا ایک اعلےٰ اور پُرجلال وعدہ پُورا ہونے پر ہے۔ یعنے میں اپنی رُوح کو سارے بشر پر ڈھالونگا اور تمہارے بیٹے بیٹیاں نبوت کرینگے۔ اور تمہارے بُوڑھے خواب دیکھینگے۔ اور تمہارے جوان رویتیں بلکہ میں اُنہیں دنوں میں اپنی رُوح کو غلاموں اور لونڈیوں پر ڈھالونگا۔ یُوئیل ۲: ۲۸ و ۲۹۔

سابقہ مسیحی رسالوں میں اِس مضمون کے چند ضروری امور اچھی طرح سے اظہار کئے گئے ہیں۔ ہم میں سے بہتیرے یقین کرتے ہیں کہ یہ کہاوت بیشک عمدہ اور صادق ہے۔ اِسلئے کہ ہمیں یقین ہے کہ منجانب اللہ ہے۔ اور ہم نے اِسبارہ میں بھی کمال اطمینان حاصل کیا ہے کہ وہ بائبل سے مطابقت رکھتی ہے۔ کیونکہ ہمارے خُداوند یسُوع مسیح نے فرمایا ہے۔ جا کر سب قوموں کو شاگرد کرو اور کسی پُشت نے اِس حکم پر عمل نہیں کیا جب تک کہ اُسی پُشت کے تمام لوگوں نے انجیل نہیں سُنی اور ہم یہ بھی کہہ سکتے ہیں کہ جبتک ہر ایک مسیحی شخص نے حتی المقدور یہ کام نہیں کیا اُس نے مسیح کے حکم کو نہیں مانا۔ اور ہم نے اِس امر میں بھی تسلی پائی ہے کہ اگرچہ مسیحی زندگی کی گواہی ازحد ضرور کلیسیاؤں کو قائم کرنا اور جوانوں کو تعلیم دینا ہے اور اگرچہ اِن کاموں کے

واسطے زندگی مخصوص کیجائے ۔ تو بھی اِسوقت اُن لوگوں میں انجیل سنانے کا جنہوں نے کبھی نہیں سُنی اچھا موقعہ ہے ۔ اور کو ممکن ہے کہ اِسی پُشت میں انجیل دنیا کے ہر ایک حصّہ میں سُنائی جائے ۔ اِسکام کے واسطے دُنیا بھر میں اِسقدر مسیحی موجود ہیں کہ بجُز کالجوں کے پروفیسروں اور اعلےٰ مراتب اُستادوں اور مُدرسوں اور پادریوں کے اپنا منصبی کام ملتوی رکھنے کے یہ بخوبی انجام کو پہنچ سکتا ہے ۔ اب ہمارا ارادہ رکاوٹیں دریافت کرنے کا ہے کہ وہ کون کونسی ہیں جو ہندوستان میں انجیل سُنانے کی مانع ہیں ۔ رکاوٹیں تو ہیں ہاں بیشک رکاوٹیں ہیں ۔ کیونکہ اب تک شیطان جکڑا نہیں گیا ۔ اور ہم یقین کریں کہ جہانتک ہم گنہگاروں کو انجیل سُنانے کے ساعی ہوں وہاں تک دشمن کا بُغض اور حسد زیادہ کرینگے ۔ شائد کوئی نہ کوئی ضرور کہیگا کہ رکاوٹیں جو ہیں وہ ملکوں اور قوموں کے خاص خاص دستورات مثلاً وہ کُل غیر قوموں کے تمام یقین اور فلسفہ کے مسائل اور مہذب قوم کی بُت پرستی کی کج بحثی اور ہر طرح کے تعصب ہیں ۔ اور علاوہ اِنکے لامذہب لوگوں کی نہایت درجہ کی پلیدی اور وہ کُل اصُول اور رواج ہیں جن کو ایسے لوگ زمانہ قدیم سے مانتے چلے آئے ہیں ۔ جب ہم خیال کرتے ہیں کہ کروڑہا آدمی اِن باتوں کی گرفت میں ہیں تو بے تامل ہم کو یقین ہوتا ہے کہ بیشمار رکاوٹیں قوموں کی طرف سے ہیں ؛

مگر یہ رکاوٹیں وہ نہیں ہیں جو مجھے زیادہ تاکید کریں ہیں اعتقاد رکھتی ہوں وہ جس نے پہلے اپنی کلیسیا کو فرمان دیا کہ جا کے ہر ایک مخلوق کو انجیل سُناؤ ۔ وہ آپ جانتا تھا جو کچھ کہ انسان میں تھا اور اپنی الٰہی عالم الغیبی کے سبب سارے دلوں کے ہر ایک راز کا رازدان تھا ۔ کیونکہ وُہ وہ خدا تھا ۔ جس کی نظروں میں سب کچھ کُھلا اور بے پردہ ہے ۔ اور جس طرح وہ اُس وقت قادر اور مہیا تھا ۔ اُسی طرح اب بھی ہے ۔ کہ ہر ایک باوفا اور فرمان پذیر شاگرد کے ہمراہ ہو کر اُسکو فتحیابی دے ۔ اور تمام مذکورہ مشکلات کو حل کر کے رفع کرے ۔ اِس سبب بالفعل ہم ان رکاوٹوں کو جو غیر اقوام کی طرف سے عائد ہوتی ہیں بالائے طاق رکھکر اُن رکاوٹوں پر جو کلیسیا کے اندر موجود ہیں غور کریں ؛

(الف) بہت لوگ برائے نام عیسائی ہیں جو حقیقت میں سر نو پیدا نہیں ہوئے ؛

یہ کہنے سے عنقریب ہم ہر ایک قوم کی طرف اشارہ کرتے ہیں جن کے لوگ ہندوستان میں بستے ہیں ؛

(اولاً) اِس ہی ملک کے بہت سے دیسی لوگ ہیں جو مسیح کے نام کے کہلاتے ہیں جو نئے مخلوق نہیں ہوئے
اور نہ جنہوں نے گناہ ترک کیا ہے "جو نا راستی سے باز نہیں رہتے" اور بہتیرے اور ہیں جو انگلستان
اور دیگر ملکوں سے آئے ہوئے ہیں ہم انکے حالات صحیح صحیح توضیح نہیں کرسکتے۔ وہ بُت پرستوں سے زیادہ
جاہل خراب اور ناپاک۔ اور جہلاؤں سے بدتر اور پلید ہیں۔ اور وہ اصلًا نا امید اور دُنیا میں بے خُدا ہیں ایسوں
کو اکثر وہ غیر اقوام جو مسیح کے نام کی آشنا نہیں شرمسار کرتی ہیں۔ کیا فائدہ ہے کہ اگر بہت لوگ مسیح کا مبارک
نام اپنے اوپر رکھیں پر اس نجات دہندہ کے بندوں اور کتاب اور دین اور تمام احکام سے عداوت رکھیں۔
یہ انجیل کی راہ میں بڑی روک ٹوک کا باعث ہیں۔ اور کیا یہ ہماری بھی خطا نہیں ہے کہ جنہوں نے
کامل تسلی پائی کہ صریحًا ہم مسیح کے ہیں ہ اگر ہم دُنیا میں اِسی پشت کے اندر انجیل سنانے کا چرچا کریں۔ اور
ہر روز ان کے نام کے مسیحیوں کو دیکھیں اور انکو مسیح کی طرف کھینچ لانے کی نمایاں کوشش نہ کریں۔ تو ہم خُدا
کو ٹھٹھے میں اُڑاتے اور روک ٹوک کو زیادہ ترقی کرتے ہیں۔ خواہ ہم پادری ہوں یا عمومًا مسیحی۔ ہم کو چاہئے
کہ ہر ایک نام کے عیسائی کو خواہ وہ انگریز ہو یا غیر جنس انجیل کی طرف رغبت کرنے اور مسیح کے پاس اُسکو
کھینچ لانے کا موقعہ ہاتھ سے نہ دیں۔ ایسوں کی کوشش سے جو جان محض نام کے عیسائیوں میں سے
بچ جاتی ہے حقیقتًا وہی شرف نجات حاصل کرتی ہے۔ اِس سے رکاوٹ زائل ہوتی جاتی ہے ✦

(ب) خدا وند کے سچّے لوگوں کی سُست دھیمی اور غفلت

یہ نہایت ہی کمال رکاوٹ کی بات ہے۔ اِس سے یہ نتائج نکلتے ہیں۔ بھائیوں کی باہمی محبت کم ہوتی
جاتی ہے اور کلیسیاؤں میں یکدلی نہیں رہتی۔ تھوڑی دیر ہوئی کہ اس رسالہ میں کنونشنوں کے خطروں
کے بارہ میں کچھ تحریر ہو۔ اور بیشک ان مجالسوں میں ایسے امور تو پائے جاتے ہیں جن سے ہمیں بھی
بیدار ہونا چاہئے۔ ہم خدا کا شکریہ ادا کریں کہ اُس نے اکثر مقامات پر ایسی مجالسوں کو اپنی برکت کی
کثرت سے روشن جبیں کیا۔ اور آپ اپنے لوگوں کو حمد و دعا کرنے اور بائیبل کے مخفی راز سمجھنے کو جمع کیا۔
اس نے اپنے رُوح پاک کی تاثیر سے سچّے مسیحیوں کو گناہ کی نسبت قائل کیا۔ اور بعض کے دلوں میں عزم ڈالا کہ
ستوا تر اسکے ساتھ ساتھ چلیں۔ اور اسکے سارے وعدوں پر دعوے کریں۔ اور اُسکا جلال برملا کرنے میں حقیقی

قدسیت حاصل کریں۔ہم جانتے ہیں کہ ان مجالسوں کے متبرک نتائج کہیں نمائش ظہور پائینگے تب بلاشک وہ بڑی رکاوٹ جو بشارت کی راہ مارتی ہے۔ بمقابلہ خداوند یسوع مسیح کی قدرت کے فرو ہو جائے گی +

(ج) آزادگی کی قلت

ہندوستان میں کلیسیا اس آزادگی کی سنت کو جو اُسکا حق ہے اب تک نہیں جانتی۔کلیسیا سے میری مراد سب مومنین ہیں خواہ وہ کسی قوم کے اور خواہ وہ کسی کلیسیائی جماعت کے کیوں نہوں۔غرض اِس سے وہ لوگ مراد ہیں جو خداوند مسیح سے ایسی محبت رکھتے ہیں جو ٹوٹنے کے لائق نہیں۔ہم جنھوں نے دیکھا ہوگا کہ ہمارے ہمسائے افغان کیسے قوی اور کیسے تنومند ہیں۔نہیں جانتے ہوں کہ ہم میں سے بہت کم لوگ اُنکے نوپیدا بچے کو دیکھتے ہیں۔ان کے ماباپ کیسے پٹیوں سے ان کو باندھے رکھتے ہیں +

وہ کہتے ہیں کہ اس دستور سے بچوں کو بڑا فائدہ ہوتا ہے۔بچوں کے سب اعضا مضبوط ہوجاتے ہیں۔یہ بات سچ ہوگی۔لیکن تو بھی پٹیاں کھول دینے کا معین وقت ہے اور ممکن نہیں کہ کوئی شخص اپنے بچہ کی پٹیاں ہمیشہ تک کو بندھے رہنے دے +

ایک اور بات یاد آتی ہے۔کہ جب مبارک خداوند نے لعزر کی قبر پر جا کے اُسکو مردوں میں سے جلایا۔وہ مرا ہوا کفن سے ہاتھ پاؤں بندھے ہوئے نکل آیا۔اور اُسکا چہرہ گرداگرد رومال سے لپٹا ہوا تھا۔یسوع نے انہیں کہا اسے کھول دو اور جانے دو + وہی اسیا زندگی بخش سکتا ہے۔ہر دیتے وقت لوگوں کو کہتا ہے کہ نئے زندہ آدمی کو مخلصی دو + بیشک جب تک کہ خداوند مسیح نہ آئے ہمیں کلیسیا کی ترتیب اور ہدایت کی بجا آوری ضرور چاہئے۔اور ہمارے لئے ایسے انتظام کا ہونا لابدی امر ہے کہ ہم دعا کے واسطے اور کلام سننے کے واسطے اور مسیح کی میز پاس جانے کے واسطے جگہ پائیں۔اور جماعت میں بے شمولیت حاصل کریں اور عبادتوں کے واسطے قاعدے رکھیں۔پر ہمیں یاد رکھنا اہم بات ہے کہ بعض کام فی نفسہ اچھے اور بجا آوری کے لائق ہیں۔پر ہم اُنکی اطاعت میں ایسے محو اور اچھے خادم نہ بن جائیں کہ وہ ہم پر جابر آقا کا حکم رکھیں جیسے کہ بعضے دستور ہیں ہم انکو تسلیم کرتے اُنکا پابند رہنا ضروری ہے پر اگر دستور ہم پر ایسا جبر کرے کہ ہم مغلوب ہو جائیں تو وہ بجائے خراب آقا کے حکم رکھتا ہے۔اور خصوصاً اِس ملک میں جہاں دستورات کی وجہ سے بشارت دینے میں ضعف واقع ہوا ہے۔وہاں ہم مسیحیوں کو لازم ہے کہ ہم

اِدھر اُدھر کی خبریں

الحق۔ اِس نام کا ایک ماہواری ہینڈ بل ایس پی جی مشن کانپور سے شایع ہونا شروع ہوا ہے۔ حق کے طالب محمدیوں کے لئے نہایت مفید پرچہ ہے۔ ہمیں یقین ہے کہ مشنری صاحبان اور انجیل کے واعظین اِس کی اشاعت میں ہاتھ بٹائیں گے۔ مگر ہمارے خیال میں کسی دلیل کا سلسلہ دل میں جمانے کے لئے ایک ماہ عرصہ دراز ہے ایسے ہینڈ بل کو ہفتہ وار شائع ہونا چاہئے ورنہ ایک مہینے کے بعد تو اپنی ہستی کے سلسلہ کا بھی شبہ پڑ جاتا ہے *

پنجاب ریلیجس بک سوسائٹی کی تنتیسویں رپورٹ۔ سال گزشتہ میں مستقل سکرٹری کے تقرّر کا خاطر خواہ انتظام نہ ہو سکا۔ اِس لئے سال کا زیادہ حصّہ پادری گرے صاحب نے بطور آنریری سکرٹری کے کام کو سنبھالا۔ مگر مسٹر فضل الٰہی موجودہ اسسٹنٹ سکرٹری کی قابلیت اور سعی بلیغ کا نتیجہ ہے کہ کام خاطر خواہ چلتا رہا ہے۔ اِس سے ظاہر ہے کہ اگر ذمہ واری کے عُہدے لایق دیسی مسیحیوں کے سپرد کئے جائیں تو وہ اپنی خدمت کو عمدہ طور پر انجام دینگے اور جو بچت مشن کو ہوگی وہ سراسر منافع۔ چند سال سے سوسائٹی یونیورسٹی کے کامیاب طلباء کو بیبل یا اُس کا کوئی حصّہ اور ایک اور دینی کتاب بطور تحفہ کے دیا کرتی ہے۔ اور رپورٹ سے معلوم ہوتا ہے کہ اِس انتظام سے کتاب مقدس تعلیم یافتہ نوجوانوں میں خمیر کی طرح سرائت کر رہی ہے۔ ہم اِس تجربہ کا مقابلہ نہیں کرسکتے اور نہ ہم کو معلوم ہے کہ کتب مقدسہ کی تقسیم کس اصُول پر کی جاتی ہے لیکن اگر طلبا کے ساتھ گفتگو کر کے کتابیں فقط اُن کو دیجائیں جو دینی مُعاملات میں دلچسپی یا شوق ظاہر کریں اور پھر کتابیں تقسیم کرنے کے بعد وقتاً فوقتاً اُن سے بذریعہ گفتگو یا خطوط دریافت کیا جائے کہ انہوں نے کہاں تک ترقی کی ہے اور اُن کی مُشکلات رفع کرنے کی کوشش کی جائے تو شاید زیادہ فائدہ نظر آئے۔ سالِ گزشتہ میں انٹرنس سے ایم اے تک کے ۸۰ طلبا نے کتابیں حاصل کیں۔ اگر بجائے اِن کے

پانچ یا دس طلبا کو منتخب کر کے کتاب مقدس کے مطالعہ میں مدد دی جاتی تو ہم انسانی طور پر کہتے ہیں کہ بہتر پھل کی اُمید ہوتی +

بائبل میں سب سے چیدہ دس باب۔ ڈاکٹر ہیرسن صاحب ایک مضمون میں فرماتے ہیں کہ اگر بائبل میں سے ایک سو باب منتخب کرنے پڑیں اور پھر ان میں سے تیس باب چنے جائیں اور ان تیس میں سے دس سب سے پسندیدہ چھانٹ کر نکالے جائیں تو وہ کون سے باب ہونگے۔ اِس قسم کی کوشش کتاب مقدس کے پڑھنے والوں کے لئے دلچسپ ہوگی۔ صاحب موصوف نے مندرجہ ذیل تیس ابواب سو میں سے انتخاب کئے ہیں۔

خروج ۱۲	متی ۱۳	۱ قرنتیوں ۱۳
احبار ۱۶	مرقس ۹	۱ قرنتیوں ۱۵
یشوع ۲	لوقا ۱۵	افسیوں ۳
قاضیوں ۷	یوحنا ۳	فلپیوں ۲
زبور ۲۳	یوحنا ۱۴	فلپیوں ۴
زبور ۵۱	یوحنا ۱۷	عبرانیوں ۱۱
یسعیاہ ۵۳	اعمال ۲	۱ پطرس ۱
یسعیاہ ۵۵	اعمال ۹	۱ پطرس ۲
دانیل ۹	رومیوں ۸	۱ یوحنا ۳
متی ۶	رومیوں ۱۰	مکاشفات ۲۲

اگر ان مندرجہ بالا ابواب میں سے دس چنے جائیں تو شاید ذیل کے دس سب سے زیادہ پسند کئے جائیں گے۔

زبور ۲۳	لوقا ۱۵	۱ قرنتیوں ۱۳
یسعیاہ ۵۳	یوحنا ۱۴	افسیوں ۳
متی ۶	رومیوں ۸	فلپیوں ۲
	مکاشفات ۲۲	

مندرجہ دس ابواب میں انجیل کی ضروری تعلیم کا لب لباب موجود ہے۔

ملتا ہے + سفرنامۂ باندہ از مولوی حسام الدین صاحب (موس بلڈنگ گرانٹ روڈ بمبئی) جو کشف الحقائق میں سلسلہ وار چھپتا رہا اب رسالہ کی صورت شائع کیا گیا ہے۔ عجیب ہے قیمت ار + یشوع مسیح کی تعلیم۔ اس کے اپنے الفاظ میں۔ مؤلفہ لارڈ ناتھ بروک صاحب سابق گورنر جنرل ہند پنجاب ریلیجس بک سوسائٹی کی طرف سے مئی کے شروع میں شائع ہوگی۔ اِس کی اشاعت میں ضرور کوشش کیجئے۔ بڑی مفید کتاب ہے۔
پنجاب یونیورسٹی کے امتحانات اعلےٰ میں اِس سال، دیسی مسیحی بی اے اور ۲۳ ایف اے میں شامل ہوئے۔ دیکھیں کامیاب کتنے نکلتے ہیں۔ بہرصورت اتنے جوانوں کا شامل ہونا ہی ترقی کا نشان ہے + بیشک ایک بزرگ دیسی مسیحی بجا فرماتے ہیں کہ اِس اعلےٰ تعلیم کا کیا فائدہ جس حال کہ بائبل کے پڑھانے میں غفلت ہو رہی ہے + بپتسمہ دینے کے بعد کتنے مریدوں کو بائبل کی تعلیم دی جاتی ہے + دیسی مسیحیوں کی کون سی ایسی انجمن ہے۔ جو بائبل پڑھانے کا حوصلہ دلاتی ہے + مشن سکولوں اور کالجوں میں دنیوی علوم اور بائبل کی پڑھائی پر محنت و روپیہ کس تناسبت میں لگایا جاتا ہے۔ کوئی صاحب ان سوالوں کا جواب دیں + ریاست بھونگر کے اسسٹنٹ ڈائرکٹر محکمہ تعلیم مسٹر آر۔ ایم۔ بھٹ بی۔ اے نے پچھلے دنوں بپتسمہ پایا۔ آپ نگر برہمن ہیں۔ ریاست میں تہلکہ مچ گیا۔ ناظرین ان کے لئے دعا کریں + دس سال ہوئے ایک دیسی مسیحی مدراس یونی ورسٹی کا فیلو تھا۔ اِس سال آٹھ ہیں + پونا کے ایک دیسی مسیحی جوان مسٹر جوزف بھور بی اے نے لنکن اِن لنڈن میں ۸۰ پونڈ (۱۲۰۰ روپیہ) کا وظیفہ حاصل کیا + اِن کی بہن مس میری بھور اکسفورڈ میں نام پیدا کر رہی ہیں + مسیحی جیسے اخبار کے لئے ڈیڑھ روپیہ سالانہ کیا کوئی بڑی بات ہے + تو پھر اگر آپ نے اپنا چندہ ابھی تک نہیں بھیجا تو کیسے افسوس کا مقام ہے + دفتر مسیحی میں سکرٹری سی ایم ایس پنجاب کی طرف سے اخبار اِن ٹیلی جنسر کے ۵ نمبر موصول ہوئے جنکے لئے اڈیٹر شکر گذار ہے۔

THE MASHI,

AMRITSAR.

Vol. V. *April 1900.* *No. 4.*

CONTENTS.

Literary Communications *alone* should be addressed to the Editor. Business Letters and Remittances to the Manager, "Masihi," Amritsar.

Annual Subscription, Re. 1-8-0.

فہرست مضامین

گلدستۂ اخبار

نتیجہ امتحانات پنجاب یونیورسٹی مسیحی طلبا بی۔اے۔ پران ناتھ (دہلی)

ایف۔اے + مس میری ولکینسن (یوریشن) (۳۲۰) درجہ دوم + آرتھر فرنیک کوپر (یوریشن) (۲۱۴) جے ولیمز (۲۱۴) سی۔ایم۔لال۔ (۲۵۵) رابرٹ مارک (۲۵) ۲+ جلال الدین (۲۲۰) درجۂ سوم + ایس۔سی۔سرکار۔ (۲۲۶) + پی این مکرجی (۲۲۴) + ڈی۔ایم۔لال (۲۱۱) + پی۔این بنرجی۔ (۱۸۸) + مس ایم۔ واٹس (۱۱۱) +

امتحان مڈل۔ یہہ نتیجہ اب پرانا ہوچکا ہے تاہم ہمارے بہت کم ناظرین کو معلوم ہوگا کہ کل مسیحی کتنے کامیاب ہوئے اسلئے درج کیا جاتا ہے +

مس اینجیل عطارد۔ امرتسر (۳۷۸) + جیون سیالکوٹ (۳۷۵) + آرتھر عطارد بٹالہ (۳۴۵) + گرٹی جی پامر پو (۳۳۹) + مس ایوا اول۔ لاہور (۳۳۵) + الفریڈ عبداللہ (۳۳۴) + مہتاب۔ سیالکوٹ (۳۳۱) + نیکو ڈیمس۔ لودہانہ (۳۳۱) + مس میری انگلس۔ امرت سر (۳۲۱) + والٹر ولیمز۔ بٹالہ (۳۰۵) + کرم مسیح۔ بنوں (۳۰۰) + مس روزی جیون مل۔ وزیرآباد (۲۹۲) + الفریڈ ڈیوڈ۔ بھیرہ (۲۷۱) + مس ایوا دوم لاہور (۲۷۱) + مس ایونجیلین۔ لاہور (۲۷۱) + حمیدالدین۔ بٹالہ (۲۶۵) + ہیوبٹ داس امرتسر۔ (۲۶۵) + گورڈن ایزیکیل۔ لودیانہ (۲۴۲) + جیمز واٹسن۔ لودیانہ (۲۳۱) + ولیم گورے۔ الور (۲۱۳) + داؤد سنگہ۔ بٹالہ (۲۰۴) + شیرہ خادم۔ لودیانہ (۲۰۳) + ایشور داس۔ لودیانہ (۱۹۷) رحمت مسیح۔ لودیانہ (۱۹۲) + جورج نیوٹن ڈینیل۔ گجرات (۱۷۶) مولابخش نمبر اول۔ سیالکوٹ (۱۶۵) + پربھو داس۔ انبالہ (۱۶۴) + ورنیکیولر پیارے لال سادھورہ (۴۳۱) +

سلف جونمبر نام کے پیچھے خطوط وحدانی میں دیئے گئے ہیں ان سے مراد کل نمبروں سے ہے جو امتحان میں حاصل کئے +

۱۵- مئی - ۱۹۰۰ء

نوٹ اور رائیں

دارجیلنگ کے حادثہ کا روشن پہلو۔ ناظرین کو یاد ہوگا کہ گذشتہ ماہ ستمبر کے آخری ہفتہ میں کوہ دارجیلنگ پر کیسا حادثہ جانکاہ واقع ہوا یعنے آندھی اور باد و باران کے طوفان میں پہاڑ کئی ایک مقامات سے گر گیا اور جان و مال کا نقصان کثیر ہوا۔ منجملہ ان اشخاص کے جو مکانات کے نیچے دب کر مرے کلکتہ کے پادری لی صاحب کے چھ بچے تھے یعنے دو لڑکے اور چار لڑکیاں۔ اب حال میں کلکتہ میتھوڈسٹ مشن کے پاسٹر پادری وارن صاحب نے ان چھ بچوں کے حالات اور انکی موت و اس کے نتائج پر ایک کتاب شائع کی ہے جو با موقعہ تصاویر سے مزین ہے۔ بچوں کی سوانح عمری انکی والدہ نے نہایت رقت خیز الفاظ میں لکھی ہے۔ اس کتاب کو پڑھ کر معلوم ہوتا ہے کہ مسیحی خاندان کیونکر آسمانی خوشی کا ایک عکس ہے۔ وہ بچے کیسے دیندار تھے۔ انہوں نے اپنی زندگی خدا کے لئے وقف کر دی تھی۔ اور یہہ سب اس عمدہ تعلیم کا اثر تھا جو انکی والدہ نے انکو گھر میں دی۔ مسیحی کلیسیا کو روحانیت میں ترقی دینے کے لئے دیندار ماؤں سے بڑھ کر اور کوئی بہتر ذریعہ نہیں ہوسکتا۔ یہہ بچے "اپنی زندگی میں عزیز اور دلپسند تھے اور وہ اپنی موت میں بھی جدا نہوئے"۔ پانچ بچے تو فوراً دبکر مر گئے اور چھٹا ایک لڑکا چند روز تک زندہ رہا۔ اور اسی نے اس حادثہ کے حالات مفصل سنائے جب اس کی ماں نے اسوقت کا حال پوچھا کہ کیا تم کو ڈر نہیں لگتا تھا تو اس نے جواب دیا۔

کہ نہیں اماں جان خدا نے سب خوف و خطر دور کر دیا تھا اور ہم نہایت خوش تھے
معلوم ہوتا تھا کہ ہم سب ریل گاڑی میں سفر کر رہے ہیں اور آپ کو اور اپنے چھوٹے
بھائی کو یاد کرتے تھے کہ اگر آپ ہمراہ ہوتے تو ہم سب ملکر آسمان کو جاتے۔ یہہ
کیسا عمدہ ہوتا۔ مسیح نے موت کا ڈنگ توڑ دیا ہے اور اب اُس کے فرزند بیخوف
ہیں۔ اِسی کتاب میں ایک باب خصوصاً چند ہمدردی کے خطوط کے لئے وقف کیا گیا
ہے جو لیڈی کرزن صاحبہ کے لئے مختلف مذہب کے اشخاص اور دوستوں اور ہمدردی
کرنے والوں نے پادری فی صاحب اور اُن میم صاحبہ کی طرف ارسال کئے۔ مگر اِن غمزدہ
والدین کو خود خدا کی طرف سے تسلی ملی ہے چنانچہ وہ اپنے ایمان میں زیادہ مضبوط
اور خدمت میں زیادہ مستعد ہو گئے ہیں۔ اگر مسیحی مذہب کی اور کوئی فضیلت نہ ہو تو
بھی نور اور خوشی کی جھلک جو وہ تاریک اور غمزدہ دلوں میں ڈالتا ہے اسکو آسمانی ثابت
کرنے کے لئے کافی ہے +

ملکِ جاپان کی مسیحی کلیسائیں ۔ سالِ گذشتہ کی جو فہرستیں جاپان کی
مسیحی کلیساؤں کی شائع ہوئی ہیں اُن سے معلوم ہوتا ہے کہ اس مُلک میں کل مسیحیوں کی
تعداد قریب ایک لاکھ اکیس ہزار ہے جنمیں سے پروٹسٹنٹ قریب بیالیس ہزار ہیں اور
رومن کاتھلک قریب چوّن ہزار۔ باقی گریک کاتھلک ہیں۔ مشنریوں کی تعداد اُسی ترتیب سے
۷۱۶ اور ۲۲۲ اور ۳ ہے جنمیں مشنریوں کی بیویاں بھی شامل ہیں۔ کل اٹھارہ لڑکوں
کے بورڈنگ سکول ہیں جنمیں ۲۲۶۰ طلبا ہیں۔ لڑکیوں کے بورڈنگ سکول تینتالیس (۴۳) ہیں
جنمیں ۳۲۴۰ لڑکیاں تعلیم پاتی ہیں۔ تراسی پروٹسٹنٹ کلیسائیں ہیں جو اپنے پاؤں
پر کھڑی ہیں جنمیں اپسکوپلین کلیسائیں سب سے پیچھے رہی ہوئی ہیں چنانچہ امریکن
پروٹسٹنٹ اپسکوپلین کلیسیا نے ۱۸۵۹ء میں اپنا کام جاری کیا اسوقت پچاس مشنری
صاحبان اسکے متعلق ہیں مگر سلیف سپورٹنگ کلیسیا ایک بھی نہیں۔ علیٰ ہذا القیاس

چرچ مشنری سوسائٹی جس نے ۱۸۶۹ء میں کام شروع کیا اور جسکے متعلق اٹھانوے مشنری ہیں ایک بھی سیلف سپورٹنگ کلیسیا نہیں رکھتی۔ مختلف میتھوڈسٹ اپسکوپل مشن جنوب نے اُن کلیسیاؤں کے بعد خدمت شروع کی کُل ملاکر پانچ ایسی کلیسیائیں رکھتے ہیں جو دوسرے کی محتاج نہیں۔ اِن اعداد سے معلوم ہوتا ہے کہ اپسکوپل کلیسیائیں آزادی اور سیلف سپورٹ قائم رکھنے میں کوشش نہیں کرتیں۔ ہندوستان میں بھی اِسی قسم کا عقدہ درپیش ہے۔ خراب نتایج کو تو سب بیٹھکر روتے ہیں مگر اپنے پُرانے انتظام بدلنے کے لئے کوئی تیار نہیں ؞

جنوبی ہند میں سٹوڈنٹس کانفرنس جس قسم کا کیمپ مسیحی طالبعلموں کیلئے

گذشتہ اکتوبر میں بمقام بیاس منعقد تھا ماہ گذشتہ میں جنوبی ہند کے مقام چنگلی پٹ پر اسی طرز کا ایک کیمپ منعقد ہوا۔ جسمیں مختلف اعلیٰ مدارس اور کالجوں سے قریب دو سو طلبا جمع ہوئے مضامین اور طرز بود و باش میں ان ہر دو کیمپوں میں بہت کچھ مشابہت ہے۔ چنانچہ بیاس کیمپ کی طرح اس کیمپ میں بھی طالبعلموں کی مشکلات اور اُنکا تدارک۔ بائبل کا مطالعہ اور دعا اور طلبا کی ہندوستان میں انجیل سنانے کی ذمہ واری وغیرہ مفید مضامین پر غور کیا گیا ہر قسم کی عادات اور مزاج کے مسیحی ایک جگہہ بھائیوں کی طرح رہتے سہتے تھے جنکی نشست و برخاست اور خورد و نوش سے یگانگت اور محبت مترشح ہوتی تھی۔ سب سے عمدہ منظر وہ تھا جہاں بارہ مختلف مذہبوں کے ممبر ایک ہی خداوند کی میز پر اکٹھے اسکے گوشت اور خون میں شراکت ظاہر کر رہے تھے۔ اِس قسم کی کانفرنسیں اس ملک میں مسیحی اتحاد اور رفاقت بڑھانے کے لئے نہایت عمدہ ہتھیار ہیں سال گذشتہ میں بیاس کیمپ کے ایسے فوائد نمودار ہوئے کہ اس سال پھر اسی قسم کی کانفرنس منعقد کرنے کی تجویز ہو رہی ہے۔ ہم خیال کرتے ہیں کہ غالباً بمقام گجرات یہہ کانفرنس منعقد ہوگا۔ اور اس سال ساری کارروائی بزبان اردو ہوگی تاریخ ۲۸ ستمبر تا ۳ اکتوبر۔ پروگرام اگلے مہینہ شائع ہوگا

قیاسی ڈھکوسلے۔ بائبل کے بعض اشخاص ہیں جنکا نام نہیں بتایا گیا۔ بعض عالم ان ناموں کا پتہ لگا لینے کی ٹوہ میں لگے رہتے ہیں۔ اِن سب میں شاید شہر برلن کا پروفیسر ھارنک بڑھا

ہوا ہے۔ اُسکے خیال میں عبرانیوں کے خط کی مصنف ایک عورت تھی۔ اُس کے دلائل کچھ اِس
قسم کے ہیں کہ یہہ تصنیف کسی ایسے شخص کی ہے جو تجربہ کار اور رعب والا تھا۔ اور جو پولوس رسول
اور تمطاوس سے واقف تھا۔ جسکی اُن لوگوں کے درمیان بودوباش رہی تھی جنکی طرف وہ اس خط
کو لکھ رہا تھا مگر کچھ عرصہ کیلئے اُنسے جدا ہوا تھا۔ اور جسکے ساتھ اس خط کے لکھنے میں کوئی اور
بھی شریک تھا۔ یہہ خط روم میں بعض نامی مسیحی پیشواؤں یعنی پطرس اور پولوس خیال کئے جاتے
ہیں کے قتل کے بعد لکھا گیا تھا۔ اب ایسے شخص کو اعمال اور پولوس رسول کے خطوط میں تلاش کرنا
ہے جس میں یہہ سب صفات موجود ہوں اور جسکے نام کے پوشیدہ رکھنے کی کوئی وجہ ہو۔ بہت
سی دلائل کے بعد پروفیسر صاحب نتیجہ نکالتے ہیں کہ یہہ خط پرسقلہ کا ہے۔ اسمیں کچھ شک نہیں کہ یہہ عورت خداداد
لیاقت رکھتی تھی۔ میاں بیوی کا تعلق پولوس اور تمطاوس کے ساتھ بھی تھا چنانچہ دیکھو رومیوں ۱۶ باب
۳-۵ آیت اور ۲ تمطاوس ۴ باب ۱۹۔ ممکن ہے کہ یہہ خط اس کلیسیا کیطرف لکھا گیا ہو جو شہر روما میں پرسقلہ
کے گھر میں تھی۔ جہاں سے پرسقلہ غیر حاضر تھی [illegible] پرسقلہ اور اقلہ دونوں [illegible] خادم تھے۔ اور اگر
بیوی اور خاوند دونوں اس خط کے لکھنے میں شریک ہوں تو اس خط میں کبھی لفظ میں اور کبھی ہم کا تبادلہ
بآسانی سمجھ میں آسکتا ہے۔ بارہا پرسقلہ کا نام اقلہ سے پہلے لکھا گیا ہے جس سے معلوم ہوتا ہے کہ وہ خاص
لیاقت والی عورت ہوگی۔ اگر اسی نے اس خط کو لکھا اور روانہ کیا ہو تو کوئی تعجب نہیں کیونکہ ابتدائی کلیسیا میں
مستورات کو استاد مقرر کرنا معیوب سمجھا جاتا تھا۔ چنانچہ پرسقلہ پر بھی اعتراض کئے گئے ہیں۔ ترتلیان ان
لوگوں کی فہرست لکھتے ہوئے کہ جنھوں نے پولوس کی مدد کی تھی اسکا نام ہی نہیں لیتا۔ بلکہ انجیل کے آیات قدیم نسخہ
میں اسکا نام جہاں اقلہ سے پہلے آتا ہے اڑا دیا گیا ہے۔ پروفیسر صاحب خود اس قیاس کی نسبت فرماتے ہیں
کہ یہہ پایہ ثبوت تک نہیں پہنچتا۔ یہی پروفیسر ھارنک ہیں جنہوں نے ثابت کرنیکی کوشش کی ہے کہ لعذر کی تمثیل
میں اس دولتمند آدمی کا نام فینحاس تھا اور لعذر جو اسکی ڈیوڑھی پر پڑا رہتا تھا اسکا باپ تھا۔ روایت بتاتی
ہے کہ اس کا نام نینوس تھا۔ پروفیسر صاحب اسکو فینیس کا بگاڑ تصور کرتے ہیں جو عبرانی میں فینحاس کہلاتا ہے
اور لعذر عبرانی میں الیعزر ہے۔ گنتی ۲۵ : ۷ میں مندرج ہے کہ الیعزر فینحاس کا باپ تھا۔ پروفیسر صاحب
کو دور کی سوجھی مگر قیاس آخر قیاس ہی ہے ۔

مسیحی کارندوں کا انتخاب

ہر شخص جس حالت میں بلایا گیا ہو اُسی میں رہے (۱۔ کرنتھیوں ۷: ۲۰)

سیوک

میں نے ماہ گذشتہ میں یہہ تجویز پیش کرنے کی جرأت کی تھی کہ سی ایم ایس اپنے ایجنٹ منتخب کرنے کے وقت وہی اصول مدنظر رکھے جو ہر فن اور پیشہ میں کار آمد ثابت ہوا ہے یعنے دینی خدمت کے لیئے فقط وہی اشخاص چُن لیئے جائیں جو اپنے دیگر کاروبار میں اس قسم کی خدمت کا شوق ظاہر کرتے ہیں۔ آج میں چند سطور اُسی مضمون کے ایک دوسرے پہلو کو روشن کرنے کے لئے بھیجتا ہوں۔

مندرجہ بالا آئت میں پولوس رسول کا مطلب یہہ نہیں ہے۔ کہ ٹھگ یا چور یا نجومی جب مسیحی ہو جائے تو اپنے پیشہ کو نہ چھوڑے کیونکہ جب رسول نے شہر افسس میں مسیحی مذہب کی منادی کی تو بعض جادوگروں نے جو ایمان لائے تھے اپنی جادوگری کی کتابوں کو جلا دیا۔ اس سے ظاہر ہے کہ انہوں نے اپنے بُرے پیشہ کو چھوڑ دیا۔ پس رسول کا مطلب یہہ ہے کہ جو جس نیک پیشہ میں بلایا گیا ہو وہ اس ہی میں رہے ضرور نہیں کہ کوئی شخص اپنے کاروبار کو جو حق حلال اور جائز ہے ترک کر دے۔ بلکہ اُس ہی میں رہکر اور مسیحی رُوح سے اس کام کو انجام دیکر مسیح کی انجیل کی روشنی اوروں پر چمکائے۔

اور نہ اس کا مطلب یہہ ہے کہ کبھی اس اپنے کام کو نہ چھوڑے۔ مسیح خداوند نے جب پطرس کو بلایا تو اسکو فرمایا کہ میرے پیچھے ہو لے میں تجھے آدمیوں کا مچھوا بناؤنگا۔ پطرس کا ماہی گیری کا پیشہ نیک پیشہ تھا۔ پر خداوند نے اسکو فرمایا کہ تو اُس کو چھوڑ دے اور

واسطے اسکو مشن میں داخل کریں +

اب وقت آگیا ہے کہ مشنری صاحبان رسُول کے اس فرمان پر عمل کریں +
پادری صاحبان کی نسبت بہت ہی نایاب ہے۔ لیکن مزدوروں کی اتنی قلّت ہے
کہ اگر اسی تعلیم کے موافق عمل کیا جائے تو انکو مشن کے سٹیشن بند کرنے پڑینگے کیونکہ
انکو ذیل کی دو مشکلات کے بیچ میں سے ایک کو چُن لینا پڑتا ہے۔ یا تو ایک جگہہ جہاں
کے لوگ انجیل سننا چاہتے ہیں وہاں مناسب شخص دستیاب نہ ہونے کے باعث کوئی
مناد نہ ہوا۔ یا وہ آدمی جو تعلیم دیکر ہ ہے کسی دوسری حالت کے لئے تیار کیا گیا
ہے اُسکو اُس کام سے نکالکر مشن کے کام پر لگایا جاسکے +

خداوند یسوع مسیح کے دنوں میں بھی یہی حالت تھی۔ آپ نے خود فرمایا کہ فصل تو
بہت ہے مگر کاٹنے والے تھوڑے +

خداوند نے صرف چیدہ چیدہ بارہ آدمیوں کو منادی کے کام کے واسطے تیار کیا۔
اس زمانہ میں اس نمونہ پر نہ چلنے کے سبب سے کیٹیکسٹ اور منادوں
کی حقارت ہوتی ہے۔

کوئی خانساماں عیسائی ہوا اور وہ تھوڑی سی اُردو لکھ پڑھ سکتا ہے۔ اسکو
پادری صاحب نے علم الٰہی کی تعلیم دیکر کیٹیکسٹ مقرّر کیا یہ خیال کر کے اگرچہ وُہ بخوبی
تعلیم یافتہ نہیں اور نہ خواندہ آدمیوں کے سامنے منادی کرنے کے لائق ہے تو بھی
اسکا چال چلن اچھا ہے۔ گاؤں میں لوگوں کے بیچ میں سچّی باتیں پہنچا سکیگا۔ اسلئے
وہ کیٹیکسٹ کے عہدہ پر مقرّر کیا جاتا اور اسکو گریڈ کے مطابق تنخواہ دیجاتی ہے یا مثلاً
کوئی بیوپاری عیسائی ہوگیا۔ اسکو یہہ کہا جاتا ہے کہ تمہارا کام آزمائش سے بھرا ہوا ہے
پس تم اس کام کو چھوڑ دو اور مناد بنجاؤ +

اس طور پر مناد بنانے سے کام خاطرخواہ نہیں چلتا اور مشن کا انتظام بدنام ہوتا ہے +

نئے عہدنامہ سے صاف پایا جاتا ہے کہ ہر ایک مسیحی منّاد ہے خواہ وُہ منّاد
کے کام پر مقرر نہ بھی ہو۔ سب سے بڑا منّاد جس کا ذکر نئے عہدنامہ میں ہے پولوس
رسول تھا جس نے اپنے خیمہ دوزی کے پیشہ سے گذارہ کرکے یورپ اور ایشیا میں انجیل
کو پھیلایا۔ اسی نمونہ کو پیش کرتے ہیں۔ سی۔ ایم۔ ایس ایجنسی کمیٹی سے میری درخواست
ہے کہ جن کی خاص بلاہٹ پیشہ ہونے کی نہیں ہے انکو ترغیب دیکر مشن کی ملازمت
میں داخل نہ کریں بلکہ جو داخل ہونا چاہتے ہیں انکو صلاح دیویں کہ تم جس حالت میں
بلائے گئے ہو اُسی حالت میں اپنے اپنے پیشہ۔ نوکری۔ ہر کسب میں۔ ہمسفر
لوگوں کے بیچ میں مسیح کی خوشخبری کی گواہی دو جتنی اب سب سے دیتے رہو ۔

ظاہری اختلاف۔ جس صوبہ دار کے غلام کا ذکر (لوقا ۷: ۱-۱۰) میں
مندرج ہے متی اُسکو مختصر طور پر بیان کرتا ہے متی کہتا ہے کہ صوبہ دار خود مسیح کے پاس عرض
کرنے گیا لوقا لکھتا ہے کہ اُسنے بزرگوں کو بھیجا۔ ایسی کوئی سخت اختلاف نہیں ہے نئے
عہدنامہ میں ایسی کئی ایک مثالیں ہیں جہاں قاصدوں یا خادموں کے کام بھیجنے والے کیطرف
منسوب کئے گئے ہیں۔ مثلاً یوحنا لکھتا ہے کہ مسیح بپتسمہ دیتا تھا حالانکہ اُس کے شاگرد دیتے
تھے۔ پھر یوحنا ۱۹ باب پہلی آیت میں اور دوسرے مقاموں میں مندرج ہے کہ پلاطوس نے
مسیح کو کوڑے مارے حالانکہ اُسنے اپنے ہاتھ سے کبھی نہ مارے تھے۔ مرقس ۱۰: ۳۵ میں
ہے کہ یعقوب اور یوحنا نے مسیح کے پاس آکر درخواست پیش کی تھی مگر متی ۲۰: ۲۰ میں انکی
ماں نے پیش کی تھی۔ اسی صوبہ دار کے بیان میں لکھا ہے کہ اس نے ایک عبادتخانہ
بنایا تھا حالانکہ اُس نے اَوروں سے بنوایا تھا۔ قیاس غالب ہے کہ صوبہ دار نے پہلے بزرگوں
کو بھیجا اور پھر خود کچھ فاصلہ پر مسیح کے استقبال کے لئے نکل گیا۔ اسی قسم کی رسم کا ذکر
یعقوب اور عیساؤ کی ملاقات کے موقعہ پر مندرج ہے۔ چنانچہ اول یعقوب نے خادموں کے
ہاتھ ہدیئے روانہ کئے۔ پھر دوسری جماعت روانہ کی اور سب سے پیچھے آپ بھی آگے بڑھا +

(سنڈے سکول کے سبق)

ولیم بوتھ

جنرل سلویشن آرمی

(جسے پادری علی بخش صاحب نے ولیم بوتھ کی حیات مصنفہ لمنار بوتھ از مسیحی کیلئے اخذ کیا)

ولیم بوتھ کا والد ایک دولتمند شخص تھا۔ لیکن انقلاب زمانہ نے اسکے کاروبار کو
الٹ ڈالا اور اُس کی وفات پر اُس کی پیاری پاکدامن بیوی کو بہت مشکل سے گذارہ
کرنا پڑا۔ ماں اِس بچہ کے لئے موکّل فرشتہ ثابت ہُوئی۔ ماں بچہ ایک دُوسرے
کو شدّت سے پیار کرتے تھے۔ والد کی وفات کے بعد ولیم بوتھ نے کچھ کام
اُٹھالیا اور اِس طرح سے گذارہ کرنے لگا۔ اسقوفی کلیسیا میں اس نے تربیت پائی
پندرہ سال کی عُمر میں ویزلین گرجا میں جانے لگا۔ جس صفائی اور سادگی سے وہاں انجیل
کی منادی ہُوتی تھی اس سے اس کے دِل پر بہت تاثیر ہُوئی اُسکا دل بدل گیا اور
اس کلیسیا کا ممبر ہوگیا۔ شہر ناٹنگھم میں اُسے مکتی فوج کی لڑائی کا پہلے پہل تجربہ حاصل
ہُوا۔ وُہ وہاں منادی کرتا تھا اور بہت لوگ اس فصیح زبان جوان منّاد کو سُننے
آتے تھے۔ رفتہ رفتہ چند ہوشیار نوجوان اُس کے رفیق بنگئے۔ جن گھروں
میں منادی ہوتی تھی اُن میں سُننے والوں کی گنجائش نہ ہوتی تھی یہہ جوان اُنکے
ساتھ گیت گاتے گلیوں میں سے گذرتے گرجا میں آتا۔ چونکہ یہہ لوگ اکثر غریب اور کم عزت
تھے۔ اِسلئے معزّز شرکائے جماعت اُنکو نفرت سے دیکھتے اور اُنکو پچھلی جگہیں
بیٹھنے کے لئے ملتیں۔ اِن جوان کارندوں میں سے ایک مخلص دُعا گو بیمار
جان بحق ہوا۔ اُس نے اِس موقعہ کو غنیمت جانا کہ اِس بہادر نوجوان کے نمونہ
کو پیش کرے جو اپنے عُہدہ کی بجاآوری میں مر گیا۔

اپنے کام سے اس کو رات کے ۸ بجے رخصت ملتی - وہاں سے نکلتے ہی وہ یا تو کسی منادی کی جگہ یا مجلس دعائیہ یا کسی کی تیاری کے لئے چلا جاتا - اتوار کے روز وہ دور دور دیہات میں منادی کرنے جاتا - اور رات کو دیر تک حمد و دعا میں لگا رہتا - ایک مس صاحبہ نے جنکی پیچھے ان سے شادی ہوئی انکو یہ صلاح دی کہ دن بھر محنت کام کرنے کے بعد رات کو بارہ بجے تک کانے میں صرف مت کرو نہ خدا یہ طلب کرتا ہے اور نہ انسان ہی - اس شخص کی سرگرمی دیکھ کر کلیسیا نے اسے سترہ برس کی عمر میں مقامی مناد مقرر کر دیا - اور دو سال بعد وہاں کے پاسٹر نے خادم دین کے عہدہ کے لئے اسے ترغیب دی - لیکن ڈاکٹر نے اسکی صحت کی حالت اچھی نہ دیکھ کر [illegible] یہ کام اختیار کریگا تو ایک برس کے اندر ہی قبر میں جا پڑیگا - اس لئے چار سال تک وہ اس خدمت اختیار کرنے سے رکا رہا لیکن کام لنڈن میں ویسے ہی سرگرمی سے کرتا رہا - اگرچہ بہتوں نے اس کی منادی پر نکتہ چینی کی - پھر بھی بعض دیندار دوستوں نے اُسے اُکسایا کہ اپنی باقی عمر خادم دین کے عہدہ کے لئے مخصوص کرے - جب اس بات نے زیادہ زور پکڑا تو ۲۳ سال کی عمر میں ۱۰ - اپریل ۱۸۵۲ء کو اس نے دکان کا کام چھوڑ دیا - اس کے ایک دوست نے اس کی ضروریات رفع کرنے کا ذمہ لیا - اس دوست نے اس سے دریافت کیا کہ کہانتک روپیہ تمہارے لئے کفایت کریگا - اسنے جواب دیا کہ بارہ شلنگ (قریب ۹ روپیہ) فی ہفتہ میری روٹی اور پنیر کے لئے کافی ہونگے - لیکن دوست نے کہا کہ بیس شلنگ (۱۵ روپیہ) فی ہفتہ سے کم نہ ہونا چاہیئے - اس طرح سے ولیم بوتھ نے وہ کام شروع کیا جس کی تاثیر دنیا کی حدود تک پہنچنے والی تھی ۔

اس کے رجوع لانے کے تھوڑے ہی عرصہ بعد ایک امریکن [illegible]

شہر نٹنگھم میں آیا۔ اُس کے پھڑکتے الفاظ نے اس نوجوان کے دل پر بہت تاثیر کی اور اس واقعہ سے پچاس سال بعد جب ولیم بوتھ امریکہ گیا تو اس قریب المرگ بزرگ مناد کے آگے گھٹنے ٹیکے تاکہ اس سے برکت حاصل کرے۔ اسی وقت ولیم بوتھ کی شہرت دُور دُور ممالک میں پہنچ چکی تھی۔ چونکہ اب اس نے ساری توجّہ اسی کام پہ صرف کی۔ خدا نے برکت بھی بہت دی۔ جابجا کلیساؤں میں سرگرمی اور روحانی جوش پیدا ہونے لگا۔ تائب لوگوں کا ہجُوم جمع ہونے لگا۔ ایسی حالت دیکھ کر بہت شک کرنے لگے۔ بعض ہنسی اُڑاتے تھے اور اس کے بعض ہمدرد دوستوں کو بھی اندیشہ پیدا ہُوا کہ اس جوان کی سرگرمی نے اسے اندھا کر دیا ہے لیکن کام بڑھتا گیا ہزاروں جانیں نجات کی تلاش کرنے لگیں۔ بہت جگہوں میں بڑا انقلاب واقع ہُوا۔ الغرض ۱۸۵۲ سے ۱۸۶۵ تک دینی ترغیب و تحریک میں گذرا۔ لیکن اُس نے اس عرصہ میں معلوم کیا کہ جن لوگوں کے یہہ ہجُوم تھے وُہ عموماً گرجا جانے والے اور مسیحی ہونیکا اِقرار کرنے والے تھے۔ وُہ لوگ جو کارخانوں میں کام کرتے تھے اُن میں سے نوّے فی صدی گرجا و عبادت سے لاپروا تھے۔ اُنکا گرجا میخانہ تھا اور ساکریمنٹ شراب کا پیالہ تھا۔ اُنکی بائبل اُنکا روپیہ تھا۔ یہہ کسی مناد کی آواز سے موثر نہ ہوتے خواہ کیسا ہی دلکش مناد کیوں نہ ہو۔ وُہ موجُودہ دین کی صُورت سے سخت نفرت رکھتے تھے۔ انکا خیال تھا کہ اگر بہشت کا راہ گرجا کے نزدیک سے گذر کر جاتا ہے تو وُہ دوزخ میں جانے کو ترجیح دیتے۔ ولیم بوتھ نے بہت چاہا کہ ایسے لوگ بھی آکر سُنیں لیکن مایوس ہُوا۔ اب اُس کے دل میں یہہ خیال پیدا ہُوا کہ بیدینوں۔ گرجا کے نہ جانے والوں۔ نااُمیدوں اور بے خان ومان لوگوں کے درمیان کام کی سخت ضرورت ہے۔ ایک اور مشکل اُسے پیش آئی۔ وُہ چاہتا تھا کہ جو لوگ جاگ اُٹھے ہیں۔ وُہ جوق جوق ہو کر دُوسروں کو جگانے کی کوشش کریں۔ لیکن بار بار

اُس نے یہی معلوم کیا کہ وُہ معمولی بھیڑ چال میں ڈوبے جاتے ہیں ۔ مختلف کلیساؤں سے صلاح مشورت بھی لی کہ ایسا دستہ قائم کیا جائے ۔ اور اُس کی رائے تھی کہ ایسا دستہ نہ کسی خاص کلیسیا سے تعلق رکھے اور نہ کسی کلیسیا کے خلاف ہو ۔ چنانچہ اُس نے اپنے افسروں کو یہ نصیحت کی ‘‘ اگرچہ لوگ تم پر حملہ بھی کریں لیکن اُلٹ کر جواب نہ دو لیکن اپنی کامیابی سے اپنی ہستی کو ثابت کرو ۔ خواہ تم دوسرے مسیحیوں سے کتنے ہی متفق کیوں نہ ہو تم اُنکے طریقوں یا انکے عقیدوں پر حملہ نہ کرو ۔ اپنے مالک کے سامنے وُہ خواہ کھڑے ہیں خواہ گرے ہوئے ہیں ۔ تم اپنے کام میں لگے رہو اور وُہ اپنے کام میں لگے رہیں ۔ اپنی توپوں کا رُخ مسیح کے دشمنوں کی طرف رکھو نہ مسیح کے دوستوں کی طرف +

۱۶ ۔ جون ۱۸۵۵ء میں ولیم بوتھ نے مس ممفورڈ سے شادی کی ۔ یہ بہت دیندار عورت تھی ایک دوسرے کی لیاقت اور دینداری نے ایک دوسرے کے دل میں گھر کیا ۔ تین سال تک منگنی رہی ۔ شادی کے بعد ہر کام میں یہ اپنے خاوند کی رفیق رہیں ۔ شادی سے پانچ سال بعد اِس خاتون نے عورتوں میں کام شروع کیا اور سینکڑوں عورتوں کے بچانے کا وسیلہ ہوئی اور یہ لقب اُسے ملا ‘‘ مکتی فوج کی ماں ’’ +

لنڈن کے سب سے خراب حصہ میں جو مشرقی کنارہ پر ہے جہاں کوئیکر لوگوں کا قبرستان تھا ۔ ایک پرانے خیمہ میں مکتی فوج نے جنم لیا ۔ جیسے جہان کے نجات دہندہ نے بیت لحم کے مشرقی کنارہ میں اور چرنی میں جنم لیا تھا ۔ چند ہفتوں کے بعد یہ خیمہ چھوڑ کر ناچ گھروں اور تماشا گاہوں میں جلسے کرنے لگے ۔ دیگر جگہوں سے بھی بلاہٹ آنے لگی ۔ چنانچہ پہلی بلاہٹ اڈنبرگ سے آئی ۔ وہاں بھی لوگوں کا بہت ہجوم ہوا ۔ جنرل بوتھ کے پہلے تیرہ سال خاصکر اِن کاموں میں

صرف ہوئے کہ عمدہ کارندے اُٹھیں اور وُہ اچھی تربیت پائیں۔ اس لئے اِس
عرصہ میں اسکا مرکز لندن اور لندن کی نواح رہا +

پہلے اِس فوج کا نام والنٹیر آرمی رکھا لیکن پھر گویا الہام سے سلویشن آرمی
بجائے مسٹر یا مسز یا مس کے کپتان کا نام اختیار کیا جو بہت عام تھا۔ کانوں اور
دوسرے پیشہ کے لوگوں میں بہت مستعمل تھا رفتہ رفتہ پھر دوسری جنگی اصطلاحیں
بھی استعمال ہونے لگیں۔ اسی طرح مسٹر بوتھ جو جنرل سپرنٹنڈنٹ آف دی
مشن کے نام سے مشہور تھا صرف جنرل کے نام سے نامزد ہونے لگا ویسے
ہی جنگی طریقہ پر جھنڈے و نشان بھی بنے۔ نیلے کنارہ والا جھنڈا پاکیزگی کا نشان
تھا۔ اور سرخ اِس بات کا کہ نجات یسوع مسیح کے خون کے ذریعہ ہے۔ جھنڈے
کے مرکز میں زرد ستارہ روح القدس کے آتشی بپتسمہ کا نشان تھا۔

پہلے پہل بہ طرح کے اشخاص نے ان لوگوں کی ہنسی اُڑائی۔ جہاں سے
یہ گذرتے تھے۔ لعن طعن پتھر کیچڑ کی صورت بدل کر ان پر پڑتے تھے اور
یہ صبر و برداشت سے انگوشہ بند کرتے تھے۔ کیتھرائن بوتھ مرحوم ان لوگوں کا
اِس طرح سے ذکر کرتی ہیں "ہم کو نزاول طوفانوں اور شعلوں سے گذرنا پڑتا ہے
لیکن خدا ہمارے ساتھ ہم کو دھوئیں کا ستون نظر آتا ہے اسکے پیچھے ہم جاتے
ہیں۔ شائد دولتمند اور وُہ جو شریف کہلاتے ہیں ہم سے الگ ہو جائینگے جیسا
کہ اُن دنوں میں ہوا جب ہمارا خداوند صلیب اور بھیڑ کے نزدیک پہنچا۔ ہم
صلیب سے لگے رہینگے۔ ہاں وُہ صلیب جو دو چوروں کے درمیان ہے تاکہ
شائد ہم بہتوں کو بچا سکیں۔ رفتہ رفتہ جب اس فوج کی خدمات لوگوں پر روشن
ہوئیں تو ان کی طرف سے ہمدردی پیدا ہو گئی۔ امریکہ کے پریزیڈنٹ اور ہماری
ملکہ نے بھی اپنی ہمدردی اس کام سے ظاہر کی۔ ۱۸۰۲ میں خیال پیدا ہوا کہ یہ

کام سارے جہان میں پھیلنا چاہئے۔ انگلستان میں محدود نہ رہنا چاہئے۔ چنانچہ خدا نے
دو شخصوں کے دلوں میں امریکہ میں کام کرنے کا خیال ڈالا اُن میں سے ایک نے جنرل
بوتھ کو صلاح و مشورت اور اجازت کے لئے خط لکھا۔ جس کے جواب میں جنرل
صاحب نے لکھا۔ "یاد رکھو کہ ہمارا مقولہ یہہ ہے۔ خداوند کی لئے قدسیت
اور یسوع کے لئے جہان۔ اچھی طرح سے کام شروع کرو۔ جیسا باپ تھا ویسا بیٹا جیسا یہہ
تمہارا چھوٹا دستہ ہوگا ویسی وہ سوسائٹیاں جو اس سے پیدا ہونگی۔ میں ایکے
حالات سے واقف نہیں اسلئے نہیں جانتا کہ کیا صلاح دوں ایک دو باتوں کا اسوقت
ذکر کرتا ہوں اور جب تمہاری طرف سے پھر اطلاع ملیگی تو کچھ اور لکھ سکونگا :-

(۱) ہمارا غیر معمولی کام ہے اسلئے اسکے سرانجام کے لئے غیر معمولی وسائل درکار
ہیں۔ ہم نے کام کے شروع ہی میں اپنی نام آوری کو بالائے طاق رکھدیا اور ارادہ
کیا کہ ہم رُوحوں کو بچا ئینگے خواہ کتنا ہی نقصان کیوں نہ اُٹھانا پڑے کلیسیا کا سخت
قصور آجکل عزت ہے۔ اس لئے شہرت وعزت کو سمندر میں پھینکدو۔ شان وشوکت
وفصاحت دُوسروں کے سپرد کرو۔ تم ساری طاقت سے رُوحوں اور خدا کے لئے جاؤ

(۲) صاحب دُعا ہو اور اپنے ساتھیوں کو سکھاؤ کہ اس گھٹنے ٹیکنے میں کیسی
قوت وتاثیر ہے۔

(۳) میں خوش ہوں کہ تم نے یسوع کو سارے گناہ سے نجات دینے والا مان
لیا ہے۔ جہاں کہیں تم کام کرتے ہو۔ اس برکت کو لوگوں تک پہنچاؤ۔ وغیرہ"

جنرل بوتھ اور انکی بیم صاحبہ نے جس طرح سے خداوند کی خدمت کی اور رُوحوں کو
بچانے میں اپنے تئیں تصدق کیا اُسکا اثر انکے بچوں پر ایسا پڑا کہ سبھوں نے اپنے
تئیں اس کام کے لئے مخصوص کیا۔ اگرچہ آپکے ایک بیٹے نے جنوری ۱۹۶
کو مکتی فوج سے استعفا دیکر ایک اور گروہ قائم کیا جو والنٹریانِ امریکہ کہلاتا ہے۔

جنرل بوتھ میں علاوہ دینداری سرگرمی کے کئی ایک اور صفات بھی تھیں جنکے باعث خدا نے انکو اس کام کے لئے چنا مثلاً حسن انتظام جسکے باعث اُس نے مکتی فوج کو باقاعدہ مترتب کیا۔

چنانچہ لارڈ ولزلی فرماتے ہیں کہ جہان میں صرف ایک ہی شخص ہے کہ بلاجنگی تعلیم وتربیت کے میں اپنے سٹاف کا سردار بنا سکتا ہوں اور وہ جنرل بوتھ ہے۔ علاوہ اس کے قوتِ گویائی اور منادی بھی قابلِ تعریف ہے۔ جب وہ منادی کے لئے کھڑا ہوتا ہے تو ایسا معلوم ہوتا ہے کہ گویا کوئی قدیم نبیوں میں سے ہے۔ یعنی چمکیلی ڈاڑھی۔ نوک دار ناک۔ تیز نظر۔ اُٹھایا ہوا ہاتھ موسیٰ یا ایلیاہ کی یاد دلاتا ہے

جب جنرل صاحب منادی میں مشغول نہیں ہوتے تو قلم اُنکے ہاتھ میں رہتا ہے اور جوں جوں پھڑکتے مضامین خیال میں گذرتے ہیں قلمبند ہوتے جاتے ہیں۔ ہمارے ہندوستان بلکہ پنجاب کو بھی اپنے قدوم میمنت لزوم سے شرف بخشا اور بہتوں کو زبانی خلوتی پند و نصیحت صلاح و مشورت سے فیض پہنچایا۔ ہمارے پادری احسان اللہ صاحب کو اُن سے بہت اُنس تھا اور انہیں کے ذریعہ اُن کے دل پر اور انکے رویہ پر بہت اثر ہوا۔ خدا انکے کام پر بہت برکت بخشے۔ اور ہندوستان کے لئے کسی جنرل بوتھ کو تیار کرے +

خادم الدین کو کبھی بغیر پھل کے نہیں ہونا چاہئے - اگر گذشتہ بارہ مہینوں میں اسکی خدمت سے کسی کا دل نہیں بدلا تو ضرور ہے کہ وہ اپنا دل خدا کے سامنے انڈیل کر اپنے خطرے سے آگاہ ہو۔ شاید وہ غافل ہو گیا ہوگا یا عبادت میں کوتاہی کرتا ہوگا یا کسی قسم کے گناہ یا شیطانی وسوسے میں گرفتار ہو گیا ہوگا۔ اس شخص کی زندگی میں ضرور کوئی بڑا بھاری نقص ہوگا جو سال بھر تک وعظ نصیحت کرتا رہے اور آخر ایک مرد یا عورت یا بچہ کی نسبت بھی کہہ نہ سکے کہ اسکو میری خدمت سے مسیح کی نجات کا علم زیادہ حاصل ہو گیا ہے +

بائبل اور دعا کا مطالعہ
مقدس لوقا کی انجیل

۱۔ دیباچہ

جن شخصوں کی معرفت بائبل کے صحیفے لکھے گئے۔ ان میں سے صرف لوقا ہی یہودی نہ تھا۔ پیارے طبیب اور مقدس پولوس کے رفیق لوقا کا مختصر ذکر کلسیوں ۴:۱۴ فلیمون ۲۴ اور ۲ تیمطاؤس ۴:۱۱ میں آیا ہے۔ رسولوں کے اعمال کا لکھنے والا بھی یہی ہے۔ یہ انجیل چونکہ ایک غیر قوم نے غیر قوم لوگوں کے لئے لکھی اسلئے ہم لوقا کی انجیل کو انجیلِ عامہ کا نام دے سکتے ہیں۔ اس میں یہ ظاہر کیا گیا ہے کہ یسوع تمام بنی آدم کا بلا امتیاز قوم۔ درجہ یا حیثیت نجات دہندہ ہے غور کیجئے کہ انجیل کے غیر قوموں میں پھیل جانے کے کتنے حوالے ملتے ہیں۔ مثلاً

۱:۷۹ + ۲:۳۱-۳۲ + ۳:۶ + ۴: ۲۵-۲۷ (صور وصیدا) ۱۳:۲۹ + ۲۴:۴۷+

ہر قسم کے لوگ اس کے احاطہ میں آتے ہیں۔ سامری (۹:۵۱-۵۶ + ۱۷:۱۱-۱۹)

غریب (۲:۱-۲۰ + ۶:۲۰ + ۱۴:۲۱) چھوٹے بچے (۱۹:۱۵-۱۷) عورتیں (۸:۱-۳ + ۱۰:۳۸-۴۲ + ۲۳:۲۷-۲۸) ثانیاً یہ انجیل مسیح کی انسانیت کی انجیل ہے اور اسکی انسانی زندگی کی تمام منزلوں کا بیان کرتی ہے (۲:۴-۷-۲۱-۲۲-۴۰-۴۲-۵۱-۵۲ + ۳:۲۳ وغیرہ) اس امر کے بیان سے کہ وہ کیسے بار بار دعا کرتا تھا ظاہر کرتی ہے کہ کیونکر اسکا تمام بھروسہ اور انحصار خدا پر تھا۔ وہ اسکی غریبوں۔ کمزوروں کی نسبت زیادہ [illegible] اور [illegible] ہمدردی کا بیان کرتی ہے [illegible]

۲۰ + ۱۹: ۱-۱۰ + ۷: ۳۶-۵۰ ، ۲۳: ۴۲-۴۳) لوقا یسوع کے عہدوں کو پیشین گوئیوں کی طرف توجہ دلاکر (متی کی مثل)، یا اُسکی ذاتی عظمت کا بیان کرکے (مرقس کی مثل) یا اُن عجیب کلموں کو درج کرکے جو اُس نے اپنے حق میں کہے (یوحنا کے نمونہ پر) نہ پیش نہیں کرتا بلکہ صرف اس سادہ موثر بیان سے کہ اس عجیب زندگی نے پنگھوڑے سے لیکر قبر تک کیا کیا ترقی کی۔ وہ ایسا مرد تھا کہ ضرور ہے کہ وہ خدا بھی ہو۔ اسلئے ہم ثالثاً - یہ بھی کہہ سکتے ہیں کہ لوقا کی انجیل سب سے صحیح اور باترتیب ہے۔ اس امر کا بیان لوقا اپنے دیباچہ میں کرتا ہے (۱: ۳-۴) اسکا مدعا یہ تھا کہ مسیح کی زندگی کے واقعات ہمارے سامنے پیش کرے۔ مشہور مفسر گوڈٹ اس انجیل کے مضامین کی تقسیم یوں کرتا ہے +

اوّل - دیباچہ ۱: ۱-۵

دوم - آپ کے بچپنے کے حالات ۱: ۵ تا ۲: ۵۲ +

سوم - مسیح کی آمد ۳: ۱ تا ۴: ۱۳

چہارم - گلیل میں یسوع کی خدمت ۴: ۱۴ تا ۹: ۵۰ -

پہلا دور ۴: ۱۴-۴۴ - دوسرا دور ۵: ۱ + ۶: ۱۱ تیسرا دور ۶: ۱۲ + ۸: ۵۶ + چوتھا دور ۹: ۱-۵۰ +

پنجم - گلیل سے یروشلیم تک کا سفر ۹: ۵۱ تا ۱۹: ۲۰ پہلا دور ۹: ۵۱ + ۱۳: ۲۱ - دوسرا دور ۱۳: ۲۲ + ۱۷: ۱۰ - تیسرا دور ۱۷: ۱۱ + ۱۹: ۲۰ +

ششم - یروشلیم میں قیام ۱۹: ۲۱ تا ۲۱: ۳۸ +

پہلا دور ۱۹: ۲۸-۴۴ - دوسرا دور ۱۹: ۴۵ + ۲۱: ۴ + تیسرا دور ۲۱: ۵-۳۸ +

ہفتم - دکھوں کا ہفتہ ۲۲، ۲۳ باب +

ہشتم - مُردوں سے جی اُٹھنا اور آسمان پر صعود کر جانا ۲۴ باب +

اِن سے ہم پر کون دوسرا اثر ہوگا آیات ۲۹ و ۳۴ کے ہر ایک لفظ پر غور کرو +

۲۴ ۔ ۲۲ : ۱ ۔ ۳۰ ۔ "ایسا ہی کیا کرو" کیا میں مسیح کے اس آخری مرتے وقت کے حکم کو نہ ظاہرداری سے پورا کرتا بلکہ کیا اِسکے اصل منشاء کو بھی مانتا ہوں +

۲۵ ۔ ۲۲ : ۳۱ ۔ ۵۳ + آیت ۴۲ ۔ یہہ دُعا کس طرح سے اُس پہچان کا ترقی پاتا ہے جو اُسے پیچھے ہیں ملی ۔ (۲۱) اُس کی اپنی تعلیم کی ایک مثال جو اُس نے دُعا کے بارے میں دی (لوقا ۲ : ۴۹ + متی ۶ : ۱۰) +

۲۶ ۔ ۲۲ : ۵۴ تا ۲۳ : ۱۲ وُہ کونسے اسباب تھے جنکے سبب سے پطرس نے انکار کیا ۔ آیات ۲۲ ۔ ۳۴ ۔ ۴۴ ۔ ۴۶ ۔ ۵۴ ۔ ۵۵) ۔

۲۷ ۔ ۲۳ : ۱۳ ۔ ۳۶ ۔ اُن مختلف گروہوں پر نظر ڈالو جو صلیب کے گرد کھڑے ہیں ۔ عورتیں ۔ حاکم ۔ سپاہی اور چوروں اور کونسی تین نظیریں ہیں کہ یسوع کو دوسروں کا فکر تھا +

۲۸ ۔ ۲۳ : ۳۹ ۔ ۴۰ تا ۲۴ : ۱۲ ۔ مسیح کے جی اُٹھنے کی خبر سُنکر ہمارے دلوں میں کیا خیال پیدا ہوتے ہیں (۲۴ : ۴ ۔ ۵ ۔ ۸ ۔ ۱۱ ۔ ۱۲) اِن سے میری زندگی میں کیا تبدیلی پیدا ہوئی +

۲۹ ۔ ۲۴ : ۱۳ ۔ ۳۵ ۔ کیا میں ہر صبح جی اُٹھے ہوئے مسیح سے مطالب بائبل کی مشکلات پُوچھتا ہوں اگر نہیں تو کیا اسی سبب سے یہہ مطالعہ مجھے کبھی کبھی دوبھر معلوم ہوتا ہے +

۳۰ ۔ ۲۴ : ۳۶ ۔ ۵۳ ۔ یسوع کا جُدا ہوتے وقت کا حکم کیا ہے کیا میں نے اِن لفظوں میں خُدا مرد کے جلال کو دیکھا ہے ۔ تو پھر کیا میں اُس کا [illegible] ہوں ۔ جب خدا [illegible] تو دو خطرے ہیں ۔ ایک یہ کہ اُسکے ہاتھ کو [illegible] سمجھنا اور دوسرا اُسکی [illegible] سے بیزار ہو جانا ۔ چاہئے کہ ہم [illegible] ہوں اور [illegible] بھی ہوں +

ہے منور سما سے تا بہ سمک — نور پھیلا ہوا ہے دور تلک
رقص کرتے ہیں اس خوشی سے فلک — تہنیت گا رہی ہے فوج ملک

منجی مومناں کی آمد ہے

خوب جب پا چکے کہ امتوں سے — پائے احکام جب رسولوں نے
سب کہے پیغام اب رسولوں نے — دی خبر جس کی سب رسولوں نے

اس شہ مرسلاں کی آمد ہے

کفش جس کے فلک کا تاج سر — جو ہے زوج حضرت آدم پیغمبر
جو ہے سارے جہان سے برتر — جس کا ثانی نہیں ہے کوئی بشر

اس وحید زماں کی آمد ہے

جو ملائک سے بڑھ کے نیک صفات — رحمت ایزدی ہے جس کی ذات
جس کی بخشش کا ایک درم ہے حیات — جی اٹھے مردہ سن کے جس کی بات

ایسے معجز بیاں کی آمد ہے

چہرہ جس شہ کا ہے مہ کامل — ماہ و دو ماہ جس سے ہیں خجل
جس سے پر نور انجم کی محفل — جس سے روشن ہوا اپنا خانۂ دل

اس مہ دلستاں کی آمد ہے

قصر ہے جس کے مہر سے کمتر — فیض جس کا ہے تا بہ عالم زر
منزلت جس کی ماہ سے بڑھ کر — مہر گرداں ہے جس کا ذرۂ در

اس تجلی نشان کی آمد ہے

کیوں نہ برسے ہو سنبل بید سفید — رخ تیرہ ہے اب سفید سفید
تھی یہ مشتاق کی جو امید نوید — دل شکستوں کو دوں نوید سفید

شافع عاصیاں کی آمد ہے

دیکھو وہ آتا ہے

ایل ۔ ایس ۔ ڈی

وعدہ ۔ یسوع جس طرح تم نے اُسے آسمان پر جاتے دیکھا ہے ۔ اسی طرح پھر آئیگا۔

(اعمال ۱ : ۱۱) +

تاریخ ۔ اُس دن اور اس گھڑی کی بابت کوئی نہیں جانتا ۔ (متی ۲۴ : ۳۶) +

اچانک ۔ جیسے بجلی پورب سے کوندھ کر پچھم تک دکھائی دیتی ہے ویسے ہی ابن آدم کا آنا ہوگا ۔ متی ۲۴ : ۲۷ +

آگ میں ۔ بھڑکتی ہوئی آگ میں آسمان سے ظاہر ہوگا اور جو خداوند کو نہیں پہچانتے اور ہمارے خداوند یسوع کی خوشخبری کو نہیں مانتے اُن سے بدلا لے گا ۔

(۲ ۔ تسلونیکیوں ۱ : ۸) +

جلال میں ۔ ابن آدم اپنے جلال میں آئیگا ۔ متی ۲۵ : ۳۱ +

دُنیا کا ظہور ہے ۔ اس وقت دو آدمی کھیت میں ہونگے ۔ ایک لے لیا جائیگا اور دوسرا چھوڑ دیا جائیگا ۔ متی ۲۴ : ۴۰ +

جاگتے رہو ۔ پس جاگتے رہو کیونکہ تمہیں معلوم نہیں کہ کس دن تمہارا خداوند آئیگا ۔ (متی ۲۴ : ۴۲) +

تیار رہو ۔ پس تم بھی تیار رہو کیونکہ جس گھڑی تمہیں گمان بھی نہ ہوگا اسی میں ابن آدم آجائیگا ۔ متی ۲۴ : ۴۴ +

استقبال ۔ پھر ہم جو زندہ باقی ہونگے اُنکے ساتھ بادلوں پر اٹھائے جائینگے تاکہ ہوا میں خداوند کا استقبال کریں اور اس طرح ہمیشہ خداوند کے ساتھ رہیں گے ۔

۱ ۔ تسلونیکیوں ۴ : ۱۷ +

کیونکہ اسکا آنا آج کے دن ہو تو ؟

برہمن نے سچ کہا

شہر بنارس کا ذکر ہے کہ ایک انگریز پادری منادی کر رہا تھا۔ دیر تک لوگ چپ چاپ سنتے رہے۔ آخر کو ایک برہمن بول اٹھا دیکھو یہ لوگ کیا کرتے ہیں۔ لوگوں نے جواب دیا کہ وہ منادی کرتے ہیں۔ برہمن نے کہا۔ یہ تو سچ ہے لیکن صاحب کے ہاتھ میں کیا ہے۔ جواب ملا کہ نیا عہد نامہ۔ اس پر برہمن نے کہا ٹھیک نہ عہد نامہ تو ہے لیکن نیا عہد نامہ کیا ہے۔ ٹھہرو میں تمہیں بتاتا ہوں یہ انجیلی کلہاڑا ہے جسکو انگریزی دستہ لگا ہوا ہے۔ جب دیکھو وہ اس کلہاڑے سے کاٹتے ہی رہتے ہیں اور وہ کاٹتے کس چیز کو ہیں۔ ہندومت کے شریف درخت کو۔ اس درخت نے ہندوستان کی زمین میں ہزاروں برسوں میں جڑ پکڑی۔ اس کی شاخیں سارے ہند پر چھائی ہیں۔ یہ بڑا شریف متبرک درخت ہے۔ لیکن یہ لوگ ہر روز آ کر انجیلی کلہاڑے سے کاٹتے رہتے ہیں اور گو یہ درخت بڑا مضبوط ہے پر ایک نہ ایک دن ضرور گر پڑیگا۔

پادری صاحب نے جواب دیا کہ یہ تو آپ نے درست فرمایا لیکن کئی دستے ٹوٹ جاتے اور کئی بیکار ہو جاتے ہیں اور ولایت سے دستے منگواتے اور انہیں ٹھونکتے ٹھانکتے دیر لگ جاتی ہے۔

اس پر برہمن نے آہ مار کر کہا۔ ہائے اگر یہی صورت ہوتی تو درخت کو کچھ آرام ملتا اور وہ بچا رہتا۔ لیکن اصل سبب کیا ہے۔ جونہی کوئی دستہ آپ کو ماندہ یا بیکار پاتا تو وہ کہتا ہے کہ اب میں کیا کروں۔ اب مجھ میں کلہاڑا چلانے کی ہمت نہیں رہی۔ تو کیا کاٹنا ہی چھوڑ دوں۔ نہیں وہ درخت کی شاخوں کو دیکھ کر کہتا ہے کہ ان سے عمدہ دستے نکل سکتے ہیں۔ پس وہ فوراً کسی شاخ کو کاٹ کر دستہ بنا لیتا ہے۔ ولایتی دستہ نکالا جاتا اور دیسی دستہ اس کی جگہ لگایا جاتا ہے اور یہی بات

جزیرہ تنّا کے مردم خور وحشی

ایل۔ ایس۔ ڈی

ڈاکٹر جان پیٹن صاحب چالیس برس سے جزائر نیو ھیبرڈیز میں مشنری کا کام کر رہے ہیں۔ ذیل کا بیان اس بزرگ کے ایک دوست نے انکی زبانی سنکر لکھا ہے +

یہہ جزائر چار سو میل سے کچھ اوپر وسعت میں پھیلے ہیں اور آسٹریلیا سے سب سے نزدیک جو جزیرہ ہے وہ چودہ سو میل کے فاصلہ پر ہے یہاں چالیس اور پچاس ہزار کے مابین آدم خور وحشی رہتے ہیں جنھوں نے مسیح کا نام نہیں سنا اور وہ اپنے بدن پر کپڑا بالکل نہیں رکھتے۔ ان میں سے بعض لوگ پادریوں کے لئے درخواست کر رہے ہیں لیکن اکثر مشنریوں کا آنا پسند نہیں کرتے +

تین برس کا عرصہ گذرا کہ بزرگ ڈاکٹر جان پیٹن کا صاحبزادہ پادری فرینک پیٹن جزیرہ تنّا میں گیا اسکو مدّت سے یہاں جانیکا شوق دامنگیر تھا لیکن اُس کے دوستوں نے اُسے سمجھایا کہ لوگ تمہیں ضرور مار ڈالینگے اور اُسکا اپنا بھی یہی خیال تھا۔ ان وحشیوں نے پانچ مشنریوں کو مار ڈالا اور ان میں سے دو کو کھا لیا تھا۔ آخر کار مسٹر پیٹن نے زمین خریدنے کا وعدہ لیا اور وہاں کچھ لکڑیاں لایا کہ اپنا مکان تعمیر کرے۔ وُہ اپنے چند معتبر دیسی مددگاروں کو ساتھ لیکر یہاں آیا۔ اور زمین خرید کر مکان بنانا شروع کیا۔ جزیرے کے لوگ ان اجنبیوں کے گرد اکثر آ بیٹھتے تھے اور انکے چہروں سے انکی ناراضگی اور دلی عداوت ظاہر ہوتی تھی۔ یہہ بیچارے سبھی ہمیشہ اسی اندیشہ میں رہتے تھے کہ دیکھیں کب نکلنا پڑے +

پیٹن صاحب نے اِن لوگوں سے دوستی پیدا کرنیکی بہت کوشش کی اور ہر صورت انپر یہہ امر روشن کیا کہ میں تمہاری مدد کرنیکو آیا ہوں سو وُہ الٰہی عبادتیں اور وعظ و تلقین

کی مجلسیں اکثر کرتا تھا جن میں یہہ لوگ بکثرت آتے تھے لیکن اُنکے دل پر کسی قسم کی تاثیر ہوتی معلوم نہ ہوئی۔ آخرکار جزیرے کے بعض لوگ آپس میں ایک دوسرے کو کہنے لگے کہ ان لوگونکو ہم نے یہاں بہت ٹھہرنے دیا اب آؤ انکا کام تمام کریں۔ اگلے دن مسیحیوں نے اپنی چھوٹی سی کشتی میں ایک دوسرے جزیرے کو جانا تھا اور یہہ موقعہ ان وحشیونکو گویا خداداد معلوم ہوا اور یہہ ٹھہری کہ کسی ٹیلے پر جا کر چھپ رہیں اور کشتی کے نزدیک سے گذرتے وقت ہر ایک کو اپنی بندوق کا نشانہ بنائیں +

قسمت انکی یاور معلوم ہوئی۔ کشتی وہاں سے روانہ ہوئی تھی اور یہہ ٹیلوں پیچھے چھپ رہے تھے شام کو کشتی پھر واپس آ رہی تھی اور اس ٹیلے کے نزدیک پہنچی ہی تھی کہ ایک تند ہوا کا جھونکا آنے سے کنارے سے پرے ہٹ گئی اور ان بدمعاشوں کی گرفت سے نکل گئی۔ پھر گہری دھند چھا گئی اور جب مطلع کچھ صاف ہوا تو یہہ وحشی کیا دیکھتے ہیں کہ کشتی دور بسلامت جا رہی ہے +

وحشی کشتی کے منتظر بیٹھے ہیں

اس پر وہ وحشی چلا اُٹھے کہ ہمارا منصوبے باندھنا عبث ہے۔ عیسائیوں کا خدا بڑا زبردست ہے۔ اُسے ہماری تدبیریں معلوم تھیں اور اسلئے اُسنے آندھی بھیجی۔ اگر وہ عیسائیونکو اس طرح بچا سکتا ہے تو ہماری خیر اسی میں ہے کہ انکے مارنے کا خیال تک چھوڑ دیں۔ ہائے کہیں

وہ اسکا ہم سے بدلا نہ لے اور ہم پر کوئی آفت نہ لائے ✤

کچھ عرصے تک امن و امان رہا ۔ گو وہاں ایک فرنگی سوداگر تھا جو لوگوں کو اکثر ستاتا رہتا تھا ۔ وہ بھلا مانس آدمی نہ تھا ۔ ایک دفعہ کا ذکر ہے کہ جزیرۂ تنّا میں چند انگریز جہاز میں آئے اور منجملہ دیگر بدمعاشیوں کے وہاں کے سردار کی تین بیٹیاں چُرا لے گئے اور انہیں جہاز میں چھپا لیا ۔ اُنکا منشا یہہ تھا کہ انہیں بیچکر فروخت کریں ۔ یہہ لڑکیاں بڑے درجہ کی حسین اور خوبصورت تھیں ۔ انکے باپ اور چچا نے اس سوداگر کی منت کی کہ ہماری مدد کیجئے لیکن اُس نے ذرا بھی پروا نہ کی ۔ آخر کو وہ پادری صاحب کے پاس آئے اور اس نے جہاز کے کپتان کو لکھ بھیجا کہ لڑکیوں کو واپس کر دو ۔ لیکن اُس نے انکار کیا اور کہا ۔ کچھ فاصلے پر جہاز کا لنگر جا ڈالا ۔ دوسرے دن پیٹن صاحب کشتی میں سوار ہو کر گئے اور کپتان کو بہت سمجھایا کہ خیر چاہتے ہو تو ابھی لڑکیاں واپس کر دو ورنہ میں سرکار انگلشیہ کو رپورٹ کر دونگا اور تمہیں کیفر کردار کو پہنچا دونگا لیکن اُس بدذات نے ایک نہ مانی ۔ آخر کو یہہ بیچارہ اپنا سا مُنہہ لئے اور اپنے نام کے مہذّب ہموطنوں کی پست حالت پر افسوس کرتا جزیرے کو واپس ہوا ۔ لیکن ابھی آدھی راہ ہی آیا تھا کہ کپتان نے اُسے واپس بلا کر لڑکیاں اُس کے حوالے کیں ✤

کنارے پر لوگوں کا جمگھٹا لگا تھا اور وہ اُن عیسائیوں کو جو کشتی میں تھے اظہارِ عزّت و شکر گذاری میں اپنے کاندھوں پر اُٹھا لیگئے ۔ اُنکے سردار نے کہا ۔ تمہارے خدا نے تمہاری دُعا اور منّت کی آواز سُنی ۔ میں اُسکی بابت اَور دریافت کرنا چاہتا ہوں ۔ اور دوسرے دن اپنے شہزادونکو بھی عبادت میں لایا اور تعلیم پانی شروع کی ۔ ہر روز وہ آتے رہے ۔ اُنکے دل تبدیل ہو گئے اور جب انہوں نے کافی تعلیم پالی اور بخوبی سمجھ گئے کہ ہمارا نجات دہندہ کون ہے اور ہم سے کیا کچھ طلب کرتا ہے اور کہ ہمکو کیسی زندگی بسر کرنی چاہئے ۔ تو انہیں بپتسمہ کے رُو سے کلیسیا میں شامل کیا گیا ۔ اُنہوں نے اپنے خاندانوں اور دوستونکو اس نجات کی خبر دینی شروع کی ۔ اور تھوڑے عرصہ میں ایک گرجا تعمیر کیا ✤

اُنکا سردار مسیحی کام میں بڑی دلچسپی لیتا ہے ۔ یہاں ایک کرسچن اینڈیور سوسائٹی بھی

ہے۔ اُن کی دلی آرزو ہے کہ اس جزیرے کا ہر ایک شخص مسیحی ہوجائے اور وہ اس طور پر اسکے سرانجام دینے کی کوشش کرتے ہیں۔ کہ منگل کے روز سردار اپنے مددگاروں کو ساتھ لیکر جزیرے کے شمالی حصے میں جاتا ہے۔ وہ ہر ایک خاندان میں جاتے۔ بائبل پڑھ کر سُناتے۔ مسیحی مضامین پر گفتگو کرتے۔ گیت گاتے اور انکے ساتھ دُعا کرتے ہیں اور انہیں گرجا میں آنے کی دعوت دیتے ہیں۔ جمعہ کے روز سردار اور مددگاروں کو ساتھ لیکر جزیرے کے جنوبی حصے میں جاتا ہے۔

اتوار کے روز گرجا میں باقاعدہ عبادتیں ہوتی ہیں۔ صبح سورج کی روشنی ہوتے ہی ایک باضابطہ عبادت منعقد ہوتی ہے۔ اسکا کل انتظام مسیحیوں کے ہاتھ میں ہے۔ اتوار کو کسی قسم کا کام کیا نہیں جاتا یہاں تک کہ کسی قسم کا کھانا بھی پکایا نہیں جاتا الا اس صورت میں کہ کوئی شخص سخت بیمار ہو اور اُسے تازہ غذا درکار ہو۔ ہر ایک چیز سنیچر کے دن تیار کی جاتی ہے اور اس لئے وہ سنیچر کو تیاری کا دن کہتے ہیں۔ یہہ امر ہم ہندوستانی مسیحیوں کے لئے کیسی شرم کا باعث ہے +

تین سال کے عرصے میں دو ہزار سے اوپر وحشیوں نے مسیح کو قبول کیا اور اُس کی راہیں سیکھ لی ہیں +

اکتوبر ۱۸۹۹ء میں ڈاکٹر جان پیٹن کی معرفت تناکی کرسچن انڈیور سوسائٹی نے امریکہ کے لوگوں کو مسیحی سلام بھیجا۔ اور اہل امریکہ نے بڑی خوشی اور شکرگذاری سے اس پیغام کو قبول کیا۔ ایسے بیان پڑھ کر ہمارے دلوں میں بھی شکرگذاری پیدا ہوتی ہے کہ خدا ہمارے دنوں میں بھی ایسے ایسے عجیب کام کر رہا ہے اور ساتھ ہی یہہ فکر بھی دامنگیر ہوتا ہے کہ ہمارے ہندوستان میں اسکا کام یوں ترقی کیوں نہیں پاتا؟ خدا تو وہی ہے۔ اُس کا ہاتھ تو کوتاہ نہیں ہوگیا۔ پھر کون امر اس کا مانع ہے؟ خود کلیسیا یا کلیسیا کے بیرونی اسباب؟

اِدھر اُدھر کی خبریں

بائبل کے بعض پودھے - واعظ کی کتاب کے ۱۲ باب میں جو استعارات بڑھاپے سے متعلّق ہیں اُنکے سمجھنے میں نہایت دقّت واقع ہوتی ہے - مشکل یہہ ہے کہ ترجمہ نے بھی بہت کچھ مطلب ضبط کر دیا ہے - چنانچہ پانچویں آیت میں "بادام ناپسند ہووے -" کے حاشیہ پر لکھا ہے "یا - بادرخت پھوٹنے لگے" - جسکا مطلب زیادہ صاف ہے کیونکہ بادام کا درخت جسوقت پھوٹنے لگتا ہے تو بوڑھے آدمی کے بالوں کی طرح سفیدی پر ہو جاتا ہے اور پتّیاں پیچھے نکلتی ہیں - "پھر خواہش نفس مٹ جائے" کا ترجمہ انگریزی نئے ترجمہ میں ایک درخت کا نام ہے جسکا پھل ہاضمہ درست کرنے کے کام آتا ہے یعنے مقوّی معدہ دوائی کا اثر بھی جاتا رہے - اِسی طرح خیال کیا گیا ہے کہ ۲ - سلاطین کے ۶ باب ۲۵ آیت میں "کبوتروں کی بیٹ" ایک کڑوے پودے کا نام ہے +

حاسد عقاب - کہتے ہیں کہ ایک عقاب نہایت تیز پرواز تھا - اسکا ایک رفیق یہہ دیکھکر خار کھایا کرتا تھا - مگر کچھ بن نہ پڑتا تھا ایک روز کا ذکر ہے کہ اُسنے ایک شکاری کو دیکھا اور کہا کہ آپ کسی صُورت سے اس عقاب کو مار کر گرا دیجئے - شکاری نے جواب دیا کہ افسوس میرے تیروں کے لئے پر نہیں رہے - اِس پر اُس حاسد عقاب نے اپنے بازو میں سے ایک پر نکالکر اسکو دیا - مگر وہ دوسرا عقاب اتنی بلندی پر تھا کہ تیر وہاں تک نہ پہنچ سکا - حاسد عقاب نے اور بہت سے پر اُکھیڑے - آخر نوبت باینجا رسید کہ آپ ٹنڈ منڈ ہو بیٹھے اور اُڑنے سے بھی رہ گئے - شکاری نے پھر اُسی کو ایسا نشانہ لگایا کہ اُس کے جگر سے پار ہو گیا - حاسد کا انجام یہی ہے - وہ خود اپنا نقصان کر بیٹھتا ہے +

کچھ عرصہ ہوا کہ ایک شخص نے مجھ سے سوال کیا کہ محمد نے مسیح سے چھ سو سال

بعد اپنا مذہب جاری کیا اور اسوقت اسکے پیرو عیسائیوں سے زیادہ ہیں - اسکی کیا وجہ ہے
میں نے جواب دیا کہ ضرور نہیں کہ محمد کا پیرو ہو کر کوئی شخص اپنا انکار کرے یا اپنی صلیب اُٹھائے۔
وہ سب پلید اور نفرتی گناہوں میں زندگی بسر کر سکتا ہے - لیکن مسیح کے پیرو کے لئے ضرور ہے
کہ دنیا سے نکل آئے اور روز بروز اپنی صلیب اُٹھا کر مسیح کے پیچھے چلے +

سپرجن صاحب نے کسی موقعہ پر یہہ تمثیل سنائی - کہ ایک ظالم بادشاہ نے اپنی رعایا میں سے کسی لوہار کو بلا کر حکم دیا کہ ایک زنجیر بنالا - اس لوہار نے بھٹی میں لوہا ڈھالکر زنجیر تیار کی اور بادشاہ کے حضور لیکر حاضر ہوا - بادشاہ نے حکم دیا کہ اسکو دوچند لمبا بناؤ - اُسنے حکم کی تعمیل کی اور پھر اسے ارشاد ہوا کہ اسکو دُگنی کرو - جب لوہار زنجیر تیار کر کے بادشاہ کے پاس لیگیا تو اُس نے حکم دیا کہ اس لوہار کو اسی زنجیر سے جکڑ کر قیدخانہ میں ڈالدو - سپرجن صاحب نے فرمایا کہ شیطان اسی طرح کیا کرتا ہے - وہ بنی آدم سے زنجیر بنوا کر اور خود انہیں کے ہاتھ پانو اس سے باندھ کر ہر کی تاریکی میں ڈالدیتا ہے - ہر ایک گنہکار کا یہی حال ہے - مگر شکر ہے کہ خدا کا بیٹا ہر ایک قیدی کی زنجیریں توڑنے پر قادر ہے بشرطیکہ وہ اُسکے پاس آجائے +

میں نے ایک کنوئیں کا ذکر سنا ہے جو ہر طرح سے اچھا تھا مگر اسمیں دو عیب تھے یعنے جاڑے میں وہ یخ بستہ ہوجاتا اور گرمی کے موسم میں خشک ہوجاتا تھا - نہائت عجیب بات معلوم ہوتی ہے مگر اس قسم کے بہت سے کنوئیں ہیں - بہت لوگ بعض خاص خاص اوقات پر اچھے ہوتے ہیں - ہمیں ضرور ہے کہ ہر وقت سرگرم رہیں - لوگ کہا کرتے ہیں کہ جسوقت لوہا گرم ہو اسکو کوٹ ڈالو - مگر کنواسویل صاحب کا قول ہے کہ کوٹ کر لوہے کو گرم کرنا چاہئے +

توبہ میں چار باتیں شامل ہیں - یعنے گناہ کا قائل ہونا - اُسپر غم کرنا - خدا کے سامنے اُسکا اقرار کرنا اور اُس سے منہہ موڑنا + (ڈی ایل موڈی)

ہم نے سُنا ہے کہ پادری گرے صاحب کو ولایت کے ایک مدرسہ علم الٰہی کا اہتمام پیش ہوا ہے۔ اور موسوم سوسائٹی اُنکے منظور کرنے پر اصرار کرتی ہے۔ اسوقت چونکہ تجربہ کار پرانے مشنری پنجاب میں خال خال رہگئے ہیں ہم گرے صاحب جیسے لائق شخص کی خدمات موسوم سوسائٹی کو دے نہیں سکتے۔ اسلئے شاید یہہ اشارہ دینا بے موقع اور نامناسب نہ ہوگا کہ پنجاب کے بھیجنے کی طرف سے ایک زبردست میموریل لاٹ بھیجا جائے۔ بقول اڈین کرسچن میسنجر تناولی (جنوبی ہندوستان) ایس سی ایم ایس کے دو کالج اور لڑکے لڑکیوں کے لئے کئی سکول ہیں۔ پچاس ہزار مسیحی ساٹھ دیسی پاسٹر ونکی زیر نگرانی ہیں یورپین مشنری چار ہیں جنمیں سے دو مینوڈ ج کونسل کے چیرمین ہیں+ پچھلے سال امریکی بیبل سوسائٹی نے بائبل کی چودہ ہزار جلدیں زولو لوگونکو انکی زبان میں بھیجیں جاپان کا ایک مشنری لکھتا ہے کہ جاپان کے لوگ شوق سے بائبل خرید رہے ہیں۔ ایک دن ہم نے ۵۵۵ نسخہ (حصے) بیچے ہیں اور مہینہ میں ۳۴۰ + سکاٹ لینڈ کی بائبل سوسائٹی نے پاک کلام کی پانچ ہزار جلدیں اپنے سکرٹری ڈاکٹر پادری سینڈر کے ذریعہ جنوبی افریقہ کے سپاہیوں کو بطور انعام بھیجی ہیں +

بمبئی کا ایک غیر مسیحی اخبار لکھتا ہے کہ ہندوستان میں ایسے شخصونکی بڑی ضرورت ہے جو اپنے علم اور ہمدردی سے خود بخود انجیل کی خدمت کریں۔ یہہ شخص ایسا فائدہ پہنچا سکتے اور ایسا کام کر سکتے ہیں جو پادریوں اور مشن کے ملازموں سے نہیں ہو سکتا۔

لکھنؤ کے لارڈ بشپ صاحب ۱۸- اپریل سے چھ مہینے کی رخصت پر گئے ہیں۔ انکی جگہ واٹکنس صاحب کام کرینگے +

مدراس ڈسٹرکٹ ہندوستانی کرسچن ایسوسی ایشن کے ممبران کا شمار پچھلے برس ۔۔۔ سے ۳۲۳ ہوگیا۔ رنگون دادہ ناگمنڈ و بنگلور کی تین شاخ ایسوسی ایشن کا شمار ۱۸۹۸ میں ۱۵۴ تھا لیکن پچھلے سال ۱۹۰ تک پہنچا۔ اس طرح کل ایسوسی ایشن کا شمار پچھلے سال ۴۲۴ سے ۷۰۰ تک پہنچگیا اور کمیٹی کی اُمید ہے کہ ان تین سال میں ممبران کا شمار ۱۰۰۰ تک پہنچ جائیگا گذشتہ سال کی میزان ۲۶۹-۲-۳ تھی۔ اور بھر کا چندہ جو ایسوسی ایشن کے ممبران سے وصول ہوا وہ مرت سرکا ہے اور ایک اور خاص چندہ تھا کل آمدنی بمعہ سُود کے ۲-۰-۱۶۹ ہوگی در شنبولی میں غریب مسیحی

THE MASHI.

AMRITSAR.

Vol. V. *May. 19[illegible].* *No. 5.*

CONTENTS.

Literary Communications *alone* should be addressed to the Editor. Business Letters and Remittances to the Manager, "Masihi," Amritsar.

Annual Subscription, Re. 1-8-0.

مسیحی

جلد ۵ — امرتسر — نمبر ۶

۱۵- جُون - ۱۹۰۰ء

فہرستِ مضامین

گلدستہ اخبار

معذرت۔ ایل مطبع کی غلطی سے جنرل بوتھ صاحب کی تصویر جو کئی روز سے تیار پڑی تھی۔ پچھلے مہینے روانہ نہ کی گئی اور اب اس نمبر کے ساتھ بھیجی جاتی ہے۔

پچھلے دس سال میں دیسی پروٹسٹنٹ مسیحیوں کی تعداد ۵۵۹۶۱۵ سے ۷۵۵،۲۰۷ تک پہنچ گئی ان میں ۲۰۰۰ مسیحی ایسے ہیں جو ۱۰۰۰ خادم الدین ہیں۔ ۹۰ طبابت کرتے ہیں۔ ۱۰۵۸ سرکاری عہدہ دار ہیں۔ ۴۳۶ مصنف و ایڈیٹر۔ ۳۴ سوداگر ۹۳ وکیل ۱۵ انجینیر اور قریباً ۴۰،۹۳۰ زراعت پیشہ ہیں۔ یہ تعداد کسی صورت سے مکمل نہیں۔ تاہم اس سے صاف ظاہر ہے کہ دیسی مسیحی کیسی ترقی کر رہے ہیں۔ سو سے زیادہ پردیسی مسیحیوں نے ممالک یورپ و امریکہ کی سیر کی۔ اس وقت ہندوستان میں ۷۰ مختلف مشن کام کر رہے ہیں۔ ۲۷۹۶ پردیسی مشنری اور ۳۳۰۰۰ ہندوستانی مددگار ہیں۔ ۳۵۱۱۲۹ دیسی مسیحی لڑکے سکولوں اور کالجوں میں تعلیم پا رہے ہیں۔ صرف مدراس کرسچن کالج سے ۱۶۰ پروٹسٹنٹ دیسی مسیحیوں نے امتحانات اعلیٰ کی ڈگری پائی۔ ان میں سے ۲۲، ۳۵ فی صدی مشن یا محکمہ تعلیم میں ہیں۔ ۲۰ر۳۰ فیصدی سرکاری ملازمت میں۔ ۱۸ر۸ فیصدی آزاد پیشہ ۴۰، ۲۶ فی صدی ابھی تک دیگر اعلیٰ علوم کا مطالعہ کر رہے ہیں اور ۲ر۵۲ فیصدی آنریری خادم الدین ہیں۔ زولولینڈ جزائر سمون کے ۶۵۰۰ مسیحیوں نے ایک مدرسے کے لئے ۳۰۰۰ روپیہ چندہ کیا۔ پچھلے برس منچوریا میں ۴،۵۸۰ لوگوں نے بپتسمہ پایا۔ جنوبی ٹراونکور میں ایک نیٹو کرسچن ایونجلائزیشن سوسائٹی قائم ہوئی ہے۔ انجیل کی بشارت کیلئے یہ انجمن روپیہ جمع کریگی۔ اور مناد مقرر کریگی۔ ولایت سے کوڑی تک کی مدد نہ لیگی۔ یہودیوں کو انجیل کی خوشخبری سنانے کے لئے اس وقت ۳۰ سٹیشنوں میں مشن قائم ہیں۔ اور ۶۰۲ کارندے ہیں۔ سالانہ خرچ ۱۵۵۰۰۰ روپیہ ہے۔ پچھلے سو سال میں ۲۰۴۷۴۰ یہودیوں نے بپتسمہ پایا۔ ان میں سے ۲،۷۴۰

جنرل بوتھ صاحب

پروفیسر لیڈ صاحب کے چند خیالات ہندوستان میں مشن کے کام کی نسبت

ہمارے بہت تھوڑے ناظرین واقف ہونگے کہ امریکہ کی ایک مشہور یونیورسٹی کے عالم و فاضل
مسیحی فلاسفر ڈاکٹر لیڈ صاحب اس سال گذشتہ میں اس ملک کے چند بڑے بڑے شہروں میں مسیحی مذہب
کی صداقت پر لکچر دیتے رہے ہیں۔ اگرچہ آپ اس ملک میں بہت تھوڑا عرصہ رہکر واپس تشریف لے گئے لیکن
آپکے بیدار دماغ ہونے اور زبردست منطقی ہونے نے جسقدر مشاہدات کا جمع کر لیا اُسے سرسری طور پر
عبور کرنیوالا شخص تصور بھی نہیں کر سکتا۔ آپ کے خیال میں ہندوستان کے تعلیم یافتہ لوگوں
کا رخ دو جانب کو ہے۔ ایک تو اصلاح پسند خیال ہیں جو اصلی خدا پرستی اور ایک اعتدال کی پرستش
کی طرف ترقی کرنا چاہتے ہیں۔ دوسری جانب وہ خیال ہیں جو دہریت یا مذہب کی نسبت بے پروائی
اختیار کر بیٹھے ہیں۔ اگر زندگی کی طرز میں [illegible] رہے۔ یہ دونو حالتیں سوچ
کے تبدیل خیالات کے زمانہ میں ہوا کرتی ہیں۔ مشنریوں کا فرض ہے کہ اول قسم کے میلان کو ترقی
دیں اور دوسری قسم والے کو حتی الامکان روکیں۔ اس مطلب کو پورا کرنے کے لئے ضرور ہے کہ مختلف
مشنوں میں اتحاد ہو۔ آپکے خیال میں ہندوستان میں تمام بدی کی جہالت اور تعصب اور بداخلاقی کے سبب پیدا
ہوتی ہے اور اسکا علاج یہی ہے کہ عوام کی عقل بذریعہ تعلیم کے شستہ ہو جائے لیکن یہ بھی ضرور نہیں کہ
اعلیٰ تعلیم ہر ایک شخص کو بلا امتیاز دیجائے۔ ہاں ابتدائی تعلیم ہر ایک کے لئے ضرور ہے۔ جسکے ساتھ
دینی اور اخلاقی تعلیم بآسانی اور بخوبی دیجا سکتی ہے۔ اسیطرح عورتوں کو تعلیم دینا گویا سارے ملک
کو تعلیم دینا ہے۔ بعد اسکے آپنے حرفت اور فنون کی تعلیم پر زور دیا اور اشارات سے بتایا کہ لوگ اپنے
ہاتھ سے کام کرنا عار سمجھتے ہیں۔ چنانچہ آپ نے فرمایا کہ اول اصول جو میں کرسچن بابوؤں کو سکھانا چاہتا ہوں
یہ ہے کہ ہاتھ کے کام میں عزت ہے اور یہ کوئی محض قلیوں کا پیشہ نہیں ہے۔ ہندوستان
میں میں سیاحت کرتے ہوئے بارہا میرے دل میں یہ آرزو پیدا ہوئی ہے کہ کلکتہ یا بمبئی کے آدمیوں
سے بھرے بازار میں میرے کاندھے پر بوجھ ہو اور میں دو ایسے بابوؤں کے درمیان پیدل چلوں جو
اپنا بوجھ آپ اُٹھائے ہوئے ہوں لیکن لوگ مجھے بتاتے ہیں کہ یہاں تعلیم یافتہ بچوں سے کوئی کام

کرانا پسند نہیں کرتا اور نہ کوئی صاحب ثروت ترجیح رکھتا ہے کہ اسکی پڑھی لکھی لڑکی کبھی تیار کر
ہاتھ لگائیگا۔ بلکہ بارہا یہ ہوتا ہے کہ کسی محتاج کو مسیحی سکول میں بھیجے گئے ہیں۔ وہ لڑکی سے سر پر اٹھوا کر
گھر کو لیجاتا ہے"۔

قدیم مصری مُردوں میں سنگین دل۔ قدیم مصر میں قاعدہ تھا کہ مُردوں میں خوشبودار
مصالحہ بھر کر انکو مدت تک محفوظ رکھا کرتے تھے چنانچہ مشہور مصری اہراموں میں اسی قسم کی شاہی لاشیں
موجود ہیں۔ مصریوں کے مذہب پر غور کرنے سے ثابت ہوتا ہے کہ وہ انسانی روح کو غیر فانی سمجھتے تھے۔
ایک نشان ان کے اعتقاد کا پتھر کے بھنورے میں پایا جاتا ہے جو وہ مُردوں کے اندر رکھ دیا کرتے
تھے۔ اس کی نسبت بیان کیا جاتا ہے کہ سات مہینے تک زمین کے اندر گھس جاتا
تھا اور جب موسم بہار آتا تو وہ زمین سے نکل آتا تھا۔ اسکو وہ اس امر کا
نشان سمجھتے تھے کہ مُردہ زندہ ہوگیا ہے۔ اس لئے اس بھنورے کو متبرک خیال کرتے اور
پتھر کی مورتیں اس کی صورت میں بنا کر رکھتے تھے۔ عموماً یہ کیڑا سیاہ رنگ کا اور قریب ایک
انچ لمبا ہوتا ہے مگر اسکے بُت بہت بڑے بڑے بنائے جاتے تھے چنانچہ ایک ان میں سے
جو انگلستان کے عجائب خانہ میں موجود ہے چھ فٹ لمبا اور پانچ فٹ چوڑا اور تین فٹ بلند ہے۔
ان بتوں کو تیار دنیا کے مختلف علاقوں میں لایا کرتے تھے چنانچہ اس قسم کے بت سریا
اور فنیکی اور یونان اور اطالیہ اور بعض دیگر ممالک میں پائے گئے ہیں۔ لاش کو خوشبودار مصالحوں
سے بھرتے وقت اُسکا دماغ ایک برتن میں اور دل اور پھیپھڑے دوسرے میں اور باقی اندرونی
اعضا تیسرے برتن میں لاش کے پاس رکھدیے جاتے تھے۔ اور دل کے بجائے لاش کے
اندر اس بھنورے کا دو یا تین انچ لمبا بُت رکھدیا کرتے تھے اور اس رسم کا یہ مطلب تھا کہ جیسا وہ
کیڑا زمین کے اندر غائب ہو کر پھر جی اُٹھا کرتا تھا اسی طرح اس مردے کی نعش تین ہزار سال کے بعد
پھر اُٹھیگی۔ حزقیل نبی کی کتاب کے ۱۱ باب کی ۱۹ آیت میں جو استعارہ سنگین دل اور گوشتین
دل کا مندرج ہے وہ غالباً اسی قدیم رسم سے لیا گیا ہے۔ تا تبدیل شدہ انسان اُس خشک بُت

نعش کی مانند ہے جسکا دل مردہ پتھر کے ٹکڑے کا سا ہوا ہے۔ جب نئی پیدائش واقع ہوتی ہے تو
وہ پتھر کا دل نکالکر اُسے بجائے گوشت کا دل دیا جاتا ہے۔ اس استعارہ کی دلچسپی ظاہر ہے
کہ جب انسان سر نو پیدا ہوتا ہے تو اس میں کیسی تبدیلی آجاتی ہے۔

بزرگ پادری رابرٹ کلارک صاحب کی یادگار — ماہ گذشتہ کی ۱۶ تاریخ کو امرتسر
کے گرجے میں ایک عجیب [illegible] مسیحی کثرت سے
جمع تھے اور انگریز اور ہندوستانی [illegible] ایک تابوت کے
[illegible]
[illegible]
کلیسیا کا گویا باپ تھا آج [illegible]
اُسکا جسم اس تابوت میں بند ہے [illegible] جدائی
کے غم کرنیوالوں کے ساتھ موجود تھیں [illegible] پادری عماد الدین صاحب نے
چند مختصر الفاظ میں بزرگ مرحوم کا حال سنایا [illegible] ہندوستانی کلیسیا کے قبرستان
میں قیامت کی اُمید کے ساتھ [illegible] کی گئی۔ [illegible] جناب [illegible] صاحب
لفٹنٹ گورنر پنجاب کی طرف سے [illegible] اظہار کا ایک تار [illegible] پادری کلارک
صاحب کی خاص صفات یعنے طبیعت [illegible] اور علمی لیاقت [illegible] کا بیان کیا۔ [illegible]
مشن اور اُس کی کلیسیا اُنکا مستقل یادگار ہے جو فیض پنجاب کے مسیحیوں کو آپ کی ذات سے پہنچے وہ تحریر
قید میں نہیں آسکتے۔ تو بھی ضرور ہے کہ جیسا امرتسر کے پادری ویڈ صاحب نے تجویز فرمایا ہے اس بزرگ
مرحوم کا کوئی خاص یادگار بھی قائم کیا جائے۔ آپ نے پانچ یادگار تجویز کئے ہیں۔ (۱) الگزنڈرا اسکول میں
لڑکیوں اور سینٹ جانس کالج لاہور کے میڈیکل یا ڈوینٹی طلباء کے لئے وظائف (۲) امرتسر میں رابرٹ کلارک
میموریل ہال جسکی سخت ضرورت ہے اور جسکے لئے کچھ روپیہ پیشتر بھی جمع ہو چکا ہے۔ ہم اس تجویز کی تائید کرتے
ہیں۔ اگر اس ہال میں ایک لائبریری اور دینی اخبارات بھی رکھے جائیں تو نہایت مفید اور عمدہ یادگار ہو سکتا ہے۔
باقی تین تجاویز ایک پاسٹریٹ فنڈ کا قائم کرنا اور لاہور کے کتب خانہ کو توسیع دینا اور امرتسر کے [illegible] کے لئے

شامل ہیں کہ اعلیٰ ذات کے لوگوں کے ساتھ خلاقی اور تمدنی اور عقلی بالمقابلہ کیا گیا ہے ۔ اور یہ ایک بڑا اچھا یہ ثبوت اسکے بجانب ادنیٰ ہونے کا ہے ۔ اس تعداد کی ترقی کے ساتھ مسیحیوں نے علمی اور عقلی ترقی بھی کی ہے ۔ تعلیم مشنری خدمات کا ایک بڑا اعلیٰ جزو ہے اور مسیحیوں نے اس میں بہت کچھ ترقی کی ہے ۔ یونیورسٹی کے نتائج میں برہمن لوگ ان سے بڑھے ہوئے ہیں مگر مستورات کی تعلیم میں کوئی فرقہ ہندوستان میں انکے ہم پلہ نہیں ہے ۔ سرکاری محکموں میں لیڈی ڈاکٹر اور اُستاد خصوصاً دیسی مسیحی مستورات ہی سے ہوا کرتی ہیں ۔ سر ولیم ہنٹر صاحب بھی لنڈن کے نیشنل انڈین ایسوسی ایشن کے ایک جلسہ میں ہندوستانی مسیحی مستورات میں تعلیم کی ترقی کے نہایت ثناخواں ہوئے ۔ اور بعض مصنف لیڈیوں کا ذکر خیر کیا ۔ اب بھی بڑی لائق خاتونیں ہم میں موجود ہیں اور مسیحی مذہب گویا ایک نئے اور اعلیٰ درجہ کی عورتیں ہندوستان میں پیدا کر رہا ہے ۔

ہندوستانی مسیحیوں کی اخلاقی حالت کس پایہ پر ہے ۔ عوام ہم پر طعن کیا کرتے ہیں کہ ان لوگوں نے بہت سی برائیاں سیکھ لی ہیں ۔ شاید اوائل میں اس طعن میں کچھ راستی تھی اور اب بھی بلا مقابلہ جیسے ہندوستانی مسیحیوں کو بہت کچھ بدنام کر رہے ہیں مگر سب امور پر لحاظ کر کے موجودہ پشت نے اپنے حسن اخلاق کے باعث عوام سے تعریف حاصل کی ہے ۔ عموماً کہا جاتا ہے کہ مسیحی نومرید کاہل اور نکمے ہوتے ہیں ۔ اسکا کافی روانی جواب کانپور ایس پی جی مشن کے پادری ویسکٹ صاحب نے بعد تحقیقات کے مشتہر کیا ہے ۔ آپ کے خیال میں مسیحی نومریدوں سے اسی درجہ کے کام اور لیاقت کی توقع نہیں کر سکتے جو پشتینی کاریگروں کی اولاد میں ہوا کرتی ہے ۔ مگر تو بھی راقم کی رائے میں دیسی مسیحیوں میں ابتک ہاتھ کے کام کی عزت اور منزلت نہیں ہے ۔ بعض ایسے بھی ہیں جو ہاتھ سے کام کر کے روٹی کمانا عار سمجھتے ہیں اور دربدر بھیک مانگتے پھرنا اس سے زیادہ پسند کرتے ہیں مشن میں بلا امتیاز ملازمت کا مل جانا بھی ہمارے لئے نقصان کا باعث ہوا ہے یقین ہے کہ مشنوں میں حرفت کے مدرسے ہمارے لئے بہت مفید ثابت ہونگے ۔

اور ارتباط اور ہمدردی کا تعلق نہیں ہو سکتا جو انکے بیچ میں رہنے سے ہوتا ہے۔ اُن ایام میں
فقط نارووال کے نو مرید مسیحی اپنے تبدیل مذہب کے بعد غیر مسیحیوں کے درمیان سکونت
رکھتے تھے۔ صاحب موصوف نے راقم سطور سے دریافت فرمایا کہ انکی تاثیر ہندو مسلمانوں میں
کس قسم کی ہے۔ اور اس امر کی نسبت اپنے باقی دوستوں سے بھی مشورہ لیا کہ کونسا طریق
مسیحی تاثیر پیدا کرنے کے لئے بہتر ہے۔ جب تحقیقات کے بعد ظاہر ہوا کہ ہندو مسلمانوں
کے درمیان رہنا مناسب ہے تو آپ نے فوراً شہر کے اندر مکان بنوانے کا قصد کیا۔
تمام زندگی بھر انکا شیوہ رہی کہ جب انپہ ثابت ہو جاتا کہ کوئی کام خدا کے جلال کے لئے ضروری ہے
تو اسمیں دل و جان سے ہاتھ لگاتے اور خدا کی مدد سے اسکو انجام تک پہنچاتے تھے۔ کلارک صاحب مصمم
ارادہ سے سب مشکلات پر فتحمندوں کی طرح غالب آتے تھے۔ آپ نے مشن کے عالیشان مکان
کے علاوہ پاسٹر ہاؤس اور مشن کی سرائے بھی شہر کی چار دیواری کے اندر تعمیر کروائی تاکہ عیسائی
لوگ بھی ہندو مسلمانوں سے علیحدگی اختیار نہ کریں۔ اپنا بنگلہ بنوانے کے بعد آپنے اسی اول مدعا
کو مد نظر رکھا کہ دیسیوں کے ساتھ میل جول رکھنا بہترین طریق انکو فائدہ پہنچانے کا ہے۔ اسی
خیال سے آپ اپنا دروازہ کبھی ملاقات کرنیوالے کے لئے بند نہ کرتے اور عوام بھی اس محبت اور دوستی
کا فائدہ اٹھانے میں قاصر نہ رہے چنانچہ گرمیوں کے موسم میں لوگوں کی آمد و رفت کے باعث صاحب
موصوف کو بمشکل آرام کرنے کا موقعہ ملتا تھا۔ اور اگر انکے دروازہ پر بغیر انکی اطلاع کے ہر روز دو ایک
گھنٹوں کے لئے قفل نہ لگایا جاتا تو شاید انکی صحت مدت تک جادۂ اعتدال پر قائم نہ رہتی۔

کلارک صاحب کے مصمم ارادہ اور غالب رائے کے باعث بعض لوگوں کا گمان ہے کہ آپ
زبردستی اپنی رائے اوروں سے منظور کرایا کرتے تھے مگر یہہ نہایت غلط خیال ہے۔ آپ کا قاعدہ تھا
کہ حقیر سے حقیر اور غریب سے غریب عیسائی کی بات بھی سن لیا کرتے اور اسپر غور کیا کرتے تھے۔ یہی انکی کامیابی کا راز
تھا کہ آپ ہر ایک معاملہ پر پوری توجہ دیتے۔ اور جیسا کہ بعض مشنری صاحبان کا شیوہ ہے کہ جو بات منہہ
سے نکلی اسی پر اڑ بیٹھے اور خواہ زمین و آسمان ٹل جائے مگر انکی بات نہ ٹلے کلارک صاحب کی

کارروائی کا یہ طریق نہ تھا۔ بلکہ جو بات معقول یا عام رائے کے مطابق ہوتی وُہ اسکی مخالفت نہ کرتے اور خوشی سے اَوروں کو اپنی اپنی رائے کے اظہار کا موقعہ اور اُسپر عملدرآمد کرنے کی اجازت دیتے۔ چنانچہ چرچ کونسل قائم ہونے سے پیشتر جب آپ امرتسر کی کلیسیا کے پاسٹر تھے آپ نے ایک چرچ کمیٹی مقرر کر رکھی تھی جسکا خاص جلسہ ہر ماہ اور عام جلسہ ہر ششماہی پر ہُوا کرتا تھا۔ اس عام جلسہ میں ہر ایک عیسائی کو حساب کتاب اور دیگر انتظامی معاملات کی نسبت اپنی رائے کے اظہار کی اجازت تھی۔ ایک مرتبہ کا ذکر ہے کہ ایک ادنیٰ شخص نے اپنے اعتراضات چرچ کمیٹی کے خلاف اور چند تجاویز چالیس صفحوں کے دفتر کی صُورت میں لکھ کر پیش کیں۔ کلارک صاحب نے دیگر ممبروں کی مرضی کے خلاف صبر سے ہر ایک لفظ کو سُنا اور جو معقول تھا اسکو منظور کیا اور اعتراضوں کے مُناسب جواب دیئے۔ اسی طرح ایک دُوسرے موقعہ پر جب امرتسر کے پاسٹر مقرر کرنے کی نسبت کلیسیا کے ساتھ آپکا اختلاف تھا تو آپ نے کلیسیا کی مرضی کے مطابق پاسٹر مقرر کر دیا مگر آخر معلوم ہُوا کہ آپ کی رائے درست تھی۔ پھر امرتسر میں شمعونی جھنڈا محض دیسی کلیسیا کی درخواست پر آپ نے تعمیر کروایا۔ پیشتر اسکے ہر قسم کے جلسے انکے اپنے مکان پر ہُوا کرتے تھے مگر کلیسیا کی مرضی تھی کہ کوئی ایسا علیحدہ مکان ہو جو فقط اسی مُدّعا کے لئے وقف ہو۔ آپ نے فرمایا کہ اگر اسکی ضرورت ہے تو خُدا سے دُعا کرو اور جو تم سے ہوسکتا ہے کرو خدا مدد کریگا۔ چنانچہ دیسی کلیسیا کے چندہ کے ساتھ شمعون گرنتھی کی جائداد اور اِدھر اُدھر سے زرِ چندہ ملا کر آپنے وہ مکان تعمیر کرایا جو شمعون کے نام سے شمعونی جھنڈا کہلایا۔

معاملہ فہمی اور انتظام کی لیاقت آپ کی طبیعت میں کمال درجہ کی تھی۔ مختلف مقامات میں مشن قائم کرنے اور دیگر اہم معاملات میں آپ کی قابلیت کو اسوقت نظرانداز کرکے ہم فقط دو ایک ملکے معاملات کا ذکر کرینگے۔ جسوقت آپ لاہور میں مہان سنگھ باغ کے اندر ڈوینٹی سکول کی عمارت تعمیر کرانے گئے اُسوقت دیسی مسیحیوں نے واں ایک لڑکیوں کا سکول قائم کیا تھا جسمیں فقط تین لڑکیاں ان دنوں میں داخل تھیں۔ کلارک صاحب کی موجودگی کو غنیمت

سمجھ کر دیتے ہوں ۔ نیز ایک مجسم معززین اشخاص کا آپ کی خدمت میں اس غرض سے بھیجا کہ آپ
لڑکیوں کے سکول کا انتظام اپنے ہاتھوں میں لیجئے۔ کلارک صاحب نے امریکن مشن کے اسٹیشن میں
بلا اجازت اس معاملہ میں دخل دینا منظور نہ کیا۔ مگر جب انکو اجازت دی گئی تو آپ نے احسن
وجہ سے سکول کا انتظام کیا کہ اسوقت نہ فقط لاہور کے سکول کو تقویت ہوئی بلکہ امرتسر کا انگریزی
سکول بھی قائم ہو گیا اور اسوقت دونوں مدرسے نہایت شاداب حالت میں ہیں۔ امرتسر
میں لڑکیوں کا مڈل سکول بھی اسی انتظام کی ایک شاخ ہے۔ کلارک آباد کی مسیحی بستی بھی
آپ ہی کے ہاتھ کا لگایا ہوا پودا ہے۔ آپ نے عیسائی کاشتکاروں کے لئے زمین کا بندوبست
اس غرض سے کیا کہ وہاں ایک مسیحی کالونی آباد ہو جائے۔ اس کے بعد آپ ولایت تشریف
لے گئے۔ واپس آکر دیکھا کہ معاملہ بگڑا ہوا ہے۔ نہ مسیحی آبادی میں ترقی ہے اور نہ مسیحیوں
میں میل محبت اور اتفاق ہے اسلئے آپ نے پادری ڈاؤ سنگھ صاحب اور پادری ہیمین
صاحب کو انتظام کے لئے مقرر کیا۔ پھر معاملات کی حالت کچھ سدھرنے لگی اور اس کے بعد
جو شادابی اسوقت نظر آرہی ہے یہ انکی کوشش اور حسن تدبیر کا نتیجہ ہے۔

پادری کلارک صاحب میں ایک نمایاں صفت یہ تھی کہ انکا ایمان باعمل تھا۔
جو نصیحت وہ دیا کرتے وہ خود اس پر عمل کرتے تھے۔ ان کی آمدنی کا صرف
جمع خرچ نہ تھا۔ چنانچہ وہ کسی غریب آدمی کو بھوکا نہ دیکھ سکتے تھے۔ دال روٹی دیتے کہ
جاؤ گرم اور سیر ہو بلکہ حتی المقدور اس کی ہر طرح سے مدد کیا کرتے تھے۔ کہتے ہیں
کہ ۱۸۷۵ء میں جب بارش کی کثرت سے لاہور شہر کے اکثر مکانات خراب حالت میں
تھے تو آپ ہر روز کمربستہ ہو کر بارش میں بھیگتے ہوئے ہر ایک عیسائی کے مکان پر جاتے
اور مصیبت زدوں کے ساتھ ہمدردی کرتے اور اگر کوئی مدد کا محتاج ہوتا تو اسکے لئے
اپنی کوٹھی کا دروازہ ہر وقت کھلا رکھتے۔ چنانچہ کئی ایک عیسائی بارش کی آفت سے
آپ کے مکان میں پناہ گزین ہوئے ۔

از مولوی عماد اللہ صاحب لاہور - ڈی - ڈی

اس ہمارے عزیز اور نہایت پیارے بزرگ کا انتقال بمقام کسولی ۱۲ مئی ۱۹۰۰ء میں ہوا ہے اور ۷ تاریخ کو بمقام امرتسر دیسی عیسائیوں کے جدید قبرستان میں بڑی شان و عزت سے مدفون ہوئے ہیں۔

چونکہ مجھ عماد الدین نے بہت برس اُنکے ساتھ کام کیا ہے اس لئے بعض دوستوں نے مجھے کہا کہ میں صاحب کا کچھ احوال لکھوں خدا کے جلال کے لئے یہ چند باتیں لکھتا ہوں۔

صاحب کا انتقال ہمارے لئے ایک تسلی آمیز افسوس ہے افسوس اس لئے ہے کہ ایک عجیب بخشش الٰہی ہمارے پاس سے اٹھائی گئی اور تسلی اس میں ہے کہ وہ ۷۵ برس کی عمر ہوگئی تھی اور وہ تین سال سے انہیں کمزوری دماغی پیدا ہوگئی تھی اب وہ دنیا کے دکھ کی موجوں سے پار اُتر گئے اور حقیقی معبود آرام میں پہنچے ہیں اور اُنکے کام اُنکے پیچھے چلے آتے ہیں (مکاشفات ۱۴:۱۳) یہ صاحب ۵۰ء میں ڈیکن اور ۵۱ء میں پریسبٹر ہوکے ۵۲ء میں بمقام امرتسر آگئے تھے اور پادری فٹز پیٹرک صاحب نے اور انہوں نے امرتسر کا مشن اسکول بنایا تھا۔ پھر یہ صاحب اس بڑے نامدار پادری فرنچ صاحب کے ہمراہ ہوکے پشاور تک گاڑی کی سواری سے گئے تھے۔ اور خدا کے کام کا افتتاح اُن سے وہاں ہوا تھا۔ پھر یہ صاحب کشمیر میں گئے اور وہاں بھی کام کھولا اور کوشش کرکے ڈاکٹر المزلی صاحب کو کہ ایک خدا رسیدہ شخص تھے کشمیر میں لائے تھے۔ پھر ۶۲ء سے بزرگ صاحب امرتسر میں آکے مقیم ہوئے اور آخر تک امرتسر ہی اُنکا مقام رہا اسی جگہ بیٹھ کے اُنہوں نے ہر طرف کام پھیلایا۔ شروع میں صرف امرتسر سی۔ ایم۔ ایس کا ایک ہی اسٹیشن تھا آخر کو ۱۹۰۰ء تک خدا کے فضل سے اور ہمارے بزرگ صاحب کی کوششوں اور دعاؤں سے ۲۴ اسٹیشن سی۔ ایم۔ ایس کے پنجاب میں قائم ہوگئے ہیں۔ جن میں سو سے کچھ زیادہ زن و مرد کارندے آگئے ہیں اور پانچ چھ ہزار تک آدمی باہر سے آکے مسیحی ہو چکے ہیں اور اب خدا کے فضل سے کام بڑھتا چلا جاتا ہے۔

بعض خاص کام جو زیادہ روپیہ خرچ کرنے سے ہوتے ہیں بزرگ صاحب کی کوشش سے

ہوئے ہیں اور خدا نے ہر طرف سے روپیہ بھیجنے میں انکی مدد کی ہے وُہ بڑی دو منزلہ کوٹھی جس میں
فی الحال مس واٹسن صاحبہ سکونت رکھتی ہیں صاحب نے اس ارادہ سے بنوائی تھی کہ امرتسر کا مشنری
صاحب وہاں رہیگا وُہ کہتے تھے کہ گلہ بان کو گلہ میں رہنا چاہئے چنانچہ وہ آپ جب تک امرتسر
کے مشنری تھے وہاں رہے بھی تھے - پھر انہوں نے ایک نیٹو پاسٹر ہوس بھی اچھا بنایا جس میں اب
ڈاکٹر ہنری مارٹن کلارک صاحب کا شفاخانہ ہے یہہ مکان اس ارادہ سے بنایا تھا کہ وہاں دیسی پادری
ہمیشہ رہیگا پھر اس پاسٹر ہوس کے سامنے انہوں نے ایک سرائے بنائی اس نیت اور ارادہ سے
کہ پردیسی عیسائی اور سب دین کے متلاشی اور سب جو مشن کے مہمان آتے ہیں وہاں آرام پائینگے -
چنانچہ یہہ کام اب تک وہاں ہوتا ہے پھر انہوں نے گھی منڈی دروازہ پر ایک قبرستان بھی دیسی عیسائیوں
کے واسطے بنوایا جس کی تقدیس بشپ ملمین صاحب سے ہوئی تھی اب وہ پُر ہو کے بند ہو گیا ہے - اور
نیا قبرستان جو پادری ویڈ صاحب کی کوشش سے بن گیا جاری ہے - پھر ہمارے بزرگ صاحب نے
الگزینڈرا اسکول کی بنیاد ڈالی اور بڑی عالیشان عمارت اٹھائی - بعض کہتے تھے کیوں اسقدر
خرچ کرتے ہو کیا دیسی لڑکیوں کو عالیشان عمارت میں پرورش کر کے بلند مزاج بناؤ گے ان کا
جواب یہی تھا کہ وقت چلا آتا ہے کہ دیسی عیسائی بھی بلند مرتبہ اور شاندار پیدا ہونگے اُن کی
لڑکیوں کے لئے عمدہ مدرسہ درکار ہوگا اور انکے لڑکوں کے لئے شادیوں کے وقت شاندار لڑکیاں
درکار ہونگی ہیں اُنکے لئے یہہ مدرسہ بناتا ہوں جو لڑکے لڑکیاں آسودگی میں پرورش پاتے ہیں
کشادہ دل ہوتے ہیں وہ جو تنگی میں پائے جاتے ہیں اکثر تنگدل ہوتے ہیں یہہ خاص مدرسہ
خاص لوگوں کے لئے ہے عام لوگوں کے لئے دُوسرے مدرسے ہیں -

پھر ڈوِنٹی کالج لاہور بھی ہمارے بزرگ صاحب کے وسیلہ سے تیار ہو گیا ہے اور مجھے خوب یاد ہے کہ جب بزرگ صاحب ولایت
میں گئے ہوئے تھے پادری فرنچ صاحب ڈوِنٹی کالج بنانے کو لاہور میں آئے ہوئے تھے اور ڈاکٹر رحیم خان صاحب کی کوٹھی میں
کرایہ فروکش تھے - ایک روز ایسا ہوا کہ یہہ سب پادریان جمع ہو کے پادری فرنچ صاحب کے ساتھ
اس بارہ میں فکرمند تھے کہ مہاسنگھ کا باغ جو خریدا گیا تھا کیونکر سکونت کے لائق ہو جائے کون

سے ہے جو اس بھاری کام کو اُٹھا وے اور اتنا بہت روپیہ کیونکر پیدا ہو کے یہہ کام ہو جائے بڑی حیرانی تھی تب انہوں نے کہا کہ آؤ خدا سے دُعا مانگیں کہ اس کی طرف سے مدد اور رہنمائی ہو جب دُعا مانگ کے سیدھے بیٹھے تھے کسی نے دروازہ کھٹکھٹایا فرنچ صاحب اُٹھ کے دروازہ پر آئے دیکھا کہ تار گھر کا چپراسی ہے پیرنٹ کمیٹی سے تار آیا ہے کہ اسکول کے لئے مکان اور روپیہ کا فکر نہ کرو پادری رابرٹ کلارک آتے ہیں سب کام وُہ پورا کرینگے تب سب خوش ہو کے ہنسنے لگے اور کہنے لگے - کہ یہہ خدا سے ہماری دُعا کا جواب ہے پس کلارک صاحب آئے اور لاہور میں سکونت اختیار کر کے سب کام کر دیئے اور پُرانے مکانات توڑ پھوڑ کے سب عمارتیں بنوا دیں۔

ریلیجس بک سوسائٹی کا بندوبست بھی اسی بزرگ کی کوشش سے ہو گیا کہ یہہ بات انہوں نے اُٹھائی اور دیگر بزرگوں کو اُبھار کے اس کام کو پورا کر دیا یہہ کیسا عمدہ کام تھا جسکے وسیلہ سے چار طرف کتابیں جاتی ہیں اور خیالاتِ مردم میں کابل تک زندگی کی روشنی پہنچتی ہے۔

اِسی بزرگ نے موضع کلارک آباد بسا دیا اور اس گانوں کے بسانے میں اُنکی یہی نیت تھی کہ دیسی غریب مسیحی وہاں بسیں اور زراعت سے اپنے لئے خوراک پیدا کریں اور مسیح کا نام لیا کریں۔ اس موضع کا یہہ نام صاحب نے آپ تجویز نہیں کیا بلکہ چرچ کونسل کے ممبروں نے میرے سامنے اُنسے کہا تھا کہ آپ یہہ نام کلارک آباد منظور کر لیجئے تب انہوں نے منظور کر لیا تھا۔

دیسی چرچ کونسل کا انتظام بھی سوسائٹی کے ساتھ صلاح مشورہ کر کے بزرگ صاحب نے اوّلاً پنجاب میں اُٹھایا ہے اور ۲۰ برس تک بڑی جانفشانی کر کے چاہا کہ اس میں کامیابی ہو۔ اس بندوبست میں دیسیوں کی طرف اُنکی دلی محبت کا زیادہ تر اظہار تھا۔ کیونکہ صاحب کی نگاہ اُس خوبی پر تھی جو اس بندوبست سے دیسیوں کے لئے نکلنے والی تھی لیکن ہم دیسیوں نے اس بھید کو اچھی طرح نہ سمجھا اور ہم نے ہمّت ہار دی اور ہم نے یہہ کھلایا کہ خدا اور لوگ لاویگا جو یہہ کام کر کے سعادتمندی کا تاج اسی دنیا میں حاصل کرینگے کہ اپنے ملک میں آپ دینی انتظام کر کے

مُنہہ سے کسی کی شکائت ہم نے نہیں سُنی اگر کسی نے کسی کی شکائت اُنسے کی تو اُنہوں نے یہی کہا کہ تم خود محبت کی چال چلو۔ انکی برداشت کا طریقہ عجیب تھا انکا لیف اور مخالفت اور باہمی تکراروں کے وقت ہمیشہ انکی نگاہ خُدا پر تھی وہ دو چار ایسے نرم لفظ سُنا دیتے تھے کہ بھڑکی ہوئی آگ فوراً بجھ جاتی تھی۔

اُنہوں نے ہم دیسی عیسائیوں کو نہائت پیار کیا اپنی ساری زندگی ہماری خیرخواہی میں صرف کردی۔ یہہ باتیں جو مَیں لکھتا ہُوں اُنکے سب واقف کار جانتے ہیں کہ اسی طرح سے ہیں بلکہ کچھ زیادہ بھی ہے جو میرے قلم سے رہگیا ہے۔

صاحب نے کئی بار مجھ سے کہا کہ مجھے دیسیوں سے بہت محبّت ہے اس لئے مَیں انکے گرجا میں ہمیشہ آتا ہُوں اور چاہتا ہُوں کہ مرنے کے بعد میری ہڈیاں انکی ہڈیوں کے پاس رکھی جائیں کہ مسیح کی آمدِ ثانی کے وقت مَیں ان دیسی عیسائیوں کے ساتھ اُٹھوں۔ جسوقت مسٹر راجرس مرحوم کو انگریزی قبرستان میں بزرگ صاحب نے دفن کیا تھا۔ اُسی وقت میرے پاس ہو کے مجھسے کہا تھا کہ جب مَیں مرجاؤں تو مجھے اپنے قبرستان میں دفن کرنا۔ چنانچہ ایسا ہی ہُوا۔

اب حاصل کلام یہہ ہے کہ پادری صاحبان تو بہت سے موجود ہیں اور آئینگے بھی اور بیجائے خود سب اچھے لوگ اور خدا کے خادم ہیں لیکن یہہ ایک خاص شخص تھا جو خدا سے پنجاب کو بخشا گیا تھا اُس کی نسبت یہہ کہنا حق ہے کہ ہزاروں میں ایک تھا دیسی لوگ بھی اور اکثر انگریز بھی اُن کے مدح خواں ہیں۔ وُہ پنجاب سی۔ ایم ایس کے مشنوں کا باپ تھا۔ بلکہ مثل ایک نبی کے تھا جو ہمارے درمیان سے چلا گیا۔ اب ہم خدا سے یہی کہتے ہیں کہ اسکا معاوضہ ہمیں دے۔ اور ہم پر ایسا فضل بھی کرکہ اُسکے نیک نمونجات کو نہ بھُولیں کیونکہ ہم نے عبرانی ۳: ۶ کا آخری فقرہ کہ ہمت واُمید کا فخر آخر تک قائم رکھیں اس بزرگ مرحوم میں مکمل شدہ دیکھا ہے ✦

مرحومہ الکزنڈرا اسکول کی ایک سابق طالبعلم

اِسوقت مَیں بزرگ کلارک صاحب کی حیات یا انکے زندگی کا کارنامہ لکھنے نہیں بیٹھی ۔ صرف چند باتوں کا ذِکر کرنا چاہتی ہُوں ۔ جو میری یاد میں برابر تازہ رہینگی ۔ خصوصًا الیگزنڈرا اسکول کے متعلق جس سے آپ کو ایسی اُلفت تھی ۔ اور جسکا آپ کو ہر دم فکر لگا رہتا تھا ۔ اور اس امر کا بھی کچھ بیان کرونگی ۔ کہ اس سکول کے ذریعے اس ملک میں عورتوں کے کام پر آپ کی ذات مبارک سے کیا تاثیر ہُوئی ۔ اب سے قریب پچیس برس کا عرصہ گذرتا ہے ۔ کہ مَیں نے اس بزرگ کو پہلی دفعہ دیکھا میری بچپنے کی نظروں میں وُہ اسوقت بھی سن رسیدہ شخص معلوم ہوتے تھے ۔ اُنکے بال سفیدی مائل تھے ۔ اور داڑھی ایسی ہی لمبی عزّت کے قابل تھی ۔ انکی تیز آنکھ نے مجھ پر بڑا اثر کیا ۔ ایسا معلوم ہوتا تھا ۔ کہ جب کبھی وُہ کسی پر نظر ڈالتے تو گویا اُسکے اندرونی خیالات کو جان لیتے تھے ۔ مجھے اِس امر سے بھی بڑی حیرت ہوئی ۔ کہ بس حال مرحوم بزرگ لوگوں کی کمزوریوں اور ان کے عیبوں سے آگاہ ہیں ۔ تو وہ ہر ایک پر ایسے مہربان کیونکر ہو سکتے ہیں ۔

اِس امر سے بھی ہم پر بڑا اثر ہُوا ۔ کہ جب کبھی وہ ہمیں دیکھتے تو ہم چھوٹی چھوٹی لڑکیوں کو فردًا فردًا یاد رکھتے تھے ۔ کلارک صاحب میں یہ بڑی خُوبی تھی ۔ اور اسی سے وہ ہر ایک کا دل موہ لیتے تھے ۔ کہ وُہ تمام لڑکیوں اور اُنکے پچھلے حالات کو یاد رکھتے اور انکے سکول چھوڑنے کے بعد برابر انکے حالات میں دلچسپی لیتے تھے ۔ جب کبھی ہمیں اُنسے ملنے کا اتفاق ہوتا ۔ تو وُہ ایک ایک لڑکی کا جو سکول میں رہ چکی تھی ۔ نام بنام حال پوچھتے ۔ اور ہمیں بھی جتنی خبر ہوتی سارا حال بیان کرتے ۔ کیونکہ ہر ایک کے کام اور بہبُودی کا ذکر سنکر انہیں کمال خوشی ہوتی تھی ۔

تمام کاروبار میں وہ عورتوں اور بچّوں سے نہایت خوش اخلاقی دکھاتے تھے ۔ اور سچ پوچھو ۔ تو خوش خلق ہوتے بھی پچھلے ہی زمانے کے لوگ تھے ۔ انگریز اپنی خوش خلقی کے لئے مشہور تو ہیں ۔ لیکن کلارک صاحب جیسے خوش اخلاق ان دنوں شاذ و نادر ہی دیکھنے میں آتی ہے ۔ مجھے بخوبی یاد ہے ۔ کہ جب مَیں ابھی بہت کم عمر تھی ۔ تو ایک بیماری کے بعد مجھے

انکے ہاں ٹھیرنے کا اتفاق ہوا۔ بڑے دن کی تقریب پر لیڈی پرنسپل صاحب کے ہمراہ میں بھی مدعو کی گئی۔ ہمارے جانے کی دوسری صبح کو مس صاحب بیمار ہو گئیں اور مجھے چاشت کے لئے اکیلے جانا پڑا۔ میری عمر صرف دس برس کی تھی۔ اور میں ڈرتے ڈرتے کھانے کے کمرے کو چلی۔ گھنٹی نہ سننے کے سبب مجھے دیر بھی ہوگئی تھی اور اسئے میں اور بھی گھبرائی ہوئی تھی جب میں نے کھانے کے کمرے میں قدم رکھا۔ تو کیا دیکھتی ہوں۔ کہ کلارک صاحب کئی اور اصحاب کے ساتھ قریباً کھانا ختم کر چکے ہیں۔ میں تو اُلٹے پاؤں بھاگ اٹھتی لیکن کلارک صاحب نے فوراً اُٹھ کر اپنے ساتھ مجھے کرسی پر بٹھایا۔ کھانا میرے آگے رکھا۔ اور ایسی مہربانی سے میرے ساتھ باتیں کرنے لگے۔ کہ میں اس واقعہ کو بالکل بھول گئی۔ اور ان سے بڑی دوستانہ گفتگو میں مشغول ہوگئی۔

اعلیٰ درجے کے ہندوستانی مسیحیوں کی لڑکیوں کو عمدہ انگریزی تعلیم دینے کا انہیں بہت فکر تھا۔ کیونکہ انکے خیال میں اس ملک کی عورتوں میں کام کرنے کے لئے لائق کارندوں کے بہم پہنچانیکا یہی ایک عمدہ طریق تھا۔ ان دنوں جب کہ اکثر لوگوں نے الکزینڈر اسکول پر بڑے بڑے اعتراض کئے اور اس پر ہر قسم کے نقشے دئیے ہیں۔ اور آج تک دے رہے ہیں۔ اور خواہ دانشمندی یا نادانشمندی سے یہہ سمجھے بیٹھے ہیں کہ یہہ سکول اپنے مقاصد میں بالکل ناکام رہا ہے۔ میرے خیال میں اس امر کے سمجھنے کی کوشش کرنا بہتر ہوگا۔ کہ یہہ کیسا بھاری کام تھا اور کن کن مقاصد سے اختیار کیا گیا اور ہم اس امر کا بھی اعتراف کریں کہ کئی زمانہ سو ساٹھیوں کے قول ندر کارندے کلارک صاحب کی محنتوں کا نتیجہ ہیں۔ انکے علاوہ کتنی لڑکیاں اور عورتیں دیگر مفید کاموں میں مشغول ہیں یا اپنے اپنے گھروں میں ستاروں کی سی روشن ہیں۔

ہمارے اس دوست میں کچھ ایسی وسیع خیالی تھی جو دیگر مشنریوں کی تنگ خیالی کے مقابلے میں بڑی نمایاں معلوم ہوتی ہے۔ عموماً مشنری کہا کرتے ہیں۔ کہ مشن سے آزاد سکول

مسیحی اصحاب اپنے دینی فرائض کو خاطر خواہ انجام نہیں دیتے۔ کلارک صاحب دیسی مسیحیوں کو اعلیٰ رتبوں
اور عزت و اعتبار کی جگہوں میں دیکھ کر نہایت خوش ہوتے تھے اور انکا خیال تھا۔ کہ یہہ اصحاب اپنا
مسیحی اثر اُن لوگوں پر ڈال سکتے ہیں۔ جن تک مشنری اور انکے ایجنٹ پہنچ نہیں سکتے۔
ابھی تھوڑا ہی عرصہ گذرتا ہے۔ کہ آپ نے ایک ہندوستانی لیڈی کو جو سرکاری ملازمت میں
بڑے اعلیٰ رتبے پر ممتاز ہیں یوں لکھا "مَیں جانتا ہوں۔ کہ آپ اور مس ——— سچے مشنری
ہیں"۔ آپ زنانہ مشنوں کی ضرورت پر بڑا زور دیتے اور فرماتے تھے۔ کہ مردوں کو منادی کرنا
بیفائدہ ہے۔ جب تک کہ اُنکے گھروں کے قلعوں پر حملہ نہ کیا جائے۔ اور انکی عورتوں کو
تعلیم نہ دیجائے۔ اور اسی لئے انکی ہمیشہ آرزو رہی۔ کہ ہندوستانی مسیحی لڑکیاں اپنی تربیت
اور نیک نمونے سے اپنی غیر مسیحی بہنوں کو تعلیم دیں۔ اور ساتھ ہی انہیں انجیل کی خوشخبری
بھی سنائیں۔ کیونکہ مسیحی دین سے بڑھکر کوئی اور امر عورتوں کی حالت سدھار نہیں سکتا

ہم میں سے جنکو انکے ساتھ کام کرنے کا شرف حاصل تھا۔ بخوبی جانتے ہیں۔ کہ کیونکر
وہ اپنے اعلیٰ مقاصد اور اُمیدیں ہمارے دلوں میں ڈالنے کی کوشش کرتے تھے اور اپنے نمونے
سے بتاتے تھے۔ کہ ہمیشہ برکتوں کے منتظر و امیدوار رہیں۔ کیونکہ ہمارے ملک کے لئے
خدا بڑے بڑے کام کرنیکو ہے۔

بیشک اس دنیا سے ہمارا ایک دلی دوست اور خیرخواہ جاتا رہا ہے۔ لیکن ہم جانتے
ہیں کہ اُنکے اعمال انکے ساتھ ساتھ ہوتے ہیں۔

آخری بار جو سکول کی ایک پرانی لڑکی کو اُن سے ملنے کا اتفاق ہوا تو اُنہوں نے
کہا کہ ضرور ہے۔ کہ بُڈھے جوانوں کو راہ دیں اور انکو بڑی بڑی جگہوں پر ممتاز ہوتے دیکھیں
اور آپ الگ ہوتے جائیں اسکا جواب جو دیا گیا وہ اُنہیں نہایت پسند آیا۔ کہ بُڈھے کبھی ترک
نہیں کئے جاتے۔ کیونکہ کیا مکاشفات میں نہیں لکھا کہ اس کے بندے اس کی عبادت
کرینگے اور وہ اسکا منہہ دیکھینگے اور اس کا نام انکے ماتھوں پر لکھا ہوا ہوگا +

اور یوں ہم اس بزرگ کو اس آرام کے سپرد کرتے ہیں۔ جسکا وہ مستحق ہے۔ اور جس سے وہ بہت

تقدیس

از پادری کیدار ناتھ صاحب منّت

باقی جو کچھ ہے زندگی مستعار لے | دیتا ہوں تجھ کو اے مرے پروردگار لے
دیتا ہوں نور چشم کہ دیکھے جمال پاک | اپنے میں عکس غیر نہ یہ زینہار لے
دیتا ہوں کان تاکہ سنیں تیرا یہ کلام | آواز غیر اس میں نہ کچھ دخل و بار لے
دیتا ہوں اپنے ہاتھ خداوند میں تجھے | جو چاہتا ہے ان سے وہی کاروبار لے
لے پاؤں یہ کہ راہ میں تیرے ہوں خوش روش | بندہ کو دے کہ پاؤں سے جوتی اتار لے
مرضی میں تیری لیتا ہوں خوش رغبتی کے ساتھ | مرضی میں اپنی دیتا ہوں اے کردگار لے
لے جسم اور جسم کی کل طاقتیں بھی لے | یہ دل بھی جو کہ دل سے کرے تجھ کو پیار لے
الفت کا سارا مال محبت کا کل منال | دیتا ہوں پیار پریت سے کر کے نثار لے

ٹھنڈی مصیبتوں کی دکھوں کے جھکڑ اور لوٹ
جو ہو خدا کے واسطے منّت سکار لے

غزل

روح و دل کی غذا کی باتیں ہیں | کیا کلام خدا کی باتیں ہیں
بڑھ کے ایوب سے ترے منہ میں | صبر و شکر و رضا کی باتیں ہیں
بے زبانوں کو زبان کا دینا | لب معجز نما کی باتیں ہیں
گوش دل سے سنیں مریض گناہ | ذکر عیسیٰ شفا کی باتیں ہیں
جان دے دل جو کر لیا تسخیر | عیسیٰ دلربا کی باتیں ہیں
حسن اعمال اور حرص نجات | سب یہ اہل ہوا کی باتیں ہیں
پڑھ کے دیکھا ہے ہم نے عہد جدید | زندگی و بقا کی باتیں ہیں۔
دل میں مطلق نہیں خیال نماز | صرف لب پر دعا کی باتیں ہیں

میل کر مدعی سے اسے منّت
اس میں سب مدعا کی باتیں ہیں۔

بائبل اور دُعا کا مطالعہ

تسلونیقیوں کا خط

تسلونیقیا کی کلیسیا مقدس پولوس کے دُوسرے مشنری سفر کے وقت ۵۲ء یا ۵۳ء میں قائم ہوئی (اعمال ۱۷: ۱-۱۱) اس کلیسیا میں زیادہ شخص غیر قوموں سے مرید تھے (اعمال ۱۷: ۵ و ۱-تسلونیقیوں ۱: ۹) دونوں خط مقام کرنتھس سے لکھے گئے اور نہ مقام اتھنے سے جیسا کہ پہلے ترجمہ میں لکھا ہے۔ ان دنوں مقدس پولوس یہیں ٹھہرا تھا (اعمال ۱۸: ۱-۱۸) اسکا دل اس چھوٹی کلیسیا کے ساتھ تھا جو اُس نے تسلونیقیا میں قائم کی۔ اس نے تمطاؤس کو بھیجا تھا کہ اُنکے حال چال کی خبر لائے (۱-تسلونیقیوں ۳: ۲-۶) اور اب وہ انہیں لکھتا ہے کہ میں تمہیں ملنے کا کیسا مشتاق ہوں اور میرا دل تمہیں میں لگا ہے۔ وہ انکے لئے دُعا کرتا ہے۔ اُنہیں ملنے کا آرزومند ہے اور انہیں پند و نصائح کرتا ہے۔ دونوں خطوں میں یسوع مسیح کی آمد ثانی کا خاص طور پر ذکر کیا ہے اور اس مضمون کا جتنا ذکر ان خطوں میں ہے کسی اور خط میں پایا نہیں جاتا۔ ان خطوں کا مطالعہ کرتے وقت ان باتوں پر غور کرو (۱) رسول کی محبت و الفت (۲) وہ کن کن نیکیوں کی نصیحت کرتا ہے اور (۳) خداوند کے دوبارہ آنے کی نسبت تعلیم اور کہ اس کا تم پر کیا اثر ہونا چاہئے۔

قرنتیوں کا خط

شہر قرنتس جسکی بنا جولیس قیصر نے ۴۶ء قبل المسیح ڈالی اور جس میں رومی لوگ آباد ہوئے مقدس پولوس کے وقت میں عملی طور پر یونان کا دار الخلافہ تھا۔ وہ اپنی اعلیٰ شائستگی و علوم و فنون اور عیش و عشرت دونوں کے لئے مشہور تھا۔ مقدس پولوس اپنے دُوسرے مشنری سفر میں یہاں انجیل کی خوشخبری لایا (اعمال ۱۸: ۱-۸) پہلا خط غالباً شہر افسس سے

(اعمال ۱۹ باب) تقریب ۵۵ یا ۵۸ ء کے لکھا گیا دوسرا خط غالباً چند ماہ بعد مقدونیہ کے کسی شہر سے (اعمال ۲۰: ۱-۳) شاید تسلنیقیا سے لکھا گیا۔

پہلے خط سے ہمیں ایک قدیم کلیسیا کی روشن تصویر ملتی ہے یہاں ہمیں اُن مسیحی مردوں کی زندگی اور جدوجہد نظر آتی ہے جو انجیل کے وسیلے غیر مذہب کی تاریکی سے نکل آئے تھے (۶: ۹-۱۱) اس خط سے ظاہر ہے کہ انجیل میں کیسی اعلیٰ قسم کی تعلیم اور اصول پائے جاتے ہیں لیکن یہاں انسان کی غلطیوں اور کوتاہیوں سے عملی طور پر جنگ کیا گیا ہے مقدس پولوس کے سامنے ایسے کچھ سوال درپیش تھے یعنے کلیسیا میں سخت تفرقے اور جُدائیاں بدچینی اور بدکرداری کے نمونے۔ عشاء ربانی کا غلط استعمال۔ اور مُردوں کے جی اُٹھنے کی نسبت شک۔ اس سے نکاح اور بتوں کو چڑھائی ہوئی خوراک اور رُوحانی نعمتوں کے بارے میں سوال پوچھے گئے تھے اس خط کا مطالعہ کرتے وقت ہم کرنتھ کی کلیسیا کی تصویر اپنے سامنے رکھیں۔ اور ان دنوں کی کلیسیا کی زندگی سے اسکا مقابلہ کریں۔ بیشک اُس میں بہت سے نقص تھے لیکن اس میں زندگی بھی کثرت تھی۔ پروفیسر گربیٹ اس خط کو مفصلہ ذیل حصوں میں تقسیم کرتا ہے۔

۱۔ کلیسیا کے تفرقے (۱ تا ۴: ۱۲)
۲۔ کلیسیا کے بعض ممبروں کی بدکاری (۵ و ۶ باب)
۳۔ نکاح کے بارے میں ہدایت (۷ باب)
۴۔ بتوں کی قربانیوں کی بابت (۸ تا ۱۰ باب)
۵۔ کلیسیا کی مجلسوں میں برتاؤ کے بارے میں (۱۱ باب)
۶۔ رُوحانی نعمتوں کے بارے میں (۱۲ تا ۱۴ باب)
۷۔ مُردوں کی قیامت (۱۵ باب)
۸۔ مختلف نصیحتیں اور ذاتی معاملات (۱۶ باب)

دوسرے خط میں خود پولوس کی تصویر ہمارے سامنے آتی ہے شروع سے لیکر آخر تک

یہ خط ذاتی جذبات سے بھرا ہوا ہے - اس میں مقدس پولوس کرنتھ کے بعض یہودی جھوٹے استادوں کے حملوں سے اپنی بریت پیش کرتا ہے - اس سے گویا رسول کی دلی حالت ہم پر ظاہر ہوتی ہے کہ اس نے کس طرح کی زندگی بسر کی اور کس قسم کے لوگوں سے اس کا سابقہ پڑا - جب ہم اسکی ہمت و شجاعت سے حیرت زدہ اور اسکی جلتی سرگرمی سے شرمندہ ہوں اور اس کی الفت و محبت ہمیں گرویدہ کرے تو ہم دعا کریں کہ ہم بھی ایسے ہی ہوں -

جولائی   ۱- تسلونیقیوں

۱- ۱ تا ۲ : ۱۲ + ۱ : ۳ ، ۷ و ۸ آیت کیا یہ باتیں میرے حق میں کہی جا سکتی ہیں ؟

۲- ۲ : ۱۳ تا ۳ : ۱۳ - "جو تاثیر بھی کر رہا ہے" - کیا وہ مجھ پر تاثیر کرتا ہے ؟ کیا میں اسے تاثیر کرنے دیتا ہوں ؟

۳- ۴ : ۱-۱۸ - "ترقی کرتے جاؤ" (۴ : ۱۰) کیا میں بڑھتا جاتا ہوں ؟

۴- ۵ : ۱-۲۸ - "پورے پورے" (آیت ۲۳) آیات ۱۲ تا ۲۲ کے ہر ایک فقرے پر یہ لفظ ایزاد کرو -

۲- تسلونیقیوں -

۵- ۱ : ۱-۱۲ - مسیح کے آنے کا خیال اہل تسلونیقیہ کو کس طور پر ہمت دلاتا تھا ؟ اس سے مجھ پر کیا تاثیر ہوتی ہے -

۶- ۲ : ۱-۱۷ آیات ۱۳ و ۱۴ نجات کا (۱) منبع (۲) ذریعہ (۳) وسیلہ (۴) انجام کیا ہے

۷- ۳ : ۱-۱۸ - آیت ۲ و ۳ انسان کی بیوفائی اور خدا کی وفاداری کا آپس میں مقابلہ کر کے دیکھو رومیوں ۳ : ۳-۴ - ۲ تمطاؤس ۲ : ۱۳ - یرمیاہ ۱۶ : ۵-۷ -

۱- کرنتھیوں

۸- ۱ : ۱-۳۱ - آیات ۲۷ و ۲۸ - ان آیات کے مطابق کیا میں ایسا شخص ہوں کہ خدا مجھے استعمال کر سکتا ہے -

۹- ۲ : ۱-۱۶ - ۲ آیت "مجھے ایسے ایک سو آدمی دو تو میں ساری دنیا میں تہلکہ مچا دونگا" (قول جان ویزلی) -

۱۰- ۳:۱-۲۲- مسیحی کے کام کی نسبت کیا تعلیم دی گئی ہے۔ کیا میرا کام اس کسوٹی پر پورا اتریگا

۱۱- ۴:۱-۲۱- آیت ۳ و ۴ مقدس پولوس اپنی نسبت کونسے چار فیصلے یا رائیں دیتا ہے ان میں کونسی سب سے ضروری ہے۔ میں زیادہ قدر کس کی کرتا ہوں۔

۱۲- ۵:۱-۱۳- آیات ۹ تا ۱۳ میں کونسا اصول مقرر کیا گیا ہے۔ مقابلہ کرو گلتیوں ۶:۱)

۱۳- ۶:۱-۲۰- کیا تم نہیں جانتے (آیت ۹، ۱۶، ۱۹) کیا میں ان باتوں کو جانتا ہوں۔ یا کیا میں انہیں کبھی کبھی بھول جاتا ہوں۔

۱۴- ۷:۱-۴۰- آیت ۲۹ تا ۳۵ میں کونسا اصول مقرر کیا گیا ہے۔ مقابلہ کرو۔ آیت ۳۲ فقرہ اول اور آیت ۳۵ آخری حصہ، مرقس ۴:۱۹)

۱۵- ۸:۱-۱۳- کونسا اصول پایا جاتا ہے۔ بھائی (جیا روضہ) جسکی خاطر مسیح موا (آیت ۱۱) میں اسکے لئے کیا کرتا ہوں؟

۱۶- ۹:۱-۲۳- مقدس پولوس اپنی زندگی کے لئے کونسا اصول ٹھہراتا ہے۔

۱۷- ۹:۲۴ تا ۱۰:۱۳- ان آیات میں کونسی تنبیہیں درج ہیں۔ کیا ہمیں لوگوں سے کم احتیاط کرنی چاہیئے

۱۸- ۱۰:۱۴ تا ۱۱:۱- آیات ۳۲ تا ۳۳ میں کونسا اصول پایا جاتا ہے۔ کیا میں اسکی تعمیل کرتا ہوں؟

۱۹- ۱۱:۲-۳۴- ان آیات سے ہمیں (۱) عشاء ربانی کے معنے (۲) اسکی ضرورت (۳) قدیم زمانے میں اُس کے عمل میں لانے کے طریق کی نسبت کیا تعلیم ملتی ہے

۲۰- ۱۲:۱-۳۱- اس باب میں کسی بڑی صداقت کی تعلیم دی گئی ہے اپنے مسیحی بھائیوں سے جو میرا برتاؤ ہے کیا اس سے ظاہر ہے کہ میں نے اسے سیکھ لیا ہے۔

۲۱- ۱۳:۱-۱۳- اس باب کا مطالعہ ہم صرف اپنے گھٹنوں پر کر سکتے ہیں۔

۲۲- ۱۴:۱-۴۰- "ترقی کرو" (سات دفعہ) کیا اپنے تمام مسیحی کام میں میں یہی مدعا رکھتا ہوں۔

۲۳- ۱۵:۱-۳۴- مسیح کے جی اُٹھنے کے واقعہ سے مقدس پولوس کیا نتائج نکالتا ہے

یہ واقعہ کیا میرے نزدیک ایسی وقعت رکھتا ہے جیسا زندگی یا موت کا معاملہ (آیات ۱۷-۱۹)۔

۲۴- ۱۵:۱۵-۳۵۔ صحیح تعلیم کاموں سے ظاہر ہوتی ہے آیت ۱۵ کیا میں پندرھویں باب کو مانتا ہوں کیا اس سے آیت ۱۵ کا اثر مجھ پر ہوتا ہے۔

۲۵- ۱۹:۱-۴- آیت ۲۔ باقاعدہ خیرات دینا۔ کیا میرے لئے اس نمونے کی پیروی کرنا بہتر نہ ہوگا۔

۲- قرنتیوں

۲۶- ۱:۱-۲۴- آیت ۱۲- کیا میں اپنے دل کی گواہی پر فخر کرسکتا ہوں؟

۲۷- ۲:۱-۱۷- آیت ۱۴- "اسیروں کی طرح تشہیر کرتا ہے"۔ یعنے قیدی کی طرح جب وہ بڑے فخر سے جلوس میں جائے کیا میں اس لئے خدا کا شکر کرتا ہوں۔

۲۸- ۳:۱۸،۴:۶-۳:۱۸۔ روحانی تبدیلی صورت۔ غور کرو (۱) ذریعہ انتظر کرکے (۲) کارندہ (۳) نتیجہ۔ دیکھو متی ۱۷:۲ رومیوں ۸:۲۹۔ فلپیوں ۳:۲۱۔ رومیوں ۱۲:۲۔

۲۹- ۴:۵ تا ۵:۱۰- آیت ۹ پولوس کا مقصد۔ کیا میرا بھی یہی مقصد ہے۔ کیا اس سے اسکی زندگی کا بھید مجھ پر ظاہر ہوتا ہے۔

۳۰- ۵:۱۱ تا ۶:۱۰- (۱) مقدس پولوس کی خدمت کی تحریک (۲) اسکی سیرت (۳) اسکا پیغام کیا ہے (۴) کن واقعات اور کس روح میں اس نے اسے انجام دیا۔

۳۱- ۹:۱-۱۵۔ ۹:۱۶ تا ۱۰:۱۷ کی دلیل کیا ہے مجھ پر اس کا کیا اثر ہوتا ہے۔

جب تمہارے اوپر تاریک بادل چھا جائے تو غور سے سنو۔ دنیا کی طرف اپنے دروازے بند کرکے اپنے دل کے کان خدا کی طرف کھولدو کیونکہ وہ کوئی خاص اور قیمتی بات تم سے کہا چاہتا ہے۔ اسلئے مستعد ہو کے کان لگاؤ۔

دیر ہو گئی

خواب کے پیرائے میں ایک نصیحت خیز کہانی

نیشنل کرسچن ایسوسی ایشن کے پچاس نادہندگان ممبروں کی فہرست پر نظر پڑتے ہی لالہ بہاری لال کے منہہ سے بے اختیار نکل گیا۔ کہ ہائے یہہ کام کیسا ناپسندیدہ ہے۔ لیکن کسی نہ کسی کو تو ان اصحاب سے چندہ وصول کرنا ہے۔ کاش کہ کوئی شخص خود بخود اس کا ذمہ اُٹھائے اور مجھے کسی کی منت کرنی نہ پڑے۔

ان پچاس ممبروں نے اپنے سالیانہ چندہ دینے کا وعدہ تو کیا تھا۔ لیکن کوڑی تک ادا نہ کی تھی۔ اگر کوئی انہیں لکھ کر یاد دلائے تو برا مانتے تھے۔ اور زبانی کہو۔ تو سیدھا جواب نہ دیتے تھے۔ لیکن چونکہ ان چندوں کے اعتبار پر دس لڑکوں کا وظیفہ منظور کیا گیا تھا اس رقم کا وصول کرنا ضرور تھا۔

کرسچن ایسوسی ایشن کے اجلاس میں جب لالہ بہاری لعل نے اس امر کا بیان کیا تو دیر تک سکوت رہا۔ ہر ایک دوسرے کے بولنے کا منتظر تھا۔ اور آخر کو لالہ بہاری لعل یہہ کہنے ہی کو تھے۔ کہ اچھا بھئی اگر کوئی صاحب ہمارے ان بزرگوں سے چندہ وصول کرنیکا ذمہ نہیں اٹھاتے تو میں خود ہی بھگت لونگا۔ کہ اتنے میں ایک جوان لڑکے نے جسپر کسی کو خواب میں بھی ایسی اُمید نہیں ہو سکتی تھی۔ جواب دیا۔ کہ لالہ صاحب میں ذمہ اُٹھاتا ہوں۔

سدانند کی یہہ بات سنکر تمام حاضرین متشدد حیران سے رہ گئے۔ سدانند کو اُسے تو ایسی باتوں سے کبھی دلچسپی نہ تھی وہ تو اسلئے جلسے میں آ بیٹھا تھا۔ کہ اُس کے دوست اصرار کرتے تھے۔ اسنے تو کبھی کسی قسم کی مدد دی تھی وہ بڑا خود پسند اور مغرور لڑکا تھا۔ اور کسی کو اپنے برابر کا نہ سمجھتا تھا۔

لیکن اب اسی سدانند نے ایسا بیڑا اُٹھایا اور لالہ بہاری لعل نے اپنی حیرت اور شک کو چھپانے کے لئے فوراً کہا کہ بھئی سدانند ذرا گھر جاتے وقت میرے ہاں سے ہوتے جانا۔ فہرست نادہندگان میں گھر پر بھول آیا ہوں۔ ہم یہاں سے اکٹھے چلینگے۔

میاں فضل الدین پادری خدا بخش کے کانوں میں کہنے لگے۔ بھئی ہمیں تو سدانند کا اعتبار نہیں نہ معلوم کس جوش میں آنکر میاں بول اُٹھے۔

لالہ بہاری لال یہی سوال ایک اور لہجہ اور پسندیدہ صورت میں خود سدانند سے پوچھ رہے تھے۔ جس وقت وہ ماہ جنوری کی سرد چاندنی رات میں باہم گھر کو جا رہے تھے۔ سدانند نے بڑے رقت انگیز اور موثر پیرائے میں اسکا لمبا چوڑا بیان شروع کیا۔ لالہ بہاری لال بھی اس بیان سے ایسے محو ہو گئے کہ انہیں خیال تک نہ رہا۔ کہ کون انکے پاس سے گذرا۔ سدانند کی آبدیدہ آنکھوں اور اسکے رقت انگیز لہجے سے صاف ظاہر تھا کہ اس سے وہ خود بھی بڑا متاثر ہو رہا ہے۔ پس میں نے ارادہ کیا۔ کہ جو کام اب میرے سامنے آئے اسے اختیار کرونگا پیشتر اس سے کہ دیر ہو جائے۔ یہہ الفاظ سدانند نے ایک بڑی آہ کھینچکر لالہ بہاری لال کی کوٹھی کے دروازے پر رخصت ہوتے وقت کہے۔

اسکے بزرگ دوست نے اسے کہا۔ میرے عزیز خدا تمہیں برکت دے تمہیں اس وعدے سے کبھی افسوس نہ ہوگا۔ لیکن میں چاہتا ہوں کہ تم ہماری انجمن کے لئے کچھ اور بھی کرو۔ یہہ چندہ تو میں خود جمع کر لونگا۔ لیکن ہماری اگلی میٹنگ میں مہربانی سے یہی بیان سُنا دینا۔

لالہ صاحب اپنی جان بچانے کی خاطر بھی مجھ سے یہہ نہیں ہونیکا۔

سدانند نے اپنے کام کو بڑی دیانتداری و جانفشانی سے سرانجام دیا۔ یہانتک کہ بے موقعہ پر اُسنے ظرافت سے کہا۔ کہ اب میں بھیک مانگ کر ہی اپنا گذارہ کرونگا۔ ایسوسی ایشن کے دوسرے جلسے تک اُس نے دُوسرے فرض کی انجام دہی کا ارادہ بھی کر لیا۔ اس سڑک پر ایک قدم آگے بڑھانے سے دُوسرے قدم اُٹھانے کی راہ آپ ہی نکل آتی ہے۔ اب وُہ

اپنے دوستوں کو بتانے کے لئے تیار تھا۔ کہ میں نے اس امر کا ذمہ کیسے اٹھایا۔

ایک رات جو میں بستر پر لیٹا (سدانند کی آواز اول اول ایسی دھیمی تھی کہ پچھلی بنچوں پر بیٹھنے والوں نے کچھ بھی نہ سنا) اور آباجان میرے بھائی برہمانند کو تعلیم دے رہے تھے تو نیند آنے سے پیشتر میں نے دیر ہونے کی نسبت کچھ باتیں سنیں۔ مجھے معلوم نہیں کہ وہ آپس میں کیا گفتگو کر رہے تھے۔ لیکن مجھے خواب آیا کہ کسی نے آکر دروازے پر دستک دی اور کہا۔ کہ میں سدانند کو ملنے آیا ہوں۔ لیکن میرے نوکر نے جواب دیا۔ کہ تم انہیں ابھی مل نہیں سکتے دیر ہو گئی ہے لیکن اس آواز نے کہا۔ کہ میں چاہتا ہوں۔ وہ اپنے ہم وطنوں کے لئے کچھ کرے ہندوستان کے کتنے لوگ یسوع کی پہچان پائے بغیر مر رہے ہیں۔ نوکر نے جواب دیا۔ کہ دیر ہو گئی ہے۔ دیر ہو گئی ہے۔ آواز نے پھر کہا کہ ہندوستان اور پنجاب کے شہروں کا تو ذکر چھوڑ دو۔ اسی شہر لاہور میں اتنے طالب العلم ہیں۔ جن کو مسیح کی خبر نہیں ملی اور کتنے ایسے ہیں جن تک انجیل نہیں پہنچی۔ پھر جواب ملا۔ کہ دیر ہو گئی وہ سو رہے ہیں۔

آواز نے پھر اصرار کر کے کہا۔ کہ اس شہر میں کتنے لوگ ہیں جو اپنے آپ کو مسیحی کہتے ہیں لیکن مسیح سے بالکل ناآشنا ہیں وہ فیشن کے مرید ہو رہے ہیں۔ انگریزیت ان کا کعبہ اور بتخانہ ان کا گرجا ہے۔ انکو کون سنبھالیگا۔ لیکن پھر یہی جواب ملا کہ دیر ہو گئی۔

دروازے پر وہ آواز پھر پُر زور اور با اصرار ہوتی معلوم ہوئی۔ اور کہنے لگی۔ کہ دیکھو مسیحی بورڈنگ سکولوں کی حالت کیسی اصلاح طلب ہے۔ باقی حصوں کی حالت سدھارنی چاہئیے راولپنڈی۔ گجرات۔ گوجرانوالہ۔ امرت سر۔ لودیانہ انبالہ۔ دہلی وغیرہ وغیرہ سکھوں کے جوانوں تک پہنچنے کی ابھی تک کسی نے کوشش نہیں کی۔ جوان ترقی تو کر رہے ہیں لیکن وہ دین سے بے بہرہ بھی ہوئے جاتے ہیں۔ وہ اپنی بیبیلوں کو فراموش کر رہے ہیں۔ ہندوستان کے دیگر حصوں کی حالت کا اندازہ تم آپ ہی لگا سکتے ہو۔ لیکن ہر ایک کے بعد وہی ایک جواب دیا گیا کہ دیر ہو گئی۔ دیر ہو گئی۔

آخر کار۔ اس آواز نے کہا۔ کہ دیر کیوں ہوگئی ہے۔ تو میرے خادم نے کہا۔ آؤ میں تمہیں دکھاتا ہوں۔ اس پر وُہ اس اجنبی کو اُوپر لے آیا۔ اور میں بھی اُن کے پیچھے ہولیا۔ گو مجھے کوئی دیکھتا نہ تھا۔ مجھے اس امر کی دریافت سے بڑی حیرانی ہوئی۔ کہ وُہ آواز ایک فرشتہ کی تھی۔ جو سفید نُورانی لباس پہنے تھا۔ اور اُسکی آنکھیں ایسی روشن تھیں۔ کہ معلوم ہوتا تھا۔ کہ وُہ دنیا کی حدوں تک کام کرتی ہیں۔ میں نے اپنے دِل میں کہا۔ کہ یہہ فرشتہ ہمارے اعمال کا لکھنے والا ہوگا۔ اس کے ہاتھ میں کھلی کتاب ہے۔

میری حیرانی کا اندازہ تم آپ ہی لگا سکتے ہو۔ کہ فرشتہ میرے کمرے میں چلا آیا۔ اور پُوچھنے لگا۔ کہ یہہ کون ہے۔ خادم نے جواب دیا۔ سدانند۔ اور آہستہ سے [illegible] اُٹھا دیا۔ دوستو یقین جانو۔ اس چارپائی پر ایک [illegible] پڑا تھا۔ فرشتے نے کہا کہ اسے ساٹھ سال اپنے خداوند کی خدمت کے لئے دیئے گئے۔ اور وہ سب گذر گئے ہیں۔ لیکن میں ایسے ایک امر کا بیان بھی نہیں پاتا۔ جو خداوند کے نام سے کیا گیا ہو۔

ہاں سدانند کی آواز کچھ رک سی گئی۔ جب میں اُٹھا۔ تو میرا چہرہ آنسوؤں سے تر تھا اور جیسا میں نے لالہ صاحب سے کہا میں نے ارادہ کیا۔ کہ خداوند کی خدمت کے لئے جو کام میرے سامنے آئیگا۔ میں اسے اختیار کرونگا۔ اور یہ پہلا کام ہی چندہ وصول کرنیکا میرے پیش ہوا اور گو یہہ کوئی بڑا کام نہیں۔ کہ جسکا ذکر کیا جائے۔ تاہم میں خوش ہوں کہ اس کے کرنے کا مجھے موقعہ ملا۔ پر اب میں کسی دُوسرے کام کے لئے تیار ہوں۔ پیشتر اس سے کہ دیر ہو جائے

لالہ بہاری لال صاحب لکھتے ہیں۔ کہ جب سے سدانند نے اپنا یہہ عجیب اور سنجیدہ خواب سُنایا۔ ہمارے کام میں بڑی ترقی ہوئی۔ اور مہاجن بڑی گہری دلچسپی [illegible] ہیں +

اگر تم صدق اور اپنی مرضی پر چلنے والے ہو تو موسیٰ کی سرگذشت کو پڑھو۔ اگر تمہارے گھٹنے کمزور ہو رہے ہیں تو ایلیاہ کو جا کر دیکھو۔

اِدھر اُدھر کی خبریں

ہندوستان میں

پروٹسٹنٹ مشنوں کی ترقی

پہلا زمانہ ۔ بیج بونے کا وقت ۱۷۹۹ء سے ۱۸۵۹ء تک

	۱۷۹۹	۱۸۲۰	۱۸۳۰	۱۸۴۵	۱۸۵۹
آمدنی	۱۵۰۰۰ روپیہ	۱۸۲۶۳۴۰	۲۲۹۶۶۰۰	۹۴۸۰۰۰۰	۱۳۷۷۰۰۰۰
مشنری صاحبان (مرد)	۱۵۰	۴۲۱	۷۳۴	۱۳۱۹	۲۰۳۲
,, (ان بیاہی عورتیں)		۱	۳۱	۷۲	۷۶
دیسی خادم الدین		۷	۱۰	۱۵۸	۱۶۹
دیگر دیسی مددگار	۸۰	۱۶۶	۸۵۰	۳۱۵۲	۵۷۸۵
دیسی عشائے ربانی لینے والے	۷۰۰	۲۱۷۹۷	۵۱۳۲۲	۵۹۰۰۰	۱۲۲۷۰۰
دیسی کیٹی خوسن	۵۰۰۰	۱۵۷۲۸	۱۰۲۲۷۵	۱۸۵۰۰۰	۲۵۲۰۰۰
مشنری مجالس انتظامی	۶	۲۰	۲۵	۶۵	۹۸

دوسرا زمانہ ۔ کاٹنے کا وقت ۱۸۵۹ء سے ۱۸۹۷ء تک

	۱۸۵۹	۱۱۸۹	۱۸۹۵	۱۸۹۷
آمدنی	۱۳۷۷۴۰۰۰ روپیہ	۳۱۹۵۰۰۰۰	۴۲۹۸۴۹۳۰	۴۳۵۴۱۹۱۰
مشنری صاحبان (مرد)	۲۰۳۲	۴۱۳۵	۶۳۶۹	۶۵۷۶
(ان بیاہی عورتیں)	۷۶	۱۸۸۵	۳۳۹۰	۳۹۸۲
دیسی خادم الدین	۱۶۹	۳۳۲۷	۴۰۱۸	۴۱۸۵
دیگر دیسی مددگار	۵۷۸۵	۴۱۷۵۴	۹۱۱۲۴	۹۷۷۵۴
دیسی عشائے ربانی لینے والے	۲۲۷۰۰۰	۸۵۰۰۰۰	۱۰۵۷۰۰۰	۱۴۴۸۸۶۱
دیسی کیٹی خوسن	۲۵۲۰۰۰	۶۵۰۰۰۰	۸۶۴۱۵۵	۴۴۷۱۹۵
مشنری مجالس انتظامی	۹۸	۲۶۲	۳۶۵	۳۶۷

ان میں مشنریوں کی بیویاں شامل نہیں۔

پراٹسٹنٹ مشنوں کی تعدادی طاقت

(ان میں مشنریوں کی بیویاں شامل نہیں ہیں)

ہندوستان

سوسائٹی	میزان ۱۸۹۹ء مشنری	ترقی	۱۸۹۰ء سے تنزل
بپٹسٹ	۴۳٦		۱۷
کانگریشنل	۱۵۹	۸	
چرچ آف انگلینڈ	۵۲۸	۳۸	
پریسبیٹیرین	۷٦۷		۲
میتھوڈسٹ	۲۹۸	۲۳	
لوتھرن	۲٦۳		٦۸
موریوین مشن	۲۷	۲۰	
سوسائٹی آف فرینڈس	۲۵	۴	
زنانہ مشنری	۱۰۸	۹	
اپنے طور پر کام کرنیوالے مشنری	۴۰۰	۱۷۸	
مکتی فوج	۸٦		
کُل میزان	۲۷۹۴		
کُل میزان ترقی	۳۲۹		

پروٹسٹنٹ ہیں ۵۵۰۰ گریک چرچ کے ممبر اور ۵۰۳۰ رومن کیتھلک انگلستان
میں اسوقت ۶۰۰ پروٹسٹنٹ پادری ہیں۔ جو پہلے یہودی تھے۔ اور امریکہ میں ایسے ۲۱۴
ہیں۔ چرچ مشنری سوسائٹی کے متعلق ۵۳ میڈیکل مشنری ہیں۔ فری چرچ آف سکاٹلنڈ
کے متعلق ۲۹ لنڈن مشنری سوسائٹی کے متعلق ۲۴ ان میں سے ۵ عورتیں ہیں۔ اور امریکن
بورڈ کے ۳۶ میڈیکل مشنری ہیں۔

نتیجہ امتحان انٹرنس مسیحی طلبا

درجہ اول ڈی۔ این بنرجی ۳۶۸ مشن ہائی سکول گوجرانوالہ۔ ہربرٹ۔ ایس۔ مارک ۳۴۱ سنٹ سٹیفنس ہائی سکول دہلی۔ درجہ دوم۔ گہنا ۳۲۹۔ کرسچن ٹریننگ ہائی سکول سیالکوٹ سموئیل پرمانند چندولال ۳۰۰۔ سنٹرل موڈل سکول لاہور۔ وزیر چند ۲۹۶۔ کرسچن ٹریننگ ہائی سکول سیالکوٹ۔ جگو ۲۹۶۔ کرسچن ٹریننگ ہائی سکول سیالکوٹ جوئیل گبریل ۲۸۱۔ پرائیوٹ منٹگمری۔ موس ای جنجسن ۲۷۶ سنٹ سٹیفنس ہائی سکول دہلی ایچ ایل فیلبوس ۲۷۵۔ مشن ہائی سکول لاہور۔ مس گریلا بنرجی ۲۶۳۔ لیڈی ڈفرن گرل سکول لاہور۔ آر۔ دولت مسیح ۲۵۷۔ پرائیوٹ گجرانوالہ۔ مس سنبزہ بیگم رستم خان ۲۴۹ لیڈی ڈفرن گرل سکول لاہور۔ درجہ سوم۔ گاڈون سموئیل جیکب۔ ۲۰۸۔ کرنال۔ یوسف جمال الدین ۱۷۸۔ مشن سکول جالندھر۔ مس میری کوکلی ۱۷۳۔ لیڈی ڈفرن گرل سکول لاہور ای۔ جی۔ داس ۲۲۶۔ پرائیوٹ لاہور۔ ڈیوڈ ضیغم دل نجم الدین ۱۷۹۔ بٹالہ برنگ ہائی سکول۔ مہتاب الدین ۲۰۶۔ کرسچن ٹریننگ سکول سیالکوٹ۔ ڈی۔ دانیئل صدق ۲۱۰ یو۔ پی۔ مشن سکول راولپنڈی۔ سائینس فیلیٹی آرجننگس ۳۱۵۔ سنٹرل موڈل سکول لاہور جیمس ازرا۔ ۳۰۲۔ مشن سکول لاہور۔ الفرڈ آگسٹین لیونارڈ فلن۔ یوتر ہائی سکول لاہور۔ والٹر ولیم سٹیٹن ۲۱۶۔ ایم بی سکول جالندھر۔ ای ای میکلیون ۲۱۸۔ پرائیوٹ جالندھر۔ بی اے

میں ایک اور مسیحی جوان جو زیر نظر ثانی تھا کامیاب ہوا یعنے ایچ۔ سی۔ بنرجی مشن کالج۔ درجہ سوم۔

THE MASHI,

AMRITSAR.

Vol. V. *June, 1900.* *No. 6.*

CONTENTS.

Literary Communications *alone* should be addressed to the Editor. Business Letters and Remittances to the Manager, "Masihi," Amritsar.

Annual Subscription in advance—

India and Ceylon, Re. 1-8-0. } Post free.
England and America, 2s. }

مسیحی امرتسر

۱۵ - جولائی ۱۹۰۰ء

فہرست مضامین

مطبوعہ مسیحی پریس

ہر مہینے کی پندرہ تاریخ کو امرتسر سے شائع ہوتا ہے

گلدستۂ اخبار

اِس پرچہ میں راجپوتانہ اور گجرات کے قحط کی مفصّل کیفیت ہدیہ ناظرین کرنے کی خاطر ہم نے آٹھ صفحے اضافہ کر دیئے ہیں۔ ہم یقین کرتے ہیں کہ آپ اِسے بغور پڑھینگے اور اپنی دُعاؤں اور روپیوں سے اِس کارخیر میں مدد دینگے۔ **پادری** سٹواٹ ہرگمٹن کلارک۔ بزرگ کلارک صاحب مرحوم کے چھوٹے بیٹے پنجاب میں آئینگے۔ **پادری** تھامسن صاحب سی۔ ایم۔ ایس جنہوں نے ۲۰ سال تک کام کیا قحط زدہ لوگوں کی امداد میں کام کرتے کرتے اپنے ہمیشہ کے آرام میں داخل ہوئے۔ **پادری** ایچ۔ اے گرے صاحب نے تین سال کے لئے وِک لِف ہال اکسفورڈ کا پرنسپل ہونا منظور کیا۔ پنجاب میں اسوقت اس شخص کا ثانی ملنا مشکل ہے۔ **دُعا مطلوب ہے** پنجاب اور سندہ میں مشن کے کام کے لئے۔ **لاہور** کے بشپ لفرائے صاحب نے اپنے دو لکچروں سے پنجاب کے مسلمانوں میں تہلکہ سا مچا دیا۔ **ہمارا ہمعصر** پنجاب مشن نیوز معترف ہے کہ مسیحی کے نامہ نگار نے پادری ویڈ صاحب کے بٹالہ تبدیل ہونے کے خلاف جو دلیلیں دیں وہ بڑی وزنی ہیں تاہم ہمارے کئی انگریز دوست اِسی لئے ہم سے روٹھے بیٹھے ہیں! **دہلی** کے پادری ایس گھوس صاحب شملہ میں پریسٹ کے عُہدہ پر تعین ہوئے اور مسٹر روڈس ڈیکن۔ **قریب** دس سال کا عرصہ گذرتا ہے کہ جب روڈس صاحب اوّل اوّل امرتسر میں آئے تو انگریزی لکھ پڑھ بھی نہ سکتے تھے۔ بیشک بڑی ترقی کی لیکن سوال یہہ ہے کہ اگر انگریز نہ ہوتے تو کیا مشن میں اس رُتبہ کو پہنچ سکتے؟ **سی۔ ایم۔ ایس** نے اپنی ایک سو ایک ویں سالگرہ تیسری مئی کو منائی۔ **مغربی افریقہ** کے بشپ ٹگویل لکھتے ہیں کہ پچھلے برس انکے مسیحیوں نے پانچہزار تین سو تیس پونڈ یعنے ۷۹۹۵۰ روپیہ مشن کی مدد میں دیا۔ اور ۱۱۱۱۵ روپئے اور مشنوں کے لئے جمع کئے اور ۳۰۰۰ روپیہ برٹش اور فارن سوسائٹی کیلئے۔ **امرتسر** میں چرچ مشن سکول کے متعلّق ایف اے کی جماعتیں کھولی گئیں کالج کی حالت تسلّی بخش سُننے میں نہیں آتی۔ ابھی آغاز ہے۔ ترقّی ہوگی۔ **لاہور** مہانسنگہ باغ

۱۵۔ جولائی۔ ۱۹۰۰ء

نوٹ اور رائیں

امریکہ کی عظیم مشنری کانفرنس۔ امریکہ کے لوگ ہر ایک بات نہایت وسیع انداز پر کرنا پسند کرتے ہیں۔ شکاگو کی نمائش گاہ دُنیا بھر میں ایک عجیب واقعہ تھا۔ اب شہر نیویارک میں دس روز تک بڑے معرکہ کی ایک مشنری کانفرنس منعقد ہوئی ہے۔ جسمیں کُل دُنیا کے مختلف مشنوں میں سے چیدہ مشنری شامل ہوئے ہیں۔ اِس کانفرنس کی نسبت ایک بڑے تجربہ کار شخص کی رائے ہے کہ مسیح کے صعود کے بعد کلیسیا کی تواریخ میں یہہ مجمع نہائت حیرت افزا ہے۔ یہہ تیسری عالمگیر کانفرنس ہے جو فارن مشنوں کے متعلق جمع ہوئی ہے۔ اور اسکا اثر مشن پر تمسخر کرنے والوں پر بڑا عجیب ہوا ہے۔ سوائے ایس۔ پی۔ جی کے تمام مشنوں کے وکیل اِس میں موجود تھے۔ خیال کیا گیا تھا کہ تین سو سے زیادہ مشنری اِس موقعہ پر جمع نہونگے مگر جب ۲۱۔ اپریل کے روز اول اجلاس شروع ہوا تو سات سو ستر نام درج رجسٹر کیئے گئے۔ اڑھائی ہزار ڈیلیگیٹوں کے نام مندرج تھے مگر حاضرین کی تعداد اس سے دس گنا سے کم نہ ہوگی۔ شروع سے آخر تک کارروائی نہائت ترتیب اور حُسنِ انتظام سے ہوتی رہی۔ جو لوگ اس مجمع کو ایک پادریانہ مجلس سمجھ بیٹھے تھے وہ اس کی باضابطہ کارروائی کو دیکھکر حیرت میں تھے۔ نہائت مفید اور کارآمد مضامین متعلقہ مشن پر دلچسپ اور عالمانہ بحث ہوتی رہی۔ جس میں ہندوستان کا حصّہ کچھ کم نہ تھا۔ امریکہ والوں نے اس سال

میں جو دلچسپی اور عملی ہمدردی ہندوستان کے ساتھ دکھائی ہے وہ پیشتر کبھی ظاہر نہ ہوئی تھی خدا ان لوگوں کو جزائے خیر دے۔ افسوس ہے کہ یہاں اس کانفرنس کے دلچسپ مضامین کے اختصار کی بھی گنجائش نہیں۔ ایک بات جو اول سے آخر تک نمایاں تھی اور جسکی خاطر بعد میں ایک سب کمیٹی بھی مقرر کی گئی وہ یہہ تھی کہ مختلف مشنوں میں کیونکر اتحاد اور اتفاق بڑھ جائے تاکہ انجیل کی خدمتیں کوئی باہمی اختلاف یا تفرقہ سد راہ نہو۔ اگر اس عظیم کانفرنس سے اور کوئی کارآمد نتیجہ نہ بھی نکلے تو بھی جو یکجہتی روح اسکے اجلاس میں موجود تھی وہی مسیحی کلیسیا کی تقویت کا باعث اور بے دینوں کے لیے مسیحی مذہب کی زندگی کا ثبوت ہے۔

لے مین ہونے کی بلاہٹ ۔ لے مین ایک انگریزی لفظ ہے جسکے لغوی معنے گھرست یا دنیادار کے ہیں۔ مگر مسیحی محاورہ میں یہہ وہ لوگ ہیں جو کلیسیا کی طرف سے دینی خدمت کے لئے مخصوص نہیں ہوتے۔ یا جو مشن کے کام میں شریک نہیں ہیں۔ ہمارے مندرجہ عنوان کے متعلق ہمعصر سنڈے سکول ٹائمز نے ایسے کارآمد خیالات ظاہر کئے ہیں کہ ہم اپنے ناظرین کے دل سے ایک معمولی غلط فہمی رفع کرنے کے لئے انکو مختصراً یہاں درج کرتے ہیں۔ جب کبھی کوئی شخص دینی خدمت کے لئے کسی مجلس کے پیش کیا جاتا یا خادم الدین کے عہدہ پر مقرر ہونے کو ہے تو کسی نہ کسی صورت میں یہہ سوال اس سے پوچھا جاتا ہے کہ کیا تم کو یقین ہے کہ خدا نے اس کام کے لئے تم کو بلایا ہے لیکن اگر کوئی مسیحی کوئی پیشہ یا ملازمت اختیار کرے تو کوئی اس قسم کا سوال پیش کرنے کا خیال بھی نہیں کرتا۔ کیا کبھی کسی نے وکالت میں داخل ہونے والے یا سرکاری نوکری کے متلاشی یا کسی پیشہ کے شروع کرنیوالے سے یہی سوال کیا۔ بلکہ دینی تعلیم دینے والوں سے بھی عموماً یہہ کوئی نہیں پوچھتا کہ کیا اس کام کے لئے تمہاری بلاہٹ ہے۔ دینی خادم کے کام اور باقی قسم کی خدمت میں کیوں امتیاز کیا جاتا ہے۔ خدا کے کلام سے اس فرق کی کوئی بنیاد ثابت نہیں ہوتی۔ پولوس رومیوں کیطرف لکھتے ہوئے اپنی نسبت رسول ہونے کے لئے بلایا گیا لکھتا ہے اور اپنے مخاطبوں کو مقدس ہونے کے لئے

بلائے ہوئے ٹھہرتا ہے۔ اس سے ظاہر ہے کہ خدا کی بلاہٹ ہر ایک مسیحی کا حق ہے۔ بلکہ حقیقی
مسیحیت کا ایک نشان ہے جس نے اس بلاہٹ کو نہیں سنا وہ درحقیقت خدا کا خادم
اور مسیح کا شاگرد ہو نہیں سکتا۔ اس بلاہٹ کی نسبت اس قسم کے غلط خیال سے دو بڑے نتائج
پیدا ہوئے ہیں۔ اول جب کوئی مسیحی اپنے کام میں خدا کی بلاہٹ کو معلوم نہیں کرتا تو
وہ اس ہمت اور طاقت سے محروم رہتا ہے جو خدا کی طرف سے اس کو نصیب ہوتی - اور پھر
جب خدا کی طرف سے بلاہٹ کا خیال دل میں پیدا ہوتا ہے تو اس سے یہہ یقین کیا جاتا ہے
کہ خدا نے ہمکو فقط واعظ منادی یا مشن میں خدمت کرنے کے لئے بلایا ہے۔ اس میں کچھ
شک نہیں کہ خدا دوسرے پیشوں سے بعض کو انجیل کی خدمت کے لئے چن لیتا ہے جیسا اسنے
عموس کو چن لیا تھا لیکن وہ اکثر اسطور پر نہیں بلاتا بلکہ جو جس کام میں ہے اسی میں رہنے دیتا
ہے۔ دینی خادم ضرورت سے زیادہ ہوں تو ہوں مگر لے مین حد سے زیادہ نہیں ہو سکتے۔
ایسے لوگوں کی ہمیشہ گنجایش ہے جو اپنے اپنے حلقہ میں اپنی خداداد خدمت کرکے اسکا جلال ظاہر
کرتے ہیں۔ پھر بعض ایسے کام ہیں جو خادمانِ دین بخوبی نہیں کر سکتے محض اسلئے کہ دینی خدمت
انکا منصبی فرض سمجھا جاتا ہے اور اگر لے مین وہی کام کرے تو اس کو بے غرض خدمت کہا
جاتا ہے۔ ہر وقت اور ہر کہیں ایسے اشخاص کی ضرورت ہے جو باقاعدہ واعظ نہیں ہیں لیکن جنکے
ذمہ لے مین ہونیکی خدمت ہے۔

پنجاب کرسچن میوچوئیل ریلیف فنڈ - یہہ فنڈ جو سال گذشتہ میں شروع کیا گیا تھا ابتک اپنی ابتدائی
حالت میں ہے۔ سال حال کے چرچ کونسل کے جلسہ میں اسکو ترقی دینے کیلئے دو ایک تجاویز منظور کی گئیں مثلاً
ایک تو یہہ تھی کہ ابتک مسیحیونکو اسکے مدعا اور فوائد کا علم نہیں اس لئے ضرور ہے کہ اول کونسل کے ممبران خود اس
میں شریک ہوں اور اوروں کو شامل ہونیکی تحریک کریں۔ تجربہ سے یہہ بھی معلوم ہوا ہے کہ بعض قواعد خصوصاً
دیہاتی غریب مسیحیوں کے لئے زیادہ سخت ہیں مثلاً داخلہ جو بیشتر بلحاظ عمر کے عا (دو روپیہ) تک تھا سب کے لئے آٹھ آنہ
کیا گیا ہے۔ پھر دیہات میں ڈاکٹری سارٹیفکیٹ حاصل کرنا بھی دشوار ہے اور شہروں میں بھی بآسانی یا مفت
دستیاب نہیں ہو سکتا اسلئے پاسٹر کا سارٹیفکیٹ صحت کے بارہ میں قبول کیا جائیگا تا عرصہ میں ہم یہہ بھی

ینگے گرڈونٹی سکولوں میں طبی تعلیم بھی شروع کیگئی ہے۔ بہرصورت شاید فنڈ کا کام شروع کرنیکے لئے ضروری تجویز ہے۔ چیرمین اور سکرٹری کو اختیار دیا گیا ہے کہ سائلوں کی درخواستوں کو منظور کریں یا نکریں۔ کمیٹی کے ساتھ خط وکتابت کرنیمیں کاروائی پیچیدہ اور وقت ضائع ہوتا ہے۔ جہانتک ہم کو معلوم ہے ممبروں کی تعداد ابتک بہت تھوڑی ہے مگر ایسے کام کے شروع میں ہمیشہ مشکلات ہوا کرتی ہیں۔ بنگال کا کرسچن فیملی پنشن فنڈ چالیس سال سے جاری ہے۔ و قریب چار لاکھ زرپیہ اسکا جمع ہے تو بھی سالگذشتہ میں اسکے ممبروں کی تعداد ۵۰ سے نہیں بڑھی اور ہر سال عام جلسہ میں ممبروں کی کمی پر افسوس ظاہر کیا جاتا ہے ممکن ہے کہ اس فنڈ کا دیوالہ نکلجائے لیکن پنجاب کے ریلیف فنڈ کا روپیہ جمع نہیں رہتا اسلئے اسکو کوئی اس قسم کا اندیشہ نہیں ہے ہمیں معلوم ہوا ہے کہ بعض مشنری صاحبان اس وجہ سے اس فنڈ کیطرف توجہ نہیں کرتے کہ اس میں ہر ایک پروٹسٹنٹ کلیسیا کا آدمی شامل ہوسکتا ہے۔ پچ بندی کا بکھیڑا یہاں بھی پیچھے لگا ہے۔ اگر مشنری صاحبان ذرا نظر تلطف اس طرف کریں تو ہمیں یقین ہے کہ بہت سے مسیحی ضرور اس میں خوشی سے شامل ہونگے۔

ملک چین کی نازک حالت۔ کچھ عرصہ سے چین کی حالت ایسی پیچیدہ ہوئی ہے کہ کوئی بڑا بھاری انقلاب اس ملک میں ہونیوالا ہے۔ رعایا غالباً سلطنت کی تحریک سے سب غیر ممالک کے باشندوں کو ملک سے نکالنے پر کمربستہ ہے قتل وخون کا بازار گرم ہے۔ غیر سلطنتوں کے سفیر بے دھڑک قتل کئے جارہے ہیں۔ جنکے خون کا بدلہ لینے کے لئے ہر طرف سے فوجیں جہازوں پر آرہی ہیں اور جاپان سے بھی مدد طلب کی گئی ہے ایک جنوبی افریقہ میں خونریزی کا خاتمہ نہیں ہوا اور اب یہہ نیا گل کھل رہا ہے سلطنتیں تو اپنا اپنا انتقام لینے کے درپے ہیں مگر افسوس ہے کہ بیچارے مشنری صاحبان مفت میں مارے جارہے ہیں۔ گرجے اور مشن کے مکانات جلائے جاتے ہیں۔ دیسی عیسائی بھی انکے ساتھ اذیت اٹھارہے ہیں اور بہت سے بیگناہوں کا خون چین کو زمین سے پکار رہا ہے۔ کون جانتا ہے اس چینی دیوانگی کا خاتمہ کب ہوگا۔ ایک بات یقینی ہے کہ اگر شہیدوں کا خون حقیقت میں کلیسیا کا بیج ہے تو اسمیں کچھ شک نہیں ہوسکتا کہ اس ایذارسانی سے مسیحی مذہب چین میں بہت پھیل جائیگا۔ اور خواہ وہ بدبخت ملک آخر کسی سلطنت یا سلطنتوں کے حصہ میں آئے انجیل کیلئے ایک ایسا دروازہ کھل جائیگا جو پیشتر کبھی نہ کھلا تھا۔ فی الحال ضرور ہے کہ ہم دعا کریں کہ خدا جلد اس آفت کو دفع کرے۔ اور اس اذیت کے وقت اپنے بندوں کے ایمان کو تقویت بخشے +

ہندوستان کی کلیسیا کی موجودہ ترقی اور آئندہ ضروریات

نمبر ۲

ہم اسوقت مسٹر ستیا نادہن کے نادر دیباچہ کے دوسرے حصہ کو مدِنظر رکھنا چاہتے ہیں۔ ماہ گذشتہ میں کلیسیا کی ترقی کے مختلف پہلوؤں پر مختصراً توجہ کی گئی۔ بقول راقم چاہیئے کہ ہمارے دلوں میں اُن تمام ترقیات کے لیئے شکرگذاری ہو۔ مگر اسکے یہہ معنے نہیں کہ ہم ہاتھ پر ہاتھ رکھکر بیٹھے رہیں اور اپنے فرائض اور آئیندہ ضروریات سے غافل ہو جائیں۔ ہماری کلیسیا کی اندرونی ترقی بموجب قانون آبادی کے ہو رہی ہے اور بیرونی ترقی بھی بذریعہ نو مریدوں کے ہوتی جاتی ہے۔ جو جو تمدنی خرابیاں ہندو فرقہ کی ترقی کے مانع ہیں وُہ ہم میں پائی نہیں جاتیں۔ ہماری عادات اور طرز معاشرت کا پایہ اَوروں سے بڑھکر ہے۔ ہماری تعلیم اعلیٰ درجہ کی ہے۔ اور ہمیں یورپین مسیحیوں کے ساتھ میل ملاپ کے موقعے اکثر ملتے ہیں۔ ان سب باتوں کے لحاظ سے مسیحی قوم کو اس ملک میں وُہ درجہ نصیب ہے جو اَور اقوام کو نہیں ہو سکتا۔ مگر سوال یہہ ہے کہ کیا ہم اس درجہ کے فرائض اور حقوق سے آگاہ ہیں۔ کیا ہم محسوس کرتے ہیں کہ ایسے فوائد حاصل کر کے کوئی خدمت بھی ہمارے ذمہ ہے۔ اندیشہ ہے کہ ہم مسیحی اس تہذیب اور شائستگی کو جو مسیحی مذہب کے ازل میں کوچ کرتی ہے اپنا معراج سمجھنے لگیں مگر یہہ ہرگز درست نہیں ہے۔

ہم مسیحیوں کو بلحاظ ہندوستانی ہونے کے اِس ملک میں بڑی بھاری خدمت کو بجا لانا ہے۔ جیسا ایک نو مرید اپنے ہموطنوں کو اس عجیب اور بھاری تبدیلی کا حال جو مسیح اسکے اندر پیدا کرتا سُنا سکتا ہے اور کوئی نہیں سُنا سکتا اگر وُہ اپنی زندگی اور رفتار و گفتار سے اَوروں پر یہہ ظاہر کرے کہ مسیحی ہو جانا کوئی محض لباس یا خوراک یا زبان یا طرز معاش کی تبدیلی نہیں ہے بلکہ زندگی کا اصول ہی بدل جاتا ہے اور خیالات اور چال و چلن

کا سلسلہ ہی سراسر نیا ہو جاتا ہے۔ غرض اگر وہ اپنے ہموطنوں پر اپنی خوبیوں کے ذریعہ سے ثابت کر سکتا ہے کہ میں ایک بالکل تبدیل شدہ انسان بن گیا ہوں تو اس سے بڑھکر پر تاثیر اور کوئی بات ہو سکتی ہے۔ ہم اس ملک میں زندہ خدا کے سپرد ہیں۔ اسلئے ہماری ذمہ واری بھی بڑی بھاری ہے خدا نے ہم کو خاص توفیق دی ہے۔ کہ ہماری قوم سوشل اصلاح میں سب سے آگے قدم مارتی ہے۔ جس بات کا اور فرقے چرچا کیا کرتے ہیں۔ وہ ہم میں موجود ہے۔ چاہئے کہ وہ لوگ ہم کو دیکھیں کہ خدا نے ہمارے لئے کیا کیا عجائبات کئے ہیں۔ اور ہماری زندگی کی خوبیاں دیکھکر خدا کا جلال ظاہر ہو

بلحاظ قوم کے ہم کو ایک بات کی سخت ضرورت ہے اور وہ ہے زیادہ اتحاد۔ اگرچہ ہم مختلف ذاتوں اور درجوں میں سے بھرتی ہو کر غیر اجناس کا ایک عجیب مجموعہ بنگئے ہیں تو بھی ہم ایک ہی خداوند کی خدمت میں حلقہ بگوش ہیں اور یہی ہر قسم کے ذات پات کے خفیف امتیاز کو مٹانے کے لئے کافی ہے۔ افسوس ہے کہ خصوصًا جنوبی ہند کے بعض مسیحیوں میں اب تک ذات کا خیال پایا جاتا ہے۔ علاوہ اسکے بڑے بڑے عہدوں اور دنیوی عزت کے دماغ نے ہم میں تفرقے ڈال رکھے ہیں۔ ہادیانِ قوم کو لازم ہے کہ اس قسم کے پھوٹ پیدا کرنے والے اسباب کو رد کریں۔

یاد رکھنا چاہئے کہ ہندوستان میں سب کی آنکھ مسیحی مذہب پر لگی ہے۔ عوام اسکے نتائج پر غور کر رہے ہیں۔ اسلئے ضرور ہے کہ ہم اپنی تمام انانیت اور غرور اور بڑائی کا خیال اُس کی صلیب کے قدموں میں لاکر رکھدیں جسنے خدا ہو کر خادم کی صورت اختیار کی اور اپنے تئیں خالی کیا۔ اور مسیح میں یگانگت ہمارے دل اور زندگی کا مدعا ہو۔ اب ہم نئے مخلوق ہیں۔ چاہئے کہ ہم میں زیادہ اتفاق اور اتحاد ہو۔ مختلف علاقوں میں انڈین کرسچن اسوسی ایشنوں کا قائم ہونا ایک اُمید افزا نشان ہے۔ بعض ان میں سے نہایت مفید ثابت ہوئی ہیں۔ کیا خوب ہو جس جس شہر اور قصبہ میں مسیحی آباد ہیں کثرت سے

ہے وہاں اس قسم کے مجمع قائم کئے جائیں۔

ہمارے خیال میں ہندوستانی مسیحیوں نے ابتک پورے طور پر محسوس نہیں کیا۔ کہ اس ملک کو مسیح کے پاس لانے کی خدمت ہمارا فرض ہے۔ اس خدمت کو اجنبیوں اور مشن کے ملازموں ہی کا حصہ سمجھا جاتا ہے۔ دیسی مشنریوں کی تنخواہ اور عہدے کی نسبت بہت کچھ کہا گیا ہے اور ہمیں اندیشہ ہے کہ اس خدمت کو دنیوی پیشوں مثلاً وکالت یا تجارت کی طرح ایک پیشہ سمجھا جاتا ہے۔ لوگ کہا کرتے ہیں کہ ہم دیسی مسیحی مشن میں کام کرنا اسلئے پسند نہیں کرتے کہ انکو درجہ اور تنخواہ کافی نہیں ملتی۔ مگر جب ہم خدا کی خدمت کے لئے اپنے آپ کو مخصوص کرنے کا لحاظ کرتے ہیں تو کیا اس قسم کے خفیف معاملات پر بحث یا تکرار کرنا درست ہے۔ ذرا غور کیجئے کہ یورپین مشنری اس مقدس خدمت کو کیونکر اختیار کرتے ہیں۔ انکا اول مدعا یہہ ہوتا ہے کہ اپنے آقا کی خدمت کے لئے اپنے آپ کو مخصوص کریں اس ہدف کے مقابلہ میں باقی تمام قسم کے خیالات نظرانداز کئے جاتے ہیں۔ ہندوستانی مسیحی بطور نکتہ چینی کہا کرتے ہیں کہ مشنری صاحبان کیسے آرام اور مزے کی زندگی بسر کرتے ہیں مگر سچ پوچھو تو جو کچھ ان لوگوں نے مسیح کی خاطر ترک کیا ہے ہمنے اُسکے مقابلہ میں کچھ بھی نہیں کیا۔ اس میں شک نہیں کہ ہم میں بھی ایسے اشخاص کہیں کہیں نظر آتے ہیں جنکی زندگی میں خودنثاری پائی جاتی ہے مگر یہہ ایسے خال خال ہیں کہ انکو مستثنیات سے بڑھکر نہیں کہہ سکتے۔

اسوقت دیسی کلیسیاؤں میں سیلف سپورٹ کا سوال نہایت ضروری سمجھا جاتا ہے اب تک ہم نے اس منزل کی طرف بہت تھوڑی ترقی کی ہے۔ ہر ایک ہندوستانی مسیحی کا فرض ہے کہ اپنی کلیسیا کی آزادی اور اسکو اپنے پاؤں پر کھڑا کرنے کے لئے حتی المقدور کوشش کرے۔ کیونکہ تاوقتیکہ اس قسم کی مضبوط اور آزاد کلیسیاؤں کی بھاری تعداد نہو ہندوستان کا نیشنل چرچ نہیں قائم ہوسکتا۔ ہندوستانی مسیحی لے مین

مسیحی خدمت کو خود بخود بہت کم اختیار کرتے ہیں۔ ہندوستان میں خود روشن کا کام مشکل کہیں نظر آتا ہے۔ ضرور ہے کہ ہم اس کام کو شروع کریں۔ بعض خاص مجمعوں مثلاً ینگ مینس کریچن اسوسی ایشن اور سٹوڈنٹس والنٹیر موومنٹ وغیرہ نے ہم میں کیسقدر سرگرمی پیدا کردی ہے اور یہہ ہمت بخش نشان ہے۔ ہماری نگاہ اسوقت خصوصاً کالجوں کے طلبا ر کی طرف ہے جن پر تاثیر کرنے کے لئے عجیب روحانی وسائل استعمال کئے جارہے ہیں۔ یہی نوجوان ہماری آئندہ جماعت کے پیشوا ہونگے اور اپنے ہموطنوں میں انجیل پھیلانے کے لیے بڑے کارآمد ہتھیار ہونگے۔

ہندوستانیوں کے لئے مسیحی علم ادب مہیا کرنے کی اسوقت سخت ضرورت ہے جو کچھ تھوڑا بہت اس امر کی انجام دہی کے لئے ابتک ہوا ہے وہ مشنری صاحبان کی کوشش کا نتیجہ ہے۔ کیا خوب ہو کر دیسی مسیحی بجائے نکتہ چینی کے خود مرد میدان بنکر آگے بڑھیں اور اس ضرورت کو پورا کریں۔ ہمارے بہت سے مسیحی بھائیوں نے دیسی زبانوں میں یونیورسٹیوں کی اعلیٰ سندات حاصل کی ہیں مگر کتنے ہیں جنھوں نے کچھ تصنیف یا ترجمہ کرکے مسیحی علم ادب کو ترقی دی ہے۔ اگر ہمارے تعلیم یافتہ مرد اور عورات ہر روز کم از کم ایک گھنٹہ تحریر میں صرف کیا کریں تو کسقدر فائدہ کی امید ہوسکتی ہے +

مسیحی کی موت

سفید پوش مسیحی کدھر کو جاتے ہیں	سفر تمام ہوا اپنے گھر کو جاتے ہیں
گذر کے موت سے آئے ہیں زندگی میں یہہ	ادھر فنا ہے بقا کے اُدھر کو جاتے ہیں
خدا کے ہاتھ سے آنسو پونچھینگے جنت میں	یہہ اپنے ساتھ لئے چشم تر کو جاتے ہیں
نہ پوچھو اہل زمیں آسمان کی بابت	وہ ملک دور ہے جسکے سفر کو جاتے ہیں

ہماری عمر تھی صرف ایک رات کا قصہ
ہم آئے شام کو منت سحر کو جاتے ہیں

بزرگ پادری رابرٹ کلارک صاحب

(از آئی۔ سی۔ سنگھا صاحب)

۔۳۔

دیسی مسیحیوں کے ساتھ کلارک صاحب کی ہمدردی کا ذکر میں پیشتر کر چکا ہوں۔ یہہ ہمدردی اور خیرخواہی اُنکی دنیوی ضروریات تک محدود نہ تھی۔ اُنکی علمی ترقی میں بھی آپ حتی المقدور ساعی تھے۔ اگرچہ سب مشنری صاحبان ہمارے خیرخواہ اور ہماری ترقی میں خواہش مند ہیں تو بھی بلحاظ علمی ترقی کے دو مختلف رائے ہیں۔ ایک فریق میں وہ صاحبان شامل ہیں جو دیسی مسیحیوں کے لئے اعلیٰ تعلیم کی ضرورت نہیں سمجھتے۔ انکے خیال میں زیادہ تعلیم ہم کو بگاڑ دیتی ہے معمولی لیاقت ہمارے لئے کافی ہے۔ پادری کلارک صاحب کا اس قسم کا خیال نہ تھا۔ وہ چاہتے تھے کہ دیسی مسیحی اس ملک میں ہر ایک بات میں اوروں سے بڑھ کر رہیں۔ لڑکیوں کی تعلیم کے لئے الگزنڈرا سکول جاری کرنے سے آپ کا مدعا یہہ تھا کہ مسیحی مستورات اعلیٰ تعلیم یافتہ اور امورِ خانہ داری میں لائق ہوں۔ اس مدرسہ میں امتحان انٹرنس تک تعلیم آپ ہی کی کوشش کا نتیجہ ہے ورنہ بعض مخالفوں نے اسکو مڈل تک رکھنے میں کوئی دقیقہ باقی نہ چھوڑا تھا۔ ۱۸۷۷ء میں بعض مسیحی نوجوانوں کے خراب نمونہ کے باعث یہہ امر چرچ کونسل میں پیش کیا گیا کہ مسیحی لڑکوں کے لئے کسی ایسے سکول کی ضرورت ہے جس میں دنیوی تعلیم کے ساتھ روحانی ترقی کا سامان بھی ہو تاکہ ہمارے لڑکے بدصحبت سے بچکر نیک نمونے اختیار کریں۔ بعض ممبروں نے اسکی سخت ضرورت کیطرف پادری کلارک صاحب کو جو اُن دنوں چرچ کونسل کے چیرمین تھے متوجہ کیا۔ صاحب موصوف نے اس کا ذکر پادری بیرنگ صاحب کے ساتھ کیا۔ اس

گفتگو اور مشورہ کا ماحصل بٹالہ کا بیرنگ ہائی سکول ہے جو اعلیٰ درجہ کے مسیحی لڑکوں کے لئے جاری کیا گیا ہے۔ گویا یہ سکول بھی کلارک صاحب ہی کی کوشش کا نتیجہ سمجھنا چاہئے۔ آپ مرتے دم تک الگزنڈرا اسکول اور بیرنگ ہائی سکول کے خیرخواہ اور مہربان مربی رہے اور جو لڑکیاں اور لڑکے ان سکولوں میں سے تعلیم پاکر مختلف کاروبار میں مشرف ہوئے ان میں ہمیشہ دلچسپی رکھتے اور انکو باعزت مراتب اور زندگی کے اعلیٰ مدارج میں خوشحال دیکھ کر کمال خوش ہوا کرتے۔ انکی آرزو تھی کہ دیسی مسیحی تمام ملکی اور روحانی عہدوں میں سرفراز نظر آئیں۔ یہ ایک اور قابل تحسین صفت آپ میں تھی کہ آپ دیسی مسیحیوں کو آسودہ حال اور خوشوقت دیکھ کر خوشی منایا کرتے تھے آپکا خیال تھا کہ ممکن نہیں کہ شائستگی کی نئی مے پرانی مشکوں میں بھری جائے۔ یہ ہو نہیں سکتا کہ کوئی شخص ہندو مسلمانوں میں سے مسیحی مذہب کو قبول کرے اور ساتھ ہی نئی تہذیب اور اعلیٰ طرز معاشرت کو اختیار نکرے۔ ایک موقعہ کا ذکر ہے کہ ایک دیسی مسیحی اپنا مکان دیسی طرز پر تعمیر کرانا چاہتا تھا۔ بنوانے سے پیشتر اُسنے کلارک صاحب سے مشورہ لیا۔ صاحب موصوف نے فرمایا کہ صحت اور آئندہ زمانہ کے لحاظ سے انگریزی قطع کا مکان بنوانا چاہیئے۔ انہی ایام میں کانفرنس کا انعقاد ہو رہا تھا جب آدھ گھنٹہ کا وقفہ ملا تو آپ نے خود دو نقشے مکان کے بنا کر پیش کئے ان میں سے ایک نقشہ کے مطابق مکان تعمیر کرایا گیا۔ بعد ازاں کسی دوسرے وقت آپ نے اُس مکان کے احاطہ میں خود اپنی طرف سے پھلدار درخت بھی لگوا دیئے۔

کلارک صاحب نہ فقط ہر ایک دیسی مسیحی کے خیرخواہ تھے انکو دیسی کلیسیا کی بہبودی بھی مدنظر تھی۔ وہ چاہتے تھے کہ ہندوستانی مسیحی جماعت اس ملک کی معزز اقوام میں شمار کیجائے۔ جسوقت شاہزادہ پرنس آف ویلز امرتسر میں تشریف فرما ہوئے اسوقت دیسی مسیحیوں کی تعداد آج کے مقابلہ میں بہت کم تھی تو بھی آپ نے اس موقعہ کو ہاتھ سے جانے نہ دیا بلکہ چند چیدہ دیسی مسیحیوں کو پیش کر کے اُن سے خیرمقدم کا ایک ایڈریس دلوا دیا۔

آپ کے دل میں شروع سے یہہ آرزو تھی کہ سب دیسی مسیحی ملکر ایک ہندوستانی کلیسیا بنجائے۔ معلوم ہوتا ہے کہ آپ ہندوستان میں مخالف چرچ بندی کے خلاف تھے اور آپکا ہدف یہہ تھا کہ کسی صورت سے سب فرقوں کو یگانگت کے بند سے مضبوط کرکے ایک دیسی کلیسیا بنائی جائے۔ چنانچہ آپنے ہنری وین صاحب کی مجوزہ چرچ کونسل کو اس مقصد کی انجام دہی کے لئے ہتھیار بنانا چاہا۔ اور اس کونسل کے اوّل جلسہ میں بزرگ پادری نیوٹن صاحب اور دیگر معزز پریسبیٹیرین اصحاب کو شریک کیا۔ بعد ازاں کئی سال تک متواتر بعض دیسی پریسبیٹیرین صاحبان چرچ کونسل کے سالانہ جلسہ میں شامل ہوتے رہے۔ کلارک صاحب کا مدّعا تھا کہ دیسی کلیسیا ولایتی روپیہ پیسہ سے آزاد ہوکر اپنے پاؤں پر کھڑی ہو جائے اور خود اپنا انتظام کرے اور اس ملک میں انجیل پھیلانے کی ذمہ وار ہو۔ وہ اس پر ہمیشہ زبان پشتو کی ایک مثال سنایا کرتے تھے کہ کلہاڑا درخت کو کہتا ہے کہ اپنی لکڑی میں سے مجھے دستہ دے تاکہ میں تجھے آسانی سے کاٹ ڈالوں۔ افسوس ہے کہ اس بزرگ نے اپنے اس مدّعا کی تکمیل نہ دیکھی بلکہ ایک طور پر چرچ کونسل نے اپنی ہستی کے مدّعا کو پورا کرکے نہ دکھایا۔ مگر اس سے کم ازکم اسقدر فائدہ تو ہوا کہ دیسی مسیحیوں کے سامنے ہمیشہ سلیف سپورٹ کا سوال پیش کیا گیا اور کم و بیش انکے ذہن نشین بھی ہوگیا ہے۔ اور اگر آج نہیں تو کسی آئندہ زمانہ میں کلارک صاحب کے ہاتھ کا لگایا ہوا درخت ضرور پھل لائیگا۔ چند سال سے بعض اصحاب نے چرچ کونسل اور مشنری کانفرنس کو ملحق کرنے کی تجویز پیش کی تھی۔ کلارک صاحب آخر تک اس تجویز کے مخالف رہے۔ انکا خیال تھا کہ دیسی مسیحی انگریزوں کے ساتھ بیٹھکر آزادی سے اپنی رائے کا اظہار نہیں کرسکینگے۔ بلکہ آسانی سے دب جائینگے اور اسکا نتیجہ سوائے تفرقہ کے اور کچھ نہ ہوگا۔ اگرچہ آپنے گذشتہ چند سال سے اس کونسل سے اپنا تعلق منقطع کرلیا تھا توبھی آپ اس میں ہمیشہ دلچسپی دکھاتے رہے۔ بلکہ اپنے انتقال سے تھوڑا عرصہ پیشتر آخری مرتبہ اسکے جلسہ میں تشریف لیگئے اور چند بزرگانہ کلمات فرمائے جو آپکے گویا الوداعی کلمات تھے۔

اگرچہ آپ ایک ہی جلسہ میں دیسی اور انگریز ممبروں کو اظہار رائے کی غرض سے شریک کرنا پسند نہیں کرتے تھے تو بھی اس سے یہ نہیں سمجھنا چاہئے کہ آپ دیسی مسیحیوں کے انگریزوں کے ساتھ میل ملاقات رکھنے کے خلاف تھے ہرگز نہیں۔ آپ دیسیوں کو ہمیشہ گارڈن پارٹیوں اور کھانے پر مدعو کیا کرتے تاکہ باہم میل ملاپ کا رشتہ زیادہ مضبوط ہو۔ اول چند سال تک بڑے دن کا سالانہ جلسہ آپ کے احاطہ میں ہوا کرتا تھا اور دور دور سے مسیحی آکر اس میں شامل ہوا کرتے تھے بلکہ امرتسر مشن کے متعلق مسیحی لوگ بڑے شوق سے اس سالانہ میلہ کا انتظار کیا کرتے اور یہ دن نہایت خوشی اور باہمی ملاقات اور محبت کا موقعہ سمجھا جاتا تھا۔

اوپر ذکر کیا گیا ہے کہ کلارک صاحب کی دلی آرزو تھی کہ سب چرچوں کے تفرقے مٹ جائیں اور ہندوستان میں ایک ہندوستانی کلیسیا قائم ہو۔ تعجب نہیں کہ آپ اس پیچ بندی پر دل میں الم و غم رکھتے ہوں مگر باوجود اسکے آپ دوسرے چرچوں کو عزت کی نگاہ سے دیکھتے تھے اور انکے متعلق مشنریوں کو اپنے بھائی اور ہم خدمت سمجھتے تھے۔ چنانچہ پادری میاں صادق صاحب مسیحی کو لکھتے ہیں۔

۱۸۶۲ء میں جب میں مشن کالج میں کچھ عرصہ کیواسطے مدد ہمارے استاد تھے اسوقت رڑکی سے ایک درخواست آئی کہ یہاں اپنا سٹیشن قائم کرو بزرگ پادری کلارک صاحب نے ایک بھائی کے ساتھ مجھ کو وہاں بھیجا کہ سب حال معلوم کرکے بتلائیں جب رڑکی سے واپس آتے تھے تو دیانہ میں ٹھہرے اسوقت پادری اوڈلف صاحب سے سلام کے واسطے میں انکی خدمت میں حاضر ہوا باتوں کے سلسلہ میں انہوں نے فرمایا کہ پادری کلارک صاحب کو ہماری طرف سے کہنا کہ یہہ جگہ لودیانہ انبالہ اور سپاٹو سے نزدیک ہے۔ آپ اس جگہ کو ہمارے واسطے چھوڑ دیں۔ ہمیں نے یہہ پیغام زبانی پادری کلارک صاحب سے عرض کیا انہوں نے فرمایا کہ پادری اوڈلف صاحب خدا کا برگزیدہ ہے اسکی بات مانی چاہئے پس جب کمیٹی میں ہماری رپورٹ رڑکی کی بابت پیش ہوئی تو سب بزرگوں نے سٹیشن مقرر کرنا مناسب سمجھا۔ لیکن صرف اس زبانی پیغام پہ کلارک صاحب نے اس جگہ کو چھوڑ دیا۔ (باقی آئندہ)

دُعا اور بائبل کا مطالعہ

رُومیوں کا خط

مقدس پولوس کے خطوں میں رومیوں کے نام کا خط سب سے اعلیٰ درجہ رکھتا ہے اس میں علم الٰہیات کے رازوں کی توضیح بڑی عمدگی سے کی گئی ہے۔ کالرج صاحب کی رائے میں ایسی کامل اور اعلیٰ تحریر کبھی لکھی نہیں گئی۔ کالون صاحب کا قول ہے کہ بائبل کے تمام خزانوں میں داخل ہونیکا دروازہ یہی خط ہے۔ لوتھر صاحب اسکو نئے عہد نامے کی خاص کتاب اور کامل انجیل ٹھہراتے ہیں۔

اسکی اصلیت اور صحت عام طور سے تسلیم کی گئی ہے۔ غالباً یہہ مقام کارنتھ سے اُس سفر کے وقت جسکا بیان اعمال کے ۲۰ باب میں ہے۔ ۵۸ء میں لکھا گیا تھا۔ پولوس ابھی تک شہر روما میں گیا نہ تھا اور جن لوگوں کے نام یہہ خط لکھا انہیں ابھی تک دیکھا نہ تھا۔ اس لئے اس خط میں ذاتی اور مقامی اُمور کا بہت ذکر نہیں۔ بلکہ رسول کی تعلیم کا بیان ترتیب وار پایا جاتا ہے کہ روم کی کلیسیا کو اپنی ملاقات کے لئے تیار کرے۔ پولوس یہاں کسی خاص مذہب اور گروہ کی مخالفت میں کچھ تحریر نہیں کرتا بلکہ جس انجیل کی وہ منادی کرتا تھا اسکو منطقی طور پر ترتیب سے لکھتا ہے اس خط کا مدعا اپنی تعلیم کا صاف طور پر بیان کرنا اور اس امر کا اظہار کرنا تھا کہ وہ خدا کے اُن اظہاروں اور بیانوں سے مطابقت رکھتی ہے جو پُرانے عہدنامہ میں مندرج ہیں اور اس تعلیم کا دنیاوی اور کلیسیائی زندگی پر اطلاق کرنا۔ وہ ظاہر کرتا ہے کہ کیونکر تمام بنی آدم یہودی اور غیر قوم دونو الٰہی عدالت کے حضور گنہگار ہیں۔ کیونکر ہم محض ایمان سے مُعاف کئے جاتے یا راستباز ٹھہرائے جاتے ہیں اور کیونکر یہہ راستباز ٹھہرایا جانا قدسیت کی ایک نئی زندگی سے وابستہ ہے پھر وہ ظاہر کرتا ہے کہ اس تدبیر نجات کا خدا کے برگزیدہ بندوں یعنے یہودیوں سے کیا تعلق ہے اور اس امر سے ختم کرتا ہے کہ ان عجیب اصولوں سے

ہماری تمدنی اور ذاتی زندگی کیسی بدل جانی چاہئے۔

جیسے یہ خط لکھا گیا ویسے ہی ہمیں اس کا مطالعہ کرنا چاہئے۔ اس میں مقدس پولس کسی امر کو ثابت اور اس کی توضیح کرنا چاہتا ہے اگر ہم اس سے پورا فائدہ اٹھانا چاہیں تو اس کی دلیل کو سمجھنے کی کوشش کریں۔ اسلئے اس خط کے مطالعہ کے لئے ہم بڑے زور سے ان ہدایتوں کو یاں پھر دہراتے ہیں جو پہلے دو ایک موقعوں پر لکھ چکے ہیں (۱) تصحیح شدہ نئے عہدنامے کا استعمال کرو (۲) ہر ایک پیراگراف کا نام یا اسکا خلاصہ کسی کارڈ یا نوٹ بک میں لکھو لو۔ فکر کرو کہ ہر ایک پیرے میں مقدس پولس کس امر کے ثابت کرنے کی کوشش کرتا ہے۔ سرخیوں کے پڑھنے سے اس خط کی دلیلیں ہماری سمجھ میں آجائینگی۔ یہہ امر بیشک مشکل ہے اس میں فکر اور برداشت درکار ہے لیکن تم اپنی کوششوں کا اجر پاؤگے۔ پہلی بار پڑھ کر ہی ہمت نہ ہار بیٹھو۔ بار بار پڑھنے سے اس کے معنے واضح ہوجائینگے اس مہینے کے روزمرہ کے نوٹوں میں ہم نے یہی امر پیش نظر رکھا ہے کہ مختلف پیراگرافوں کے باہمی تعلق کو ظاہر کریں۔

یہہ زیادہ تر دماغی مشق ہوگی۔ یہہ ضرور ہے لیکن یہہ کافی نہیں۔ ہر روز ہم اپنے آپ سے یہہ سوال کریں کہ اگر یہہ تعلیم ٹھیک ہے تو اس سے میری زندگی میں کیا تبدیلی آنی چاہئے مقدس پولس اپنے اکثر خطوں میں اسی امر کا خیال رکھتا ہے۔ وہ ہمیں بڑی بڑی عجیب اور اعلیٰ باتیں سکھاتا اور پھر دکھاتا ہے کہ ہمارے عملی اور سادہ فرائض میں وہ کیونکر ظاہر ہونی چاہئیں۔ سب سے بڑھکر ہم روح القدس کی جس نے رسولونکی تحریک کی منت کریں کہ اپنے معنوں کو ہم پر ظاہر کرے۔ اگر ان ہدایات پر عمل کیا جائے تو ہمیں یقین ہے کہ اس خط کا مطالعہ ایسا دلکش اور مفید ثابت ہوگا کہ ہم ۲۸ اگست کو اسے بالکل الوداع کہہ نہ دینگے۔ بلکہ بار بار اس کی طرف ہم پھر آئینگے کہ ان آب حیات کے چشموں سے اپنی روح کی تازگی کے لئے دل کھولکر پئیں۔

پروفیسر اگر بیسے اس خط کو مفصلہ ذیل حصوں میں تقسیم کرتا ہے

(۱) دیباچہ ۱: ۱ - ۱۷
(۲) تمام بنی آدم گنہگار ہیں۔ ۱: ۱۸ تا ۳: ۲۰
(۳) راستباز ٹھہرایا جانا اور اس کے نتائج ۳: ۲۱ تا ۵: ۲۱ -
(۴) مسیح میں نئی زندگی ۶ تا ۸ باب -
(۵) نئے اور پرانے کی مطابقت ۹ تا ۱۱ -
(۶) عملی سبق۔ ۱۲ تا ۱۵: ۱۳ -
(۷) خاتمہ ۱۵: ۱۴ تا ۱۶ باب -

گلاتیوں کا خط

مقدس پولوس اپنے دُوسرے (اعمال ۱۶: ۶) اور پھر تیسرے مشنری سفر میں (اعمال ۱۸: ۲۳) گلتیا گیا تھا۔ اسکا استقبال بڑی سرگرمی اور محبت سے ہوا۔ (گلتیوں ۴: ۱۴ - ۱۵) لیکن بعد میں موسوی شریعت کے چند پیرووں نے آکر ان نومریدوں کو انجیل سے پھرا دینے کی کوشش کی۔

اس خط میں پولوس اُنہیں غلطی سے بچانے کے لئے اُنہیں سمجھاتا ہے اور یہہ خط غالباً ۵۷ء میں رومیوں کے خط سے پہلے لکھا گیا وہ اپنے رسُول ہونے کے دعویٰ کا ثبوت دیتا ہے (۱ تا ۲ باب) ایمان سے راستباز ٹھہرائے جانے کی تعلیم کا بیان کرتا (۳ تا ۴ باب) اور اہل گلتیا کو رُوحانی آزادی کے غلط استعمال کرنے کے خلاف تنبیہہ کرتا ہے۔ ہم دیکھتے ہیں کہ ایمان سے راستباز ٹھہرائے جانیکی تعلیم جسکا رومیوں کے خط میں ایسی سنجیدگی اور مدلل طور سے بیان ہوا ہے وہ اس خط میں غلطیوں اور گناہوں کی زد سے بچ نکلی کرتی ہے اس خط نے نئے عہدنامے کی تمام کتابوں سے بڑھ کر مسیحیوں کو نہ صرف موسویت کے جوئے سے چھڑانے میں مدد کی ہے بلکہ ہر طرح کی ظاہرداری سے بھی جس سے انجیل کی آزادی اور رُوحانیت خطرے میں پڑی ہو۔

اگست - ۲ - قرنتیوں

۱ - ۸: ۱ - ۲۴ - چندے کی بابت "فضل" یہہ لفظ یاں کن معنوں میں استعمال ہوا ہے اس کے

استعمال سے خیرات کرنے کی تحریک اور حقوق کی نسبت ہم کیا سیکھتے ہیں؟

۲-۹:۱-۱۵۔ آیت ۸ "فضل کثرت سے" کس مطلب کے لئے۔ مقابلہ کرو۔ کلسیوں ۱:
۹ تا ۱۱۔ "تمام ... میں۔ ہر طرح ... میں۔

۳-۱۰:۱-۱۸۔ آیت ۱۸۔ مقابلہ کرو (۱۔ قرنتیوں ۴:۳ و ۴) میں کس سے نیک نامی پانیکی
کوشش کرتا ہوں۔

۴-۱۱:۱ تا ۳۸۔ اس باب سے رسول کی صفات کیسے ظاہر ہیں۔

۵-۱۲:۱ تا ۱۳۔ میرا فضل تیرے لئے کافی ہے۔ ہر ایک لفظ خصوصاً میرا اور تیرے
کا کیا زور ہے۔

۶-۱۳:۱۴ تا ۱۳:۱۴۔ مقدس پولوس اہل قرنتیہ کو کیا کیا ہدایتیں اور نصیحتیں دیتا۔ اُن سے
کن خیالات کا اظہار کرتا اور اُن سے کیسا برتاؤ رکھتا ہے۔

۷-۱:۱ تا ۱۰۔ پولوس انجیل سے کیوں شرماتا نہیں کیا میں شرماتا ہوں خدا کی راستبازی
کیا ہے دیکھو رومیوں ۳:۱۱+ فلپیوں ۳:۹۔

۸-۱:۱۸-۳۲۔ خوشخبری کا بیان سنانے سے پیشتر وہ اُس کی ضرورت کا ذکر کرتا ہے
اور کیا ظاہر ہوا ہے؟ (آیت ۱۸) وہ کیونکر ظاہر ہوا؟ مقابلہ کرو۔
خدا نے انکو چھوڑ دیا (۳ دفعہ)۔

۹-۲:۱-۲۹۔ یہودی باوجود اپنے حقوق کے ایسے ہی قصوروار اور گنہگار ہیں جیسے غیر قوم
۲۰۰ آیات ۶ و ۱۱ و ۲۸ و ۲۹ وغیرہ میں کیا تعلیم دیگئی ہے آیات ۲۲ و ۲۹ میں لفظ یہودی کی جگہ مسیحی پڑھو

۱۰-۳:۱ تا ۳۱۔ آیت ۱۹ و ۲۰ -۱:۱۸ و ۲:۱۸ سے نتیجہ انسان میں اپنی کوئی راستبازی نہیں
اسکے ہر ایک لفظ پر غور کرو۔ آیت ۲۱ تا ۳۱۔ خوشخبری۔ خدا کی راستبازی
وہ کیا ہے۔

۱۱-۴:۱-۲۲۔ ابراہیم کا نمونہ۔ اسکا ایمان کس میں تھا وہ کس کی طرف نگاہ رکھے تھا اور

کس کو اُس نے نظر انداز کیا۔

۱۲-۴:۲۳ تا ۵-۱۱- ہماری کُلّی اُمید- غور کرو کہ کیسے مختلف محاورات میں انجیلی برکتوں کا بیان کیا جاتا ہے ہر ایک سے کیا مراد ہے۔

۱۳-۵:۱۲-۲۱- کلیدی لفظ "ایک"۔ آدم سے تعلّق رکھنے کے سبب ہم گر جاتے اور گنہگار ٹھہرتے ہیں۔ پر مسیح کے ساتھ میل رکھنے کے سبب بحال کئے جاتے۔

۱۴-۶:۱-۱۴- راستباز ٹھہرنے کا قدسیت کی زندگی سے تعلّق ظاہر ہے- مسیح نہ صرف ہمارے لئے مُوا بلکہ ہم اُسکے ساتھ موئے آئت ۲ ۱- اسلئے اپنے باب ۱ تا ۹ کے بعد

۱۵-۶:۱۵ تا ۷:۶- دو خدمتیں- دو انجام- دو صلے- وہ کیا ہیں اور میرا کونسا حصّہ ہے-

۱۶-۷:۷ تا ۲۵- اس شخص کی حالت جو مسیح کی نجات سے واقف نہیں- وُہ کیا حالت ہے- کہیں یہہ میری حالت تو نہیں-

۱۷-۸:۱-۱۷- زندگی کی رُوح کے قانون سے جو مسیح یسُوع میں ہے نجات- آدم کی زندگی اور رُوح کی زندگی کا آپس میں مقابلہ کرو- میں کونسی زندگی جیتا ہُوں-

۱۸-۸:۱۸-۳۹- موجودہ تکلیفوں کا سبب- جواب (۱) آئندہ امید (۲) موجودہ فتحمندی اُمید کیا ہے- ہم فتحمند کیسے ہیں- اسکا وضاحت سے بیان کرو-

۱۹-۹:۱-۲۹- نئی تقسیم- خدا بیوفا نہیں (۶ آئت) نہ بے انصاف (۱۴ آئت) تمام مشکلات کے سامنے کیا میں اس اُمید پر تکیہ کر سکتا ہُوں-

۲۰-۹:۳۰ تا ۱۰:۲۱- یہُودی بے ایمانی کا سبب اور اُس کی اصلیّت کیا تھی- ۱۴ و ۱۵ آئتوں کے سوالات کا پولُس کیا جواب دیتا ہے دیکھو رومیوں ۱:۴؛ و ۱ تھسلنیکیوں ۹:۱۶-

۲۱-۱۱:۱-۱۲- صرف تھوڑے سے ایمان لاتے ہیں باقیوں کی آنکھیں اندھی کیجاتی ہیں کیا ایسی عدالت کے نشان ہمارے چاروں طرف دکھائی دیتے ہیں-

۲۲-۱۱: ۱۳ تا ۳۶- اسرائیل کی عاقبت کیا ہے- غیر قوموں کو کیا تنبیہہ دی گئی-
۲۳-۱۲: ۱-۲۱- نیا حصہ آئت ۱) اسلئے یعنے ابواب ۱ تا ۱۱ سے پیچھے اِن عجیب تعلیموں سے ہماری زندگی کس قسم کی ہونی چاہئے-
۲۴-۱۳: ۱-۱۴- تمدنی فرائض- آئت ۱۱ تا ۱۴ سے اور کیا تحریک ملتی ہے-
۲۵-۱۴: ۱-۱۸- عیب لگانا- عیب لگانے کے خلاف کیا کیا دلیلیں دیگئی ہیں-
۲۶-۱۴: ۹ تا ۱۵: ۱۳- خود پسندی خدا کی حمد کرنے کی سدِ راہ ٹھہرتی ہے- مسیح کا نمونہ کیا ہے- ۱- پطرس ۲: ۲۱ ۱- یوحنا ۲: ۱-
۲۷- ۱۵: ۱۴-۳۳- ذاتی معاملہ- آئت ۲۰- مقدس پولس کی دوسری بلند پروازی- مقابلہ کرو- ۱- تسلونیقیوں ۴: ۱۱ و ۲- قرنتیوں ۵: ۹ کیا یہہ میرا حصہ ہیں-
۲۸-۱۶: ۱-۲۷- سلام- دعا- کیا میں نے اس خط کی تعلیم کو ایسے سمجھ لیا اور اُسے قبول بھی کر لیا ہے کہ میں دل سے اس حمد میں شریک ہو سکتا ہوں جو اس خط کے خاتمہ پر ہے-
۲۹- گلاتیوں ۱: ۱ تا ۲۴- آئت ۱۰- مقدس پولس کی زندگی کا رازہ اِس امر کی اور کونسی مثالیں ہمیں ملی ہیں دیکھو ۱- قرنتیوں ۴: ۳-۴ + ۲- قرنتیوں ۵: ۹ + ۱۰: ۱۹-
۳۰-۲: ۱-۲۱- آئت ۲۰- ایسی زندگی سے معلوم ہوتا ہے کہ آئیندہ زندگی ہماری کیسی ہوگی- اب سوال یہہ نہیں کہ میں کیا کر سکتا ہوں بلکہ یہہ کہ مسیح مجھ میں کیا کر سکتا ہے-
۳۱-۳: ۱-۱۴- تجربہ سے اپیل کیجاتی ہے (۱ تا ۵ آئت) اور پھر کتاب مقدس سے (آئت ۶) اوروں سے برتاؤ رکھنے میں ہمیں اس سے کیا تعلیم ملتی ہے-

پاؤں دھونا

ایل ۔ ایس ۔ ڈی

انجیلوں میں چار قسم کے پاؤں دھونے کا ذکر ہے ۔

۱ ۔ ایک گنہگار عورت منجی کے پاؤں دھوتی ہے ۔ لوقا ۷ : ۴۴ ۔

۲ ۔ ہمارا منجی ایک گنہگار کے پاؤں دھوتا ہے ۔ یوحنا ۱۳ ۔ ۱۸ ۔

۳ ۔ گنہگار اپنے پاؤں آپ دھوتا ہے ۔ یوحنا ۱۳ : ۱۰ ۔

۴ ۔ گنہگار اپنے بھائی کے پاؤں دھوتا ہے ۔ یوحنا ۱۳ : ۱۴ ۔

قسم اوّل توبہ کا نشان ہے ۔ کیا ہم نے کبھی غم کے اشک خون منجی کے قدموں پر بہائے ہیں ۔

قسم دوم ۔ معافی کا نشان ہے ۔ کیا ہم نے کبھی مسیح کو یہہ کہتے سنا ہے سلامت چلے جاؤ اور گناہ نہ کرو ۔

قسم سوم ۔ پاکیزگی کا نشان ہے ۔ ہم اس گندی دنیا میں رہتے ہیں ۔ اور آسانی سے ہم پر داغ لگ جاتا ہے ۔ آؤ ہم اپنے آپ کو آزمائیں ۱ ۔ قرنتھیوں ۱۱ : ۲۸ ۔ اور دیکھیں کہ ہم کو اپنے میں سے کونسی برائی دور کرنی ہے ۔ آؤ اپنے کو ہر طرح کی جسمانی آلودگی سے پاک کریں ۔ ۲ ۔ قرنتھیوں ۷ : ۱ ۔

قسم چہارم ۔ دعا ۔ نصیحت کا نشان ہے ۔ ہم کوشش کریں کہ ایک دوسرے کی کمزوری پر شکایت نہ کریں بلکہ ہر ایک دوسرے کے لئے دعا کریں تاکہ ہم شفا پائیں ۔ یعقوب ۵ : ۱۶

ہم ان گناہوں کے روکنے کے واسطے ہمیشہ کوشش کریں ۔ جو ہمارے پیارے منجی کے نام پر دھبا لگاتے ہیں یہہ خداوند مسیح کا حکم ہے تم پر فرض ہے ایک دوسرے کے پاؤں دھویا کرو ۔ اپنے بھائی کے قصور اکیلے میں جا کے اسے سمجھا ۔ متی ۱۸ : ۱۵ ۔ ضرور ہے کہ ہم نہ تو کھولتے پانی کو اور نہ برف سے ٹھنڈے پانی کو پاؤں دھوتے وقت استعمال کریں ۔ اور نہ غصہ اور نفرت کرتے ہوئے دھوئیں ۔ مقدسوں کے پاؤں دھونا مسیحی عورت کی خاص خدمت ہے ۔ ۱ ۔ تمطاؤس ۵ : ۱۰

انجیل کی سی خدمت کرنے کی روح حاصل کریں ۔ ۱ ۔ سموئیل ۲۵ : ۴۱ ۔

لیکن یاد رہے کہ سب سے پہلے اپنے ہاتھ پانی میں ڈالنے چاہیئے ۔

تی

رُوحانی جنگ

مترجمہ ایف لینکسٹر

ایمان کی اچھّی لڑائی لڑ۔ ۱۔تمطاؤس ۶: ۱۲

فوج ——— مسیح کی کلیسیا (کلیسیا جامع) ——— متی ۲۴ : ۳ - ۱۴

سپاھی ——— ہر ایک مسیحی ——— ۲ تمطاؤس ۲: ۳ + ۱۔ تمطاؤس ۱: ۱۸ + ۱۔ تمطاؤس ۶: ۱۲

نام درج کرانیکا طریقہ۔ خود انکاری۔ صلیب اُٹھا کر مسیح کی پیروی کرنا۔ ——— لوقا ۴: ۲۳ + ۱۴: ۲۷

نام درج کئے جانیکا دن (۱) ظاہری بپتسمہ کا دن ——— اعمال ۲: ۳۸ + ۲۲: ۱۶ + گلتیوں ۳: ۲۷

(۲) اصلی۔ نئی پیدائش کا دن ——— متی ۱۸: ۳ + یوحنا ۳: ۳ - ۵

ھمارے ھتھیار (۱) بچاؤ کے (۱) سچائی

(۲) ذرہ بکتر۔ راستبازی

(۳) جوتی۔ صلح کی خوشخبری کی تیاری

(۴) سپر۔ ایمان

(۵) خود۔ نجات

(ب) حملہ کرنیکے۔ تلوار۔ خدا کا کلام

——— افسیوں ۶: ۱۴ - ۱۷ -

ھماری قواعد ـ بیداری و دُعا ——— افسیوں ۶: ۱۸ + متی ۲۶: ۴۱ -

ھمارا کپتان ——— مسیح ——— عبرانیوں ۲: ۱۰ -

ھمارے قواعد کے الفاظ (۱) بھرو ——— یوئیل ۲: ۱۲، ۱۵ + ۲ قرنتیوں ۶: ۱۷ + افسیوں ۴: ۲۲ - ۳۰ -

(۲) نظر سامنے رکھو —————— عبرانیوں ۱۲ : ۲

(۳) آگے بڑھو —————— عبرانیوں ۱۲ : ۱ + فلپیوں ۳ : ۱۴

ہمارا گڑھ —— مسیح کی پناہ —————— یوحنّا ۱۰ : ۲۸ -

ہمارا گھر —— آسمان —————— ۲ قرنتیوں ۵ : ۱ و ۲ -

ہمارا جھنڈا — صلیب —————— گلتیوں ۶ : ۱۴ + متی ۱۶ : ۲۴ -

جنگ کا مقولہ — محبّت —————— یوحنّا ۳ : ۱۶ + ۱ قرنتیوں ۱۳ : ۱۳ + یوحنّا ۱۳ باب

ہمارا لڑائی کا میدان دنیا —————— عبرانیوں ۴ : ۹ - ۱۱ + رومیوں ۹ : ۲۲ و ۲۳ ۳۴

ہماری رسد - خالص رُوحانی دودھ —————— ۱ - پطرس ۲ : ۱ و ۲ -

ہمارا غنیم - شیطان (دُنیا کا بادشاہ) (۱) دُنیا یوحنّا ۲ : ۱۵ آئت

(۲) گناہ رومیوں ۶ : ۱۲

(۳) جسم رومیوں ۸ : ۸ - گلتیوں ۶ : ۱۷ اور ۱۳ : ۱۴ -

غنیم کی طاقت - دُنیا کی تاریکی کے حاکم و شرارت کی رُوحانی فوج افسیوں ۶ : ۱۲ -

جنگ کا طریقہ - صبر برداشت و استقلال کے ساتھ -
دیکھو مقدّس پولوس کس طرح لڑا - افسیوں ۶ : ۱۹ - ۲ تمطاؤس ۲ : ۳ + ۱ کرنتیوں ۹ : ۲۶ و ۲۷ + ۲ تمطاؤس ۴ : ۷ و ۸ -

جنگ کی میعاد —— زندگی بھر —————— مکاشفات ۲ : ۱۰ + ۱ تمطاؤس ۶ : ۱۲ - ۱۴ -

فتح کا انعام - (۱) زندگی کے درخت کا پھل —————— مکاشفات ۲ : ۷ -

(۲) دوسری موت سے رہائی — مکاشفات ۲: ۱۱

(۳) (ا) پوشیدہ من
(ب) ایک سفید پتھر جسپر ایک نیا نام لکھا ہوگا۔ — مکاشفات ۲: ۱۷

(۴) قوموں پر اختیار — مکاشفات ۲: ۲۶۔

(۵) (ا) اُسے سفید پوشاک پہنائی جائیگی
(ب) اُسکے نام کا اقرار خدا اور اُسکے فرشتوں کے آگے کیا جائیگا۔ — مکاشفات ۳: ۵۔

(۶) (ا) وہ خدا کی ہیکل میں ایک ستون بنایا جائیگا۔
(ب) خدا و مسیح و نئی یروشلم کا نام اسپر لکھا جائیگا۔ — مکاشفات ۳: ۱۲۔

(۷) وہ مسیح کے ساتھ اسکے تخت پر بیٹھیگا۔ — مکاشفات ۳: ۲۱

(۸) اُسے زندگی کا تاج ملیگا۔ — [illegible] ۲: ۱۰ + مکاشفات ۲: ۱۰ + [illegible] ۱: ۱۲ + ۱۔پطرس ۵: ۴

غزل

مسیحیت کی ترقی تنزل میں ہے
جو خود پسند ہو جسے اسکو کیا نسبت
شریک ذات ہو ناقص صفات سے چھٹکر
خیال خوب ہو بد دل سے کس طرح پیدا
عبث کھٹکتا ہے غیروں کی آنکھ کا تنکا
نکال دینگے کسی دن وہ چڑھ کے کوٹھے پر

گھٹے تو اور بڑھے یہہ صفت اسی میں ہے
کہ وہ خدا ہیں مگر یہہ ابھی خودی میں ہے
یہہ مادہ بھی ودیعت اِس آدمی میں ہے
وہ بات منہہ سے نکلتی ہے جو کہ جی میں ہے
بغور دیکھ تو شہتیر آنکھ ہی میں ہے
جو کانوں کان کہا تم نے کوٹھری میں ہے

انہیں جو رکھتے ہیں ایک اور زندگی منت
نہ رنج غم میں نہ کچھ خرمی خوشی میں ہے

اِدھر اُدھر کی خبریں

اسوقت - اڑھائی سو سوسائیٹیاں دُنیا میں انجیل پھیلانے کی خدمت میں مصروف ہیں۔ جنمیں سے امریکہ میں ۹۰ اور جزائر برطانیہ میں اس سے کچھ کم ہیں۔ امریکہ کی سوسائیٹیوں کی آمدنی پونے دو کروڑ روپیہ سے زیادہ ہے جن سے ۹۴۳۴ مشنریوں اور ۱۲۳۰۱ دیسی ایجنٹوں کی پرورش ہوتی ہے جنکے متعلق دیسی مسیحیوں کی تعداد قریب تیرہ لاکھ ہے جنکی آمدنی قریب اُنیس لاکھ روپیہ ہے۔ انگلستان کی سوسائیٹیوں میں چندہ زیادہ اور مشنریوں کی تعداد ان سے بڑھکر ہے۔

تمام غیر ممالک میں آج پندرہ ہزار مشنری صاحبان کلام کی خدمت میں مشغول ہیں پچھتر ہزار دیسی کارندے اُن کے مددگار ہیں۔ سب مشنوں کے دیسی مسیحیوں کی مجموعی تعداد پینتالیس لاکھ ہے۔ اور کُل مشنوں کی آمدنی سوا پانچ کروڑ روپیہ ہے۔ سال بسال ایک لاکھ آدمی مسیحی مذہب میں شامل ہوتے ہیں۔

دنیا کے ساڑھے نو سو مشن سکولوں اور کالجوں میں سے ۴۲۰ ہندوستان میں ہیں۔ مشن کے یتیم خانوں میں سے نصف اور جزام خانوں میں سے نصف سے زیادہ ہندوستان میں موجود ہیں۔ نصف مشن کے اخبارات وغیرہ اس مُلک کے لوگوں میں پھیلائے جاتے ہیں۔ دُنیا بھر کے میڈیکل مشنوں میں سے تیسرا حصّہ ہندوستان میں اور تیسرا حصّہ چین میں ہے مگر چین میں یہاں کی نسبت ۳/۴ مریض ان شفاخانوں سے مستفیض ہوتے ہیں۔

ہندوستانی زبان میں نئے عہدنامہ کا اوّل ترجمہ ملک ڈنمارک کے پادری شلز صاحب نے ۱۷۴۵ء میں کیا۔ جو جنوبی ہند کے اُردو خوان مسلمانوں کی خاطر کیا گیا۔ اسی مشنری صاحب نے کچھ حصّہ پیدائش کی کتاب کا اور زبور اور دانیل کی کتاب اور اپاکرفا کے بعض حصّوں کا ترجمہ بھی کیا ✦

انگلستان کے مشہور و معروف خلائق دوست ڈاکٹر برنارڈو صاحب نے ۱۸۶۶ء میں ایک آوارہ گرد بچہ کی پرورش او تعلیم سے اپنا کام شروع کیا۔ آج تک قریب چالیس ہزار غریب اور یتیم بچے آپ کے یتیم خانوں میں سے فیضیاب ہو کر نکلے ہیں۔ جنمیں سے بہت سے نوآبادیوں میں مختلف قسم کی محنت اور مشقت کے ذریعہ اپنا گذارہ باعزت چلا رہے ہیں۔ ان میں سے قریب گیارہ ہزار نوجوان حال میں کنیڈا اور دیگر ممالک کو بھیجے گئے ہیں جنمیں سے ۹۸ فیصدی اپنے اپنے کاروبار میں کامیاب نکلے ہیں۔ اس وقت اُن یتیم خانوں میں ۵۳۰۰ بچے ہیں اور قریب ساٹھ بچے ہر ہفتہ نئے داخل ہوتے ہیں۔

دُنیا میں اسوقت سب سے ضعیف العمر مشنری۔ امریکن مشن کا پادری ڈاکٹر الیاس رگس ہے۔ یہ بزرگ ۱۸۳۲ء میں ٹرکی میں گیا اور ابتک قسطنطنیہ میں مسیحی خدمت میں مصروف ہے اور آجکل بلگیریا کی زبان میں بائبل کا ترجمہ کر رہا ہے۔

چرچ مشنری سوسائٹی کے ۵۲۰ اسٹیشن دنیا میں ہیں جنمیں اڑھائی لاکھ سے زیادہ مسیحی۔ ایک لاکھ سے زیادہ طلبا۔ ۴۱۸ مشنری اور ۴۰۱ لے مشنری ۳۵۹ دیسی خادم الدین اور ۹۳۵۹ دیسی معلم ہیں۔

برٹش میوزیم کے قدیم بابلی عجائبات میں اسوقت ایک یادگار تختی ہے جسکی قدامت ۴۰۰۰ سال بیان کی جاتی ہے۔ اور نبوکدنضر بادشاہ کے محل کی کانسی کی دلہیز اور اس شاہ دارا کی مُہر جس نے دانیل کو شیروں کی ماند میں ڈالا تھا۔ اس عجائب خانہ میں موجود ہے۔

۲۴۹ سوسائٹیاں فورین مشنوں کی اسوقت موجود ہیں۔

امریکہ ۴۹۔ کنیڈا ۸۔ انگلستان ۴۲۔ سکاٹ لینڈ ۷۔ آئرلینڈ ۴۔ ویلز ۱۔ ڈنمارک ۳۔ فرانس ۲ جرمنی ۱۵۔ نیدرلینڈ ۱۰۔ ناروے سویڈن ۱۱۔ سوئٹزرلینڈ ۲۔ آسٹریلیا۔ اوشنیا ۲۶۔ ایشیا ۲۹۔ افریقہ ۲۸۔ ویسٹ انڈیز ۱۱۔ **ان** ۲۴۹ سوسائٹیوں کے متعلق ۵۲۹۴ اور ڈین مشنری ہیں۔ انگلستان کے ۴۷،۱۷۔ امریکہ کے ۱۳۵۲۔ ان سوسائٹیوں کے متعلق ۴۰۶ ڈاکٹر مرد اور عورتیں ہیں۔ اور ۱۲۴۴ لے مشنری۔ اگر ہم عورتوں کو بھی شامل کریں تو فورین مشنوں کی تعداد ۱۳۶۶۰ ہوتی ہے۔ ۴۰۲۹ اور ڈین دیسی اور ۶۳۰۹۲ لے مددگار یعنے کل ۷۷۳۳۵ اور ڈین و دیگر دیسی مددگار ہیں۔ ان سوسائٹیوں کا کام دنیا کے مختلف حصوں میں ۲۳۳۵ بڑے بڑے شہروں میں ہے۔ اور ۱۰۹۹۳ کلیسیائیں ہیں۔ انکے زیر نگرانی ۲۸۳،۳۳۲،۴ مسیحی ہیں۔

راجپوتانہ اور گجرات میں قحط

"پچیسویں جون کو شہر امرت سر میں مشنری صاحبان کا ایک جلسہ فراہم ہوا جس میں قحط کی سختیوں کی کیفیت بتائی۔ اور اس کارروائی کی رپورٹ پڑھ کر سنائی گئی جو سابق جلسہ سے لیکر اس وقت قحط زدوں کی امداد کے لئے کی گئی تھی۔ اور جو اس جگہہ بھی درج کی گئی ہے۔ اس موقعہ پر کمیٹی نے ۱۸۰۰ روپیہ کا جو اسوقت تک وصول ہوچکا تھا۔ بہت ساحصہ مفصلہ ذیل صورتوں میں تقسیم کیا۔ واضح ہو۔ کہ ابھی تک اُن جگہوں کے لئے جہاں قحط زدہ رہ رہے ہیں۔ روپیہ کی اشد ضرورت ہے۔ اور یہہ امر اس رپورٹ کے دیکھنے سے بخوبی ثابت ہو جائیگا۔

قحط زدوں کی امداد کے لئے جو روپیہ دیا گیا

۲۰۰ من جوار جو علاقہ جالندھر میں پیدا ہوئی ہے پادری اے۔ لوٹرم

	روپیہ
صاحب سی۔ ایم۔ ایس کھیرواڑا کو دی گئی۔ قیمت تخمیناً	۵۰۰
آئرش پرسبٹیرین مشن کو دیے گئے	۲۰۰
یو پی راجپوتانہ مشن کو	۲۰۰
ڈاکٹر میکلیسٹر صاحب مقیمی جے پور کو	۲۰۰
مس گاڈ صاحبہ ساکن اجمیر	۲۰۰
پھر اسلئے کہ گجرات کے کارخانہ سے جو قحط زدوں کی امداد کے لئے کھولا گیا کپڑا خریدا جائے اور اس سے قحط زدہ مردوں اور عورتوں اور بچوں کے پہننے کے کپڑے تیار کئے جائیں۔	۲۰۰

اگر امداد کے لئے کسی طرح کا انتظام کیا جائے اور لوگ کپڑے وغیرہ تیار کرنے کے

کام میں حصہ لینے کو آمادہ ہوں ۔ یا کسی اَور طرح کی مدد دینا چاہیں ۔ مثلاً قحط زدہ بچوں کو اپنے گھروں میں قبول کرکے انہیں متبنی بنانا چاہیں ۔ تو اُس کی خبر ڈاکٹر اے ۔ ایچ براؤن صاحب سکرٹری کو دینی چاہئے ۔ جو اُسے بڑی خوشی سے قبول کرینگے ۔ لیکن اس وقت جس شئے کی اشد ضرورت محسوس ہو رہی ہے ۔ وہ روپیہ ہے ۔ کیونکہ اب تک جو سرمایہ موجود تھا وُہ عنقریب ختم ہو چکا ہے ۔

(اِس جگہ یہہ بتانا ضروری معلوم ہوتا ہے ۔ کہ ڈاکٹر براؤن صاحب ساکن امرتسر اور پادری اے ۔ اِی ۔ ڈنے صاحب مقیمی پشاور نے اپنی رضامندی سے بھیلوں کے ملک میں جانا اور قحط زدوں کے درمیان کام کرنا پسند کیا ۔ اور اُن کی یہہ درخواست کل قبول کی گئی ۔ لہٰذا آئیندہ اس معاملہ میں خط و کتابت پادری اِی ۔ ایف ۔ اِی وگرم صاحب ساکن لاہور سے کرنی چاہئیے) ۔

۲۵ ۔ جون ۱۹۰۰ء — کمیٹی کے لئے { اے ۔ ایچ ۔ براؤن / ای ۔ ایف ۔ ای وگرم }

رپورٹ

معلوم ہو کہ وُہ فیمین ریلیف کمیٹی[1] جو اُس جلسہ میں مقرر ہوئی جسکے میر مجلس لاہور کے بشپ صاحب تھے اور جو بمقام امرتسر بتاریخ ۳۰ ۔ مئی منعقد ہوا تھا اپنے کام میں مصروف رہی یعنے اُسنے بذریعہ خط و کتابت ان مشنریوں اور دیگر صاحبان سے جو قحط زدہ اضلاع (مثل راجپوتانہ و گجرات) میں کام کرتے ہیں ۔ دریافت کیا ۔ کہ کال نے کس درجہ تباہی مچا رکھی ہے اور نیز اس بات پر غور و فکر کرتی رہی ۔ کہ امداد پہنچانے کا بہترین طریقہ کیا ہو سکتا ہے ۔

---

[1] یعنے قحط زدوں کو امداد پہنچانے کا بندوبست کرنے والی کمیٹی ۔

قحط کی سختی

ان خطوط سے جو جگہ جگہ سے آئے روشن ہے۔ کہ جو باتیں کمیٹی کے سامنے پیش کی گئیں۔ اُن سے اُن تکالیف و مصائب کا ایک شمہ بھی ظاہر نہیں ہوتا۔ جنکے درمیان ہمارے مشنری بھائی اور بہنیں گذشتہ چند ماہ سے کام کر رہے ہیں۔

کئی مشنری جو سرکاری عملداری میں کام کرتے ہیں۔ ان کوششوں اور انتظاموں کی جو گورنمنٹ قحط زدوں کی امداد کے لئے کر رہی ہے۔ گواہی دیتے ہیں۔ مگر جہاں سرکاری کارپردازوں کی رسائی نہیں ہوتی (مثلاً پردہ نشین اور بیوہ عورتیں اور یتیم لڑکے وغیرہ) وہاں مشنری صاحبان اس خدمت کی انجام دہی میں کوشش کر رہے ہیں۔ اور علاوہ اسکے ان مشنریوں کی مدد کرنے کی کوششوں میں لگے ہوئے ہیں جو ایسی جگہوں میں کام کر رہے ہیں۔ جہاں اس قسم کے انتظامات نہیں پائے جاتے۔

دیسی ریاستوں کے بارے میں مختلف بیانات پیش کئے جاتے ہیں مثلاً بعض بعض جگہ کے حکام اپنی بڑی ذمہ واریوں کو پہچان کر بڑی کشادہ دلی اور فیاضی سے امداد کے کام میں مصروف ہوگئے اور بعض ایسی جگہیں ہیں جہاں رعایا کی تکلیفوں کی نسبت کچھ پروا نہیں کی گئی۔ حتیٰ کہ گورنمنٹ نے مناسب جانا کہ انہیں غریبوں کی مدد کے لئے مجبور کرے۔ اور بعض بعض جگہ دیسی حکام کی سخت دلی پر بہت شکایت کیجاتی ہے کہ انہیں ان مصیبتوں کی جنکے سبب سے انکی چاروں طرف تہلکہ مچا ہوا ہے کچھ بھی فکر نہیں۔ قحط نے اور قحط کے سبب سے جو بیماریاں پیدا ہوتی ہیں۔ انہوں نے ہزارہا لوگوں کو تباہ کر دیا۔ اور موت کا بازار ایسا گرم ہو رہا ہے۔ کہ باوجود طرح طرح کی کوششوں کے تعداد اموات روز بروز بڑھتی جاتی ہے قحط کی خرابی اور سختی کے بیان کرنے میں مبالغہ نہیں کیا جا سکتا۔ ہمارے پادری

اے۔ پی ہربرٹ صاحب جوسی۔ایم ایس سے علاقہ رکھتے ہیں فرماتے ہیں۔کہ نہ تو میری نظر سے کوئی ایسی فوٹو لذری اور نہ کوئی ایسی رقت انگیز یا دہشت خیز تحریریں نے دیکھی۔ جو پوری پوری طرح اس مصیبت کا خاکہ کھینچے ۔جس میں بھیل قوم کا بہت حصہ مبتلا ہو رہا ہے۔ بے شمار لوگ ایسے دیکھنے میں آئے۔جنکی حالت زار کی نسبت یہہ فیصلہ کرنا بہت مشکل تھا۔کہ آیا انکے بچانے میں ہم کامیاب نکلینگے۔ یا کال اور سردی فتح پائینگی۔ ایک اور مشنری اس طرح تحریر کرتے ہیں۔کہ باوجود اُس امداد کے جسکے سامان ہر جگہ پائے جاتے ہیں۔ سیکڑوں آدمی راستوں کے کناروں پر مرے ہوئے ملتے تھے۔جنکی لاشیں ہوائی پرندے کھاتے تھے اور بے شمار چھوٹے چھوٹے بچے جو سوکھ کر کانٹا ہو گئے تھے۔اپنے مردہ۔یا جاں بلب ماں باپ کے پاس بیحس و حرکت پڑے ہوئے اُٹھائے جاتے تھے۔

اور اس ساری مصیبت پر اور اضافہ یہہ ہوا۔کہ ماہ اپریل میں بہت بُری قسم کا ہیضہ پھُوٹ نکلا اور لوگ بھوک کے مارے مکھیوں کی طرح گر گر کر مر گئے۔

ایک مشنری صاحب کے گھر کے سامنے صرف ایک جگہ سیکڑوں جانیں ایک دن میں برباد ہوئیں اور ایک اور ضلع میں دس ہزار اموات ہیضے سے وقوع میں آئیں جنکی رپورٹ سرکار میں گئی۔اور بیشمار موتیں اور واقع ہوئی ہونگی۔ جن کی رپورٹ نہیں کی گئی۔

ایک اور صاحب یوں تحریر فرماتے ہیں۔کہ سرکاری حکام جو مدد کے لئے آئے اس مصیبت کا پُورے پُورے طور پر مقابلہ نہیں کر سکتے تھے۔ چنانچہ سیکڑوں لاشیں جنھیں وہ سمبھال نہ سکے کئی دن تک پڑی سڑتی رہیں۔ ڈولی بردار مقرر کئے گئے۔ تاکہ سڑی ہوئی لاشوں کو اٹھا کر اُس گڑھے تک پہنچائیں۔جہاں انکے جلانے کے لئے آگ موجود تھی مگر با ایں ہمہ ڈولی بردار خود ہیضہ میں گرفتار ہو کر بانو راستہ ہی میں

لاشوں کے پاس گر پڑتے یا جلتے ہوئے گڑھے کے پاس پہنچکر اس بلائے ناگہانی کا شکار ہو جاتے تھے۔ غرضیکہ ہم جدھر اپنا قدم اُٹھاتے۔ اسی طرف جا بجا گلی لاشیں ہم کو نظر آتی تھیں۔ جنکی بہت جان کنی کے سبب سے عجیب ہولناک بنی ہوئی تھی۔ اور جب ڈولی والے بھاگ نکلے۔ تب بہت سی گاڑیاں جمع کی گئیں اور لاشوں کو اُنپر دھر کر جلد جلد اُٹھانے لگے۔ چھکڑے پر چھکڑا اُن لوگوں سے بھرا ہوا۔ اور پولیس کی زیر نگرانی ہمارے پاس آتا تھا۔ اور ہم زندوں کو مردوں سے جدا کرنے کے کام میں مصروف تھے۔ مرے ہوؤں کو جو فرماتے ہوئے ہوتے۔ گاڑیوں پر لادکر جلانے کی جگہ لیجاتے تھے۔ انکی بانہیں اور ٹانگیں جو گاڑی پر سے اِدھر اُدھر لٹکتی تھیں۔ ایک عجیب ہیبتناک نظارہ سامنے لاتی تھیں۔ ایک جگہ دو ہزار سے زیادہ لاشیں چند دن کے عرصہ میں جلائی گئیں۔

سرکار نے ایسی تباہ حالی کو دور کرنے کے لئے کوئی دقیقہ فروگذاشت نہ کیا۔ چنانچہ پنجاب اور ہندکے دیگر ممالک سے اور ہر درجہ اور مرتبہ کے لوگوں میں سے کارندوں کو مقرر کرکے بھیجا تاکہ آفت قحط کا مقابلہ کریں۔ اور ہمارے مشنری صاحبان اس مبارک کام کی جو ان لوگوں نے کیا بڑی تعریف کرتے۔ اور بڑے افسوس کے ساتھ ہمیں بتاتے ہیں۔ کہ اس جنگ میں ان میں سے کتنے لوگ جاں بحق ہوئے اور کتنوں کی صحت میں خلل آیا۔ انہیں کے بارے میں لارڈ کرزن صاحب نے اضلاع متوسط کا ملاحظہ کرنے کے بعد یہ الفاظ تحریر فرمائے کہ ان اضلاع میں جابجا میری نظر سے وہ قبریں گذریں جو ان لوگوں کی تھیں جنھوں نے اپنا فرض ادا کرتے ہوئے اپنی جان دی۔ ہاں اسوقت اپنی جان دی۔ جبکہ وہ انکی خدمت میں مصروف تھے۔ جنکے وہ حکمران تھے۔ وہ ہمارے درمیان سے بغیر شہرت اور نام حاصل کئے گذر گئے۔ مگر انہوں نے وہ بہادری اور جان نثاری دکھائی جسکی نظیر ملنی مشکل ہے"۔ مشنری صاحبان بھی باوجودیکہ اگلی محنتوں کے سبب سے قریبًا چور چور ہو چکے تھے۔ اس بلائے ناگہانی

کا مقابلہ اپنی بساطہ سے بڑھ کر کرتے رہے ۔بہتوں کی صحت میں خلل آ گیا۔ اور اب علاوہ
مسٹر ٹامس کی وفات کے ہم دو آور مشنریوں کی موت کی خبر دیتے ہیں جو ہیضہ سے
جان بحق تسلیم ہوئے ۔ اِن میں سے ایک پادری آر۔ گلیسی صاحب تھے۔ جو پریسبٹیرین
چرچ آف آرلینڈ سے علاقہ رکھتے تھے۔ اور دُوسرے صاحب یونائٹڈ پریسبٹیرین
مشن کے تھے ۔ اور نام اُنکا ڈاکٹر وائٹ ہاؤس تھا۔ مقدم الذکر ۱۸۹۸ء میں اور
مؤخر الذکر ۱۸۹۲ء میں ہندوستان میں تشریف لائے ۔ دونو بڑی خوبی اور جان
نثاری سے اپنی اپنی جگہ کام کرتے تھے ۔ دونوں نے اپنی جانیں دُوسروں کے
لئے دیدیں +

اب جبکہ ہم اُن بہادروں کی تعریف کرتے جنہوں نے اپنی جانیں اپنے شہنشاہ
کے حکم سے معرضِ خطر میں ڈالیں تاکہ ہیضہ اور چیچک اور وبا اور قحط جیسے مخالفوں
کا مقابلہ کر کے اپنے اہم فرائض ادا کریں ۔ تو کیا ہم اُنکی نسبت اپنی زبان بند رکھیں ۔
جنکی ہماری رائے میں زیادہ تعریف ہونی چاہیئے ۔ کیونکہ انہوں نے صرف اپنے بھائیوں
کی ضرورت کو دیکھ کر اور صرف یہہ بھروسہ رکھ کر کہ خدا ہم کو اس ضرورت کے رفع
کرنے کی طاقت عطا کریگا ۔ اپنی جانوں کو تصدق کر ڈالا ۔

اب جبکہ وہ تصویریں جو ہمارے پاس آتی ہیں ۔ ہمیں حیرت کا پُتلا بنانے کو کافی
ہیں ۔ بشرطیکہ ہم ذراسی دیر کے لئے اس مُصیبت اور تکلیف پر غور کریں جو ان
تصویروں سے ظاہر ہوتی ہے ۔ تو خیال کرنا چاہیئے کہ ان لوگوں پر کیسا اثر پڑتا ہوگا
جو عفونت اور بدبُو سے بھری ہوئی ہوا میں ان چیزوں کو اپنی آنکھوں دیکھتے اور
پھر ایسے فاصلہ سے نہیں کہ صحت بگڑنے کا خطرہ نہ ہو ۔ بلکہ ہمارے بھائی اور بہنیں ہر روز
بلکہ ہر گھنٹے اِن دہشت انگیز نظاروں کے بیچوں بیچ کام کرتے ہیں ۔ ہاں وہ لوگ مَوت کے سایہ کے مُلک
میں رہتے اور وہاں قائم مقام ۔ ہاں زندگی اور محبت کے شہزادہ کے قائم مقام ہو کر اپنے دن کاٹتے ہیں ۔

موت انکے دائیں موت اُنکے بائیں موت انکے آگے موت اُنکے پیچھے موجود ہے۔ اور وُہ نہیں جانتے کہ کونسی گھڑی انہیں اپنی جان قربان کرنی پڑیگی۔ مگر پھر بھی وُہ لوگ جو شریف اور امیر گھروں سے آئے ہیں۔ جہاں اِس قسم کے خوفناک واقعات کا ذکر تک نہیں ہونے پاتا۔ اِن دکھوں اور مصیبتوں میں مسیح کی محبت کا ایک ایسا طلائی رشتہ ملا ہُوا دیکھتے ہیں۔ کہ وُہ اپنی مصیبتوں کا حال بتلاتے ہوئے کہتے ہیں۔ کہ ہم انکو اپنی عزّت اور افتخار کا باعث سمجھتے ہیں۔

امداد کے مشنری طریقے

جن طریقوں سے مشنری لوگ امداد پہنچاتے رہے بہت سے ہیں۔

(۱) ان جگہوں میں جہاں بننے کا کام کرنے والے لوگ بہت تھے۔ وہاں انہوں نے اُنکے لئے روئی بہم پہنچائی اور یُوں انکو کام میں مصروف رکھا۔ اور اب وہاں قسم قسم کے کپڑوں کے ذخیرے موجود ہیں اور خریدنے والوں کی اشد ضرورت ہے۔

(۲) مشن کی زمین کو ہموار کرنا وغیرہ۔ بدیں خیال کہ وُہ زراعت کے لائق بنجائے فقط ایک سٹیشن میں ۲۰۰۰ سے زیادہ آدمی اس قسم کے کام میں شامل ہوئے۔

(۳ و ۴) کوئیں اور اینٹیں اور چونا بنوانا۔ اِس سے بھی بہت لوگوں کو کام ملا۔

(۵) قحط زدہ لوگوں کے لئے مشن ہاؤس اور یتیم خانے تعمیر کروانا۔

(۶) سستے نرخ پر اناج بیچنا۔

(۷) بڈھوں اور بیماروں کو نقد یا اناج مُفت دینا۔

(۸) پکا ہُوا کھانا مفت تقسیم کرنا۔ اسکے متعلق ایک تجربہ کار مشنری فرماتے ہیں "جو کھانا ہم تقسیم کرتے ہیں۔ اسے صرف عیسائی پکاتے اور عیسائی ہی تقسیم کرتے ہیں۔ اور یہہ میرے نزدیک بھوک اور محتاجی کا پُورا پُورا ثبوت ہے کیونکہ سب ذات کے لوگ

بلکہ برہمنوں تک بلا چون وچرا کھانا لینے اور کھاتے ہیں"۔

(۹) بچوں اور یتیموں کو بچانا اور پناہ دینا۔ یہہ ایک ایسا کام ہے۔ جو کثرت سے مشنریوں کے حصہ میں آیا ہے۔ اور یقین ہے کہ جب سرکار برسات کے شروع ہونے پر امدادی انتظاموں اور غریب خانوں کو بند کردیگی تب اس کام کا بار اور بھی زیادہ مشنریوں کے کندھوں پر آ پڑیگا۔ اُن لڑکوں اور لڑکیوں کا شمار جنکا بندوبست انکو کرنا پڑتا ہے۔ بہت زیادہ ہے۔ مثلاً راجپوتانہ پریسبٹیرین مشن کو ۳۰۰۰ کا بندوبست کرنا پڑا اور پریسبٹیرین چرچ آف آئرلینڈ مشن کے پاس تاحال ۱۱۰۰ بچے موجود ہیں اور وہ ۲۰۰۰ تک لینے کی اُمید رکھتے ہیں اور ہماری بھیل مشن میں ایسے بچوں کی تعداد اور بھی زیادہ ہے۔ گو یہہ خیال کیا جاتا ہے۔ کہ جب کال دُور ہو جائیگا تب بہت سے بچوں کے دعویدار اُٹھ کھڑے ہونگے۔

جس تیزی اور سرعت سے شمار بڑھ رہا ہے۔ اسکی کیفیت پرنیچ کا حال سنکر بخوبی روشن ہو جائیگی۔ وہاں کے مشن آرفینیج سکول میں گذشتہ ماہ صرف ۴۰ لڑکے تھے۔ اس مہینہ کے پہلے ہفتہ میں ۸۰ اور دُوسرے ہفتہ میں ۱۶۰ ہو گئے۔

(۱۰) اسی طرح کئی جگہ بہت سی بیوائیں اس آفت سے بچائی گئیں۔ مثلاً مس گاڈ صاحبہ ساکن اجمیر نے ۳۰۰ بیوؤں کو علاوہ ۱۳۰۰ یتیموں کے بچایا۔ اور جس وقت یہہ خبر ہمکو اُن سے ملی اسوقت تعداد روز بروز بڑھ رہی تھی۔ اسی طرح ایک اور مشنری سے خبر ملی۔ کہ ۳۰۰ بیواؤں اور غریب عورتوں کو اُن کے وسیلے پناہ ملی۔

(۱۱) بہت مقاموں میں کوشش بلیغ کیجاتی ہے۔ کہ پردہ نشین عورتوں اور دیگر خاص خاص اقسام کے لوگوں کو جہاں عام صُورتیں امداد کی کام نہیں کرسکتیں۔ مدد پہنچائی جائے۔

طریقہ جس سے امداد کیجا سکتی ہے

(۱) سب سے عام قسم کی مدد جسکی اُن مشنریوں کو ضرورت ہے جنہوں نے ہمارے خطوط کا

جواب دیا یہہ ہے کہ انکو روپیہ بھیجا جائے۔ اندازے سے علوم ہوتا ہے کہ قحط کی موجودہ سختی غالباً دوسرے اکتوبر تک رہیگی۔ اور بھوکوں مرتے لوگوں کو دوسری فصل تک کھانا میسر نہیں آئیگا۔ واضح ہو کہ بیج ابھی تک بویا نہیں گیا۔

(۲) پھر ایک صورت امداد کی یہہ ہے۔ کہ لڑکوں عورتوں اور لڑکیوں کے لئے کپڑے دئے جائیں۔ یا روپیہ بھیجا جائے۔ جس سے یہہ چیزیں خریدی جایں۔

(۳) بعض مشنوں میں مختلف قسم کا کپڑا جمع ہو گیا ہے۔ اور وہاں کے مشنری ہم سے درخواست کرتے ہیں۔ کہ ہم کوشش کر کے اُسکے لئے خریدار پیدا کریں۔ وہ ان کپڑوں کو لاگت کے مول بیچنے کو تیار ہیں۔ اور ان کپڑوں سے۔

(الف) مرد عورت اور بچوں کے لئے پہننے کے کپڑے تیار ہو سکتے ہیں۔

(ب) لڑکوں اور مردوں کی دھوتیاں۔

(ج) عورتوں اور لڑکیوں کی ساڑھیاں اور چادریں۔

(د) تولئے اور جھاڑن۔

(س) قالیچہ۔ جاجم وغیرہ

(۴) یتیموں کو اپنے گھروں میں قبول کرنا۔ بہت مشنری یہہ کہتے ہیں۔ کہ شاید انکو اس قسم کی مدد کی بہت جلد ضرورت ہوگی۔ لیکن اس معاملے میں ابھی کچھ نہیں کہا جا سکتا۔ جب تک کہ بارش شروع نہ ہو۔ اور یہہ معلوم نہ ہو۔ کہ جب سرکاری غریب خانہ اور امدادی انتظام بند ہو جائینگے۔ اُسوقت مشنری یتیم خانوں پر کیا اثر پڑیگا۔ اور کیا یتیم بچوں کے زندہ رشتہ دار آکر دعوی کرینگے یا نہیں۔

ذیل میں خاص قسم کی درخواستیں جو امداد کے لئے کی گئی ہیں درج ہیں۔

(۵) جے پور میں دیسی ریاست کی طرف سے مسکین پردہ نشین عورتوں اور غریب شریف زادوں کی مدد کے لئے انتظام کیا گیا

تھا - اور جس وقت لوگوں کو یہہ مدد دیجاتی تھی - اس وقت میکیلسٹر صاحب
کی نظر سے کئی ایسے لوگ گذرے جو واقعی بری حالت میں مبتلا تھے - لیکن اس مدد
سے جو ریاست کی طرف سے مقرر ہوئی تھی - بہرہ ور نہیں ہو سکتے تھے - کیونکہ وُہ صرف
اعلیٰ ذاتوں کے لوگوں کے لئے تھی - پس صاحب موصوف مجبور ہوئے - کہ ادنیٰ
قسم کے عزت دار لوگوں کی مدد کے لئے ایک نیا فنڈ کھولیں پس اگر اس فنڈ کے
لئے کچھ روپیہ بطور مدد بھیجا جائے (کیونکہ جو روپیہ اُنکے پاس تھا وُہ قریباً خرچ ہو چکا)
تو وُہ اُسے بڑی خوشی اور شکر گذاری سے قبول کرینگے -

(۶) ایک اور جگہ کال کے شروع میں ۱۰۳ مواشی جو وہاں کے عیسائیوں کے
تھے - قحط زدہ علاقہ سے دوسری جگہ چرائی کے لئے بھیجے گئے تھے - اُن میں سے
آدھے تو مر گئے اور باقی ایسے کمزور اور لاغر ہو کر آئے ہیں - کہ اُنکے بچنے کی اُمید
نہیں - مشنری موصوف بڑی منت سے درخواست کرتے ہیں - کہ انکے لئے بھوسہ
وغیرہ بھیجا جائے - تاکہ وُہ زندہ رہیں - علاوہ بریں وہ بیلوں کے واسطے درخواست کرتے ہیں
تاکہ ہل جوت کر زمین بونے کے لئے تیار کیجائے -

(۷) ایک میڈیکل لیڈی مشنری صاحبہ یُوں تحریر کرتی ہیں -

"مجھے ایک نہایت ہمدرد اور رُوح سے معمور دیسی مسیحی عورت کی ضرورت
ہے - جو خوشی سے بیمار اور کمزور عورتوں اور لڑکیوں کی خبرگیری کرے - کام بڑا دشوار
اور کٹھن معلوم ہوتا ہے اور صرف مسیح کی محبت ہمیں اس خدمت کے لایق بناتی
ہے - جسکی انجام دہی کا افتخار ہمیں حاصل ہے -

فی الحال یہہ مشنری لیڈی اس سارے کام کو اکیلی انجام دے رہی ہیں -
اور ماسوائے اسکے دیگر فرائض اور افکار کا بوجھ بھی بدستور انکے کاندھے پر موجود ہے -

(۸) ایک اور مشنری صاحب فرماتے ہیں - کہ مجھے مددگاروں کی بڑی بھاری

ضرورت ہے۔ انکو ایک ہوشیار ڈاکٹر اور ایک مستقل مزاج اور دیانتدار کمپاؤنڈر کی ضرورت ہے۔ جو قدرے علم بھی رکھتا ہو۔ انکے نزدیک ایسا آدمی بمنزلہ ایک بڑی نعمت کے ہوگا۔ کیونکہ وُہ یتیموں کی نگرانی کریگا۔ اور دیکھیگا کہ انکو حسب ضرورت کھانا اور دوا ملتی ہے یا نہیں۔

(۹) پھر بیج کے لئے اناج چاہئے۔

(۱۰) اُن رقت انگیز خطوط کے درمیان جو ہمارے پاس جگہ جگہ سے آئے ذیل کا خط ہے جو اجمیر کی ایک لیڈی مشنری سے وصول ہوا ہے۔ جس چیز کی انہیں ضرورت ہے۔ وُہ یہہ ہے۔ کہ وُہ مسکینوں کو آنیوالی بارش سے پناہ دینے کے لئے گھر بنوانا چاہتی ہیں۔ اور اسکے لئے ہزار روپئے کی ضرورت بتاتی ہیں۔ اُنکا خط یہہ ہے۔

اجمیر۔ ۱۸۔ جون سنہ ۱۹۰۰ء

ڈیر ڈاکٹر براؤن

مجھے آپ کے اُس خط سے جو آج صادر ہوا۔ اور نیز اُس خط سے جو آپنے مسٹر انگلس کو بھیجا اور جو اُنھوں نے مجھے پڑھ کر سنایا بہت راحت حاصل ہوئی۔ واقعی یہہ جانکر کہ آپ لوگوں کے درمیان مدد کی تحریک ہو رہی ہے۔ اور آپ اُسکے لئے بڑی فکر میں ہیں۔ بہت تازگی حاصل ہوتی ہے۔ کاش کہ آپ لوگوں کو گذرے نومبر خبر ملتی۔ اور آپ اسوقت یہہ کام شروع کرتے۔ اب میں آپکے پاس اخبار بمبئی گارڈین مع چند فوٹوز (قحط زدگان کی تصویروں) کے روانہ کرتی ہوں۔ اس سے آپکو معلوم ہو جائیگا۔ کہ مجھے اس کام میں کس بات کی ضرورت ہے۔ کیونکہ میں نے اس اخبار میں پورا پورا حال موجودہ مصائب کا ظاہر کر دیا ہے۔ اور ماسوائے اسکے میں آپکو پنڈتہ راما بائی کی رپورٹ اور اُس کے ساتھ قحط زدوں کی چند اور تصویریں

بھیجتی ہوں۔ ان میں سے بعض پژمردنی چھائی ہوئی ہے۔ گو سب زندوں کی ہیں
تاہم یہہ کہنا زیادہ صحیح اور موزون ہوگا کہ زندوں کی نہیں بلکہ مُردوں کی ہیں۔ اِس
ماہ کی پندرھویں تک ہم نے ۳۴۹ یتیموں اور ۲۹۹ بیواوں کو پناہ دی کل ۳۹
اور پرسوں ۲۳ اور آئیں۔ اور اسی طرح شمار روز بروز بڑھتا جاتا ہے۔ کارن چھوٹے
بچوں کے درمیان جو بچا نے گئے۔ اور اب زیر حفاظت ہیں۔ موت ایک افسوسناک
درجہ تک کام کر رہی ہے۔ چنانچہ ہر ماہ ۲۰ سے ۳۰ تک مر جاتے ہیں۔ اور اب
مجھ میں اتنی تاب نہیں کہ انکے مُردہ چہروں اور ہڈیوں کے ڈھانچوں کو اسوقت
دیکھوں۔ جسوقت اُنکو اٹھا کر لے جاتے ہیں۔ آپ چاہتے ہیں کہ میں آپ کو مدد کے
طریقہ بتدبیر بتاؤں لیکن میں ان دنوں اس قدر پامال ہو رہی ہوں اور میری
عقل بھی ایسی حیران ہوگئی ہے کہ مجھے سوجھ نہیں پڑتا کہ میں کیا بتاؤں۔ مجھے
ایسا معلوم ہوتا ہے کہ میں ایک مشین کی طرح ہوں۔ جسے چاہیں نکار چھوڑ دیتے ہیں۔
البتہ مجھے یہ اُمید ہے کہ خدا مجھے اس وقت تک سنبھالے رہیگا۔ جب تک کہ میں آخری
بچہ جو بچا سکتی ہوں نہ بچالوں۔ اور میں سوچتی ہوں کہ اسوقت جسقدر مجھے خدا
کے بندوں کے روپیے کی ضرورت ہے۔ اسی قدر انکی دعاؤں کی بھی ضرورت
ہے۔ اور اب تک مجھے یہہ دونوں چیزیں ملتی رہی ہیں۔ اور مجھے اُمید ہے کہ آیندہ
بھی خدا مجھے ان سے محروم نہ کریگا۔ میری دانست میں ڈولیاں جو اس جگہ کی
زبان نہیں جانتیں (مجھے ایسا کہنے کے لیے معاف کریں) بہت فائدہ نہیں پہنچا سکتیں
تاہم اُنکا اس کام کی خاطر اپنے تئیں نذر کرنے کو تیار ہو جانا۔ بڑی خوبصورت اور دلپسند
بات ہے۔ میں آپ سب کی دل وجان سے مشکور ہوں۔ اور آپ کی ہمدردی سے
مجھے بڑی فرحت حاصل ہوئی۔ آخر میں اتنا اور کہتی ہوں کہ لوگوں کو اس آفت سے
چھڑانے کا کام ایسی مشکلوں اور مخالفتوں کے درمیان ہو رہا ہے جو بہ نسبت کام کے زیادہ تر مشکل ہے۔
[illegible]

(۱۱) آخر میں یہ بات جو کسی طرح اوروں سے قیمت میں کم نہیں۔ ہمارے سامنے ہے۔ کہ وہ لوگ دعاؤں کی درخواست کرتے ہیں۔ دعا کی طاقتیں جو ہم استعمال کر سکتے ہیں بڑی زور آور ہیں اور ہمارے نزدیک کوئی انتظام اور بندوبست ایسا نہیں۔ جو ہمیں اس بات کے محسوس کرنے سے روکے کہ ہم اُن لوگوں کے دلوں کو جو ہمارے خداوند کے لئے اس لڑائی میں جو محبت اور موت کے درمیان ہو رہی ہے۔ اپنی دُعاؤں سے تقویت دے سکتے ہیں۔

امداد کے وعدہ

ہمارے سرکلر کے جواب میں بڑے دلچسپ جواب ہمارے پاس آئے ہیں۔

(۱) یتیموں کی نسبت۔ اس بارے میں بعضوں نے چند روز تک اور بعضوں نے ہمیشہ کیلئے یتیموں کی پرورش کا وعدہ کیا ہے۔ دوسری قسم کے وعدہ کے ضمن میں اس بات کا ذکر کرنا مناسب معلوم ہوتا ہے کہ (۱) ہندوستانی مسیحی خاندانوں نے یتیموں کو متبنیٰ بنانے کا وعدہ کیا ہے اور دو کی پرورش الگزنڈر اسکول کی لڑکیاں دینگی۔ اور ایک یتیم کی پرورش گرلس مڈل سکول امرتسر کی لڑکیاں کر رہی ہیں۔ یہ بتانا بھی بہتر ہوگا کہ (۵) یا ۱۶ وعدہ یتیموں کے متبنیٰ بنانے کے صرف ایک وعظ کے جواب میں کئے گئے جو ایک ہندوستانی خادم الدین نے ایک چھوٹے سے آؤٹ سٹیشن میں دیا تھا۔

(۲) کپڑوں کے وعدے۔ پانچ لیڈیوں نے جو کہ چرچ آف انگلینڈ زنانہ مشن سوسائٹی اور دیگر مشنوں سے علاقہ رکھتی ہیں۔ وعدہ کیا ہے کہ وہ ننگوں اور کنگالوں کے لئے کپڑے خود بنائینگی یا کسی اور طرح مہیا کرینگی۔

(۳) روپیہ کی صورت میں ہم اب تک ۱۰۰ روپیہ وصول کر چکے ہیں جس میں سے

۵۰ روپیہ فورٹ منرو کی دیسی کلیسیا کے چندہ سے آئے۔

۵۰ روپیہ۔ فورٹ منرو کی انگریزی کلیسیا کے چندہ سے آئے۔

۹۰ روپیہ - ڈیرہ اسمٰعیل خاں کی دیسی کلیسیا کے چندہ سے آئے -

۲۰ روپیہ - الگزینڈرہ گرل سکول سے وصول ہوئے -

یہہ کہنا مناسب معلوم ہوتا ہے - کہ ڈیرہ اسمٰعیل خاں کی کلیسیا اس سے پہلے بھی قحط فنڈ کیلئے کچھ چندہ دے چکی تھی - مذکورہ بالا کے سوا اور کسی کلیسیا سے چندہ نہیں آیا - البتہ ۲۵ روپیہ ۵ دیسی مسیحیوں سے ہم کو ملے ہیں -

(۴) دو لیڈیوں نے اس خدمت میں حصہ لینے کا وعدہ کیا - اور پانچ آدمی جنہیں ڈوڈاکٹر شامل ہیں - جب کبھی راستہ کھلے جانے کو تیار ہیں - اور باتوں کی نسبت ہمیں اس بات کے لئے دعا کی زیادہ ضرورت ہے - تاکہ وہ سب جنکا تعلق اس کام سے ہے جانیں اور دیکھیں - کہ انہیں کیا کرنا چاہیے اور ساتھ ہی انکو فضل اور طاقت خداوند سے عطا ہو کہ وہ اس کام کو کمال وفاداری سے بجا لائیں -

سی - ایم - ایس - بھیل مشن

پچھے سرکلر زیادہ تر اس مشن کی نسبت تھا اور اسکے ذریعہ تمام کیفیت پیش کی گئی تھی جو اس وقت تک یعنی ۲۰ - سی تک معلوم ہوئی تھی -

یہاں ہمیں صرف یہہ بتانا ہے کہ قریباً ۰۰۰ ۹ من جوار اس مشن کو دیگئی ہے - اور یہہ اس جوار کا ایک حصہ ہے - جو امریکہ سے بوسیلہ کرسچن ہیرلیڈ آف نیویارک اس ملک میں قحط زدوں کے لیے بھیجی گئی ہے امید کیجاتی ہے کہ یہہ جنس بہت جلد ادیپور پہنچ جائیگی - جو کھیرواڑے کے قریب سب سے نزدیک ریلوے سٹیشن ہے (قریباً ۶۰ میل کا فاصلہ ہے) -

اناج پہنچانے کے لئے ہر طرح کے سامان مہیا کئے جارہے ہیں - سو یقین ہے کہ راستہ میں غیر ضروری دیر نہ لگیگی اس اناج کے پہنچنے پر پادری اوٹرم صاحب امداد کے کام کو بڑھا سکینگے اور یوں اور بہت سی جانوں کو بچا سکینگے جنکا کسی اور طرح بچانا ناممکن ہے - مگر وہ اس کام کو اکیلے نہیں کر سکتے - لہذا وہ دو تین کارندوں کے لئے اپیل کرتے ہیں جو اپنے تئیں اس کام کے سپرد کر کے جب تک کال کی سختی رفع نہ ہو - انکی

مدد کرتے ہیں۔ آج ہماری کالی سپانڈنگ کمیٹی کا اجلاس شملہ میں ہو رہا ہے۔ اور اس غرض سے کہ ان دو باتوں پر غور کریں جو لوگوں نے اس خدمت میں شامل ہونے کے لئے کئے ہیں اور اس بات کا فیصلہ کریں کہ اس اپیل اور نیز ایک اور نئی اپیل کا جو ذیل میں درج ہے کیا جواب دیں۔

اس مشن کے جنوبی حصہ سے ہم کو معلوم ہوا کہ پادری ای۔ پی ہربرٹ اور مسٹر ہیری سن صاحب خیر و عافیت سے اس علاقہ تک پہنچ گئے جہاں مسٹر ٹومس کام کرتے تھے اور جہاں وہ فوت ہوئے۔

مسٹر ہربرٹ کو اس سفر کے طے کرنے میں جو گوڈ مشن واقعہ ممالک متوسط کے مرکز سے شروع ہو کر بھیل مشن واقعہ راجپوتانہ کے عین وسط میں ختم ہوتا ہے۔ ۱۱ دن لگے۔

نویں جون کو مقام بولیا میں پہنچکر (جہاں مسٹر ٹامس نے ہیضہ کیا) انہوں نے مشن سکول سے قریباً تین سو گز کے فاصلہ پر بہت سی لاشیں پائیں اور فوراً مددگاروں کو بلا کر ۲۵ لاشوں اور لاشوں کے ٹکڑوں کو جلا دیا۔ اور اسی طرح انہوں نے آگے بڑھکر کئی جگہ اُن لوگوں کی لاشوں کو جلایا جو راستے کے کناروں پر مر گئے تھے۔ اور بلیرا میں پہنچکر معلوم کیا۔ کہ اسی طرح گذشتہ تین دن کے عرصہ میں ۱۴۔ ۹ اور ۳ لاشیں جلائی گئی تھیں۔

بھوک کے مارے ہوئے لوگ چلا چلا کر یہ منت کرتے تھے۔ کہ مرنے کے بعد ہماری لاشوں کو کتوں سے بچانا۔ مسٹر ہربرٹ اپنے خط مورخہ ۱۱۔ جون میں یوں تحریر کرتے ہیں۔

نہ تو میری نظر سے ایسی خونو گذری اور نہ کوئی ایسی رقت انگیز یا بہت خبر تحریر دیکھی جو پوری پوری طرح اس مصیبت کا خاکہ کھینچے۔ جس میں اس جگہ کی آبادی کا بہت سا حصہ مبتلا ہے۔ بیشمار لوگ ایسے دیکھنے میں آتے ہیں جنکی حالت زار کی نسبت یہ فیصلہ کرنا مشکل ہے۔ کہ آیا انہیں بچانے میں ہم کامیاب ہونگے یا کال اور سردی فتح پائیگی ابھی کئی ماہ تک روپیہ صرف کرنا پڑیگا۔ تاکہ ان مردوں اور عورتوں میں تاب و توانائی آئے اور ایک خاصی رقم یتیموں کے لئے بھی درکار ہو گی۔ مسٹر ہیری سن اور میں ہر طرح خیر و عافیت سے ہیں۔ مگر کام کا بوجھ ہم سب پر بڑا بھاری ہے۔

آج ایک تار خبر مسٹر ہربٹ سے آئی ہے وہ یہہ ہے

*جال ٹوٹے جاتے ہیں۔ تین اور آدمیوں کی ضرورت ہے۔

روپیہ کے بارے میں مسٹر گل صاحب جو الہ آباد میں ہمارے مشن کے سکرٹری ہیں۔ لکھتے ہیں کہ روپیہ قریب سب ختم ہو چکا اور ابھی تین چار ماہ ہمارے سامنے ہیں جنمیں بڑے بڑے اخراجات پیش آوینگے۔ لہذا ہم اپنے دوستوں کی خدمت میں عرض کرتے ہیں کہ جسقدر مدد کر سکتے ہیں کریں۔ مسٹر گل صاحب یہہ بھی فرماتے ہیں کہ دو تین میڈیکل لیڈیوں کی مدد بڑی مفید ہوگی۔ مختصر طور پر بھیل مشن کی ضرورتوں کو اس طرح بیان کر سکتے ہیں۔

(۱) میڈیکل لیڈیاں۔

(۲) دو تین کارندے مستر اوڈونل صاحب کے لئے۔

(۳) تین مددگار مسٹر ہربٹ کے لئے۔

(۴) دو سو من جالنہ کے علاقہ کی جوار۔ جو بیج کے لئے درکار ہے۔

(۵) چنے اور جو سٹمبر کے لئے۔

(۶) مردوں۔ عورتوں اور بچوں کے لئے کپڑے۔

(۷) کمل۔

(۸) ہل جوتنے کے لئے بیل۔

(۹) کچھ روپیہ دیگر ضروریات کے لئے۔

---

* اس میں اشارہ اس موقعہ کیطرف ہے جب شاگردوں کے جال میں اسقدر مچھلیاں آگئیں کہ انکا کھینچنا مشکل ہوا لہذا انہوں نے دوسروں کو مدد کے لئے بلایا۔ پس اس تار کی خبر سے یہہ مراد ہے کہ لوگوں کو بچانے کا کام اس کثرت سے ہے کہ اور مددگاروں کی ضرورت ہے۔

میں اِس وقت ۲۴ مسیحی جوان رہتے ہیں ان میں سے ایک ڈیکن ہونیکی تیاری کر رہا ہے تین اُردو جماعتوں
میں اور دو انگریزی میں علم الٰہیات کی تعلیم پاتے ہیں۔ پانچ میڈیکل کالج میں دس فورمن کرسچن کالج میں اور
پانچ گورنمنٹ ٹریننگ کالج میں تعلیم پاتے ہیں نارمل سکول اور آرٹ سکول میں ایک ایک طالبعلم ہے
دو امتحانِ وکالت کی تیاری کر رہے ہیں۔ دو دیگر علوم کی۔ چھ چھاپہ خانہ میں کام سیکھتے ہیں دو
کلرک ہیں اور دو کمیٹی خومن + کینیڈی ہال ہیں جو مشن کالج کے متعلق پریسبٹیرین مشن کا بورڈنگ
ہوس ہے اِس وقت ۲۸ مسیحی نوجوان ہیں۔ ان میں سے ۱۴ مشن کالج میں تعلیم پاتے ہیں۔ ۲ میڈیکل اور
ایک ٹریننگ کالج میں اور ۵ سرکاری ملازمت میں ہیں۔ اور ۲ مسیحی کام کرتے ہیں۔ **پادری**
ٹامس ہاول کلارک آباد سے علاقہ بارکو عارضی طور پر تبدیل ہوئے۔ اُنکی جگہ امرتسر سے پادری فتح مسیح صاحب
کام کرینگے۔ **امرتسر** میں پادری نوبن چند داس بٹالہ سے آئے۔ **بٹالہ** میں منشی فضل الدین فتحگڈھ سے
تشریف لائے۔ خوب! **پورے** وقت کے یوروپین چیرمین والی چرچ کونسل کی موجودہ حالت اور اسکے
اختیارات اس واقع سے خوب ظاہر ہوتے ہیں کہ پادری ٹامس ہاول صاحب کو جو کونسل کے ایک رکن کا
رکن اور اسکے دو پریسٹوں میں سے ایک ہیں شملہ سے از طرف سکرٹری سی ایم۔ ایس بذریعہ تار حکم آیا کہ
بار چلے جاؤ۔ پیچھے چیرمین صاحب کو خیال ہوا کہ ادھو ہاول صاحب تو چرچ کونسل کے ہیں جھٹ پٹ
گھبرا کر کارکن کمیٹی کے ممبروں کو خط لکھا کہ اے ممبرانِ ذی اعتبار آپکی کیا رضا ہے۔ جواب ملا۔ سبحان حضور
سکرٹری نے جو کیا بجا کیا!

مشن سکول کے ایک محمدی مدرس نے اپنے ایک مہربان کو شہیدان کا ترجمہ کے عطیہ کا شکریہ ادا
کرتے وقت یوں لکھا ۔ شہیدان کا تحفہ پہنچی۔ کتاب بہت اچھی۔ ترجمہ کی خوبی و نفاست تحریر سے ہاہر۔ مترجم صاحب
کی لیاقت اور زبان دانی کا اندازہ اس کتاب سے خوب ہوتا ہے۔ افسوس مترجم صاحب کا نام مبارک پورا نہیں لکھا
ورنہ خط سے اُنکی لیاقت و جان فشانی کے لئے داد دیجاتی (اگرچہ ہیں کیا اور میری داد کیا) کتاب کا مضمون تو
رقت انگیز مگر طرزِ تحریر اور عبارت آرائی مسرت خیز ہے + کیا ہی سچ ہے کہ آپنے ابھی تک اس کتاب کو نہیں دیکھا + ہندوستان
کے سابق گورنر جنرل لارڈ نارتھ بروک صاحب نے خاص اہل ہند کے لئے یسوع مسیح کی تعلیم نامی ایک رسالہ تالیف فرمایا
ہے جسپر پھر کبھی ریویو لکھا جائیگا صفحہ ۱۲۸ قیمت ار۔ ضرور منگوائیے۔ خود پڑھیے۔ دوستوں کو دیجیے +

مسیحی

امرتسر

۱۵ - اگست ۱۹۰۰ء

فہرست مضامین

مطبوعہ مسیحی پریس لاہور

یہ اخبار ہر مہینہ کی پندرہ تاریخ کو امرتسر سے شائع ہوتا ہے اسکا چندہ

گلدستہ اخبار

سی۔ ایم۔ ایس کے مشنوں میں پچھلے برس ۸۲۶۵ بالغوں کے بپتسمہ ہوئے۔ سوسائٹی مذکور کے سینٹینری فنڈ کے لئے ۱۳،۶۹۵ پونڈ یا ۱۶۶۵۰۵۵ روپیہ جمع ہوا۔ اگر اس میں وہ رقم بھی جمع کیجائے جو تین سالہ انٹرپرائز کے متعلق دیگئی تو کُل میزان ۱۹۸۹۴۸ پونڈ یا ۲۲۰۸۵۲۰۳ روپیہ ہوتی ہے۔ سی۔ ایم۔ ایس کی ولایت والی کمیٹی نے پچھلے [illegible] اپنے ہر سیغہ کے کام کی خوب جانچ پڑتال کر کے یہہ فیصلہ کیا ہے کہ (۱) مقامی مشنوں کو انتظامات میں زیادہ اختیارات دیئے جائیں۔ (۲) دیسی کلیسیاؤں کی ترقی میں زیادہ سعی کیجائے۔ راقم کو جب کبھی مشنریوں سے اس امر کی گفتگو کا موقع ملا کہ یوروپین دیسیوں سے الگ الگ رہتے اور ان سے دوستانہ برتاؤ رکھنے کی پروا نہیں کرتے تو اسکا یہہ جواب ملتا ہے کہ ہم غیر مسیحیوں کے لئے بھیجے گئے ہیں نہ مسیحیوں کے لئے۔ اسکے کیا معنے؟ بزرگ ڈاکٹر منڈل کوکٹ ہند اگست ۹ میں لکھتے ہیں کہ اس خیال سے میرا دل چھیدا جاتا ہے کہ ہم مشنری ہندوستانی مسیحیوں سے بہت رات ورابطہ نہیں رکھتے! دہلی کے پادری ہیرل ویسٹ کٹ صاحب نے ہیضہ کیا۔ ہونہار تھے حیف! ۲۔ اگست کو بمقام فورٹ منرو سی۔ ایم۔ ایس کے ڈاکٹر سمتھ ڈوب کر جاں بحق ہوئے۔ سٹیشن کے صاحب اور لیڈیاں جلسہ منا رہے تھے۔ سمتھ صاحب ایک کشتی کو سنبھالنے کے لئے پانی میں اترے۔ سردی سے غش آگیا اور دوسری صبح تک لاش نہ ملی۔ پچھلے سال میں سی ایم ایس کے ۹ یوروپین مشنریوں اور ۲۴ دیسی مسیحیوں نے آرڈینیشن پایا۔ دور کے ڈھول سہانے۔ ولایت کا اخبار انٹیلیجنسر راوی ہے کہ پنجاب نیٹو چرچ کونسل کے متعلق دیسی مسیحیوں نے پچھلے سال ۱۲۱۰ روپیہ چندہ دیا! اور سنو۔ اس بزرگ کونسل کے متعلق ۱۲۵۹ دیسی

۱۵- اگست- ۱۹۰۰ء

نوٹ اور رائیں

ڈاکٹر وائٹ صاحب کا خط- ہمارے ناظرین ڈاکٹر وائٹ صاحب سے بذریعہ اُن کے بائبل کے تفتیشات اور خلاصوں کے کم و بیش واقف ہونگے- صاحب موصوف نے ہندوستان میں جا بجا درس دیکر بائبل کے مطالعہ میں بہت کچھ دلچسپی پیدا کر دی تھی- انکا ارادہ تھا کہ اگر ممکن ہو تو اس مُلک میں کتاب مقدس کی باقاعدہ تلاوت اور مطالعہ کی غرض سے ایک مدرسہ قائم کیا جائے- سرِدست اس تجویز کو عمل میں لانا محال تھا- معلوم ہوتا ہے کہ اگرچہ آپ امریکہ اور انگلستان میں بائبل کے مختلف صحائف پر دلچسپ درس دے رہے ہیں تو بھی ہندوستان ہر وقت آپکے خیال میں رہتا ہے- اب آپکی تجاویز زیادہ وسیع ہو گئی ہیں چنانچہ آپ تمام دُنیا کو بائبل کی تعلیم سے مستفیض کرنا چاہتے ہیں- حال ہی میں ایک پرائیویٹ خط میں آپ تحریر فرماتے ہیں کہ "شہر نیویورک میں ایک بائبل کالج اور مشنری انسٹی ٹیوٹ قائم کرنے کی طرف ہدایت معلوم ہوتی ہے مسٹر موٹ کے ساتھ جو طالبعلموں کے مسیحی مجمعوں میں سے ایک کا سکرٹری اور دُوسرے کا چیرمین ہے اس بارے میں صلاح مشورہ کر رہا ہُوں- ہمارا ارادہ ہے کہ اس شہر میں ایک ایسا مدرسہ قائم کیا جائے جو اوّل ان مشنری صاحبان کے لئے ہو جو ہر فرقہ میں سے غیر ممالک کو جا رہے ہیں- پھر جو مشنری رخصت پر ہیں وُہ بھی اس میں حاضر ہو سکتے ہیں- اور تیسرے تمام خادمانِ دین اور علم الٰہیات کے طُلبا جو بائبل میں زیادہ تعلیم حاصل کرنیکا شوق رکھتے ہوں اسمیں داخل ہو سکتے ہیں- آخرکار ہم دیگر ممالک میں اس مدرسہ کی شاخیں جاری کر سکتے ہیں- ہمارا یہہ بھی

خیال ہے کہ ایک ایسا رسالہ جاری کیا جائے جسمیں نصف درجن یا زیادہ دینی اخبارات کا لب لباب
ہو۔ یہہ تجویز بڑی وسیع ہے مگر مجھے یقین ہے کہ ایسے مدرسہ کی سخت ضرورت ہے"۔ خدا ایسے
باہمت شخص کی محنتوں پر برکت دے۔ ایک افسوسناک بات صاحب موصوف کے خط میں
مندرج ہے یعنے آپ کا چھوٹا صاحبزادہ جو ایک ہونہار لڑکا تھا چند روز ہوئے اس دنیا سے
گذر گیا ہے۔ آپ اُسوقت لنڈن میں تھے۔ بذریعۂ تار بچہ کی علالت کی خبر ملنے پر آپ فوراً
اپنے وطن امریکہ کیطرف روانہ ہوئے مگر اس نورچشم کو دیکھنا آپ کو نصیب نہ ہوا۔ خدا نے
آپ کو اور مسز وائٹ صاحبہ کو سچی ایمان اور امید عطا کی ہے چنانچہ آپ فرماتے ہیں کہ "ہمارے
لئے یہہ نہایت سنگین صدمہ تھا۔ مگر خدا نے عجیب طور پر ہمکو سنبھالا ہے۔ پیشتر مجھے کبھی یقین
نہ تھا کہ ہم نادیدنی چیزوں کے پاس فی الحقیقت زندگی بسر کر رہے ہیں۔ گویا آسمان کی ایک
کھڑکی کھل گئی ہے جسمیں سے ہمکو جھلک دکھائی دی ہے"۔

آدمیوں کے مچھوئے۔ خداوند نے اپنے بعض شاگردوں کو فرمایا کہ میں تمکو آدمیوں
کے مچھوے بناؤنگا یا مقرر کرونگا۔ اس وعدہ میں کئی ایک باتیں غور کے لائق ہیں۔ اوّل خدا
چاہتا ہے کہ بنی آدم کو اپنے پاس لے آئے۔ اس خدمت پر وہ خود کارندے مقرر کرتا ہے۔
آجکل کونسلوں اور انجمنوں کے زمانہ میں یہہ اصول کیسا نظرانداز ہو رہا ہے۔ کہاں ہیں ہمارے
مناد اور خادمانِ دین جنکو خدا نے مچھوے بنایا ہے۔ پھر مچھوئے کے کام کی کامیابی کے لئے
خاص تین باتوں کی ضرورت ہے۔ اوّل تیاری۔ سامان کو درست کرنا۔ جال والا جال کو اور بنسی
والا بنسی کو ایسی حالت میں رکھتا ہے جسکو مچھلی توڑ نہ سکے اور بآسانی قابو آجائے۔ دوم اپنے پیشہ
کا علم۔ مچھوے کو یہہ علم ضروری ہے کہ کہاں کس قسم کی مچھلی کو قابو کرنا ہے یا کس قسم کے جال سے پکڑنا
ہے یا کسوقت پکڑنا ہے۔ کیا آجکل مسیحی خدمت کی ناکامیابی کا ایک خاص یہی سبب نہیں ہے کہ
دریائی جال تالابوں اور تالابوں والے جال دریا میں لگائے جاتے ہیں۔ تیسرا مچھوئے کو صبر
کی ازحد ضرورت ہے۔ اسکو ایسا محنت کش اور سختی اٹھانیوالا ہونا چاہئے کہ اگر ضرورت ہو تو

ساری رات محنت کرتا رہے خواہ کچھ ہاتھ لگے یا نہ لگے۔ مسیح نے ایسے ہی لوگوں کو اپنے کلام کی خدمت کے لئے مقرر کیا اور وُہ اب بھی اپنے مقرر کئے ہوؤں کی ہدایت کرتا اور انکو ایسی کثرت سے برکت بخشتا ہے کہ اُنکے جالوں میں مچھلیوں کی سمائی نہیں ہوتی۔

پردیسی مسیحیوں کے لئے قبرستان۔ بعض اوقات دیکھنے میں آیا ہے کہ جب کوئی پردیسی مسیحی کسی شہر میں انتقال کرجائے تو اسکے دفن کی نسبت کئی قسم کی مشکلات پیش آئی ہیں جنمیں سے شائد سب سے بڑی یہہ ہے کہ اس کی لاش اس جگہ کے مسیحی قبرستان میں دفن ہونے سے روکی جاتی ہے۔ اب مسیحی لوگ اپنے مُردے مسلمانوں کے قبرستان میں دفن نہیں کرسکتے اور ہندوؤں کے مرگھٹ میں مُردہ جلانا بھی کلیسیا کے قاعدہ کے خلاف ہے۔ ایسے موقع پر کیا کیا جائے۔ اسی گڑبڑ میں لاش کے بگڑجانے کا اندیشہ ہے۔ شائد سب سے عام وجہ جو کسی مسیحی قبرستان میں دفن کرنے کی مانع ہے سو غیر چرچ کی ممبری ہے ہر ایک فرقہ اپنے اپنے قبرستان رکھتا ہے۔ اور اپنے قواعد کے رُو سے دُوسرے چرچ کے آدمی کو اپنی جگہ میں مُردہ گاڑنے نہ دیگا۔ ہم نے اس قسم کا واقعہ بچشم خود دیکھا ہے اور اسی باعث سے اس بات پر زور دیتے ہیں کہ اس مشکل کا ضرور کچھ تدارک ہونا چاہئے۔ خواہ سرکار ہر ایک بڑے شہر میں کوئی قبرستان اجنبیوں کے لئے مقرر کرے یا مختلف چرچ کوئی باہمی انتظام کریں جس سے مسیحی مُردوں کی مٹی خراب نہو۔ جناب بشپ صاحب کی سنڈ غالباً ماہ نومبر میں منعقد ہونے والی ہے جسمیں اس قسم کے سوالات پیش ہوسکتے ہیں۔ اگر اس موقعہ پر اس معاملہ پر غور کرکے کوئی قاعدہ مقرر کیا جائے تو دیسی کلیسیا ضرور ممنون ہوگی۔

مسیحی مضامین نویسوںکی ضرورت۔ ہمارے ملک میں جابجا مسیحی اخبارات شائع ہورہے ہیں۔ جو دیسی مسیحیوں میں علمی ترقی کا نشان ہے۔ مگر ایک عام پڑھنے والا بھی بآسانی دیکھ سکتا ہے کہ ہمارے اخبارات کے مضامین عموماً ہمارے علمی پایہ تک نہیں پہنچتے۔ اسکی کیا وجہ ہوسکتی ہے۔ کیا ہم میں لائق مضامین نگار نہیں ہیں۔ کیوں نہیں۔ ہم بفضل خدا ایسے ایسے

جادو رقم مسیحی اشخاص سے واقف ہیں جنکے قلم میں خدا نے طاقت بخشی ہے۔ لیکن شاید وہ ملک کی ضرورت کو محسوس نہیں کرتے یا شاید اُردو اخبارات میں رُوکھے سُوکھے مضامین ہی موجودہ پشت کے لئے کافی سمجھتے ہیں۔ ہمیں اندیشہ ہے کہ بعض محض اسی وجہ سے خاموش ہیں کہ وہ کسی بڑی خدمت کو اپنے ذمہ لینا چاہتے ہیں اور چھوٹے چھوٹے مضامین لکھ کر اپنا وقت ضائع کرنا نہیں چاہتے کیا یہہ افسوسناک بات نہیں کہ ہندو مُسلمان اپنے اپنے مذہب کے مصنوعی جوہر کس شوق اور کوشش سے دکھاتے ہیں اور جن لوگوں کے پاس راستی ہے وُہ ہاتھ پر ہاتھ رکھ کر ایک دُوسرے کا منہہ تاکتے ہیں۔ یا بیجا نکتہ چینیوں میں اوقات بسر کر رہے ہیں۔ مسیحی مضامین نگارو کس دن کے انتظار میں ہو کمر ہمت باندھ کر قلم کا نیزہ ہاتھ میں لو اور ہندوستان کو فتح کرو۔

کیا تم خوش ہو۔ انگلستان کے مشہور رڈیٹی مسٹر روتھس چائلڈ سے کسی نے یہی سوال کیا کہ کیا آپ خوش ہیں اس نے جواب دیا کہ تم خوش ہونیکا کیا ذکر کرتے ہو۔ اگر تم کھانا کھانے جارہے ہو اور کوئی شخص عین اُسیوقت ایک خط تمکو دے جسمیں لکھا ہو کہ اگر تم مجھکو پانچ سو پونڈ قرض نہ دو تو میں تمہارا سر اُڑا دونگا۔ اور اگر کسی کو پستول تکیہ کے نیچے رکھکر سونا پڑے تو کیا یہہ خوشی کی بات ہے۔ نہیں میں خوش نہیں ہوں پھر ایک اور دولتمند مسٹر اسٹر کا ذکر ہے کہ کسی نے اُس سے بھی یہی سوال پُوچھا۔ اسنے جواب دیا کہ افسوس! مجھے موت کے وقت سب کچھ چھوڑنا پڑے گا۔ میں اس دولت سے بیماری کو نہیں روک سکتا غم کو نہیں ہٹا سکتا اور موت کے منہہ کو بند نہیں کرسکتا۔ اس جواب سے معلوم ہوسکتا ہے کہ اس کے دل میں کسقدر خوشی تھی۔ لیکن انکے مقابلہ میں ایک غریب مسیحی عورت لڈیہ جونس کا حال غور کے لائق ہے۔ یہہ عورت ایک چھوٹی سی تنگ کوٹھری میں رہا کرتی اور موزے بنا کر اوقات بسر کرتی تھی بعض اوقات ایسی تنگ حال ہوتی کہ اسکو مجبوراً خیرات پر گذارہ کرنا پڑتا تھا۔ کسی نے اُس سے مندرجہ بالا سوال کیا۔ اُس نے فرخندہ پیشانی سے جوابدیا کہ میرا پیالہ خوشی سے لبریز ہے اور اس میں ایک قطرہ کی گنجائش نہیں۔ اُس شخص نے پھر پُوچھا کہ یہہ کیونکر ہوسکتا ہے۔ تم بیمار اور تنہا ہو اور تمہارے ہاتھ پلے بھی کچھ نہیں۔ اس عورت نے بائبل کیطرف اشارہ کرکے کہا کہ کیا تم نے کبھی نہیں پڑھا کہ سب چیزیں تمہاری ہیں۔ اور تم مسیح کے ہو اور مسیح خدا کا ہے۔ اور پھر یہہ کہ مانگو تاکہ تم پاؤ اور تمہاری خوشی کامل ہو۔"

عہدِ جدید اردو زبان میں

اس نام کا ایک رسالہ پنجاب مشن کے پادری وائیٹ بریٹ صاحب کی تصنیف انگلستان کی مشہور بائیبل سوسائٹی کی طرف سے شائع کیا گیا ہے۔ ناظرین کو معلوم ہوگا کہ نئے عہد نامہ کا نیا ترجمہ بعد چند سال کی محنت کے سال حال کے شروع میں رومن حروف میں مشتہر کیا گیا اور فارسی حروف میں ماہِ رواں میں چھپ کر تیار ہو گیا ہے۔ پادری وائیٹ بریٹ صاحب بہت عرصے تک اس نئے ترجمے کے اوّل مترجم رہے ہیں اور اسی وجہ سے جو کچھ اس ترجمے کی نسبت وہ جانتے اور بیان کر سکتے ہیں شاید دوسرا شخص نہیں کر سکتا۔ مندرجہ عنوان رسالہ کو آپ نے تین حصّوں میں تقسیم کیا ہے۔ حصّہ اوّل اردو زبان کی پیدائش اور ترقی کا خاکہ ہے جو خصوصاً مولوی محمد حسین آزاد کی کتاب آبِ حیات اور دیگر مصنّفین کی تصانیف سے اخذ کیا گیا ہے۔ دوسرے حصّہ میں عہدِ جدید کے مختلف اردو ترجموں کے مختصر اور دلچسپ حالات دئیے ہیں۔ ان ہر دو ابتدائی مدارج سے جو بطور دیباچہ کے ہیں عبور کر کے موجودہ نئے ترجمے کے اصولوں اور نتائج پر غور کی گئی ہے یہ آخری حصّہ نہایت دلچسپ اور باموقعہ تحریر ہے لیکن ہمارا مدّعا اس وقت فقط اوّل دو حصّوں کو پیش کرنے کا ہے۔ تیسرے حصّہ کے لئے ایک خاص مضمون وقف کرنا ضرور ہوگا۔ رسالہ کے آخر میں ایک ضمیمہ ایزاد کیا گیا ہے جس میں نئے عہدنامہ کے چار مختلف ترجموں میں سے چھ چند مقامات پہلو بہ پہلو رکھ کر دکھایا ہے۔ کہ شروع سے آخر تک ترجموں کی زبان میں کیونکر فرق ہوتا چلا گیا ہے۔

اردو زبان کی ابتدا در اصل اکبر کے عہد میں ہوئی۔ اس بادشاہ کے ایام سلطنت میں مغلوں کی حکومت اپنے عروج پر تھی۔ دار السلطنت کبھی دہلی اور کبھی آگرہ ہوتا تھا۔ ان ہر دو اضلاع اور انکے مابین علاقہ کی زبان ایک قسم کی ہندی تھی جسکو برج بھاشہ کہتے ہیں۔ اکبر کے ارکین سلطنت نہ فقط مسلمان ہی تھے بلکہ راجہ ٹوڈر مل اور دیگر لائق وفائق ہندو تدبیر

کو بھی اُسکے دربار میں اعلےٰ رتبے حاصل تھے۔ دربار کی زبان فارسی تھی اور ہندوؤں کو بھی کارروائی کی خاطر وہی زیادہ اختیار کرنی پڑتی تھی۔ یہ برج بھاشہ اور فارسی کی کھچڑی شاہی زبان ہوگئی۔ رفتہ رفتہ مسلمان فوجوں میں اِس زبان کا رواج ہوتا گیا۔ دہلی کے قلعہ کے باہر شاہی چھاونی کو اُردوے معلےٰ کے نام سے نامزد کیا کرتے تھے۔ اور اسی سے اِس نئی زبان کا نام اُردو (یعنے کیمپ یا چھاونی) رکھا گیا۔ اِس بچے کو پیدا ہوتے ہی شاعروں نے گود میں لیا اور اوّل دو سو سال تک محض دینی او عشقیہ شاعری اِس زبان میں ہوتی رہی۔ سولھویں صدی کے اختتام سے پیشتر اشعار میں زیادہ تر حصّہ ہندی الفاظ کا موجود تھا۔ سنہ ۱۷۰۰ء کے قریب اشعار میں فارسی کے وزن اور فارسی الفاظ اور محاورات کثرت سے پائے جاتے ہیں۔ اِس طور پر درجہ بدرجہ اُردو زبان کی ترقی ہوتی چلی گئی۔ موجودہ صدی میں تین باتیں اُردو زبان کو ترقی دینے میں نہایت زبردست ثابت ہوئی ہیں۔ اوّل اِن میں سے چھاپہ خانہ کا جاری کیا جانا ہے۔ اِس میں خصوصاً سیرام پور کے بپٹسٹ مشنری صاحبان کو پیشرو ہونے کا اعزاز حاصل ہے۔ دوسرا معاملہ بھی مشنری صاحبان ہی کی کوشش کا نتیجہ ہے۔ یعنے سنہ ۱۸۳۲ء میں ڈاکٹر ڈف صاحب نے کلکتہ میں مغربی علوم کو انگریزی زبان کے ذریعہ مروّج کرنے کا طریق اختیار کیا۔ اِس کا نتیجہ زبان اردو کے حق میں نہایت مفید نکلا۔ خیالات اور الفاظ کا ایسا بڑا مخزن ہاتھ آجانے سے اُردو مالا مال ہوتی جارہی ہے۔ پھر انگریزی سلطنت نے اُردو کو بجاے فارسی کے عدالتوں کی زبان مقرر کیا جس سے اِس زبان کا رواج اَور بھی ترقی پر ہے۔ یہ صحیح اندازہ کرنا ذرا مشکل ہے کہ ہندوستان کے کس قدر حصّہ میں اردو زبان بولی جاتی ہے مگر اسقدر کہنا شاید غلط نہوگا کہ شمالی ہندوستان کے تین لاکھ میل مربّع سے زیادہ میں اِسی زبان کا رواج ہے۔ بلحاظ آبادی کے اسّی لاکھ باشندوں سے زیادہ اِس وقت اُردو بولتے ہیں۔ اردو زبان کی ترقی کے لحاظ سے یہ اُمید کیجاتی ہے کہ بائبل کی تعلیم خصوصاً اِسی زبان کے ذریعہ ہندوستانیوں تک پہنچیگی۔

بائبل کے اُردو ترجموں کی تواریخ پر نظر دوڑانے سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ کام کوئی چند سال سے شروع نہیں ہوا۔ ایک یورپین مشنری بنام شلٹز صاحب نے سنہ ۱۷۳۹ء میں جنوبی ہند کے مسلمانوں کی خاطر عہدِ جدید کا اُردو میں ترجمہ کرنا شروع کیا اور سنہ ۱۷۴۱ء میں ختم کیا۔ اُس نے پیدائش کی کتاب کا کچھ حصّہ اور زبور کی کتاب اور دانیل نبی کے صحیفہ اور اپوکرفا کے بعض حصّوں کا ترجمہ بھی کیا۔ پھر سنہ ۱۸۰۵ء میں ایک شخص ولیم ہنٹر صاحب نے کلکتہ میں اناجیل کا ترجمہ شایع کیا۔ مگر یہ دونوں قدیم اُردو نسخے اب نایاب ہو گئے ہیں۔ نئے عہدنامہ کا اوّل اُردو ترجمہ جو صحّت اور درستی کے ساتھ کیا گیا اور جو مدّت تک ہندوستان میں مروّج رہا اور مابعد کے ترجموں کی بنیاد ٹھیرا انگلستان کے مشہور عالم و فاضل پادری ہنری مارٹن صاحب نے سنہ ۱۸۱۰ء میں کیا۔ یہ مشنری بڑا سرگرم اور محنتی تھا اور زباندانی کا خداداد مادہ اُس میں موجود تھا۔ چنانچہ اُس نے انگلستان سے روانہ ہونے سے پیشتر سنہ ۱۸۰۵ء میں دو ماہ تک اُردو زبان کے ایک یکتا عالم سے سبق لینا شروع کیا۔ آئندہ سال کے ماہ مئی میں وہ ہندوستان میں وارد ہوا اور کچھ عرصے بعد عہدِ جدید کا ترجمہ شروع کیا۔ سنہ ۱۸۱۰ء میں یعنے ہندوستان میں قدم رکھنے سے چار سال اور الف بے شروع کرنے سے پانچ سال بعد اُس نے اپنا ترجمہ مکمل کر لیا۔ اِسی سال میں مارٹن صاحب نے فارسی زبان میں عہدِ جدید کا ترجمہ ختم کیا۔ آئندہ سال میں صاحب موصوف ملک فارس میں اپنے ترجمہ کی نظرِ ثانی کی خاطر تشریف لے گئے اور جب کام ختم ہو چکا تو رحلت فرما گئے۔ اُردو انجیل کا ترجمہ سیرام پور کے بپٹسٹ مشن پریس کے سپرد ہوا۔ مطبع کو آگ لگ جانے سے سوائے چند جلدوں کے تمام انبار جل کر راکھ ہو گیا۔ آخر سنہ ۱۸۱۴ء میں یعنے ہنری مارٹن صاحب کی وفات کے دو سال بعد عہدِ جدید کا اردو ترجمہ دوبارہ چھاپ کر شائع کیا گیا۔ اِس ترجمہ کی عبارت مرزا فطرت کی اعلیٰ اُردو زباندانی پر دال ہے جس نے مارٹن صاحب کے ساتھ ترجمہ کو صحیح کیا۔ سنہ ۱۸۱۷ء میں یہ ترجمہ دیوناگری حروف میں چھپوا کر مروّج کیا گیا۔ اور پھر فارسی اور عربی الفاظ کو ہندی میں ترجمہ کر کے ہندی زبان میں عہدِ جدید چھپوایا گیا۔

بزرگ پادری رابرٹ کلارک صاحب

(از آئی سی سنگھا صاحب)

۳

پادری کلارک صاحب کی طبیعت میں کمال درجہ کی نرمی اور بُردباری تھی۔ خداوند نے ایسی محبت کی روح بخشی تھی کہ ہر ایک شخص کو محبت کی کشش سے گرویدہ بنا لیتے تھے۔ آپ قصورواروں کو تنبیہ کیا کرتے تھے۔ مگر نرمی سے۔ اُن کا اصول تھا کہ نہ اونیاد تو دیے، مگر ایسی سختی سے کہ اُس شخص کو صبو کا مزا پڑے۔ کیونکہ اگر کسی کو روٹی میسر نہ ہو تو وہ اپنے پیٹ کی خاطر کیا کچھ نہ کر گزرے گا۔ اسی خیال پر آپ عموماً تو ضرورتمند اور مدد کے قابل مسیحیوں کی مدد اپنی جیب سے کر دیا کرتے تھے۔ جو اشخاص کلیسیا میں مرتد اور راندۂ کلیسیا تھے اُن کے ساتھ کلارک صاحب دلی ہمدردی رکھتے تھے۔ اور حتی المقدور کوشش کرتے تھے کہ اُن کو محبت کے ذریعہ راہ راست پر لے آئیں۔ چنانچہ ایک شخص کا ذکر ہے کہ اُس نے مدت تک کلیسیا میں رہ کر آخر مسیح کا انکار کیا۔ اسکی طرف ایک نصیحت آمیز خط میں آپ نے لکھا کہ تم اب تک تو عیسائی نہیں تھے مگر اب بھی موقعہ ہے۔ اب بھی اگر مسیح کے پاس آؤ تو وہ تم کو ضرور قبول کرے گا۔ نومریدوں کو بپتسمہ کے بعد سنبھالنا آپ کلیسیا کا فرض قرار دیتے تھے۔ اُنکے خیال میں ضرور تھا کہ ایسوں کو تعلیم کی خاطر کسی تجربہ کار پادری یا خادم الدین کے پاس رکھا جائے۔

کلارک صاحب کا برتاؤ اپنے ماتحت ملازموں کے ساتھ بھی نہایت شریفانہ تھا۔ آپ نوکر رکھنے میں کمال احتیاط سے کام لیتے اور جب اُن پر کسی نوکر کا دیانتدار اور محنتی ہونا ثابت ہو جاتے تو اُس پر پورا اعتبار کیا کرتے تھے۔ آپ اپنے ملازموں سے پوری فرمانبرداری طلب کرتے مگر ساتھ ہی اِس قدر آزادی بھی دیتے تھے کہ وہ جس طرز پر چاہیں اپنا

کام کریں۔ یہ برتاؤ آپ نہ فقط اپنے خانگی ملازموں کے ساتھ کرتے بلکہ جو کارندے آپ کے ماتحت اپنی خدمت کرتے ان کو بھی آزادی سے کام کرنے دیتے تھے اور ہر ایک چھوٹے معاملہ میں انکے طریق خدمت میں دخل نہیں دیا کرتے تھے۔ ایک موقعہ کا ذکر ہے کہ آپکے متعلق مشن کے بعض کارندوں نے فقیر بنکر پنجاب کے مختلف علاقوں میں انجیل سنانے کی آرزو ظاہر کی۔ کلارک صاحب نے خوشی سے ان کو اجازت دی اور اس نئی تجویز میں ایسی دلچسپی ظاہر کی کہ ان کو رخصت کرتے وقت تاکید کی کہ وقتاً فوقتاً اپنے اور کام کے حالات کی نسبت خبر دیتے رہا کرو۔

دیسی مسیحیوں اور کلیسیا کے ساتھ کلارک صاحب کی ہمدردی اور کشادہ دلی کا ذکر بہت کچھ ہو چکا ہے۔ مگر آپ کا سلوک اور طریق خدمت غیر مسیحیوں کے درمیان بھی کچھ کم قابل تحسین و تقلید نہ تھا۔ علاوہ خدمت کے معمولی صورتوں یعنی مثلاً بازاری منادی اور دینی کتب اور رسالے تقسیم کرنے کے آپ امرتسر کے ہندو و مسلمان شریف لوگوں سے شخصی تعلق بھی رکھتے اور بعض جیدہ لوگوں کے مکان پر ملاقات کے لئے جایا کرتے تھے۔ اور ہر ایک شخص کو جو آپ سے ملنے آتا خوشی سے قبول کر لیا کرتے تھے۔ یہ اتحاد اور میل ملاپ کا سلسلہ آپ کے لاہور جانے پر منقطع نہ ہوا۔ چنانچہ جب کبھی آپ لاہور سے تھوڑے عرصے کے لئے واپس امرتسر میں تشریف لاتے تو اپنے ہندو و مسلمان دوستوں کو ضرور ملنے جایا کرتے تھے۔ آپ مشن سکول کے طالب علموں میں بھی کام کا شوق رکھتے تھے اور ہفتہ وار لڑکوں کو جمع کرکے کتاب مقدس کی تعلیم دیا کرتے تھے +

کام کاج میں آپ ایسے محنتی اور باسلیقہ تھے کہ اس امر میں ہم ان کی حد سے زیادہ تعریف نہیں کر سکتے آپ کی نسبت یہ ایک ایسی معمولی بات ہے کہ اس پر زیادہ لکھنا ناظرین کا وقت ضائع کرنا ہے۔ فقط اس قدر کہنا کافی ہوگا کہ آپ وقت کے از حد پابند تھے۔ گفتگو میں آپ ضروری امور پر لحاظ رکھا کرتے تھے۔ اگر کوئی مشن کا کارندہ اپنے اسٹیشن اور کام کا

لمبا قصہ چھیڑ دیتا تو کلارک صاحب بات چیت کے سلسلہ کو چند سوالات کے مختصر جوابات پر محدود
کر دیتے تھے۔ اسی طرح کسی کونسل میں یا اجلاس کے موقعہ پر آپ کسی معاملہ پر لمبی اور
پیچیدہ بحث ہونے نہیں دیا کرتے تھے بلکہ ایک بات کا فیصلہ کر کے بعد دوسری پر توجہ اور
گفتگو کرنے دیتے اور اس طور پر پیچیدہ معاملات کا نہایت صفائی اور آسانی سے فیصلہ کر
دیتے تھے۔ حساب کتاب کی درستی اور کاروبار میں محنت اور مشقت جو آپ نے اوائل عمر
میں سیکھی آپ کی مشنری خدمت کے دوران میں نہایت کارآمد ثابت ہوئی۔ لیکن اگرچہ
آپ خود اس قدر محنتی تھے تو بھی اپنے ماتحتوں سے سختی سے کام نہیں لیتے تھے کیونکہ
آپ کا اصول تھا کہ خدا ہم سے ہماری طاقت سے زیادہ کام نہیں لیتا۔ اسی ضمن میں آپ
کہا کرتے تھے کہ اگر ہم فقیرانہ طور پر زندگی بسر کریں یا ایسی کھانا کھا کر خدمت نہیں کر سکتے
تو خدا ہم سے اس معاملہ میں حساب بھی نہیں کرتا۔

کلارک صاحب کا زبردست اعتقاد تھا کہ دیسی لوگوں کے لئے قومی یا دیسی کلیسیا میں شامل
ہو گئے ہیں۔ جس زمانہ میں آپ تشریف لائے اس وقت پنجاب خاص میں امریکن مشن کے
فقط دو اسٹیشن موجود تھے اور چرچ آف انگلینڈ کا نشان ایک ہی دیسی پادری داؤد سنگھ
اس علاقہ میں تھا۔ صاحب موصوف نے امرتسر، بٹالہ، کشمیر، ڈیرہ جات وغیرہ علاقوں میں
مشن قائم کیا اور آپ کے قریب نصف صدی کے دوران خدمت میں ہر طرف کلیسیائیں
نظر آنے لگیں اور گرجے تعمیر کئے گئے جن سے کسی حد تک کے لئے جو اپنا وطن
اور خویش و اقارب کو چھوڑ کر دور ملک میں بود و باش اختیار کرے اس سے بڑھ کر شکر
گذاری اور خوشی کی بات اور کونسی ہو سکتی ہے۔ اس ترقی کا ذکر کلارک صاحب وقتاً فوقتاً
اپنی مختلف تصانیف میں کرتے رہے اور عام جلسوں اور گرجے کے وعظوں میں اس کا

چو جناب کا پسندیدہ مضمون تھا۔ چنانچہ آپ پنجاب کی کلیسیا کو ہمیشہ ایک ایسے درخت سے
تشبیہ دیا کرتے تھے جس کا چھوٹا سا بیج بویا گیا اور جو اگا اور بڑھتے بڑھتے بڑا پیڑ ہو گیا۔
نیز آپ بموقعہ پر ان سرکاری افسروں کا ذکر خیر کیا کرتے تھے جنہوں نے ابتدا میں مختلف
مشنوں کے قائم کرنے میں کسی صورت سے امداد دی تھی۔ اور باوجود دیسی کلیسیا کی کمزوریوں
کے آپ کو اس کلیسیا کی نسبت بڑی بڑی امیدیں تھیں۔

آجکل بزرگ کلارک صاحب کی یادگار کلارک میموریل ہال امرتسر میں تعمیر کرانے کی تجویز
ہو رہی ہے ہر ایک شخص جو اس بزرگ کی نسبت کچھ بھی جانتا ہو اس قسم کی تجویز کی دل سے
تائید کرے گا۔ کلارک صاحب کی حقیقی یادگار وہ مسیحی کلیسیائیں ہیں جو آپ نے پنجاب
میں قائم کیں۔ جب امن و تقویٰ کے مکان کا تماشا نابود ہو جائے گا اس وقت بھی کلارک
صاحب کے ہاتھ کے لگائے ہوئے پودے بڑے پھلدار درخت ہونگے ہم ایسے شخص کے لئے
خدا کا شکر کرتے ہیں جو اپنی زندگی میں ملک کے لئے ایسا مفید وزن تھا اور اب اسے
خدمت کے لئے بلایا گیا ہے۔ بزرگ کلارک صاحب بیٹے اور بیٹی یادگار ہمارے درمیان چھوڑ گئے
ہیں۔ ڈاکٹر ہنری مارٹن کلارک صاحب امرتسر میڈیکل مشن میں خداوند کی خدمت میں مصروف
ہیں۔ آپ کی ایک اور صاحبزادی [illegible] ممتاز ہو گئی۔
ایم۔ ایس کے متعلق پنجاب میں آ رہا ہے۔ یہ خبر بزرگ صاحب کے انتقال سے چند روز پیشتر
اس ملک میں پہنچی تھی اور یقین ہے کہ آپ نے اس پر خوشی منائی ہو گی اور آپ کا دل شکر
کیا ہو گا۔ کیونکہ آپ اس جلیل خدمت کو اپنے اور اپنی اولاد کے لئے موجب فخر و عزت گنتے تھے
آپ کا قول تھا کہ " میں خوش ہوں کہ میں مشنری ہوں اور اگر مجھکو از سر نو کوئی کام اختیار
کرنا پڑے تو میں پھر مشنری ہونگا۔" فقط

دُعا، اور بائبل کا مطالعہ

اِس مہینے میں ہم اسیری کے خطوط کا مطالعہ کرینگے۔ افسیوں۔ فلپیوں۔ کُلسیوں اور فلمون کے خط ایک ہی زُمرے میں آتے ہیں۔ یہہ سب قریباً ایک ہی وقت شہر روما سے مقدس پولوس کی پہلی قید کے وقت جسکا بیان اعمال ۲۸: ۱۶ و ۳۰ تا ۳۱ میں پایا جاتا ہے لکھے گئے۔ ہر ایک میں اُس کی قید کی طرف اشارہ ملتا ہے مثلاً افسیوں ۳: ۱ + ۴: ۱ + فلپیوں ۱: ۷-۱۳-۱۴-۱۷ کلسیوں ۴: ۳ و ۱۸ + فلمون آیات ۹-۱۰-۱۳ + اِن خطوں میں مسیح کی شخصیت کے بارے میں بڑے بڑے عجیب اور گہرے خیالات ملتے ہیں۔ مقدس پولوس اسکو نہ صرف فرداً فرداً رُوحوں کا نجات دہندہ ٹھہراتا ہے بلکہ کلیسیائے جامع کا سر۔ کل کائنات کا مرکز ہاں وُہ وجود جس میں سب کچھ پایا جاتا ہے۔ ان خطوں کا مطالعہ کرتے وقت ہر ایک پیرے گراف کو نام دو اور اس کا خلاصہ بناؤ اور یہہ سمجھنے کی کوشش کرو کہ مِن کل الوجوہ اس خط کا مضمون اور اسکا پیغام کیا ہے اس بارے میں ذیل کے دیباچوں سے جو ہر ایک خط کے شروع میں ہم دے رہے ہیں بڑی مدد ملیگی۔ ہمیں افسوس ہے تو اِسی امر کا ہے کہ قلت گنجائش کی وجہ سے ان دیباچوں کو اتنا مختصر لکھنا پڑتا ہے۔

افسیوں کا خط

اعمال ۱۹ باب و ۲۰ باب ۱۷ تا ۳۸ آیت میں مقدس پولس کے افسس میں جانے کا حال درج ہے لیکن گمانِ غالب ہے کہ یہہ خط ایشیائے کوچک کی تمام کلیسیاؤں کے لئے لکھا گیا تھا۔ بعض مفسرین کی رائے ہے، ایسی اعلیٰ تحریر کبھی انسانی قلم سے نہیں نکلی۔ اس خط کو رسُول ان عجیب برکتوں کے لئے جو ہم کو مسیح میں ملیں خدا اور باپ کی حمد و شکرگذاری کے نغمہ سے شروع کرتا ہے (۱: ۱ تا ۱۴) اور دُعا کرتا ہے کہ خط کے پڑھنے والوں کو اس امر کی پہچان ملے کہ اِن کی حقیقت کیا ہے (۱: ۱۵-۲۳) وُہ ظاہر کرتا ہے کہ کیونکر وہ گناہ کی مُردگی سے ایک نئی

زندگی میں بلائے گئے ہیں (۲: ۱-۱۰) اور عہد سے جدائی کی حالت میں سے خدا کے خاندان
میں بلائے گئے ہیں (آیات ۱۱ تا ۲۲)۔ وہ اس راز کا بیان کرتا ہے جو منادی کرنے کے لیے اُس پر ظاہر کیا
گیا (۳: ۱-۱۳) اور دعا کرتا ہے کہ اُس کے پڑھنے والے مسیح کی اس محبت کو جانیں جو ہمارے
علم سے باہر ہے (آیات ۱۴ تا ۲۱)۔ وہ مسیح کے بدن کی یگانگی کا بیان کرتا (۴: ۱-۱۶) اور پھر
باقی خط میں ان عجیب و گہری سچائیوں کا جن کی وہ تعلیم دیتا رہا روزمرہ زندگی کے واقعات
پر اطلاق کرتا ہے یعنی بھولنے والے گناہوں پر فتح (۴: ۱۷ تا ۵: ۲۱) اور خاندانی زندگی
کے تعلقات (۵: ۲۲ تا ۶: ۹) اور اس خط کو اس درخواست سے ختم کرتا ہے کہ بدی
کی طاقتوں کا مقابلہ کریں (۶: ۱۰ تا ۲۰)۔

فلپیوں کا خط

شہر فلپی میں انجیل کی منادی سب سے پہلے کی گئی۔ اس کا بیان اعمال ۱۶: ۱۱ تا ۴۰ میں پڑھو۔
مقدس پولوس کے خطوط میں یہ سب سے مبارک اور پسندیدہ خط ہے۔ اس میں زجر و توبیخ کا
ایک لفظ بھی نہیں ملتا۔ رسول اس اچھے کام کے لئے جو فلپیوں میں شروع ہوا۔ خدا کا
شکر کرتا ہے اور دعا کرتا ہے کہ وہ زیادہ و زیادہ بڑھے (۱: ۱ تا ۱۱)۔ وہ شہر روما میں انجیل کی
اشاعت کا بیان کرتا (آیات ۱۲-۱۸) اور اپنی اس آرزو کا۔ یعنی زندگی یا موت سے مسیح
کا جلال ظاہر کرے (آیات ۱۹-۲۶)۔ ۱: ۲۷ تا ۲: ۱۶ میں نصیحتوں کا بیان ہے اور فروتنی
کی مثال میں بائبل کی اُس ضروری آیت کا حوالہ دیا گیا ہے جس میں ہمارے خداوند کے تجسم کا
ذکر ہے۔ ۲ باب آیات ۱۹ تا ۳۰ میں تیمتھیس اور اپفرودتس کا ذکر ہے۔ تیسرے باب میں
موسوی شریعت کے خلاف تنبیہ دینے کے لیے مقدس پولوس اپنی زندگی اور تجربوں کا عجیب
بیان دیتا ہے اور پند و نصائح کے بعد (۳: ۱۷-۴: ۹) وہ اس چندے کے لئے شکریہ ادا کرتا
ہے جو اسے بھیجا گیا (۴: ۱۰-۲۰) اور سلام دعا اور برکت کے ساتھ ختم کرتا ہے۔

کلسیوں کا خط

کلسی ایشیا کوچک میں ایک شہر تھا جہاں مقدس پولوس خود گیا نہ تھا (۲: ۱) کئی قسم کی غلطیاں علمی اور راؤں کی اس کلیسیا میں مروّج تھیں جنکے بیان کی یہاں گنجائش نہیں۔ رسول اپنے خط کو اس فضل کے لئے جو کلسیوں میں ظاہر ہوا شکرگذاری کے اظہار سے شروع کرتا اور انکی ترقی کے لئے دعا کرتا ہے (۱: ۱-۲) پھر وہ مسیح کی تعلیم کا پہلے تو بطریق اثبات ۱: ۱۳-۲۹ اور پھر مخالفانہ طور سے اظہار کرتا ہے تاکہ غلطی کی مختلف قسموں سے بچنے کے لئے اصلاح کا کام دے اور پھر تنبیہہ کرتا ہے کہ مسیح کے ساتھ مر کر پھر زندہ ہوں (۳: ۱-۴) پھر ایک عملی حصہ آتا ہے - ۳: ۵ تا ۴: ۱۸ - جسکا مقابلہ افسیوں ۴: ۱۰ تا ۶: ۱۴ سے کرنا چاہیئے۔

فلمون کا خط

خوش اخلاقی کی ایک دلکش مثال۔ انیسمس فلمون کا ایک غلام اس سے بھاگ گیا تھا شہر روما میں مقدس پولوس کے ذریعے مسیحی ہوا اب مقدس پولوس فلمون کو لکھتا ہے کہ اُسے واپس لے لے۔

عبرانیوں کا خط

یہ امر نایقینی سا ہے کہ اس خط کا لکھنے والا کون ہے بعضوں کا خیال ہے کہ اسکا مصنف مقدس پولوس ہے۔ بعض کا کہ برنباس اور بعض کے خیال میں اپلوس۔ اسکے لکھنے والے کی نسبت جو شک ہے۔ اُس سے اسکی ضرورت اور صداقت میں تو کوئی فرق نہیں آتا عبرانیوں کی ٹھیک ٹھیک جگہ کا بھی شک ہے۔ لیکن جیسا کہ اُنکے نام سے ظاہر ہے وہ یہودی مسیحی تھے اور جیسا کہ خط سے ظاہر ہے اس خطرے میں تھے کہ تنگی اور مصیبت میں مسیحی ایمان سے گر نہ جائیں۔ اسلئے اس خط میں تنبیہہ و نصیحت ہے (۱۲: ۲۲) اس میں تنبیہیں بھری ہیں ۲: ۱-۴ + ۳: ۷-۱۳ + ۴: ۱۱-۱۶ + ۵: ۱۲ + ۶: ۴-۲۰ + ۱۰: ۲۶-۳۹

باب ۲،۱ و ۱۳ کے لکھنے والے کا مقصد یہہ ظاہر کرنا ہے کہ نیا عہد پُرانے سے اعلیٰ ہے۔ (مثلاً بہتر آٹھ دفعہ آیا ہے) اور کہ نیا پُرانے کو پُورا کرتا اور کامل۔ وہ بتاتا ہے کہ مسیح فرشتوں سے جنکے وسیلے شرع دیگئی برتر ہے ۱ و ۲ باب موسیٰ سے ۳ باب و ۴ باب تا ۱۴ آیت اور سردار کاہن سے ۴: ۱۴ و ۱۰: ۱۹ پھر عملی نصیحت ہے ۱۰: ۱۹ تا ۱۳: ۲۵۔ اس خط کا مطالعہ کرتے وقت ہم رسُول کی پیروی کریں جس وقت وُہ نئے عہد کی عظمت کا بیان کرتا اور اسکی موعُودہ برکتوں کو اپنا بنالیں اور ان تنبیہوں پر فکر کریں جن سے یہہ خط شرابور ہے۔

ستمبر گلاتیوں

۱ ۳: ۱۵-۲۹ شریعت ہماری اُستاد کس طرح ٹھہری۔ کیا وہ مجھے مسیح کی نزدیکی میں لائی ہے مقابلہ کرو۔ رومیوں ۳: ۱۹-۲۰ — ۷: ۰ + ۸: ۳-

۲ ۴: ۱-۲۰ کیا میں غلام کی سی زندگی کاٹتا ہوں یا بیٹے کی۔ ان میں کیا فرق ہے۔

۳ ۴: ۱۲ تا ۵: ۹ دونوں عہدوں میں کیا فرق ہے میں کس کے مطابق جیتا ہوں۔ دیکھو عبرانیوں ۱۰: ۲-۱۲ رومیوں ۱۰: ۵-۱۰ گلاتیوں ۲: ۱۱-۱۲

۴ ۵: ۱۰-۲۶ آیات ۱۶ تا ۲۶ میں یہہ رُوح کی ہدایت پر چلنے کے لئے کونسی پانچ یا زیادہ وجوہات پاتے ہیں۔ دیکھو آیات ۱۶ و ۱۷ و ۱۸ و ۱۹ و ۲۲ و ۲۴ و ۲۵۔

۵ ۶: ۱-۱۸ آیات ۸ و ۹ میں کس صداقت کی تعلیم ملتی ہے۔ میں کس کے لئے بوتا ہوں دیکھو رومیوں ۶: ۹-۱۲ و ۱۳-

انسیوں

۶ ۱: ۱-۱۴ مسیح میں ہوکر کونسی برکتیں ہمارا حصّہ ہیں کیا وہ مجھے نصیب ہیں۔

۷ ۱: ۱۵ تا ۲: ۱۰ انسان کی پہلی حالت کیا ہے (۲) اور مسیح کے فضل کے سبب سے اسمیں کیا تبدیلی آتی ہے

۸ ۲: ۱۱-۲۲ اگلے زمانہ (۱۲ آیت) مگر اب (۱۳ آیت) ان میں باہم کیا مقابلہ ہے۔

۹ ۳: ۱-۲۱ میں پولوس (۱) ملاحظہ ہو کہ وُہ آپ اپنا بیان کیسے کرتا ہے (۲) اُس کی

رسالت اور (۳) کس طریق اور (۴) کس قوت سے اس نے اُسے سرانجام دیا (۵) اس کی دعا۔

۱۰ ۴ : ۱-۱۶ مسیح کے بدن کی یگانگی (۱) اس یگانگی کی ماہیت کیا ہے (۲) اس کا سبب اور منبع (۳) اس کی تحصیل کے لئے ہمیں عملی طور پر کیا کچھ کرنا چاہئے۔

۱۱ ۴ : ۱۷-۳۲ اُتار ڈالو۔ کیا اُتار ڈالیں؟ کیا میں نے اُسے اُتارا ہے؟

۱۲ ۵ : ۱-۲۱ چلو (تین دفعہ) کس طرح؟ مقابلہ کرو ۱ یوحنا ۲ : ۶

۱۳ ۵ : ۲۲ تا ۶ : ۹ روح کی معموری کا عملی نتیجہ (آیت ۱۸) خاندانی زندگی میں اول ظاہر ہوتا ہے (؟)

۱۴ ۶ : ۱۰-۲۴ ۵ باب چلو۔ ۶ باب [illegible] کیسے؟

فلپیوں

۱۵ ۱ : ۱-۲۰ مقدس پولوس کس مقصد کے لئے (۱) شکر کرتا (۲) دعا مانگتا (۳) خوشی مناتا (۴) اور امید رکھتا ہے؟ کیا [illegible] میں بھی [illegible] کرتا ہوں۔

۱۶ ۱ : ۲۱ تا ۲ : ۱۱ ویسا ہی مزاج رکھو (۲ : ۵) [illegible] ان آیتوں کے ہر ایک لفظ پر فکر کرو کہ ہر ایک کا کیا مطلب ہے۔ کیا مجھ میں یہی مزاج ہے۔

۱۷ ۲ : ۱۲-۳۰ کام کئے جاؤ (۱) کونسا کام؟ (۲) [illegible] (۳) کیوں۔ کیا اس نتیجے کی نسبت کوئی شک ہے۔

۱۸ ۳ : ۱ تا ۴ : ۱ مقدس پولوس کی آرزو اور مقصد کیا ہے [illegible] کیونکر تلاش کرتا ہے آیت ۱۷۔

۱۹ ۴ : ۲-۲۳ لفظ ہر ایک اور حقیقی کے استعمال پر غور کرو۔ نیز ملاحظہ ہو ۳ : ۸ و ۲۱ وغیرہ کیا یہ نجات کامل ہے۔

کلسیوں

۲۰ ۱ : ۱-۳۰ آیت ۹-۱۸ تمام۔ ہر طرح۔ ساری۔ سب۔ ایک فوق الخلقت زندگی

کے لئے فوق الخدمت انتظام ۔ آیات ۱۲ تا ۲۳ کے واقعات کے رُو سے یہہ ممکن ہے ۔

۲۱ ۱:۱۲ تا ۲:۲۰ مسیح کا تعلق جو ہمارے ساتھ ہے وُہ کس طور پر واضح کیا گیا ہے ادبار اُسکے

۲۲ ۲:۸ تا ۳:۴ مسیح کے ساتھ دفن ہوئے ۔ مر گئے ۔ اور جی بھی اُٹھے ۔ کیسے ؟ کیوں ؟ جب (۳:۱) تو پھر ؟

۲۳ ۳:۵ تا ۴:۱ پہن لو ۔ کیا ؟

۲۴ ۴ : ۲ - ۱۸ دُعا کے بارے میں ہمیں کیا تعلیم ملتی ہے (۱) اسکے طریقے (۲) اسکا مضمون ۔

فلمون

۲۵ ۱ تا ۲۵ مسیحی محبت مہربانی اور خوش خلقی کا اِس خط میں کیا بیان ہے تازہ کر (۷ و ۲۰) کیا مَیں کبھی کسی کے دل کو تازہ کرتا ہوں ۔

عبرانیوں

۲۶ ۱ : ۱ - ۱۴ خُدا نے کلام کیا ۔ کیسے ؟ کیا مَیں سُنتا ہُوں ؟

۲۷ ۲ : ۱ - ۱۸ آئت ۳ اتنی بڑی ۔ کتنی بڑی ؟

۲۸ ۳ : ۸ - ۱۹ آئت ۱۲ - اس سے بڑھکر کوئی اور آزمائش نہیں ۔ کیا مَیں احتیاط کروں ۔

۲۹ ۴ : ۱ - ۱۳ بے ایمانی ۳ : ۱۲ و ۱۹ نافرمانی ۴ : ۶ - ۱۱ کہیں یہہ باتیں مجھے آلہی برکتوں کی تحصیل سے روک تو نہیں رہیں ۔

۳۰ ۴ : ۱۴ تا ۵ : ۱۰ یسُوع کی ہمدردی کا بیان کن الفاظ میں کیا گیا وُہ ایسا ہمدرد کیونکر ہوسکتا ہے ؟ اس کی ہمدردی ہے ہم پر کیا اثر ہونا چاہئے ۔

ایک چھوٹی لڑکی

اُس نے اپنی بی بی سے کہا کاشکہ میرا صاحب اُس نبی کے
یہاں ہوتا جو سمرون میں ہے تو وہ اُسے اسکے کوڑھ سے شفا بخشتا۔

۲ سلاطین ۵ : ۳

ایک شخص کا قول ہے کہ عیسائی دُنیا کے لئے ایک نعمت ہے۔ وہ جہاں جاتا ہے اپنے
ساتھ محبت۔ سلامتی اور خوشی کو لے جاتا ہے۔ کہتے ہیں کہ شہر اتھینز میں ایک دیوی گاہے
گاہے آیا کرتی تھی۔ مگر شہر کے باشندوں میں سے کسی کو نظر نہیں آتی تھی۔ تاہم جب وہ آتی
لوگوں کو معلوم ہو جاتا تھا کہ آج وہ ہمارے شہر میں سے گذری ہے۔ اُسکی حضوری میں کچھ
ایسی برکت تھی کہ جب وہ سوکھے ہوئے درختوں کے سامنے کھڑی ہوتی تھی تو ٹہنیوں میں
اُسی وقت پتے نکل آتے اور پھول لگ جاتے تھے۔ جب وہ سمندر کے کنارے پر جہاں سوائے
کیچڑ اور کنکر کے اَور کچھ نہیں ہوتا قدم رکھتی تھی تو اُس کے مین قدم سے اُسی وقت نرگس
شہلا اُس جگہ پھوٹ نکلتی تھی یہ تو محض ایک قصہ ہے۔ پر اگر ہم اِس کی مثال دُنیا میں
پانا چاہیں تو وہ ہم کو مسیحی کی زندگی میں ملتی ہے۔ اُس کی صحبت سوکھے دلوں کو سرسبز
کرتی ہے۔ اور ہمارا تجربہ شاہد ہے۔ کیونکہ جب غم کی بادِ سموم ہمارے دل کو جلاتی ہے۔ تو
اُس وقت اُنہیں لوگوں کی باتیں اور نمونے ہماری تسلی اور راحت کا باعث ٹھیرتے جو
مسیح کے سچے بندے ہوتے ہیں۔ آج ہمارے سامنے ایک چھوٹی لڑکی ہے جس کی چھوٹی
سی بات نے ایک آدمی کی زندگی کو بالکل تبدیل کر دیا۔ ایک ایسا وقت تھا کہ نعمان باوجود
اپنی عزت و مرتبہ کے آنسو بہاتا اور آہیں بھرا کرتا تھا۔ اور اُسکی بیوی اور بچے اُسکے آہ و
نالہ میں شریک ہوتے تھے۔ یا اِس لڑکی کے طفیل سے نعمان اور نعمان کا تمام کنبہ اُن لوگوں
کے زمرہ میں شامل ہو گیا جو خدا کے عجیب کاموں کو دیکھکر اور اُسکی عجیب برکتوں کا حظ اُٹھا کر

مرسل. حسنت طرازی ہیں. وقت زور پرداز ہیں نام کو تو وہ ایک چھوٹی سی لڑکی تھی مگر اس نے
اپنی زبان سے وہ کام کر دکھایا جو ان کے بڑے بڑے مدبر مشیروں سے نہ ہوا۔ اسکی ایک بات
سے جو محبت سے بھری ہوئی اس کے منہ سے نکلی نعمان کے لئے وہ کچھ کر دیا جو اسکی جاہ
و ثروت حکیموں کی حکمت اور بادشاہ کا اختیار اور حکومت نہ کر سکے۔ جہاں آہ و فغاں تھی وہاں
خوشی تھی۔ جہاں تلخکامی تھی وہاں مے راحت کے جام۔ اور جہاں خار تھے وہاں پھول
پیدا ہو گئے۔ نعمان جب دربار شاہی میں جاتا تھا۔ تو ضرور اپنی تدابیر کے لئے جن سے وہ فوجی
اور ملکی انتظام کو برقرار رکھتا تھا اور اپنی بہادری اور شجاعت کے صلے میں جس سے وہ اپنے
ملک کے دشمنوں کو نیچا دکھاتا تھا۔ اور اپنی وفاداری اور جاں نثاری کے عوض جس سے
وہ اپنے ہموطنوں اور اپنے بادشاہ کے لئے میدان جنگ میں مٹنے کو تیار ہو جاتا تھا۔ نئے
نئے انعام اور نئے نئے میڈل اور نئے نئے خلعت پاتا تھا۔ مگر جب گھر آ کر درباری لباس کو اتارتا
اور اپنی قمیص میں سے اپنے برص بدن کو دیکھتا تو عظمت اور اقبال کے خیالات طرفۃ العین
میں کافور ہو جاتے تھے جب اس چھوٹی لڑکی نے دیکھا کہ نعمان کے اقبال کے پیالے میں رنج
ملا ہوا ہے اور وہ اور اسکی بیوی اسکے سبب سے سخت مصیبت میں مبتلا ہیں تو اس نے اپنی
مخدومہ سے کہا خدا کا شکر ہے اصاحب اس نبی کے یہاں جاتا جو سمرون میں ہے تو وہ اسے اسکے
کوڑھ سے شفا بخشتا۔ ایک بزرگ کا قول ہے کہ ہماری خواہشیں اور باتیں مثل بیج کے ہیں
اور اکثر اوقات بیج کی طرح جڑ پکڑتی۔ اُگتی کلیوں میں کھلتی اور پھل لاتی ہیں۔ اس لڑکی
نے بچوں کی طرح اپنی خواہش اپنی بی بی کے سامنے ظاہر کر دی۔ جب یہ الفاظ اسکی زبان
سے نکل رہے تھے اسے کب یہ یقین تھا کہ میری بات کو سنکر نعمان اپنی سپاہ اور دولت لے
کر سمرون کی طرف چل نکلے گا۔ پر ہم دیکھتے ہیں کہ اس بات کی خبر پا کر وہ فوراً تیاری کے سباب
بہم پہنچانے لگ گیا۔ اس کی ایک بات سے بڑے بڑے نتائج پیدا ہوتے۔ پیارے بھائی اس
لڑکی کی بات اور اسکے نتیجوں کو دیکھ کر کیا ہم کو یہ سیکھنا نہیں چاہئے کہ ہم بات کرتے وقت اپنی

زبان کی بہت سی خبرداری کریں۔ کیونکہ ہماری ہر ایک بات کچھ نہ کچھ اثر رکھتی ہے۔ ہاں وہ مثل بیج کے ہے جو اپنا پھل اپنے وقت پر ضرور دے گی۔ مگر اپنی قسم کے موافق۔ اگر اچھی بات ہے تو وہ اچھا پھل لائے گی اور اگر بری بات ہے تو برا پھل لائے گی۔ علاوہ اسکے ایک اور بات سیکھنے کے قابل ہے اور وہ یہ کہ جو کچھ مقدور بھر ہم اپنے خدا کی خدمت اور اپنے ابنائے جنس کی بھلائی کے لئے کر سکتے ہیں اُسے نیک نیتی کے ساتھ کر گذریں۔ اُس پر برکت بخشنا اور اُسے موثر بنانا خدا کا کام ہے۔ بسا اوقات ہم اپنی کم عمری یا کم لیاقتی کے سبب سے خاموش ہو جاتے اور اپنی بے بضاعتی کو دیکھکر اپنی کم قیمت نذریں بھی پر چڑھانے سے باز رہتے ہیں اس بات کا ڈر کر مبادا ہماری بات رد کی جائے۔ اور اسپر منفسی ٹھٹھا ہو ہم کو بہت دفعہ اُتنا بھی نہیں کرنے دیتا جتنا ہم کر سکتے ہیں۔ عزیز ناظرین یہ بات لوحۂ دل پر نقش کر لینے کے لائق ہے کہ ہمارے علم اور لیاقت سے کچھ نہیں ہوتا۔ خدا کی روح کی مدد سے سب کچھ ہوتا ہے۔ اور جب اُسکی قدرت ہماری باتوں کے ذریعہ کام کرتی ہے تو وہ باتیں خواہ کیسی ہی چھوٹی کیوں نہوں ایسے نتائج پیدا کر سکتی ہیں جو فصاحت سے بھرا ہوا کلام جو روح کی تاثیر سے خالی ہو نہیں کر سکتا۔ پس ہم اپنی طرف نہ دیکھیں۔ بلکہ اُسکی طرف دیکھیں جو ہماری ساری خدمات کو اپنی روح پاک کے وسیلے کامیابی کے نتائج سے آراستہ کر سکتا ہے۔ اور اُسکی طرف دیکھتے ہوئے اُس کی محبت اور فضل کی بھی شہادت دے سکتے ہیں دیں۔ جو کچھ اُسکے لئے کہہ سکتے ہیں کہیں۔ اس لڑکی کے پاس روپیہ نہ تھا۔ اسکے پاس عزت اور نام نہ تھا۔ اسکے پاس قائل کرنے کو منطق نہ تھی۔ صرف زبان سے کہدینے کی طاقت رکھتی تھی۔ سو اُس نے اپنی اُس طاقت کو خرچ کیا یعنی جو کہہ سکتی تھی سو اُس نے کہہ دیا۔ پیارے پڑھنے والو کیا یسوع کے لئے ہم ایک لفظ تک بھی نہیں کہہ سکتے۔ وہ ہمارے لئے آسمان چھوڑ کر آئے۔ اور پستی اختیار کرے۔ اور اپنی جان ہمارے لئے دے اور ہم اُسکی اِس ذلت اور پستی سے اپنے کوڑھ سے شفا پائیں۔ اور موت سے نکلکر زندگی میں آئیں۔ مگر ان تمام برکتوں کے بدلے میں ناشکری سے بھری ہوئی خاموشی اُسکے

حوالے کریں۔ جو نام کے عیسائی ہیں۔ جو اُسکی برکتوں کے لطف سے ناواقف ہیں وہ اگر چُپ رہیں تو کچھ مضائقہ نہیں۔ اُن پر کسی طرح کا گلہ او شکوہ ہو نہیں سکتا۔ کیونکہ اُنہوں نے اگر کچھ دیکھا ہوتا تو اُس پر شہادت دیتے۔ مگر تعجب اِس بات پر آتا ہے کہ اب تک ہر شفایافتہ دس کوڑھیوں میں سے نو ایسے ہیں جو کبھی لوٹ کر نہیں آتے اور یسوع مسیح کے پاؤں پر گر اُس کی تعریف نہیں کرتے۔ آؤ ہم تھوڑی دیر کے لئے اِس لڑکی کے خصائل پر غور کریں اور دیکھیں کہ اُس میں کون کون سی باتیں تھیں جن کی وجہ سے وہ اپنے خدا کی قدرت پر گواہی دینے سے نہ شرمائی۔ اور جن کے سبب سے اُس کی گواہی مؤثر ہوئی

(۱) وہ اپنے مذہب کو ایک حقیقی صداقت سمجھتی تھی اور اُسے ہر جگہ اور ہر وقت اپنے ساتھ ساتھ رکھتی تھی۔ اُس کا مذہب اتواری مذہب نہ تھا جیسا بہتوں کا ہوتا ہے کہ چھ دن تک تو وہ بالائے طاق پڑا رہتا ہے۔ ساتویں روز گرجا جاتے وقت اُسے طاق پر سے اُتارتے اور بے جھاڑ پونچھ کئے جیسا تیسا بغل میں دبا کر گرجا کی طرف چل نکلتے ہیں اور وہ بھی صِرف گھنٹے یا سوا گھنٹے کے لئے۔ اور اِس کے بعد اُسکی بات بھی نہیں پوچھتے۔ ہم دفتروں میں جاتے اور کام کرتے ہیں۔ دکانوں پر جاتے اور خرید و فروخت کرتے ہیں۔ دوستوں سے ملتے اور اُن کی صحبتوں سے حظ اُٹھاتے ہیں۔ لین دین اور معاملہ داری کے جھگڑوں میں پڑتے اور اُن میں اُلجھ جاتے ہیں مگر مذہب ساتھ نہیں جاتا۔ بہت تھوڑے ہیں جو اُسے اپنے ساتھ لے جاتے ہیں۔ ایک شخص درست کہتا ہے۔ کہ جب ہم سفر کے لئے جاتے ہیں تو بار بار اپنا ٹرنک یعنی صندوق کھول کر پڑتال کرتے ہیں۔ کہ آیا فُلاں قمیص لینا یا فلاں کالر دھرنا تو میں نہیں بھول گیا۔ لیکن بہت کم ہیں جو اپنا صندُوق کھول کر اِس بات کی پڑتال کرتے ہیں کہ مَیں نے اپنی بیبل رکھ لی ہے یا نہیں۔ اور چونکہ مذہب میں ہمارا دل نہیں ہوتا۔ اس لئے ہم اُس پر شہادت بھی کم بلکہ کچھ بھی نہیں دیتے۔ اِس لڑکی کو دیکھو کہ وہ اپنے وطن سے اپنے ساتھ سِوائے اپنے مذہب کے اور کچھ نہیں لائی۔ ماں باپ کے گھر کا سامان پیچھے رہ گیا۔ خویش و اقارب پیچھے رہ گئے۔

جب یہہ غلامی میں پکڑی گئی۔ اُس وقت کس نے اسکو کہا ہوگا کہ تو اپنے اچھے اچھے فراک اور پٹی کوٹ جا کر لے آ۔ پھر تجھے آرام سے لے چلینگے۔ ایک چیز اُس کے پاس تھی۔ یعنی سمرون کے نبی کا خدا۔ اُس سے کوئی اُسے چھین نہیں سکتا تھا اور جو تسلی وہ اُس سے پاتی تھی اُسے کوئی باطل نہیں کرسکتا تھا۔ اُسے وہ نعمان کے شہر بلکہ اُسکے گھر میں اپنے ساتھ لائی۔ نعمان کے گھر کا کام غالباً اِس لڑکی کی فرصت اور طاقت سے زیادہ ہوگا تو بھی اُتنا نہ تھا کہ وہ اُس میں غرق ہوکر اُس خدا کو جس کی سمرون میں عبادت کیا کرتی تھی بھول جاتی۔ وہ اپنا کام کرتے کرتے اُس کو یاد کیا کرتی تھی اور جب اُس نے وہ الفاظ اپنی زبان سے نکالے جو شروع میں درج کئے گئے ہیں تعجب نہیں کہ اُسوقت اپنی بی بی کی مشاطہ گری کے کام میں مصروف ہو ممکن ہے کہ اُس کے بال بناتے بناتے یا اُسے کپڑے پہناتے پہناتے اُس کے آنسوؤں کو دیکھکر اُس سے کہا ہو کہ اگر میرا خداوند سمرون کے نبی کے پاس ہوتا تو اِس لاعلاج مرض سے رہائی پاتا اور دیکھو کتنی باتیں اُس کے مخالف تھیں۔ اُس کا آقا اور آقا کی بیوی اور باقی نوکر چاکر سب بتوں کے پوجنے والے تھے۔ اور اُن کو کیسا ناگوار گذرتا ہوگا۔

(۲) جب نعمان اور اُس کے تمام خدام اپنے دیوتاؤں کی پوجا میں مصروف ہوتے ہونگے اور یہ لڑکی اُن کے ساتھ شامل ہونے سے انکار کرتی ہوگی۔ اُس کی یہ حرکت اُنکے نزدیک گستاخی سے کم نہ ہوگی۔ مگر وہ اِس کی پرواہ نہیں کرتی۔ کیونکہ وہ زندہ خدا کی پرستش کو سچا اور حقیقی مذہب مانتی تھی۔ وہ ہر دم اِس بات کے خطرے میں تھی کہ اپنے مذہب کے سبب سے یا تو بالکل نکال دی جائے۔ یا سخت عقوبت اور عتاب میں گرفتار ہو۔ تو بھی وہ ننھی سی عمر میں اپنے اصول کی کمال وفاداری کے ساتھ پیروی کرتی ہے۔ کسی بزرگ کا یہ قول آبِ زر سے لکھنے کے لائق ہے۔ کہ کبھی نوکری کے لئے عقیدہ کو نہ چھوڑو۔ دوسرے لفظوں میں یوں کہیں کہ خدا کو انسان کے لئے نہ چھوڑو۔ جب کوئی شخص ہماری ضمیر پر حکم اور تسلط جمانا چاہے۔ تب ہمارا جواب وہی ہونا چاہئے جو پطرس

اور یوحنا کا تھا۔ کیا یہ واجب ہے کہ ہم خدا کی بات سے تمہاری بات زیادہ سنیں"۔ اسے کاش کہ ہم کبھی انسان کو خوش کرنے کے لئے اپنے مذہب کی عزت کرنا چھوڑیں اور نہ اس پر گواہی دینے سے باز آئیں۔

(۲) وہ اپنی سچائی اور راست گوئی کے لئے مشہور ہوگی۔ ورنہ کون اُسکی بات کو سنتا۔ جب ہم یہ دیکھتے ہیں کہ اُس نے صرف سات آٹھ لفظوں کی بات اپنی زبان سے نکالی۔ مگر اُس کے سبب سے چاروں طرف تیاری کے سامان شروع ہوگئے۔ سینکڑوں نوجوان سپاہی جو ساتھ جانے والے تھے۔ رختِ مسافت کے فراہم کرنے میں لگ گئے۔ اصطبل میں اونٹ اور گھوڑے اور گاڑیاں تیار ہونے لگ گئیں اور بادشاہ سفارشی خط کے لکھنے میں مصروف ہوگیا اور پھر تھوڑے ہی عرصے کے بعد سب کے سب ایک قافلہ بنکر اور اپنے وطن کو خیرباد کہکر دشت نوردی کو چل نکلے۔ ہاں یہ دیکھ کر حیرت سی آتی ہے۔ اور بار بار یہ سوال برپا ہوتا ہے۔ کہ ان لوگوں نے اس چھوکری کی بات بلس حجت مان لی۔ کیونکہ اسکی حالتیں تو اس قسم کی تھیں کہ کوئی اُسکی بات کو نہ سنتا۔ اول تو کہ چھوٹی۔ پھر غلاموں میں اُسکا شمار۔ اور ان غلاموں کے درمیان بھی سب سے نیچے کے درجہ پر کھڑی ہوگی۔ تاہم انہوں نے اُس کی بات مان لی۔ اس کا کیا جواب ہے۔ اس کا اور کوئی جواب نہیں سوائے اسکے کہ وہ نعمان کے گھرانے پر راست گوئی ثابت ہو چکی تھی۔ اُس کی زندگی اُسکے قول کی تصدیق کرتی تھی۔ پیارے پڑھنے والے آپ نے دیکھا کہ صادق زندگی میں کیسا زور ہوتا ہے۔ اگر اس لڑکی کی طرح گھرانوں میں انقلاب پیدا کرنا چاہیں۔ اگر گلیل کے مچھوؤں کیطرح تمام دُنیا کو اُلٹ پلٹ کر دینا چاہیں۔ تو ایسی زندگی اختیار کرنی چاہئے جس میں راستی اور صداقت بھری ہوئی ہو۔ ورنہ ہماری لمبی لمبی تقریریں۔ اور بڑے بڑے وعظ بے فائدہ اور بے سود ہونگے۔

(۳) علاوہ اسکے اُس کا ایمان بڑا تھا۔ خود تو چھوٹی سے چھوکری تھی مگر ایمان بہت بڑا رکھتی تھی۔ اور یہی اُسکی وفاداری اور کامیابی کا سبب تھا۔ وہ جانتی تھی کہ خدا الیشع کے

ساتھ ہے اس لئے اُسکو الیشع کے کامیاب ہونے پر ذرا بھی شک نہ تھا۔ پر یہ ایمان اُسمیں کہاں سے آیا۔ کیا اس کا یہ جواب نہیں کہ اس جلاوطنی اور غلامی کی حالت میں وہ اپنے خدا سے نت تسلی طاقت اور ایمانداری کے لئے دعا کرتی تھی اور یہ برکتیں اُس سے حاصل کیا کرتی تھی۔ ماسوا اسکے اُسکو یاد تھا کہ الیشع نے کس طرح ایک نبی کی بیوہ کا تیل بڑھایا۔ کس طرح شونمیت کے مردہ لڑکے کو زندہ کیا پیارے دوست کیا آپ کی زندگی میں فضل کے معجزہ سرزد ہوئے ہیں۔ کیا آپ یسوع مسیح کو شخصی طور پر جانتے ہیں۔ اس جلاوطن۔ خانماں آوارہ۔ اور عزیزوں سے دُور افتادہ لڑکی کو دیکھو۔ وہ اپنے خدا کو اور اُسکے نبی الیشع کو جانتی ہے۔ کیا آپ نے ایسے مردہ دیکھے جنہیں یسوع مسیح نے چھوکر زندہ کیا۔ کیا آپ نے ایسے لوگوں کو دیکھا جن کی احتیاج کو اُس نے رفع کیا اور اُن کو آسودگی سے مالامال فرمایا اگر آپ کی زندگی اُس کے فضل سے خالی ہے اور آپ کی آنکھوں نے اُسکی قدرت و عجائب کاموں کو نہیں دیکھا تو آپ کہاں مرتے ہوئے گنہگار کو پختہ ایمان اور یقین کے ساتھ یہ کہہ سکتے ہیں کہ یسوع ناصری کے پاس جاوہ تجکو زندگی بخشے گا۔

عزیز بھائی اگر آپ ابھی تک یسوع کی قدرت اور نجات سے ناواقف ہیں تو خدا کے لئے ان لفظوں کے وسیلے اس منت کو قبول کرو کہ اپنے دل کو کھولو تاکہ یسوع اندر آئے اور اپنی روح کی قدرت کی تاثیر سے آپ کو مُردوں میں سے اُٹھائے۔ اور پھر اپنی آنکھیں کھول کر اُس کی محبت کے عجیب کاموں کو جو اَور لوگوں کی زندگی میں واقع ہو رہے ہیں دیکھو تب آپ ایمان اور یقین سے بھری ہوئی شہادت اپنے منجی کے فضل کی نسبت دیجئے۔

(۴) وہ محبت اور ہمدردی سے پُر تھی۔ یا یوں کہیں کہ وہ روحوں کے بچانے کا شوق رکھتی تھی اگر یہ صفت اُس میں نہ ہوتی تو وہ کبھی وہ صلاح نہ دیتی جو اُس نے دی۔ بلکہ ہمیشہ نعمان کے کوڑھ کو دیکھ کر شادیانے بجاتی۔ کیونکہ آرامی سپاہیوں کے بے رحم ہاتھوں

نے اُسے اپنی ماں اور بہنوں سے علیحدہ سہیلیوں اور ہمجولیوں کی سنگت سے جدا کیا تھا
اور نامُمکن نہیں کہ اُسکے باپ کا سر بھی آرامی تلوار نے قلم کیا ہو۔ اِس گھرانے کے
سبب سے اُسے غلامی نصیب ہوئی۔ اِس کے سبب سے اُس پر ساری آفتیں آئیں۔
فطرتِ انسانی کا تو یہ اقتضا تھا کہ وہ نعمان کی جورو کو روتے دیکھکر خوش ہوتی۔ مگر برعکس اسکے
وہ اُسکے ساتھ آنسو بہاتی اور اُسکے غم کو مٹاکر اسے وہ جگہ بتاتی جہاں اُسکے شوہر کی بیماری کا شفا
بخش علاج موجود تھا۔ بیجا نہ ہوگا اگر ہم یہ نتیجہ بھی نکالیں کہ درپردہ اُس کے دل میں یہ
امید بھی موجود تھی کہ شاید نعمان کا جسمانی کوڑھ سے شفا پانا اُس کے روحانی کوڑھ
سے بھی آزاد ہونے کا وسیلہ بن جائے اور ہم دیکھتے ہیں کہ نہ صرف اُس نے جسمانی غلاظت
سے رہائی پائی بلکہ بت پرستی کی غلاظت سے بھی رہا ہوا۔ چنانچہ وہ صحت پانے کے بعد
الیشع کی طرف مخاطب ہوکر یہ کہتا ہے "اب میں نے جانا کہ ساری زمین پر کوئی خدا نہیں
ہے مگر اسرائیل میں"۔ ان دوسروں کو بچانے اور نزدیک پہنچانے کا بھی ایک طریقہ ہے کہ
ہم اپنے نقصانوں کو بھول جائیں۔ اور اُن کی بھلائی کو مدِنظر رکھیں۔ اگر اِس قسم کی
ہمدردی اور اِس قسم کی محبت اور اِس قسم کا بڑا دل ہمارا نہ ہو جیسا اِس لڑکی کا تھا تو
ہم اوروں کو کبھی یسوع مسیح کا دروازہ نہیں دکھا سکینگے۔

اب آخر میں ہماری یہ منت ہے کہ ہم اِس دیندار۔ اور صادق ایماندار اور پُر محبت
لڑکی سے اپنے موقعوں کو جن سے دوسروں کی بھلائی ہوسکتی ہے استعمال میں لانا
سیکھیں۔ وہ نہ اپنی نالیاقتی کا خیال کرتی تھی۔ اور نہ بڑے بڑے کاموں کے موقعوں
منتظر تھی۔ بلکہ جو بھلائی کا کام نزدیک تر ہوتا اُسے خدا کی قدرت اور رحمت پر بھروسہ
رکھکر کرتی تھی۔ اے خدا ہمیں یہ توفیق دے کہ ہم تیرے عزیز بیٹے کے لہو میں غسل
پاکر جیسے خود صاف ہوں اور پھر گنہگاروں اور کوڑھیوں کو اُس چشمہ پر لانے کا وسیلہ ٹھہریں
بخش۔ ہم اپنے نجات دہندہ کے نام سے کبھی نہ شرمائیں۔ بلکہ اِس لڑکی کی طرح جہاں
اور جب موقعہ پائیں ہم مسیح کے سچے شاہد ہوکر اُسکے فضل کے کام پر خوشی اور دلیری سے

سپرجن صاحب کے چند خیالات دُعا کی نسبت

دو دوست جدا ہوتے وقت ایک دوسرے کے ساتھ عہد باندھتے ہیں کہ ہم کبھی اس قدر فاصلہ پر نہ جائینگے جہاں سے بذریعۂ تاربرقی کے آپس میں گفتگو نہ کر سکیں۔ ایک اُن میں سے سمندر عبور کر کے امریکہ کے ملک میں چلا جاتا ہے اور دوسرا انگلستان ہی میں رہتا ہے۔ جب انکو ایک دوسرے کی طرف پیغام بھیجنا ضرور ہوتا ہے تو ایک قریب والے تار گھر میں جاکر اپنی اپنی ضروریات سے دُوسرے کو خبر دیتا ہے۔ بعینہ اسی قسم کا عہد خدا نے اپنے بندوں کے ساتھ باندھا ہے۔ وہ کبھی ایسی جگہ نہ جائینگے جہاں سے وہ بذریعۂ خدا کے ساتھ کلام نہیں کر سکتے۔ خواہ تم سمندر میں سفر کر رہے ہو یا دور کسی ملک میں ہو دُعا کی تار تمہارے اور خدا کے درمیان تو نہیں ہے۔ اور اگر تم صبح کو کچھ بیکر سمندر کی تہہ تک چلے جاؤ یا اپنا بستر پاتال میں جماؤ تم خدا کے دل تک پہنچ سکتے ہو بشرطیکہ تم اُسکے فرزند ہو۔

شاندامبروز نے یہ عمدہ مثال ایماندار کی دعا کی نسبت استعمال کی ہے۔ وُہ فرماتا ہے کہ ہم اُن بچوں کی طرح ہیں جو باغ میں جاکر اپنے باپ کو خوش کرنے کی خاطر پھول جمع کرتے ہیں لیکن ہم ایسے نادان اور بے سمجھ ہیں کہ پھولوں کے ساتھ جنگلی گھاس پھوس بھی اُٹھا لیتے ہیں بعض ان میں سے نہایت مضر ہیں۔ ان سب کو ملا کر ہم اپنے ہاتھوں میں لیجاتے ہیں اور سمجھتے ہیں کہ یہ گھاس پھوس خدا کے منظور نظر ہوگا۔ دروازہ پر بچے کی ماں اسکو ملکر کہتی ہے کہ بیٹا تو نہیں جانتا کہ تُو نے کیا جمع کیا ہے اور وہ اس مجموعہ کو کھولکر جنگلی بوٹے اس میں سے جھاڑ ڈالتی اور گلوں کو رہنے دیتی ہے۔ اور یہ اُن سے بھی زیادہ خوبصورت اور خوشبودار پھول انکے ساتھ ملا کر اور نہایت عمدہ گلدستہ بنا کر بچے کے ہاتھ میں دیتی ہے اور وُہ دوڑ کر اسکو اپنے باپ کے پاس لیجاتا ہے۔ یسوع مسیح اس ماں سے بھی زیادہ محبت سے ہماری درخواستوں کے ساتھ سلوک کرتا ہے۔ اگر ہم اپنی کسی دُعا کو جسے یسوع مسیح نے درست کیا ہے دیکھ سکیں تو ہم مشکل

اُسے بچا لیں گے۔ اُسکے ہاتھ میں ایسا گُن ہے کہ ہمارے عمدہ پھُول بھی زیادہ خوبصورت ہو جاتے ہیں۔ ہم نے تو انکو ایک بے ترتیب گٹھے کی صُورت میں باندھ دیا تھا مگر اُس نے پھُولوں کو ایسا ترتیب سے جمایا ہے کہ ایک پھُول دُوسرے کی خوبصورتی کو دوبالا کر دیتا ہے۔ اگر مَیں اپنی دُعا کو جسے خداوند نے سنوارا ہے دیکھ سکوں تو کتنی میری باتیں مجھے اس میں نظر آئینگی اور پھر بہت کچھ ایسا ہوگا جو میری طرف سے نہ تھا۔ اور جب وُہ دعا مقبول ہوگی تو مجھے ذرہ بھر غرور نہ ہوگا بلکہ شکرگذاری اور خاکساری میرے دِل میں پیدا ہوگی کیونکہ خُداوند ہی نے اپنی بیحد شیرینی میں سے مجھے اور میری ناچیز دُعا کو وہ خوبصورتی بخشی جو ہمکو ہرگز نصیب نہ تھی۔ اگرچہ خدا کے بندوں کی دُعائیں قیمتی خوشبو کی طرح ہیں مگر وُہ خدا کے لئے ہرگز خوشبودار نہ ہوتیں اگر وُہ اس پیارے میں قبولیت حاصل نہ کرتیں۔

دُعا نجات کی یقینی پیشرو ہے۔ اے عاصی! یہ نا ممکن ہے کہ تو دُعا مانگے اور ہلاک ہو جائے دُعا اور ہلاکت ایک جگہ اکٹھی رہ نہیں سکتیں۔ مَیں یہ نہیں پُوچھتا کہ تمہاری دُعا کس قسم کی ہے شاید وُہ ایک آہ یا آنسو یا بغیر الفاظ کے دُعا ہے۔ یا شاید وُہ بہت فصیح اور کان کو مرغوب نہیں ہے لیکن اگر وُہ تیرے دِل کے اندر سے نکلتی ہے تو تُو نجات پائیگا۔ ورنہ وُہ وعدہ باطل ہے کہ "ہر ایک جو خداوند کا نام لیگا نجات پائیگا"۔ خواہ تُو کچھ ہو اور تیری گذشتہ زندگی کیسی ہی ہو اور خواہ تُو کیسے ہی سخت گناہوں میں مُبتلا ہو چکا ہو لیکن اگر تُو نے اپنے دل سے دُعا مانگنا سیکھا ہے تو یقیناً تُو ہلاک نہیں ہو سکتا۔

دُعا زمین پر سے رسّی کھینچتی ہے اور آسمان پر ایک بڑی سی گھنٹی خدا کے کان کے پاس بجتی ہے۔ بعض ایسے ڈھیلے ہاتھ سے اس رسّی کو کھینچتے ہیں کہ گھنٹی بمشکل حرکت کرتی ہے بعض لوگ خاص خاص اوقات پر رسّی کو جھٹکتے ہیں۔ مگر جو شخص دلیری کے ساتھ رسّی کو پکڑ کر اپنی ساری طاقت سے کھینچتا رہتا ہے وُہی خدا سے برکت حاصل کرتا ہے۔

مسیحی کی پہلی حالت اور مسیح کے فضل کے سبب سے اسکی تبدیلی

مسیحا کی کرے تعریف کس منہہ سے زباں میری گنوائی جس نے جاں اپنی بچائی جسنے جاں میری
نچھوڑیگی گنہگاروں کو ہرگز آگ دوزخ کی اسی غم سے گھلی جاتی تھیں ساری ہڈیاں میری
خدا کی روح سے روپوش ہوکر میں کدھر جاتا زمیں فریاد سنتی تھی نہ زاری آسماں میری
مجھے چکر میں لایا تھا بھنور اعمالِ حسنہ کا اسی میں ڈوبی تھی کشتیِ عمرِ رواں میری
نماز و روزہ و تقویٰ و زہد و طاعت و خدمت گنہ کے ہاتھ کل محنت ہوئی تھی رائگاں میری
میں اپنے باپ کا بیٹا ہوں کیوں خاطی نہ کہلاتا گنہ کے درد کھا کھا کر جنی تھی مجھکو ماں میری
مشوش دل کو رکھتا تھا خطر روزِ قیامت کا کبھی رہنے نہ پاتی تھی طبیعت یکساں میری
خدا سے صلح کی ابنِ خدا کی معرفت ٹھہری لڑی ہے خوب تقدیر سے قسمت کہاں میری

یہہ کیا کچھ کم ہے احسان مسیحا مجھپر اے ریئت
صلیب اپنی اٹھا کر لی سزا بے بکراں میری

دیگر

یادِ عیسےٰ میں اگر دم یہہ نکل جائے گا موت کا خوف دلِ زار سے ٹل جائیگا
ہوا اگر ہمنفسی روحِ قدس کی حاصل دم مرے جسم سے کانٹا سا نکل جائیگا
قبر میں جسم کریگا اسی امید پہ چین پھر جو خاکی ہے جلالی سے بدل جائیگا
موت سے پہلے جو آجائے خداوند مسیح اسکو تو لیکے پھر اے پیکِ اجل جائیگا
دمِ آخر نہ ہو سینہ پہ اگر دستِ مسیح دھک سے دل ہوگا کلیجہ بھی دہل جائیگا
اپنی ہی آنکھوں سے دیکھونگا خداوند کو میں گوشت تو گوشت اگر پوست بھی گل جائیگا

کل یہہ پھر صبح قیامت میں چڑھیگا منّت
زندگی کا مری دن آج جو ڈھل جائیگا

اِدھر اُدھر کی خبریں

علاقہ بھیل میں سی۔ ایم۔ ایس کا کام

غیر مسیحی طعنہ تو دیا کرتے ہیں کہ اب قحط زدوں اور یتیموں کے سوا کوئی اور مسیحی نہیں ہوتا۔ لیکن اپنے دلوں میں تو وہ ضرور معترف ہیں کہ مسیحی مذہب محبت اور ہمدردی کا مذہب ہے۔ مسیحی ممالک کے بچے اپنے جیب خرچ اور بیوائیں اپنی نان شبینہ کو بچا کر ہند کے قحط زدوں کے لئے روپیہ اور اناج بھیج رہے ہیں۔ ہندوستان کے متموّل اور رئیس اپنے ہموطنوں کی مدد کے لئے کیا کر رہے ہیں۔ خطاب لینے کے لئے تو وہ گورنمنٹ کو ہزاروں روپئے دیدیں لیکن اپنے بھُوکے بھائیوں کے پیٹ بھرنے کے لئے ان سے پیسہ تک نہیں نکلتا۔ مختلف مسیحی مشن قحط زدوں کی امداد میں ہمہ تن مصروف ہیں پر ہم یہاں صرف پنجاب سی۔ ایم۔ ایس کے کام کے بیان کے لئے جو علاقہ بھیل میں ہو رہا ہے چند سطر لکھتے ہیں۔ ۱۲۔ جولائی کو سی۔ ایم۔ ایس امرتسر میڈیکل مشن کے ڈاکٹر و مسز براون اور کانگڑہ مشن کے پادری ای رو ڈس گجرات کو روانہ ہوئے۔ مسز براون پادری سٹیون سن صاحب بمقام پرنتیج کی یتیموں کی خبر گیری کرنے میں مدد کر رہی ہیں اور ڈاکٹر براؤن بمقام بولیا علاقہ بھیل میں گئے ہیں۔ وہاں پہلے دس دنوں میں ۰۰۰ شخصوں میں سے جن کو بمقام لوسریا کھانا دیا گیا ۱۱۱ جاں بحق ہوئے۔ لاہور مجمع مسیحی نوجوانان کے ڈاکٹر ولیمسن صاحب سٹیون سن صاحب کی مدد کو گئے ہیں۔ ۸۔ اگست کو پشاور کے پادری ڈے او کلارک آباد کے مسٹر کلیکسٹن بھی علاقہ بھیل کو روانہ ہوئے۔ ہمارے مسیحی نوجوان بھی کسی سے پیچھے نہیں۔ مسٹر سنتا کمار مرجی جنھوں نے اسی سال لاہور میڈیکل کالج سے اسسٹنٹ سرجنی کا امتحان پاس کیا اور جنت نشین پادری دینا ناتھ صاحب کے صاحب زادے لالہ کانشی ناتھ جو میڈیکل کالج میں ابھی تعلیم پاتے ہیں ۳۱۔ جولائی کو لاہور سے روانہ ہوئے۔ یہ نوجوان

تنخواہ نہیں لینگے۔ **اِن** کے ہمراہ امرتسر میڈیکل مشن کے دو اسسٹنٹ بھی ہیں۔ **مسیحی**
کے ہر ایک ناظر سے التماس ہے کہ خدا کے ان بندوں کے لئے جو اپنی جانوں کو معرضِ خطر
میں ڈالکر اپنے بھائیوں کی خدمت کو گئے ہیں۔ دُعا کرتے رہیں کہ آسمانی باپ ہر طرح سے اُنکی
حفاظت کرے۔ **قریب** ۱۰۰ یتیم گجرات اور راجپوتانہ سے پنجاب میں لائے گئے ہیں۔
قریب ۳۰ ایک لڑکیوں کا ذمہ امرتسر کی مس ہیولٹ صاحبہ نے اٹھایا ہے باقی بمقام
بیاس ڈاکٹر ایچ۔ مارٹن کلارک صاحب کی زیرِ نگرانی ہیں۔ کچھ نو کلارک آباد کے سی۔ ایم۔ ایس
آرفینیج میں ڈالے جائیں گے باقی اگر مسیحی اپنے گھروں میں رکھ لیں تو کیا بہتر ہو۔
۶۔ جون تک ۱۰۲۲۷ روپیہ ۱۰ آنہ چندہ وصول ہوا۔ **اِس** میں سے ۱۸۰۰ روپیہ الہ آباد
کے پادری سی۔ ایچ گل کو بھیل قحط فنڈ کے لئے دیا گیا۔ ۱۱۰ روپیہ اجمیر کی مس گیو کو مکانات
یتیم خانہ کے لئے۔ ۳۰۰ روپیہ نصیر آباد کے ڈاکٹر ڈبلیو کلارک کو ۲۰۰ من بھوسہ کے لئے۔
۱۳۶۱ روپیہ ۱۲ آنہ ۱۷۰ یتیموں کے لانے کا خرچ۔ **۲۰۰** روپیہ یتیموں کی پرورش کا
خرچ۔ **۱۵۴** روپیہ میڈیکل پارٹی کے جھلور جانے کا خرچ وغیرہ۔ **۱۲۰** روپیہ ۸ ر
چھپوائی وغیرہ۔ **۶۷** روپیہ ۵ ر ۹ پائی محصول ڈاک وغیرہ یعنے کل خرچ ۴۳۱۴ روپیہ ۹ آنہ ۹ پائی
میزان باقماندہ ۵۹۱۳ روپیہ ۷ آنہ ۱ پائی۔ **سال** کے آخر تک خرچ کا اندازہ یتیموں کی
پرورش وغیرہ ۱۹۰۰ روپیہ میڈیکل پارٹی بمقام جھلور ۳ ماہ کے لئے ۱۰۰۰ روپیہ میڈیکل اسسٹنٹ
بمقام پرنتیج ۱۰۰ کل ۳۰۰۰۔ **یوں** ۲۹۰۰ روپیہ ابھی تک آئندہ کو مدد کے لئے ہمارے ہاتھ میں ہے۔
۱۹۰۰-۱۸۹۹ء میں سی۔ ایم۔ ایس سوسائٹی کے مشنوں کے متعلق ۲۰۵ سٹیشن تھے۔ یوروپین مشنری آرڈینیشن
یافتہ ۴۱۸۔ لے مین ۱۴۰۔ مشنریوں کی بیویاں ۲۴۱۔ دیگر یوروپین لیڈیاں ۴۳۶
کُل ۱۲۳۵ + دیسی پادری ۳۷۵۔ دیسی لے مین اُستاد وغیرہ **۶۴۵۹**۔ کیٹی کومن
وغیرہ **۲۶۸۲۴**۔ دیسی عشاءِ ربانی لینے والے ۱۰۵۱۷۔ بپتسمہ دوران سال میں
۱۹۱۶۱۔ سکول ۲۱۴۴۔ طالب علم ۱۰۴۳۸۹ + میڈیکل مشن۔ تعداد مریضان جو
ہسپتال میں رہے ۱۴۹۲۔ جنہوں نے ہسپتالوں میں آکر علاج کرایا ۱۱۴۵۰۔

مسیحی ہیں جن میں سے صرف ۲۲۸ عشاء ربانی لینے والے ہیں۔ اور پچھلے سال ۱۴۵ بپتسمہ ہوئے۔ ان میں سے ۲۹ بالغ ہیں۔ اس کونسل کے متعلق ایک نیٹو مشنری سوسائٹی بھی جاری ہے اور ایک کیٹی کسٹ اور ایک ریڈر بھی کام کرتے ہیں۔ لکھنؤ ووَمنس کالج کی مس لیلاوتی سنگھ ایم۔ اے امریکہ والی سوسائٹی کی مشنری مقرر ہوئیں جسے انکا پایہ ولایتی مشنریوں کے برابر کیا گیا۔ سی۔ ایم۔ ایس کی ایک سو ایکویں سالگرہ کی تقریب پر افریقہ کے ایک دیسی مسیحی نے جواب بشپ کے عہدہ پر سرفراز ہیں وعظ کیا۔ زنانہ بائبل اور میڈیکل مشن کی طرف سے چار وظیفے ان مسیحی لڑکیوں کے واسطے خالی ہیں جو لودیانہ میڈیکل سکول میں تعلیم پائیں اور تعلیم ختم کرنے پر اسی مشن میں کام کریں۔ ہائے یہہ چرچوں کے بکھیڑے اور یہہ تنگ خیالیاں۔ کچھ اور دریافت کرنا ہو تو پرنسپل صاحبہ سے خط و کتابت کرو۔ پنجاب بائبل سوسائٹی کے متعلق کُتب فروشوں کی تعلیم و تدریس کے لئے لاہور میں ۱۵۔ اگست سے جلسے ہو رہے ہیں۔ بائبل کا مطالعہ اور اسکے طریق کتابیں بیچنے کا ڈھنگ۔ کتب فروشی اور انجیل کی منادی وغیرہ وغیرہ ضروری اور کارآمد مضامین پر فکر کیا جاتا ہے۔ ڈاکٹر وائٹ بریٹ۔ پادری کے سی مٹرجی اور چند دیگر اصحاب درس دے رہے ہیں۔ پاسٹر ٹھامس ہاوُل صاحب کی تبدیلی کی نسبت چرچ کونسل کے چیرمین کا بیان ہے کہ یہہ سی۔ ایم۔ ایس کے سکرٹری کا حکم نہیں بلکہ کونسل کا فیصلہ۔ بات یُوں ہے۔ کارسپانڈنگ کمیٹی نے ۱۱۔ جون کو فیصلہ کیا کہ ہاوُل صاحب بارکو جائیں اور سکرٹری صاحب نے اسکی نسبت کلارک آباد کو تاریں بھیجنی شروع کیں۔ اور کونسل کے چیرمین صاحب نے بھی ہاوُل صاحب کو اطلاع کی کہ چلنے کو تیار رہو اور ۲۶۔ جون کو ممبران کونسل سے رائے لی گئی اور انہوں نے اتفاق کیا۔ اور جولائی کے پہلے ہفتے میں ہاوُل صاحب بارکو روانہ ہوئے۔ بائبل کی تعلیم دینے کے مضمون پر راولپنڈی کے پادری انڈرسن صاحب کا لکھا ہُوا ۸۰ صفحہ کا رسالہ۔ جسکا ترجمہ مسز سراج الدین صاحبہ نے اُردو میں کیا درخواست کرنے پر مصنف سے مُفت مِلسکتا ہے۔ اُستادوں کے لئے نہایت مفید ہے *

THE MASIHI,

AMRITSAR.

Vol. V. *August, 1900.* *No. 8.*

CONTENTS.

Literary Communications *alone* should be addressed to the Editor. Business Letters and Remittances to the Manager, "Masihi," Amritsar.

Annual Subscription in advance —

India and Ceylon, Re. 1-8-0. } Post free.
England and America, 2s.

مسیحی

امرتسر

۱۵ ستمبر ۱۹۰۰ء

فہرست مضامین

... مسیحی پریس لاہور
مطبوعہ ...
... کی پندرہ تاریخ کو امرتسر سے شائع ہوتا ہے

گلدستۂ اخبار

بزرگ پادری کلارک صاحب کی بہت سی خوبیوں اور صفتوں کا بیان کیا گیا ہے۔ مگر کسی راقم نے
اب تک ذکر نہیں کیا کہ صاحب موصوف کلام اللہ میں کیسے سرگرم و مضبوط تھے۔ اس پرچہ میں ہم آپکا ایک اڈریس
شائع کرتے ہیں جو آپنے مشنریوں کے ایک مجمع کے سامنے سنایا۔ اس سے معلوم ہوگا کہ کلارک صاحب کلام اللہ
کو کیسے غور سے پڑھتے اور اپنی خدمت کے لئے اس میں سے کیا کچھ حاصل کیا کرتے تھے۔ ناظرین غور سے
پڑھیں ——— پادری ایچ۔ جی۔ گرے صاحب وکلف ہال آکسفورڈ سے تحریر فرماتے ہیں کہ میں سی
ایم۔ ایس کمیٹی کو زور دے رہا ہوں کہ پنجاب مشن کے معاملات میں اصلاح کریں اور میں نے ایک مضمون لکھا
ہے جس میں سابقہ اور حال کی مختلف رائیوں کا خلاصہ منضبط کیا ہے۔ یہہ مضمون میں عنقریب بھیجونگا ——
مدراس کے پروفیسر ستیاناد ھن صاحب پہلے دیسی مسیحی ہیں جنہیں مدراس سی۔ ایم۔ ایس کا سپانڈنگ کمیٹی کی
ممبری کا اعزاز حاصل ہوا۔ ہم زیادہ تر اسلیے خوش ہیں کہ عام مسیحیوں خصوصاً مشن کے ملازموں کے
دل میں جو یہہ خیال جاگزین ہے کہ گورنر جنرل کی کونسل تو کیا دیسی پادری کمیٹی کے ممبر بھی ہو سکتے ہیں
پر مشنری صاحبوں کی نظروں میں وہ بالکل نالائق ہیں۔ ایسے اتفاقات سے رفتہ رفتہ مٹ جائیگا۔
جنت نشین پادری کلارک صاحب نے اثنائے گفتگو میں ایک دفعہ راقم سے بیان کیا کہ اگر کنور ہرنام سنگھ
صاحب کا سی۔ ایم۔ ایس مشن سے تعلق ہوتا تو وہ پنجاب کارسپانڈنگ کمیٹی کے ممبر مقرر کئے جاتے ——
ہم امید رکھتے ہیں کہ کسی دن ڈاکٹر دتا صاحب بھی یہ اعزاز حاصل ہوگا ——— وقدم سالہ کے پادری اے لیوس کو کتے نے
کاٹ کھایا ہے۔ آج کل مقام کسولی زیر علاج ہیں۔

پادری ٹامس ہاول کی تبدیلی کا حکم کسنے دیا۔ ماہ جولائی کے پرچہ میں پادری ٹامس ہاول صاحب کی
تبدیلی کی نسبت جو نوٹ لکھا گیا تھا اسکی تردید میں چرچ کونسل کے سکرٹری ڈاکٹر دتا صاحب تحریر فرماتے ہیں کہ یہہ تبدیلی
سکرٹری سی۔ ایم۔ ایس کارسپانڈنگ کمیٹی نے نہیں کی بلکہ نیٹو چرچ کونسل کی اگزکٹو کمیٹی نے۔ اور یہہ سب
بندوبست چرچ مین نیٹو چرچ کونسل کی معرفت ہوا —— پادری آر لینڈ جونس صاحب سکرٹری سی۔ ایم۔ ایس تحریر
فرماتے ہیں کہ۔ اڈیٹر مسیحی کو یہہ غلط خبر ملی ہے کہ پادری ٹامس ہاول صاحب کو تبدیلی کا حکم سی۔ ایم۔ ایس کی طرف
سے ملا۔ ۱۰۔ ماہ جون کو کارسپانڈنگ کمیٹی نے یہہ رزولیوشن پاس کیا کہ اگر نیٹو چرچ کونسل پادری ٹامس ہاول
کی خدمات دیسکے تو انکو ہدایت کیجائے کہ پادری تھامس صاحب کی مدد کے لئے جھنگ بار کو چلے جائیں۔ اور

۱۵ستمبر ۱۹۰۰ء

نوٹ اور رائیں

ہمدردی کی طاقت۔ اس عنوان کا ایک مضمون بطور وعظ کے جناب بنٹ صاحب لاہور کی تحریر ماہ گذشتہ کے ھاروسیٹ فیلڈ میں طبع کیا گیا ہے جسمیں صاحب موصوف ایک کوڑھی کے ساتھ ہمارے خداوند کی ہمدردی کا ذکر کرکے نتیجہ نکالتے ہیں کہ اُسی قسم کی ہمدردی انجیل کی خدمت کرنیوالوں کو دیگر مذاہب کے لوگوں کے ساتھ کرنی چاہئیے۔ چنانچہ آپ اس آیت کا حوالہ دیکر کہ "جسطرح باپ نے مجھے بھیجا ہے میں بھی اُسی طرح تمہیں بھیجتا ہوں" فرماتے ہیں کہ ہم جو اُسکے خادم اور اس ملک کے لوگوں کی طرف اُسکے قاصد ہیں ہمیں یقیناً اس امر میں اُسکی مانند بننا ہے کہ اگر ہم حقیقت میں ان لوگوں کی مدد کرنا اور اُنکے پایہ کو بلند کرنا چاہتے ہیں تو اول ضرور ہے کہ اپنی فرضی بلند پروازی سے نیچے اُترکر ہم اپنے آپ کو سادہ برادرانہ ہمدردی میں اُنکے ساتھ ڈالدیں اور حتی المقدور دریافت کریں کہ کونسی باتیں ہیں جو ہم میں مشترک ہیں اُنکے خیالات ارادوں اور نیت کو سمجھیں اور معلوم کریں کہ خدا کی پروردگاری کس کس رستہ سے اُنکو مسیح کو قبول کرنے کی طرف ہدایت کرتی رہی ہے۔ سب سے پہلے یہہ بات ہمارے دل پر نقش ہونی چاہیئے کہ خدا کی رُوح اُن لوگوں کی ہدایت کرتی رہی ہے اور اُسنے کبھی مخلوق بندوں کو ترک نہیں کیا بلکہ قدرت کے مظہرات اور نور قلب کی روشنی اور متلاشیان حق کی زندگی کے ذریعہ خدا اُنکے پاس آکر اپنے اکلوتے بیٹے کے ظہور کیطرف اشارات دیتا رہا ہے۔ دُوسرے مذاہب کی برائیوں کو دیکھنا چنداں مشکل نہیں مگر اُن میں ایک اچھی کا پہلو بھی ہے جسکو خداوند کے الفاظ میں ہمکو منسوخ کرنا نہیں بلکہ پورا

کرنا چاہتے ہیں۔ یہ بھی ضرور ہے کہ جس مذہب کے پیرو ہیں ہم کو کام کرنا ہے اُن ہی ملکوں میں کتاب اور تعلیم
بغیر رُکاوٹ کرتے ہیں۔ نہ تعصب جوئی اور خود غرضی کی نیت سے بلکہ اس غرض سے کہ انہیں یہ دکھلایا جائے
دی جاتی ہے کہ کونسے اعلیٰ خیالات و وجوہ ہیں جن کی وجہ سے اخلاق کی بنا قائم کی جاتی
ہے۔ اور حقیقت میں اُن کے کرنے سے نشانات انسان ظاہر ہیں۔ ہر قسم کی ہمدردی سے ہم اپنا پیغام
دنیا کے ملکوں تک پہنچا سکتے ہیں۔ کچھ عرصہ ہوا کہ کلکتہ کے لارڈ بشپ صاحب یعنی بولس صاحب کے
مرنے سے تھوڑا پیشتر یہ کہا تھا۔ غرض عام اشخاص کی ہمدردی کی نسبت جو ہمارے ملکوں کے تیار
ہوتے ہیں۔ اب وہ زمانہ نہیں کہ غیر مذاہب کے ہر ایک شخص کو جہنم کا فرزند سمجھا جاتا
تھا اور ان کے مذہب محض باطل اور بے ہودہ قرار دیئے جاتے تھے۔

قحط میں کام کرنے والوں کے ساتھ بشپ لڈن صاحب کی ہمدردی

جو لوگ خود جنگ میں نہیں جا سکتے وہ جانے والوں اور لڑنے والوں کے حوصلے بڑھاتے
ہیں۔ اس خدمت کو کوئی ادنیٰ درجہ کی یا حقیر نہ سمجھے۔ خدا نیت کو دیکھتا ہے وہ کام کی مقدار
کے اجر نہیں دیتا۔ جو وقت جو اپنی جان کو خطرے میں ڈال کر قحط اور وبا کے درمیان
بنی آدم کی خدمت کرتے ہیں مخصوص ہمدردی کے محتاج ہیں۔ ہم اپنی دعاؤں میں
انہیں یاد رکھیں۔ ایک اور قسم کی ہمدردی ہے جو کلکتہ کے لارڈ بشپ لڈن صاحب نے قحط میں کام
کرنیوالے مسیحیوں اور مشنریوں کی طرف ایک خط کے ذریعہ ظاہر کی ہے۔ جو نقد صاحب موصوف
نے جمع کرکے قحط زدوں کے لئے بھیجا وہ کئی آدمیوں کی جان بچائیگا مگر صاحب موصوف کا
خط ایک ٹھنڈا پیالہ ہے جو کئی ایک تھکے خادموں کو تازگی بخشیگا۔ صاحب موصوف اس
خط میں فرماتے ہیں۔ کہ سرکار دولتمدار تمہاری خدمت کی قدر کرتی ہے مگر مسیحی کے دل کو اپنے
خداوند کے اس وعدہ سے بڑھکر تحریک دلانے والا اور کچھ نہیں ہو سکتا کہ جب تم نے میرے ان
سب سے چھوٹے بھائیوں میں سے ایک کے ساتھ کیا تو میرے ساتھ کیا۔ اگرچہ موجودہ قحط کے نتائج
سخت وحشت انگیز ہوئے ہیں۔ تو بھی فوائد سے خالی نہیں۔ اس سے مسیحیوں کی یگانگت بڑھ گئی ہے

ہم سب اپنے اختلافات کو بھول کر اپنے ایک ایمان اور فرض کے بند سے پیوستہ اور وابستہ ہوگئے ہیں۔ ہم فرقہ بندیوں کے جھگڑے بھول گئے ہیں اور ہر وقت یاد رکھتے ہیں کہ ہم سب مسیح میں ایک ہیں [illegible] ہیں کبھی مسیح کے زیادہ نزدیک ہوگئے ہیں [illegible] کے لوگوں سے صبر اور برداشت کو سیکھ رہے ہیں [illegible] توں کی بے غرض جان نثاری [illegible] کا پیوستہ قائم ہوگیا [illegible] واقف نہیں رہ سکتے۔ آخر میں [illegible] یوں تحریر فرماتے ہیں۔ چاہئے کہ ہم سب [illegible] خداوند میں بیفائدہ نہیں ہے نتیجہ خدا کے ہاتھ میں ہے [illegible] بڑھتے چلینگے اور [illegible] کرینگے کہ خدا ہندوستان پر پھر ہمارے خداوند کی انجیل کی نجات بخش طاقت کو ظاہر کرے۔ اگر وہ ہمارے ایام میں ایسا نہ کرے تو کم از کم ہم اُن لوگوں کے بھاری بوجھ کو سر پر اُٹھانے سے مسیح کی شریعت کو پورا کرینگے۔

ہماری بازاری منادی میں کیونکر ترقی ہوسکتی ہے۔ جو لوگ ہمارے ملک کی موجودہ حالت اور دیگر مذاہب کا تازہ جوش دیکھتے ہیں انکو یہہ نتیجہ نکالنا دشوار نہیں کہ ہم بھی بازاری منادی میں بہت پیچھے رہتے جاتے ہیں۔ جس سرگرمی اور شوق کے ساتھ بیس سال پیشتر منادی ہوا کرتی تھی اب وہ بات ہی نہیں رہی۔ اسکی کیا وجہ ہوسکتی ہے۔ کیا یہہ ان آثار میں سے نہیں ہے جن سے ہماری کلیسیا کی مردگی ثابت ہوتی ہے۔ کیا یہہ تنکا نہیں جو سطح آب پر کلیسیا کی دھارا کا رُخ دکھا رہا ہے۔ ہم اسوقت اس معاملہ کی جڑ تک جانے کی کوشش نہیں کرتے۔ فقط بطور ایک واقعہ پیش کرتے ہیں۔ ہمارے سامنے بعض ایسے شہر ہیں جہاں ایک کلیسیا مدت سے جم کر بیٹھی ہے مگر بازاری منادی کی خدمت کو نہ خود مناسب طور پر ادا کرتی ہے

اور نہ کسی اَور کلیسیا کو اس سٹیشن میں اس خدمت کو کرنے دیتی ہے۔ انتظام کے لحاظ سے شاید یہہ طریق سخت قابلِ اعتراض نہ ہو مگر اگر خُداوند کے آخری فرمان کا خیال کیا جائے تو اس میں کچھ شک نہیں کہ ہم اپنے فرائض سے پہلو تہی کر رہے ہیں۔ ایسے حال میں بعض سرگرم منادی کرنے والوں کا تجربہ سُننا فرحت بخش اور مفید ہے۔ ماہِ گزشتہ میں بابو کالی چرن بنرجی صاحب نے کلکتہ کی مشنری کانفرنس کے سامنے اس مضمون پر تقریر کی کہ کیا ہم بازاری منادی کو از سرِ نو تازہ کریں۔ بابو صاحب موصُوف باوجود کاروبار کی کثرت کے بیس سال سے بلا ناغہ ہر ہفتہ بیڈن سکویر میں منادی کرتے رہے ہیں فقط ایک مرتبہ مجبوری انکو غیر حاضر ہونا پڑا۔ اُنہوں نے اول بیان کیا کہ شروع میں پولیس کمشنر کیطرف سے کیونکر مزاحمت کی گئی مگر آخر مشنری مقدمہ جیت گئے۔ بابو صاحب نے اپنے تجربہ سے دکھایا کہ اگر باقاعدہ طور پر منادی کیجائے تو سُننے والوں کی کوئی کمی نہیں۔ اور لوگ بڑی توجہ اور غور سے سُنتے رہتے ہیں۔ اُنکا طریق یہہ ہے کہ اوّل ایک گیت گا کر کام شروع کیا جاتا ہے۔ پھر دُعا مانگی جاتی ہے پھر انگریزی اور بنگالی زبان میں جیبدہ رسالے تقسیم کئے جاتے ہیں۔ آخر کار تقریریں کیجاتی ہیں۔ آپکے خیال میں ایک لمبی تقریر کی نسبت چند چھوٹی چھوٹی تقریریں بہتر ہیں۔ کامیابی کے لئے ضرور ہے کہ انسانی طور پر پوری تیاری کی جائے۔ طلبا میں خدمت کرنے والوں کو ضرور اس موقعہ پر حاضر ہونا چاہیئے خواہ وُہ خود نہ بولیں۔ بعض اوقات منادعام مضامین پر کچھ بول کر ختم کر دیتے ہیں اور مسیح کا ذکر نہیں کرتے۔ یہہ ہرگز نہیں ہونا چاہیئے بلکہ ضرور ہے کہ شروع ہی سے مسیح کا چرچا کیا جائے۔ آپ نے آخر میں تجویز پیش کی کہ شہر کے ہر ایک چوک میں اس قسم کی ہفتہ وار منادی ہونی چاہیئے۔ ہمیں یقین ہے کہ ایسے سرگرم کارندہ کا نمونہ اور الفاظ نہ فقط کلکتہ میں بلکہ ہمارے اس صوبہ پنجاب میں بھی پھل پیدا کرینگے۔

عہد جدید کا تصحیح شدہ اُردو نیا ترجمہ

۲

ماہ گذشتہ میں ہم نے ڈاکٹر وائٹ بریٹ صاحب کے رسالہ کے پہلے اور دُوسرے حصّہ کا خلاصہ ہدیۂ ناظرین کیا تھا۔ ہم اُردو زبان کے قدیم ترجموں کا مرحلہ طے کر آئے ہیں اور اسوقت نئے تصحیح شدہ ترجمہ کی نسبت جو کچھ صاحب موصوف نے لکھا مختصراً درج کرتے ہیں۔ اس ترجمہ کی اول کمیٹی کے صدر مجلس پادری کینس صاحب نامزد کیے گئے مگر کام کے آغاز ہی میں صاحب موصوف کو مجبوری اس ملک کو چھوڑنا پڑا اور انکی خدمت ڈاکٹر وائٹ بریٹ صاحب کے سپرد کی گئی۔ ترجمہ ۱۹۰۳ء میں شروع ہوا اور سنہ ۱۹۰۹ء میں ختم ہوا۔ اس عرصہ میں آٹھ اجلاس مختلف مقامات میں ہوئے جنمیں ۱۸۳ دن صرف ہوئے۔ ماہ مئی سنہ ۱۹۰۹ء میں رومن اردو انجیل انگلستان میں چھاپنے کے لئے بھیجی گئی اور سنہ رواں کے ماہ جنوری میں شائع کی گئی ہے۔ اردو حروف کی انجیل ماہ گذشتہ میں شائع ہوئی ہے۔ فی الحال کل تین ہزار جلدیں امتحاناً طبع کی گئی ہیں۔ بعد مختلف نکتہ چینیوں اور اعتراضات کے انجیل مستقل اور مستند صورت میں چھپوائی جائیگی۔

جن لوگوں نے ایک زبان کے خیالات کو دوسری زبان میں ٹھیک ٹھیک ادا کرنے کی کوشش کی ہے وہی سمجھ سکتے ہیں کہ عہد جدید جیسی کتاب کے ترجمہ میں کیا کیا مشکلات پیش آئی ہونگی الہامی کتاب جسکو ہم خدا کا کلام مانتے ہیں ایک معمولی کتاب نہیں جسمیں الفاظ اور محاورات کو بآسانی کم وبیش کر سکتے ہیں۔ مگر جب ایک زبان کے الفاظ کسی دوسری زبان کے الفاظ پر پورے پورے طور پر منطبق نہیں ہو سکتے تو یہہ کیونکر ہو سکتا ہے کہ عہد جدید کا ترجمہ یونانی سے اُردو زبان میں عین لفظی ہو پر ہاں ان لوگوں کو جو انجیل کے ہر ایک لفظ کو خدا کی طرف سے اُترا ہوا سمجھ بیٹھے ہیں اپنے خیال کو کچھ بدلنا پڑیگا۔ خدا کا کلام رُوح ہے جو الفاظ کی پوشاک میں ہمارے پاس پہنچا ہے۔ اگر یونانی پوشاک اُتار کر نفس مضمون کو ہندوستان کی کسی زبان سے ملبس کیا جائے تو ہمیں اَور کیا درکار ہے

صاحب نے سمجھا کہ فرشتوں کے لئے یہہ ایک عمدہ استعارہ ہے۔ اِس پر مترجموں کو ہوا کے پرندوں ترجمہ کرنا پڑا۔

اگرچہ یہہ تو مطبوعہ انجیل ایک نیا ترجمہ ہے تو بھی دراصل یہہ محض نظر ثانی ہے۔ چنانچہ پہلے اول جلسہ میں یہہ امر قرار پایا تھا کہ سوٹر صاحب کا یونانی نسخہ جو ۱۹۱۰ء میں طبع ہوا اس نظر ثانی کی بنیاد ٹھہرایا جائے۔ یہہ بھی تجویز ہوا کہ تصحیح کرنے کے لئے یونانی نیا ترجمہ مدنظر رکھا جائے اور حاشیہ کے نوٹ اڑا دئے جائیں۔ انگلستان کی بڑی بائبل سوسائٹی نے مترجموں کی قوت فیصلہ و اختیار پر چھوڑ دیا کہ جہاں مناسب ہو اختیاری ترجمہ کے نوٹ حاشیہ میں گھٹا بڑھا دئے جائیں۔ ایک اور مشکل پیش آئی کہ بعض الفاظ اور آیات کے لئے قدیم قلمی نسخوں کے سند میں فرق ہے کہ صحیح اِس امر کا امتیاز نہایت دشوار ہے کہ کونسا لفظ حاشیہ میں داخل کیا جائے اور کونسا چھوڑ دیا جائے انگریزی میں ترجمہ کرنیوالوں کو یہہ مشکل چنداں سخت معلوم نہیں ہوتی ہوگی کیونکہ مسیحی تعلیم یافتہ لوگ تو تحقیق کا مادہ کوٹ کوٹ کر بھرا ہوا ہے با آسانی سمجھ سکتے ہیں کہ کتاب مقدس کے قدیم قلمی نسخوں کی کیا وقعت ہے اور حاشیہ میں اُن نسخوں کا حوالہ دینا تنگ اور مصنوعی پابندی کے خلاف اور متن کو زیادہ واضح کرنیوالا ہے۔ مگر اِس ملک میں معاملہ دگرگوں ہے۔ یہاں محمدی لوگ رات دن انجیل کے سقم نکالنے کی ٹوہ میں لگے رہتے ہیں اگر ہندوستان کی مختلف زبانوں میں انجیل کا ترجمہ کرنے والے حسب مرضی متن یا حاشیہ میں الفاظ کم و بیش کریں تو مخالف جھٹ مسیحیوں کے سر ہو جائینگے کہ دیکھو یہہ لوگ خدا کے کلام میں تصرف کرتے اور اپنی منشا کے مطابق انجیل کو بدل لیتے ہیں۔

مترجموں نے دانائی سے فیصلہ کیا کہ سوائے چار اقسام کے اور کسی قسم کے نوٹ حاشیہ میں درج نہ کئے جائیں۔ یعنے اوّل اختیاری ترجمہ یعنے جہاں ایک لفظ دوسرے کی جگہ پر رکھا جا سکتا ہے دوم ایسا ترجمہ جو متن میں درج نہیں کیا گیا مگر اسکو رکھنا ضروری معلوم ہوتا ہے۔ سوم الفاظ یا فقرات کا لفظی ترجمہ جو متن میں بے محاورہ ہیں مگر مطلب کو کم و بیش واضح کرنے والے ہیں۔ چہارم سکوں اور اوزان وغیرہ کے پیمانے جنکے لئے متن میں کوئی خاص لفظ ترجمہ نہیں کیا جا سکتا۔ یہہ بھی تجویز ہوا کہ نظم کے اقتباسات کو نظم کی صورت میں لکھا جائے اور متن کو پیراگراف میں تقسیم کیا جائے۔

صاحب نے سمجھا کہ فرشتوں کے لئے یہہ ایک تند و استعارہ ہے۔ اِس پر مترجموں کو ہوا کے پرندوں تجویز کرنا پڑا۔
اگرچہ یہہ نو مطبوعہ انجیل ایک نیا ترجمہ ہے تو بھی دراصل یہہ محض نظرثانی ہے۔ چنانچہ پہلی
اول جلسہ میں یہہ امر قرار پایا تھا کہ میتھر صاحب والا اُردو نسخہ جو ۱۹۰۰ء میں طبع ہوا اس نظرثانی
کی بنا ٹھہرایا جائے۔ یہہ بھی تجویز ہوا کہ تصحیح کرنے کے لئے یونانی نیا ترجمہ سند رکھا جائے اور حاشیہ
کے نوٹ اُڑا دئے جائیں۔ انگلستان کی بڑی بائبل سوسائٹی نے مترجموں کی قوت فیصلہ اور اختیار پر
چھوڑ دیا کہ جہاں مناسب ہو اختیاری ترجمہ کے نوٹ حاشیہ میں گھٹا بڑھا دئے جائیں۔ ایک اَور مشکل
پیش آئی کہ بعض الفاظ اور آیات کے لئے قدیم قلمی نسخوں کے سندوں میں فرق ہے کہ [illegible]
اِس امر کا امتیاز نہایت دشوار ہے کہ کونسا لفظ حاشیہ میں داخل کیا جائے اور کونسا چھوڑ دیا جائے
انگریزی میں ترجمہ کرنیوالوں کو یہہ مشکل چنداں سخت معلوم نہیں ہوئی ہوگی کیونکہ مسیحی تعلیم یافتہ لوگ تو
تحقیق کا مادہ کوٹ کوٹ کر بھرا ہوا ہے بآسانی سمجھ سکتے ہیں کہ کتاب مقدس کے قدیم قلمی نسخوں کی
کیا وقعت ہے اور حاشیہ میں اُن نسخوں کا حوالہ دینا تنگ و مصنوعی پابندی کے خلاف اور متن
کو زیادہ واضح کرنیوالا ہے۔ مگر اِس ملک میں معاملہ دگرگوں ہے۔ یہاں محمدی لوگ رات دن انجیل
کے سقم نکالنے کی ٹوہ میں لگے رہتے ہیں اگر ہندوستان کی مختلف زبانوں میں انجیل کا ترجمہ کرنے والے
حسب مرضی متن یا حاشیہ میں الفاظ کم و بیش کریں تو مخالف جھٹ مسیحیوں کے سر پر سوار ہو جائینگے
کہ دیکھو یہہ لوگ خدا کے کلام میں تصرف کرتے اور اپنی منشا کے مطابق انجیل کو بدل لیتے ہیں۔
مترجموں نے دانائی سے فیصلہ کیا کہ سوائے چار اقسام کے اور کسی قسم کے نوٹ حاشیہ میں درج نہ
کئے جائیں۔ یعنے اوّل اختیاری ترجمہ یعنے جہاں ایک لفظ دوسرے کی جگہ پر رکھا جا سکتا ہے دوم
ایسا ترجمہ جو متن میں درج نہیں کیا گیا مگر اسکو رکھنا ضروری معلوم ہوتا ہے۔ سوم الفاظ یا فقرات
کا لفظی ترجمہ جو متن میں بے محاورہ ہیں مگر مطلب کو کم و بیش واضح کرنے والے ہیں۔ چہارم سکوں
اور اوزان وغیرہ کے پیمانے جنکے لئے متن میں کوئی خاص لفظ ترجمہ نہیں کیا جا سکتا۔ یہہ بھی
تجویز ہوا کہ نظم کے اقتباسات کو نظم کی صورت میں لکھا جائے اور متن کو پیراگراف میں تقسیم کیا جائے۔

ناموں کے ترجمہ کی نسبت یہہ فیصلہ ہوا کہ جو نام روزمرہ کی بولی میں مروج ہو چکے ہیں انکو تبدیل نہ کیا جائے۔ باقی نام حتی الامکان اپنی اصلی صورت میں رکھے جائیں۔ مثلاً انجیل نویسوں کے نام اور پطرس پرانے ترجمہ کے مطابق رکھے گئے ہیں حالانکہ درست نہیں ہیں۔ خداوند کے نام کی نسبت بہت بحث ہوئی۔ بعض اصحاب نے بجائے یسوع کے عیسیٰ تجویز کیا کیونکہ ایک تو یہہ نام اردو میں مروج ہے اور دوسرے سننے میں زیادہ موزون معلوم ہوتا ہے۔ مگر کمیٹی نے منظور نہ کیا کیونکہ مسیحیوں میں یسوع عام مروج ہے۔ اور یہی عین عبرانی لفظ کے مطابق بھی ہے لفظ عیسیٰ زمانہ قدیم کے وقت سے جاری ہے اور غالباً لفظ موسیٰ کے ساتھ قافیہ بندی کے لحاظ سے مرغوب سمجھا گیا۔

اب باقی فیصلہ یہ تھا کہ کس علاقہ کی اردو کو سند قرار دیا جائے۔ اسپہ کثرت رائے سے قرار پایا کہ دہلی کی زبان میں ترجمہ کیا جائے۔ اردو زبان میں ترجمہ کرنے وقت وہی مشکلات سدراہ نہیں ہوتیں جو بعض اور زبانوں میں پائی جاتی ہیں۔ مثلاً یہہ زبان کسی خاص مذہبی فرقہ کی زبان نہیں بلکہ ایک وسیع ملک کی مختلف اقوام کی ضروریات کے لحاظ سے وضع کی گئی ہے اور اس کے مصنفوں نے ایسی زبان اختیار کی جو عام فہم اور پسندیدہ ہو اس لئے اردو کے بولنے اور لکھنے والوں کی زبان میں کوئی اس قسم کا فرق نہیں جو بنگالی یا تامل زبان میں پایا جاتا ہے۔

یاں اسقدر گنجائش نہ ہوگی کہ جو جو دلچسپ الفاظ اور محاورات انجیل کے لئے ترجمہ میں داخل کئے گئے ہیں درج کئے جائیں۔ ہمیں یقین ہے کہ ڈاکٹر وائٹ برئیٹ صاحب کا رسالہ اردو میں ترجمہ ہو کر جلد شائع کیا جائیگا۔ نئے ترجمہ کے لئے یہہ رسالہ بمنزلہ ایک دیباچہ کے ہے اس لئے ہر ایک مسیحی جو انجیل کے مطالعہ کا شوق رکھتا ہے ضرور اس کو غور سے پڑھے +

رُوح القدس کے نازل ہونے سے کلیسیا کو کیا فوائد حاصل ہوتے ہیں

از پادری رابرٹ کلارک صاحب مرحوم

پاک رُوح سے - بے ریا محبت سے - کلام حق سے - خدا کی قدرت سے - ۲۔ کرنتھیوں ۶۔۷

آسمان کی بادشاہی زمین پر انہی اصولوں اور طاقتوں سے قائم رہتی اور بڑھتی جاتی ہے جن سے پہلے پہل شروع ہوئی تھی ہمارے خداوند کے اپنے الفاظ جو اسنے اپنے باپ کی طرف مخاطب ہو کر کہے یوحنا کی انجیل کے سترھویں باب میں یوں مندرج ہیں "جس طرح تو نے مجھے دنیا میں بھیجا میں نے انہیں دنیا میں بھیجا ہے" - جب ہمارے خداوند کو باپ نے دنیا میں بھیجا تو جو کچھ اُس نے کیا وہ چاروں اناجیل میں بیان کیا گیا ہے - اور جب خداوند نے رسولوں کو دنیا میں بھیجا تو اُنکے کارنامے اعمال کی کتاب میں مندرج ہیں - جس خداوند نے ہم کو اپنے مشنری بنا کر یہاں پنجاب میں بھیجا ہے وہی ہم کو سکھائیگا کہ جس خدمت کے لئے اُس نے ہم کو بھیجا ہے اسکو کیونکر بہترین طور پر سرانجام دینا چاہئے اور اُسکے بجا لانے میں ہماری مدد کریگا - اُسی سترھویں باب میں ہمارا خداوند پھر یوں فرماتا ہے "اُنکے واسطے میں اپنی تقدیس کرتا ہوں تاکہ وہ بھی سچائی سے مقدس ہوں" - جب مسیح نے رسولوں کو دنیا میں بھیجا تو اُسنے اپنی تقدیس کی تاکہ اُسکے شاگرد بھی مقدس ہوں - اگر مسیح نے ہم کو یہاں بھیجا ہے تو ضرور ہے کہ ہم اپنی تقدیس کریں تاکہ ہمارے شاگرد اور سب لوگ جو ہمارے چاروں طرف ہیں اِسی طرح سے مقدس بنیں - اور یہہ فقط سچائی سے ہو سکتا ہے یعنے حق کے ان اصولوں کو مدنظر رکھنے سے جو کلام اللہ میں مندرج ہیں -

رسولوں کے اعمال کی کتاب مشنری کا ہدایت نامہ ہے - وہ رُوح القدس کی انجیل ہے - وہ سب سے پہلے تواریخ کلیسیا ہے اور الہام سے لکھی گئی - وہی اوّل مشنریوں کی رپورٹ ہے جو شائع کی گئی ہے - مسیح مر کر جی اُٹھا تھا اور صعود کر کے جناب عالی کے دہنے

ہاتھ جا بیٹھا جہاں سے اُس نے اپنے وعدہ کے مطابق اپنی رُوح کو انڈیل دیا۔ رُوح القدس کا نزول خصوصاً دو باتوں کے سبب قابل لحاظ ہے یعنے بہتات اور اپنے وسیع اطلاق کے لئے۔ رسول اوّل اُسکے منتظر تھے اور جب وہ آئے تو اُنہوں نے اپنے تیار شدہ دلوں میں اُسے قبول کیا اور وُہ فوراً سراسر بدل گئے اور پھر اوروں کو تبدیل کرنے کے لائق ہو گئے۔ انکو نہ فقط اختیار ملکیا پر کام کرنے کا زور بھی ملا۔ دم نے اُن میں زندگی پھونکی۔ اور آگ نے ان کو صاف اور منور کر دیا اور ایسا شعلہ اُنکے اندر روشن کیا جو انہوں نے اوروں تک پہنچانا تھا۔ تب وُہ دنیا میں نکل گئے تاکہ جو کچھ مسیح نے کیا تھا وُہ بھی کریں۔ وُہ اس کے گواہ تھے۔ مسیح نے فرمایا کہ اگر میں جاؤں تو میں اُسے تم پاس بھیجونگا۔ اور جب وُہ آئے تو وُہ سب اپنے اپنے مقررہ کام کرنے کے لئے نکل گئے۔ یہہ سب مسیح کا کام تھا اور مسیح سے اسکی رُوح کے ذریعہ انکو ملا تھا۔ اور اُسوقت آدمیوں کے ذریعہ یہہ کام ہوا جیسا کہ اسوقت بھی ہوتا ہے اور خدا آج تک ہمیشہ اسی ذریعہ سے انسان کا دل بدل دیتا اور اسکو ترقی بخشتا ہے۔ جیسا کہ ایماندار محکم مسیح پر گواہی دیتے تھے اسی طرح رُوح القدس نے بھی گواہی دی۔ اس طور پر ایماندار رُوح القدس کے ہاتھ میں گویا ہتھیار بن گئے۔ رُوح اُنپر نازل ہوئی اُسوقت جبکہ وُہ سب ملکر جمع تھے نہ کہ انکے جدا جدا ہونے کی حالت میں اُنکے ایک دل ہونے کے وقت نہ کہ پھوٹ اور جھگڑے کے وقت اُنکے دعائیں لگے رہنے کے وقت نہ کہ ایسے موقعہ پر جب وُہ دعا نہیں مانگتے تھے۔ وُہ ایسا وقت تھا جب وُہ سب ایک دل ہو کر ایک جگہ میں جمع تھے۔ تب گنہگار مقدس بنگئے اور کمزور عیسائی طاقتور ہو گئے اور اس طرح نجات یافتہ لوگ اوروں کو بچانے نکل گئے۔ وُہ نہائت خوشی کا موقعہ تھا کیونکہ وُہ لوگ خوشی اور رُوح القدس سے معمور ہو گئے تھے۔ تب اندھوں کی آنکھیں اور بہرُوں کے کان کھل گئے۔ لنگڑے ہرن کی طرح چوکڑیاں بھرنے لگے اور گونگے کی زبان گانے لگی۔ کیونکہ بیابان میں پانی کے چشمے پھوٹ نکلے اور صحرا میں ندیاں جاری ہو گئیں۔ اُسوقت ایسا واقع ہوا اور جب خدا کی رُوح ہم پر نازل ہو تو پنجاب میں بھی ایسا ہی ہوگا۔

اعمال کے پہلے حصہ میں ہم پطرس کا بہت سا حال پڑھتے ہیں۔ خدا نے اُسے رسُولوں میں سے چُن لیا کہ یہودی اور غیر قومیں اُسکے مُنہہ سے انجیل کا کلام سُنکر ایمان لائیں۔ اُس نے بادشاہی کے دروازے اُن دونوں پر کھولدئے۔ پطرس کو اُس بڑے نام کی طاقت معلوم تھی اور وُہ اسکو کام میں لایا۔ اُس نے مُنادی کی کہ اُسی یسُوع کے نام نے آدمیوں کے رُوح اور جسم کو صحت بخشی ہے اور اُسی نام سے نجات ہے۔ سب رسُولوں سے ہر قسم کا خوف و خطر جاتا رہا۔ انجام کی نسبت اُنکو کوئی اندیشہ نہ تھا۔ اُنکے دِل میں نہ غرور کو جگہ تھی نہ حسد اور بغض کو اُنکے میں دخل تھا۔ وُہ اپنی ضرورت کے مطابق خدا سے طاقت حاصل کرتے تھے۔ اگر وُہ انجیل سنانے کے سبب سے قید خانہ میں ڈالے گئے تو فرشتہ نے اُنکو وہاں سے نکالا جب ڈیکن مقرر کئے گئے تو وُہ سب کے سب رُوح اور حکمت اور ایمان سے بھرپور تھے۔ عوام نے غضبناک ہوکر رُوح القدس کا مقابلہ کیا اور ستیفان کو سنگسار کیا۔ اُسنے رُوح القدس سے معمور ہو کر خداوند کو آسمان میں کھڑے دیکھا۔ اور جیسا خداوند نے اپنے دشمنوں کے لئے دُعا کی تھی اُس نے بھی اُنکے حق میں دُعائے خیر کی۔ اُس کی شہادت سے انجیل ادھر اُدھر پھیل گئی۔ فیلبوس سامریہ میں چلا گیا۔ اور وہاں انجیل کی منادی کی۔ اور اُس علاقہ میں خدا کا کلام پھیل گیا۔ پھر فیلبوس فرشتہ کی ہدایت سے حبشی خوجہ کو ملا۔ اور پھر قیصریہ کو جاتے ہوئے تمام علاقہ میں انجیل کی منادی کرتا گیا۔ اس سے تیئیس سال بعد پولوس یروشلم کو جاتے ہوئے قیصریہ میں اُس کے ہاں فروکش ہوا۔ اس میں کچھ شک نہیں کہ اس عرصہ میں فیلبوس ضرور ادھر اُدھر انجیل سُناتا پھرتا رہا ہوگا۔ اور اپنے گھر میں ایسا عمدہ انتظام رکھا کہ اسکی چار کنواری لڑکیاں نبوّت کرتی تھیں۔ اسی گھر میں پولُوس رسُول اگبس نبی کو ملا تھا کیونکہ وہاں ہر قسم کی مسیحی خدمت کا مرکز تھا۔ ہم نہیں کہہ سکتے کہ اسوقت کرنیلیس قیصریہ میں تھا یا نہیں۔

اعمال کے آخری حصہ میں خصُوصاً مقدس پولُوس کی زندگی کے حالات مندرج ہیں اِس کتاب کے اٹھائیس ابواب میں سے سترہ میں اسکا ذکر کیا گیا ہے۔ وُہ خود عہد جدید کے ستائیس صحائف

غیر قوموں کی طرف روانہ کیا اور اسکو اور برنباس کو مشنری خدمت کے لئے الگ کیا۔ اور رُوح القدس
نے انکو رخصت کیا۔ ہر ایک خاص ضرورت کے موقعہ پر شاگرد از سرِ نو رُوح القدس سے معمور
ہو جاتے تھے۔ اور وہی رُوح انکی رہنمائی کرتی تھی۔ بعض اوقات انکو بعض علاقوں میں کلام
سُنانے کی ممانعت کی جاتی اور دُوسرے علاقوں میں بھیجا جاتا۔ دُوسرے موقعہ پر انکو حکم ہوتا کہ
جہاں وہ ہیں وہیں بےدھڑک کلام سُناتے رہیں۔ فلپی کے قیدخانہ میں ایک بھونچال نے
انکی زنجیروں کو گرا دیا اور دوسرے دروازے کھول دیئے۔ طوفان کے وقت ایک فرشتہ
نے پولوس کو کہا کہ تیری اور تیرے ساتھ تمام جہاز والوں کی جان بچ جائیگی۔ وہ ہر جگہ میں
خدا کی ہدایت کے مطابق کام کرتے تھے۔

چاہئے کہ ہم اپنے نومریدوں کو ادھر اُدھر بھیجیں یا خود اپنے مقررہ جگہ سے نہ
ٹلیں جہاں خدا انکو یا ہمکو اپنے کام کے لئے بُلاتا ہے۔ بڑی بات یہ ہے کہ ہم رُوح سے معمور
ہوں۔ ہم رُوح کے دور میں بستے ہیں۔ ہمارا فرض ہے کہ ہم بیدار رہیں اور دعا مانگتے رہیں۔ اور معلوم
کریں کہ خدا کی مرضی ہمارے حق میں کیا ہے۔

اب ذرا غور کریں کہ اعمال کی کتاب میں کلیسیا کے انتظام کی بابت کیا لکھا ہے۔
قابلِ لحاظ یہ ہے کہ ہر ایک انتظام کسی خاص ضرورت کے موقعہ پر کیا گیا۔ ہر ایک بات نہ فقط
رسولوں کے بلکہ تمام کلیسیا کے روبرو کی جاتی تھی۔ جب خداوند کے صعود کے قریب تین
سال کے بعد ڈیکنوں کا تقرر کیا گیا تو بارہ نے شاگردوں کی ساری جماعت کو جمع کیا اور
اُن سے کہا کہ سات آدمی منتخب کرو اور رسولوں نے انکو مقرر کیا۔ خود رسول دعا اور کلام
کی خدمت کے لئے بُلائے گئے تھے۔ مثلاً مقدس پطرس فرماتا ہے کہ میں یافا کے شہر
میں دعا مانگ رہا تھا۔ دعا مانگنا اسکا کام تھا۔ پھر ان لوگوں کے ساتھ جو قیصریہ سے اسے
بُلانے آئے تھے اُسنے کلام کی خدمت کی۔ کلیسیا کے دیگر کاروبار کے لئے ایک علیحدہ
انتظام تھا یعنے چند اشخاص ایمان اور قوت اور حکمت اور رُوح القدس سے معمور مقرر کئے

گئے جو اپنے مقررہ فرائض کے علاوہ اپنی فرصت کے اوقات انجیل کی منادی میں صرف کیا کرتے تھے۔ ابتدائی کلیسیا اپنے لے مین سے بہت کام لیا کرتی تھی جیسا کہ ہماری چرچ مشنری سوسائٹی بھی ولایت میں کیا کرتی ہے۔

اوّل چرچ کونسل میں رسول او بزرگ اور ساری جماعت جمع تھی تاکہ غیر قوموں میں سے نومریدوں کے ختنہ کی نسبت فیصلہ کیا جائے۔ نہ فقط رسول ہی بلکہ ساری کلیسیا موجود تھی خوب بحث ہوتی رہی۔ مگر کلیسیا بیٹھی سنتی تھی۔ آپس میں رائے کا اختلاف ہوا ہوگا کیونکہ بعض اشخاص اپنے پرانے خیالات ترک کرنے کی نسبت کلیسیا میں فرقہ بندی زیادہ پسند کرتے تھے بہر روح القدس کے ذریعہ ہوا کہ بعض غیر ضروری رسوم کی نسبت چشم پوشی کا فتویٰ دیا گیا۔ روح القدس اور رسولوں نے یہ بہتر جانا کہ غیر اقوام کے نومریدوں پر کوئی غیر ضروری بوجھ نہ ڈالا جائے۔ غیر اقوام میں سے اور یہودیوں میں سے مسیحی نومرید اب دو نہیں بلکہ ایک فرقہ ہوگئے کیونکہ وہ میراث میں شریک و مسیح کے ایک بدن کے جانشین تھے۔ جو چادر زمین کے ہر قسم کے جانداروں سے پر آسمان سے اتری تھی وہ پھر آسمان ہی پر کھینچی گئی۔ اب آسمان و زمین پر مسیحیوں میں ذات پات کا فرق نہ رہا۔ قابل لحاظ ہے کہ یروسلم اور انطاکیہ دونوں مقاموں کے جلسوں میں ساری جماعت اکٹھی ہوئی۔ میں اس امر کا خصوصاً اسلئے ذکر کرتا ہوں کہ بعض باتیں کئی ایک مقامات سے میرے کان میں پڑ رہی ہیں۔ خصوصاً ملک فارس میں سی ایم ایس کے ایک مشنری صاحب مسٹر کارلس کے الفاظ جو انہوں نے کراچی سے بوشہر کی طرف روانہ ہوتے وقت میری طرف لکھے مجھے یاد ہیں۔ انہوں نے فرمایا کہ میں اب سے پنجاب کو اپنی دعاؤں میں یاد کیا کرونگا تاکہ وہاں کی کلیسیا کو ایسی قوت اور برکت حاصل ہو کہ وہ اپنے پاؤں پر کھڑی ہوجائے۔ مجھے معلوم ہوتا ہے کہ اسوقت بادی النظر میں ہندوستانی کلیسیا انگریزوں اور انگریزی کلیسیا پر ایسا دارومدار رکھتی ہے کہ ممکن نہیں کہ وہ آزادانہ ترقی کرسکے۔ مگر مجھے امید ہے کہ اسے آئندہ زیادہ آزادی حاصل ہوتی جائیگی اور ہندوستانی اسقفی کے بیج جلد نمودار

ہونے لگیں گے۔

ہم رسُولوں کے اعمال میں کلیسیا کی ساخت اور بنتے جانے کا بہت سا حال پڑھتے ہیں۔ لفظ کلیسیا عہد جدید میں اٹھانوے دفعہ استعمال ہوا ہے۔ بیاسی مرتبہ تو مسیحیوں کی اس ظاہری جماعت کے لئے آیا ہے جو بعض خاص مقامات میں رسُولوں یا دیگر اشخاص کے ذریعہ قائم کی گئی جیسا کہ ہندوستان میں بھی مختلف جگہوں میں قائم ہو رہی ہے۔ ابتدائی زمانہ میں یہہ سب کلیسیائیں اکٹھی ہوتی اور محنت کرتی تھیں اور رسُول اور خود مسیح مکاشفات کی کتاب میں انکو اس طور پر خطاب کرتا ہے کہ گویا وہ سب علیحدہ علیحدہ اپنے اپنے بزرگوں اور اسقفوں کے زیر نگرانی اور اپنی تعمیر اور کاموں کے لئے ذمہ وار ہیں۔ پھر یہہ لفظ کلیسیا عہد جدید میں بارہ دفعہ مومنین کی عمومی جماعت کے لئے آیا ہے جنکے باطن اور تعداد سے فقط خدا ہی واقف ہے۔ وہی مسیح کا بدن اور ایک کاتھلک اور رسُولی کلیسیا ہے جسکا سر مسیح ہے کلام اللہ میں کسی ظاہری کاتھلک اور رسُولی کلیسیا کا ذکر نہیں ہے جو زمین پر مسیح کی جانشین ہے یا جو خدا کے کلام اور مرضی کے بے خطا مفسر اور مشہر ہے جسکی بابت اور جسکے کہیں نہ جاتے خواہ وہ صحیح ہو یا غلط ہمیں دنیا میں انسان کو اپنا استاد اور ہادی ٹھہرانا نہیں چاہئیے۔

میں اسوقت مشنریوں کے ساتھ ابتدائی کلیسیا کے آغاز اور ترقی کا حال بیان کر رہا ہُوں۔ اس ضمن میں رسُولوں کے سردار کا وہ عیب نظر انداز نہیں کر سکتا جو خُدا کے الہامی کلام میں ہمارے فائدہ کے لئے مندرج ہے۔ رسُول انسان تھے اور ہم بھی انسان ہیں روح القدس کو قبول کرنے سے انسانی کمزوری زائل نہیں ہو جاتی۔ نہ انسانی طبیعت کی کامل تبدیلی فوراً ہوتی ہے پولوس اور برنباس میں مرقس کی نسبت سخت تنازعہ ہُوا اور وہ جُدا ہو گئے۔ اصلی لفظ سے معلوم ہوتا ہے کہ ان میں جھگڑے نے بڑی بدمزگی پیدا کی ہوگی۔ نصیحت کا فرزند مغلوب ہو گیا اور اس جھگڑے کا انجام یہہ ہُوا کہ دُنیا کے وُہ سب سے بڑے مشنری ایک دوسرے سے جُدا ہو گئے۔ ممکن ہے کہ دونوں دوستی رہیوں کم از کم انکا اپنا یہہ خیال تھا اور وُہ ایک

تھے ہے اور اپنے اپنے اصول کو ہاتھ سے نہ دیا۔ خدا نے اپنے رحم و کرم سے ان دونوں کی کمزوریوں سے انجیل کی ترقی دنیا میں کرا دی۔ پھر گلتیوں کے نام کے خط میں مقدس پولوس ذکر کرتا ہے کہ میں نے کیونکر پطرس کی مخالفت کی۔ ان نظائر سے معلوم ہوتا ہے کہ کلیسیا کے بڑے بڑے ارکان بھی غلطی سے مبرا نہ تھے۔ اور نیک نیتی سے ایسے کام کر گزرتے تھے جو کلیسیا کیلئے نقصان کا باعث ہوا کرتے تھے۔

اعمال کی کتاب روح القدس سے شروع ہوتی ہے اور روح القدس ہی سے ختم ہوتی ہے۔ اول اسکے نازل ہونیکا وعدہ اور اس وعدہ کی تکمیل ہے۔ ساری کتاب کا لب لباب یہہ ہے کہ کلیسیا کی کیا حالت تھی اور جب مرد اور عورتیں روح القدس سے بھر گئیں تو وہ کیا سے کیا بن گئے اور اسکے نازل ہونے سے کیا کیا واقعات سرزد ہوئے۔ اعمال کی کتاب کے خاتمہ پر ان لوگوں کو ملامت کیگئی ہے جنہوں نے روح القدس کو رد کیا۔ جب یہودیوں نے اسکا انکار کیا تو انجیل غیر قوموں کے پاس بھیجی گئی اور خدا کے فضل سے وہ اُسے قبول کر رہے ہیں۔

اعمال کی کتاب میں ہمارے سامنے صفائی سے یہہ ظاہر کیا گیا ہے کہ اس ملک پنجاب میں کون کونسی باتیں ضروری ہیں۔ اصلی سوال یہہ نہیں کہ یوروپین یا دیسی کارندے بہت یا تھوڑے ہیں۔ زیادہ ضروری یہہ ہے کہ کیا ہم سب روح القدس سے معمور ہیں یا نہیں۔ یہہ روپیہ پیسہ کی بات نہیں کیونکہ اعمال کے ایک سرے سے دوسرے سرے تک کہیں نقدی کا ذکر نہیں آیا سوائے پطرس کے اس قول کے جو اُسنے شمعون کیطرف مخاطب ہو کر فرمایا کہ تیرے روپے تیرے ساتھ برباد ہوں۔ خدا کی بخشش روپیہ سے نہیں خریدی جا سکتی۔ پھر ہم پڑھتے ہیں کہ سب جنکے پاس زمین یا مکانات تھے بیچکر محتاجوں کو خیرات میں دیتے تھے نہ کہ مشنوں کی مدد کیلئے۔ آدمی اپنے ہاتھوں سے محنت کرکے عزیزوں کی احتیاج رفع کیا کرتے تھے۔ ہم روپیہ پیسہ کو حقیر نہیں سمجھتے کیونکہ موجودہ صورت میں ہمارے مشن اسکے بغیر چل نہیں سکتے۔ لیکن نقدی ہماری خاص ضرورت نہیں ہے بلکہ روح القدس۔ ہمارے سامنے بڑا بھاری سوال یہہ ہے کہ کیا ہم نے حقیقت میں روح القدس کی معموری حاصل کی ہے یا نہیں۔ جیسا مسیح نے رسولوں کو فرمایا تھا ہمیں بھی کہتا ہے کہ تم روح القدس لو۔ اعمال میں مسیحی ہمیشہ روح سے معمور تھے۔ اسکو حاصل کرنے کے لئے ضرور ہے کہ ہم پہلے خالی ہوں۔ مقدس پولوس کو خالی ہوتے اور روح القدس سے

پھر تو یہوتے تین دن لگے تھے۔ اُسنے نور دیکھا اور آسمان سے آواز سُنی اور پھر آہستہ آہستہ زندگی آئی۔ زندگی کا اوّل نشان یہہ تھا کہ دیکھو وہ دُعا مانگتا ہے۔ اسکی اوّل گواہی یہہ تھی کہ مسیح خدا کا بیٹا ہے۔ اسکا اوّل انجام یہہ تھا کہ لوگ اسکو قتل کرنے کی صلاح کرنے لگے۔ باوجود اسکے وہ بچ نکلا اور تیس سال تک محنت کرتا رہا۔ وُہ رُوح القدس سے معمور تھا۔

خدا ہم کو اُس خدمت کے لیے جسکو انجام دینے کے لئے اُسنے ہم کو اس ملک میں بلایا ہے۔ روح القدس کی بخشش زیادہ زیادہ عطا کرے یسوع مسیح کی خاطر سے۔ آمین

وُہ مُوا ہم جی اُٹھے

یسعیاہ - ۵۳ باب

کیا کہوں مصلوب عیسےٰ بخطا کیونکر ہوا — جی سے ہمدردِ بشر ابنِ خدا کیونکر ہوا

مارا کوٹا حق نے اور اسکو ستایا موت تک — وُہ مؤا ہم جی اُٹھے یہہ معجزہ کیونکر ہوا

اُسمیں کچھ خوبی نہ تھی مشتاق ہوتے جسکے ہم — تو پھر اُبدل ایک عالم مُبتلا کیونکر ہوا

مار کھائی اُسنے چنگے ہو گئے ہم سب کے سب — وُہ پٹا ہم بچ گئے یہہ کیا ہوا کیونکر ہوا

کاٹ ڈالا اُسکو زندوں کی زمیں سے ہائے ہائے — یہہ ستم اَے خالقِ ارض و سما کیونکر ہوا

خشک جڑ سے پھوٹ نکلا ہے وُہ کونپل کیطرح — باغباں تیرا شجر یہہ پھر ہرا کیونکر ہوا

ہائے اُسکی قدر کچھ ہم نے نہ جانی بھول کی — وہ جو ذی عزّت تھا رسوا برملا کیونکر ہوا

جان دیکر فدیہ میں دیکھیگا اپنی نسل وُہ — پُشت سے اسکی یہہ پیدا سلسلا کیونکر ہوا

وُہ مؤا گاڑا گیا پھر تیسرے دن جی اُٹھا
ہم نے منّت کہہ دیا جو کچھ ہوا کیونکر ہوا

ہماری اصلی حالت

خواہش بد نے دل میں جب خار گنہ چبھو دیا
تڑپا ضمیر غم سے تب چشم خرد نے رو دیا

ابن خدا سا ناخدا لایا بساحل بقا
تو نے جہاز عمر کا بحر فنا ڈبو دیا

میں تو خراب تھا صریح ذات ہی سے وقبیح
اپنے لہو سے یا مسیح تو نے یہ داغ دھو دیا

خادم شرع پیشتر زاہد خشک تھا مگر
دامن زر نچوڑ کر کس نے اسے بھگو دیا

آنکھیں کھلیں جو ناگہاں دیکھی بدی عیاں
عیش سرور جاوداں چشم زدن میں کھو دیا

حرص و طمع ہوا و ہوس جو وسخا فیض جس
گذریں ہزارہا برس دلکا وہ دہل جو بو دیا

منت ہوئے اشکبار چشم کرتے زار زار
تو نے یہ ہار آبدار موتیوں سے پرو دیا

REV. IMAD-UD-DIN D.D.

پادری مولوی عماد الدین صاحب ڈی۔ ڈی مرحوم

پادری مولوی عماد الدین صاحب ڈی ڈی مرحوم

نہایت رنج اور افسوس کا مقام ہے کہ ہمارے پنجاب کی کلیسیا کی زینت مولوی عماد الدین صاحب بعارضہ کار بنکل بتاریخ ۲۸ اگست بوقت ۱ بجے دن کے انتقال فرما گئے - مولوی صاحب نے جو خدمت ہندوستانی کلیسیا کی اپنی تصانیف اور وعظوں کے ذریعہ قریب چونتیس سال تک کی وہ مدت تک اُنکے نام کو اس ملک میں قائم رکھیگی - آپ بزرگ پادری کلارک صاحب کے ذریعہ مسیحی کلیسیا میں شامل ہوئے اور زندگی بھر اُنکے ہمخدمت رہے - اور حق تو یہہ ہے کہ جو قدرشناسی کلارک صاحب نے مولوی صاحب کی لیاقت اور خدمت کی کی اُسی نے مولوی صاحب کے نام کو انگلستان تک روشن کر دیا - اب شاگرد اپنے اُستاد کے پیچھے پیچھے بہ زمان عبور کر گیا ہے - ہم اُنکی نسبت کہہ سکتے ہیں کہ وہ اپنے جیتے جی عزیز اور دلپسند تھے اور اپنی موت میں کبھی جدا نہ ہوئے - مولوی صاحب کی جگہ خالی ہو گئی ہے معلوم نہیں خدا کسکو اُنکی جگہ اُٹھا کھڑا کریگا کیونکہ آدمی آتے جاتے رہتے ہیں مگر خدا کا کام کبھی نہیں رکتا - وہ بعض اوقات ایک نعمت واپس لے لیتا ہے تاکہ اُس سے بہتر ہمکو دیدیوے - مولوی صاحب کی نسبت مندرجہ ذیل مختصر کیفیت اُنکے اقربا میں سے ایک صاحب نے بغرض اندراج ہمارے پاس بھیجی ہے

آپ سنہ ۱۸۳۰ء میں بمقام پانی پت پیدا ہوئے اور اپنے بھائی مولوی کریم الدین صاحب کے ہمراہ رہکر آگرہ کالج میں تعلیم پائی سنہ ۱۸۶۶ء تک سرکاری ملازم رہے - ۲۹ اپریل سنہ ۱۸۶۶ء میں خدا کے فضل سے جناب پادری کلارک صاحب سے مسیحی گلے میں شامل ہوئے اور جس کمرہ میں عیسائی ہونیکے وقت پادری کلارک صاحب سے گفتگو ہوئی تھی اُسی کمرہ میں مسیح کی گود میں سو رہے -

۔۔ دسمبر سنہ ۱۸۶۸ء میں خادم الدین کا درجہ پایا اور ۱۵ دسمبر سنہ ۱۸۷۲ء میں قسیس کے پاک عہدہ پر سرفراز ہوئے اور ۳۰ دسمبر کو ڈی ڈی کا خطاب بشپ فرنچ صاحب نے جناب آرچ بشپ صاحب کنٹربری کی طرف سے امرتسر میں دیا تھا - جسکے ساتھ آرچ بشپ صاحب کی جلیل سند مورخہ ۲۶ ماہ اپریل سنہ ۱۸۸۴ء ہے اور حضرت جناب ملکہ معظمہ قیصرہ ہند کا فرمان والا شان مورخہ ۲۰ مئی ۱۸۸۴ء جلوس الا ۔۔۔ مرنے سے پیشتر جو عیسائی اور رشتہ دار اُنکی بیمار پرسی کے لئے آتے تھے اُنسے بڑی تسلی کی باتیں کرتے تھے اور اپنی موت کی خبر خوشی سے دیتے تھے - اور دُعا میں ہمیشہ خدا سے کہتے تھے کہ اے خدا میں نے تیرے سارے کام پورے کر دئیے اب مجھ کو اپنے حضور میں جگہ دے +

دُعا اور بائبل کا مطالعہ

اس مہینے ہم پولوس کے چوپانی خطوط کا مطالعہ کرینگے۔ تواریخی طور سے ہمیں پختہ معلوم نہیں کہ رسول کی زندگی کے کس حصّے میں وہ لکھے گئے۔ روائت سے معلوم ہوتا ہے کہ جس قید کا رسولوں کے اعمال کی کتاب میں بیان ہے اُسے پولوس نے رہائی پائی اور کچھ عرصہ خدمت کرنے کے بعد پھر دوبارہ شہر روما میں قید کیا گیا۔ اور مفسّرین کا عام اتفاق ہے کہ چوپانی خطوط اس دوسری قید کے وقت لکھے گئے۔ ان میں عموماً کلیسیا کے انتظام و قواعد کا ذکر ہے اور بعض آیتیں مرتے دم تک برزبان رکھنے کے قابل ہیں۔

تیمتھیُس کے نام پولوس رسُول کا پہلا اور دُوسرا خط

تیمتھیُس کی سرگذشت کے لئے اعمال ۱۶: ۱-۳ + ۱ تیمتھیُس ۴: ۱۴ + ۶: ۱۲ + ۲ تیمتھیُس ۱: ۱-۶ + ۳: ۱۰، ۱۱ و ۱۴ و ۱۵ ملاحظہ ہو۔ تیمتھیُس جو افسس کی کلیسیا کا بشپ تھا اور پہلا خط اسکی ہدائت کے لئے لکھا گیا اور اس میں انتظام کلیسیا کے قواعد وغیرہ درج ہیں۔ دُوسرے خط میں رسُول کے آخری الفاظ ملتے ہیں کیونکہ یہہ خط اسوقت لکھا گیا تھا جب رسول جام شہادت پینے کا منتظر تھا۔ اسمے محبت تنبیہیں۔ حوصلہ افزائی اور مشت و سماجت منترشح ہے۔ اور صاف وظاہر ہے کہ دکھ و مصیبت کی تاریک سے تاریک ساعت میں بھی مسیحیت مومنین کو کیسی تسلی اور زور بخشتی ہے۔

طِطُس کے نام پولوس رسُول کا خط

طِطُس کی سرگذشت کے لئے دیکھو گلتیوں ۲: ۱-۴ + ۲ کرنتھیوں ۲: ۱۳ + ۷: ۶ و ۱۳ + کریتے کی کلیسیا اسوقت طِطُس کی زیرِ نگرانی تھی یہہ کام بڑا نازک اور ذمہ داری کا تھا اور پولوس اُسے کلیسیا کے انتظام کے بارے میں نصیحت کرتا اور حوصلہ دلاتا ہے۔

یُوحنّا کی انجیل

پہلی تین انجیلوں کے مشتہر ہونے کے بہت عرصہ پیچھے چوتھی انجیل لکھی گئی۔ مقدس یوحنا

ان ہی واقعات کو نہیں دُہراتا جو پہلی انجیلوں میں درج ہیں بلکہ بطور ضمیمہ کے لکھتا اور انکی تکمیل کرتا ہے اور ان سے جو کچھ غلط خیال پیدا ہو گئے تھے انکی اصلاح بھی کرتا ہے اور خصوصاً انکے صحیح اور گہرے معانی کے سمجھنے کا طریق بتاتا ہے۔ اسے اکثر رُوحانی انجیل کا نام بھی دیا جاتا ہے پہلی تین انجیلوں میں تو ہمیں صرف یسُوع مسیح کی سادہ تصویر ملتی ہے لیکن یُوحنّا ان رُوحانی خیالات کو جو اس عجیب زندگی میں ملتے ہیں بڑے نمایاں طور سے ظاہر کرتا ہے۔ وُہ بیان کرتا ہے کہ کیونکر مسیح ذاتِ الٰہی کا ظہور۔ اور کلام مجسّم ہے اور اس ظہور سے انسانی دل پر کیا اثر ہُوا۔ ایک طرف تو بے ایمانی اور بھی بڑھ گئی اور دوسری طرف ایمان راسخ و مضبوط ہو گیا۔ وُہ بڑی وضاحت سے دکھاتا ہے کہ بے ایمانی بتدریج کیسے بڑھتی گئی یہاں تک کہ اسکا آخر صلیب بنے پر ہوا اور شاگردوں کے دل میں ایمان نے کیسی ترقی کی یہاں تک کہ تھوما نے اقرار کیا کہ "اے میرے خداوند اور اے میرے خدا" اس انجیل کی کلید ان الفاظ میں ملتی ہے "ایمان لاؤ" (۹۱ دفعہ) "گواہی" (۴۷ دفعہ) اس انجیل کے لکھنے کا مقصد ایمان کا پیدا کرنا ہے "تاکہ تم ایمان لاؤ کہ یسُوع ہی خدا کا بیٹا مسیح ہے اور ایمان لاکر اس کے نام سے زندگی پاؤ" یُوحنّا ۲۰: ۲۱ –

مسیحی بابت اپریل ۱۹۱۶ء میں یوحنّا کی انجیل کے مطالعہ کا خاکہ دیا گیا تھا اسسے آپکو بڑی مدد ملیگی ہر ایک باب کا جُدا جُدا نام۔ مثلاً باب یوحنّا بپتسمہ دینے والا۔ باب قانائے گلیل۔ باب نقودیمس وغیرہ ایک نئے عہد نامہ کی جلد لیکر جہاں کہیں لفظ "ایمان لاؤ" یا "گواہی" ہے اس پر نشان لگا دو۔ لفظ "نشان" (۱۷ دفعہ) پر بھی نشان لگاؤ۔ ان اشخاص کی فہرست بناؤ جنھوں نے مسیح کے حق میں گواہی دی مثلاً یوحنّا بپتسمہ دینے والا۔ نتھانئیل۔ سامری عورت وغیرہ۔ اور یہہ کہ انکی گواہی کیا تھی۔ پھر دیکھو کہ بے ایمانی اور ایمان نے کیسے ترقی کی پھر سوچو کہ کیا مقدس یوحنّا نے اس قدر لکھا ہے کہ جسسے میرے حال میں ۲۰: ۳۱ کا نتیجہ پیدا ہو +

اکتوبر عبرانیوں

۱ ۵ : ۱۱-۶ : ۲۰ عبرانیوں کی حالت کا بیان کن الفاظ میں دیا گیا ہے۔ میری حالت بھی تو کہیں یہی نہیں؟ ہم وعدوں کے وارث کس طرح بنیں۔

۲ ۷ : ۱ - ۲۸ ملک صدق کی کہانت کی خصوصیت کیا ہے؟ دیکھو آیات ۳ و ۱۲ و ۱۶ و ۲۴ و ۲۵ و ۲۸) آیت ۲۵ "نجات دے سکتا"۔ کس کو؟ کس لئے؟ کس قدر؟

۳ ۸ : ۱ - ۱۳ پُرانے عہد میں کیا نقص تھا؟ دیکھو آیت ۹ "قائم نہیں رہے" نئے عہد کی خوبی کیا ہے۔ میں کس کو مانتا ہوں۔

۴ ۹ : ۱ - ۱۴ آیت ۹ "کامل نہیں کر سکتی تھیں" مقابلہ کرو ۱۰ : ۴ و ۱۱ کیوں نہیں؟ مسیح نے اپنے خون بہانے سے ہمارے لئے کیا کیا برکتیں حاصل کیں۔ کیا یہہ اس قابل ہیں کہ انکے لئے اتنی بڑی قیمت دیجاتی۔

۵ ۹ : ۱۵ - ۲۸ کونسی باتیں ایک بار واقع ہوئی ہیں یا ایک ہی بار واقع ہونگی؟ مسیح کے پہلے اور دوسری بار دکھائی دینے میں کیا فرق ہے؟

۶ ۱۰ : ۱ - ۱۸ آیت ۱۰ "پاک کیے گئے" سے اس سارے خط میں مراد ہے "خدا کی نذر کئے گئے" مقابلہ کرو ۹ : ۱۴ + ۱۰ : ۲۹ + ۱۳ : ۱۲ + بھلا اگر خدا کی مرضی یہی ہے اور اتنی بڑی قیمتی قربانی دی گئی تو کیا میں خدا کے لئے الگ کیا گیا ہوں۔

۷ ۱۰ : ۱۹ - ۳۹ آیات ۱۹-۲۵ "چونکہ ہمیں ... ہے" کیا؟ کیا مجھے حاصل ہے؟ "تو آؤ" کیا کرنیکو؟ کیا میں کرتا ہوں؟

۸ ۱۱ : ۱ - ۱۶ ایمان کی قربانی (آیت ۴) چال (۵) کام (۷) فرمانبرداری (۸) ان پر فکر کرو اور عمل بھی۔

۹ ۱۱ : ۱۷ - ۳۰ موسیٰ اپنے ایمان سے کہاں پہنچا؟ اسکا بھید کیا تھا؟ میں نے اپنے ایمان سے "کیا پسند کیا" اور کس پر "ثابت قدم" رہا۔

۱۰ ۱۲ : ۱ - ۱۷ تنبیہہ کے بارے میں اس باب سے ہمیں کیا تعلیم ملتی ہے اسکا سبب۔ مقصد۔ نتیجہ۔ طریق اور ہمارا بڑا نمونہ کیا ہے ؟

۱۱ ۱۱ : ۱ - ۹ ، ۱۲ : ۴ - ۶ انجیل ہمارے لئے شریعت کی نسبت کن باتوں میں پسندیدہ ہے یہ باتیں میرے نزدیک کیا وقعت رکھتی ہیں۔ انہیں نہ ماننے کا نتیجہ کیا ہے۔

۱۲ ۱۳ : ۷ - ۲۵ ان آیات سے ہمیں یسوع مسیح کی بابت کیا معلوم ہوتا ہے اور اس تعلق کی نسبت جو ہمارا اس سے ہے۔

ططس

۱۳ ۱ : ۱ + ۲ : ۸ آیت ۲۔ کیا یہ میری اُمید ہے ؟ آیت ۳ کب اس کا یہ پیغام میرے سپرد ہوا۔

۱۴ ۲ : ۹ + ۳ : ۱۵ ان دو مقاموں ۲ : ۱۱ - ۱۴ ، ۳ : ۴ - ۷ میں نئے عہد نامہ کی سچی صداقت کا خلاصہ لُب لباب درج ہے۔ ان سے کیا تعلیم ملتی ہے۔

۱ تیمتھیس

۱۵ ۱ : ۱ - ۲۰ انکو چھوڑ کر متوجہ ہو گئے (آیت ۶) اور انکے ایمان کا جہاز غرق ہو گیا (آیت ۱۹) میں تو ان لنگروں نے ترک نہیں کئے۔

۱۶ ۲ : ۱ - ۱۵ آیت ۴۔ اسباب میں خدا اپنی رضامندی کیسے ظاہر کرتا ہے اسکے ارادہ کی انجام دہی میں ہمیں کیسی مدد دینی چاہئے۔ خدا تو چاہتا ہے۔ کیا میں چاہتا ہوں؟

۱۷ ۳ : ۱ - ۱۶ آیت ۱۶۔ "دکھائی دیا" "اس کی منادی ہوئی" "اس پر ایمان لائے" ان الفاظ سے طریق نجات کیسے ظاہر ہے۔ مقابلہ کرو یوحنا ۱ : ۱۴ + ۳ : ۱۶ + لوقا ۲۴ : ۴۷ + رومیوں ۱۰ : ۱۴ + ۱۰ : ۹ - ۱۱ ۔

۱۸ ۴ : ۱ - ۱۶ آیت ۷ ، ۹ ۔ ریاضت کر۔ کس لئے ؟ آیات ۱۲ - ۱۶ میں جس دینی خدمت کا ذکر ہے کیا میں اس میں جدوجہد کرتا ہوں۔

۱۹ ۵ : ۱ - ۲۵ آیت ۶۔ کیا میں سچ مچ زندہ ہوں۔ بغور پڑھو رومیوں ۸ : ۶ و ۱۳ + افسیوں ۲ : ۱ - ۵ ۔

۲۰ ۶ : ۱ - ۲۱ روپئے اور اس کے استعمال کے بارے میں اس باب سے کیا تعلیم ملتی ہے ؟ آیات ۱۱ : ۱۲ "بھاگ ..... طالب ہو ..... لڑ" کیا میں

اس پر عمل کرتا ہوں ۔

۲۔ تیمتھیس

۲۱ ۱:۱-۱۸ خدا میری امانت کی حفاظت کریگا (آیت ۱۲) کیا میں اس کی امانت کی حفاظت کرتا ہوں (آیت ۱۴) ۔

۲۲ ۲:۱-۲۶ سپاہی ۔ کشتی میں مقابلہ کرنے والا ۔ مزدور ۔ برتن ۔ ان استعاروں پر غور کرو ۔ میری زندگی پر انکا کہاں تک اطلاق ہے ۔

۲۳ ۳:۱-۱۷ آیات ۱۵-۱۷ ۔ کیا میرے بیبل کے مطالعہ سے مجھ پر یہ اثر ہوتا ہے؟ اگر نہیں تو اسکی وجہ کیا ہے ؟

۲۴ ۴:۱-۲۲ پولوس کی یہ آخری تحریر ہے ۔ اسوقت وہ شہر روما میں قید ہے ۔ اور اکیلا بھی تھا (آیات ۹-۱۱، ۱۶) اور شہادت کا منتظر تھا ۔ لیکن پھر بھی کیسا دلیر ، امیدوار اور مطمئن خاطر ہے ۔ گنتی ۲۳: ۱۰ ۔

یوحنا کی انجیل

۲۵ ۱:۱-۱۱ نور کے ظہور کا کیا بیان ہے ۔ اسکا دوہرا نتیجہ کیا تھا ۔ آیات ۱۴ و ۱۵ و ۶ میں کن تین گواہوں کا ذکر ہے ؟

۲۶ ۱:۱۹-۵۱ پہلے شاگرد اور کلیسیا کی بنیاد ۔ ایمان کیسے پیدا ہوا ؟

۲۷ ۲:۱-۲۲ یسوع اپنی خانگی زندگی کو چھوڑتے وقت گویا اسپر اپنی الوہیت کی مہر لگاتا ہے ۔ وہ اپنی تمام خدمت کو کیسے شروع کرتا ہے ۔

۲۸ ۲:۲۳+۳:۲۱ آیات ۱۸-۲۱ سے کیسے ظاہر ہے کہ ایمان لانا امر اخلاقی ہے ۔ بے ایمانی کی وجہ کیا ہے ؟

۲۹ ۳:۲۲-۳۶ یوحنا بپتسمہ دینیوالے کی خود انکاری اور خود فراموشی پر غور کرو ۔ اس نے یوں اور اپنی منادی سے بھی کیا گواہی دی ۔ ابواب ۱ تا ۳ میں اس کی گواہی کو غور سے پڑھو ۔

۳۰ ۴:۱-۳۰ یسوع نے جو عورت سے گفتگو کی اسمیں خیالات کا آپس میں کیا تعلق ہے

۳۱ ۴:۳۱-۵۴ یہودیہ اور سامریہ میں یسوع کی کیسی خاطر تواضع ہوئی ۔ گلیل میں وہ

تقدیس

حکم۔ خدا کی مرضی یہہ ہے کہ تم پاک بنو ۱-تسلونیقیوں ۴ : ۳ ۔

نجات کے لئے ضرور۔ خدا نے تمہیں ابتدا ہی سے اسلئے چن لیا تھا کہ روح کے ذریعہ سے پاکیزہ بنکر اور حق پر ایمان لاکر نجات پاؤ ۲-تسلونیقیوں ۲ : ۱۳ ۔

ہمارا استحقاق۔ کہ وہ گناہوں کی معافی ... مقدسوں میں شریک ہو پائیں اعمال ۲۶ : ۱۸ ۔

ہمارا تجربہ۔ بعض تم میں ایسے ہی تھے مگر ... پاک ہوئے ۱-کرنتھیوں ۶ : ۱۱ ۔

اسکے لئے دعا کی گئی ہے۔ انہیں حق کے وسیلہ سے مقدس کر یوحنا ۱۷ : ۱۷ ۔

درخواست۔ خدا جو اطمینان کا چشمہ ہے آپ ہی تم کو بالکل پاک کرے ۱-تسلونیقیوں ۵ : ۲۳ ۔

مہیا۔ اسی لئے یسوع نے بھی امت کو خود اپنے خون سے پاک کرنے کے لئے دروازہ کے باہر دکھ اٹھایا ۔ عبرانیوں ۱۳ : ۱۲ ۔

ایک کر دیتی ہے۔ پاک کرنے والا اور پاک ہونے والے سب ایک ہی اصل سے ہیں۔ عبرانیوں ۲ : ۱۱ ۔

ہماری قربانگاہ۔ قربانگاہ نذر کو مقدس کرتی ہے متی ۲۳ : ۲۰ نیز دیکھئے عبرانیوں ۱۳ : ۱۰ ۔

خدا سے ملتی ہے۔ تاکہ مقدس بنائے ۔ افسیوں ۵ : ۲۶ ۔

خدا نے ہمیں اسی لئے بلایا۔ اس لئے کہ خدا نے ہم کو ناپاکی کے لئے نہیں بلکہ پاکیزگی کے لئے بلایا پس جو نہیں مانتا وہ آدمی کو نہیں بلکہ خدا کو نہیں مانتا جو تم کو اپنی پاک روح بھی دیتا ہے ۔ ۱-تسلونیقیوں ۴ : ۷-۸ ۔

بائبل کا فرمان ہے کہ تم پاک بنو ۔ کیا اسے مانتے ہو ۔

بڑے کاموں کا چھوٹا آغاز

دو لڑکوں کی ہمت

ایک سنیچر کی شام کو دو لڑکے ہندوستان کے ایک نو آباد موضع میں اپنے مدرسے کے باہر بیٹھے ہوئے یوں بات چیت کر رہے تھے۔

اسلم۔ کاش کہ یہاں گرجا ہوتا۔

پریم۔ یہ تو کوئی انوکھی خواہش نہیں۔

اسلم۔ کیا تم بتا سکتے ہو کہ پھر میں کیا کرتا۔

پریم۔ نہیں۔ بھلا تم کیا کرتے۔

اسلم۔ کچھ نہ کرتا۔ اس اونچی جگہ پر بڑی ہی اچھی عمارت بنتی۔

پریم۔ تو پھر تمہیں یہ کام مبارک ہو۔ مجھ سے پوچھو تو میں ذرا بھی اس کام میں تم کو نہ روکونگا۔ تمہیں اس شہر سے میری نسبت کچھ زیادہ محبت ہوگی کہ تم یہاں گھر بنانا چاہتے ہو۔

اسلم۔ گھر کا نام کس نے لیا۔ میں تو گرجے کی بابت بات کر رہا تھا۔

پریم۔ اچھا۔ یہ تو بڑی عمدہ بات ہوگی۔ کیا خوب ہو کہ آج شام اس جگہ کی طرف ہم اپنے ہاتھ پھیلائیں اور کل صبح ہی ایک خوبصورت چھوٹا گرجا بنا بنایا تیار پائیں۔ میں تو کل ہی اس گرجے میں جانے کو تیار ہوں۔ جب میں گھر پر تھا تو میں کبھی کبھی گرجے کی پروا نہیں کیا کرتا تھا۔ پر میں تم سے سچ کہتا ہوں کہ جب گرجا پاس نہ ہو تب اس کی قدر معلوم ہوتی ہے۔

اس کے بعد تھوڑی دیر تک وہ چپ چاپ رہے اور دونوں کی آنکھوں کے سامنے پرانے دن جب وہ اتوار کے روز گرجے جایا کرتے تھے پھر گئے۔ پھر اسلم بولا۔

میں تو بیٹھے بیٹھے تھک گیا ہوں چلو تھوڑا سا پھر آئیں۔

پریم۔ نہیں ذرا ٹھہر جاؤ۔ میرے دل میں ایک تجویز آ رہی ہے۔

اسلم نے تھوڑی دیر چپ چاپ انتظار کی اور پھر پریم بولا۔
یہہ تمہارا گرجا بنانے کا خیال بُرا نہیں ہے۔

اسلم۔ میں نے بھی تو اسکو بُرا نہیں سمجھا تھا۔ بات دراصل یہ ہے کہ ہمارے پاس روپیہ نہیں۔

پریم۔ ہاں یہہ تو سچ ہے لیکن تم نے یہہ نہیں سنا کہ انسان کو اپنی چادر کے مطابق پاؤں پھیلانے چاہئیں۔

اسلم۔ اسکے کیا معنے؟

پریم۔ دولت تو ہمارے پاس نہیں سو گرجا بنانے کا نام نہ لو۔ نہ ہی ہمارے پاس کوئی واعظ ہے لیکن میں یہہ سوچ رہا تھا کہ ہمارے پاس کتنا سرمایہ ہے۔ ہمارے پاس دو بائیبلیں ہیں اور دو ہم آپ ہیں۔ اسکے علاوہ ہماری اپنی محنت اور ہماری آواز اور سنڈے سکول کی تعلیم بھی ہمارے پاس ہے۔

اسلم (اپنے سر پر سے) ارے پریم تم باتوں کو کیسے پیچ در پیچ کرتے ہو۔ کیا تم اپنے مطلب کو صاف نہیں بتلا سکتے۔

پریم۔ ہاں صاف ہی بتلا دیتا ہوں۔ ہم ایک سنڈے سکول کھولینگے لو اب تو تمہیں پتہ لگ گیا۔

اسلم۔ کیا تمہارا یہہ مطلب ہے کہ۔

پریم۔ ہاں یہی کہ اگر ہم گرجے کا باقاعدہ انتظام نہیں کر سکتے تو کیا ہم سے اتنا بھی نہیں ہو سکتا کہ دس بارہ بچوں کو جو ادھر اُدھر گلی کوچوں میں پھرتے ہیں جمع کر کے کل شام کو انہیں پڑھانا شروع کر دیں اور نہیں تو آوارہ پھرنے سے اچھا ہوگا۔

اسلم نے قدرے شک کے ساتھ کچھ بے پروائی سے پوچھا۔ کیا تم خیال کرتے ہو کہ ہم یہہ کام کر سکینگے۔

پریم۔ ہاں کیا تمہارا بھی ایسا خیال نہیں ہے۔

اگلے دن شام کو کھانے کے وقت بیلی رام نے اپنے باپ سے کہا۔ بابا آپ بتا سکتے ہیں کہ آج کرپا اور میں کہاں تھے۔

باپ۔ کیا معلوم کہیں اِدھر اُدھر آوارہ پھرتے رہے ہو گے۔ اور کیا؟

کرپا۔ روٹی کا لقمہ منہ میں ڈالے ہوئے بڑبڑایا۔ ہاں۔ آوارہ؟ کوئی نئی بات نہیں؟

بیلی رام۔ جس کے دل میں پورا یقین تھا کہ باپ کے دل میں ایک قسم کا تعجب اور خوشی پیدا ہو رہی ہے۔ بولا۔ ہاں۔ ہم تو سبت اسکول میں گئے تھے۔ جیسا بیلی رام نے خیال کیا تھا باپ خوشی سے چلایا۔ سبت اسکول! اچھا بتلانے میں ہیں بارا تو بارا ہی سہی۔ لیکن یہ تو بتلاؤ کہ یہاں سبت اسکول تمہیں کہاں سے مل گیا۔

ان دو نوجوان منشیوں نے ایک سبت اسکول [illegible] ہے۔ وہ بلانے کے لئے ہمارے پاس آئے اور ہم سے [illegible] اگر وہاں جا [illegible] نہیں اچھا لگا تو جانا بند کر دینگے سو اس خیال سے کہ [illegible] چلے گئے۔

باپ۔ تم کیسے چلا۔

بیلی رام۔ اچھی طرح سے سبق [illegible] کے۔ [illegible] وہاں بہت [illegible] اچھا نہیں لگیگا لیکن سننے میں ایک دفعہ جانا خاصہ اچھا معلوم ہوتا ہے۔

کرپا۔ گانا بہت اچھا تھا۔ پھر اپنے جیب میں ہاتھ ڈالکر ایک پرچہ نکالا۔ اگلی دفعہ کے واسطے ہمیں انہوں نے بتلایا ہے کہ یہاں سے بائبل پڑھو۔ پہلے ہم سے پوچھا تھا کہ تمہارے پاس گھر پر کوئی بائبل ہے یا نہیں؟ مجھے اس کی خبر تو نہیں تھی۔ کیا ہمارے ہاں کوئی بائبل ہے؟

باپ۔ (ذرا سختی سے) ہاں کیوں نہیں؟ ہم بے دین تو نہیں ہیں۔

بیلی رام کی ماں۔ اُٹھ کر کمرے سے باہر گئی اور دیر تک نہ آئی۔ لیکن جب واپس آئی تو ایک بائبل ہاتھ میں لیتی آئی۔ پھر سارے گھرانے نے بڑی کوشش کے ساتھ [illegible] کر کے وہ خاص باب اور آیت نکالی۔

اِدھر اُدھر کی خبریں

راجپوتانہ اور گجرات میں قحط

امرت سر میڈیکل مشن کے ڈاکٹر براؤن صاحب کو مقام ملیرہ سے جو پرنتیج سے پچاس میل کے فاصلہ پر ہے ۶ - اگست کو ایک چٹھی لکھی جو مشتہر کی گئی ہے۔ اسکا خلاصہ ہدیہ ناظرین کیا جاتا ہے

سی ایم ایس مشن کا کام ریاست اودے پور اور ایدر اور وجیا نگر میں ہے - اودے پور کا حصہ پادری آرتھر کی زیر نگرانی ہے انکا صدر مقام کھیرواڑا ہے - پادری تھامسن صاحب کے استعفا دینے پر گونڈ مشن کے پادری ہربرٹ ٹیٹھا صاحب ایدر اور وجیا نگر کے مہتمم مقرر کیے گئے ہیں بھیل مشن کے دونو حصے ایک دوسرے سے جدا ہیں - میں صرف علاقہ گجرات کی نسبت جو ایدر اور وجیا نگر میں ہے لکھتا ہوں - ہمارے متعلق چھ اسٹیشن ہیں - لا سریا (جہاں ہر روز ... اشخاص کو دو وقت کھانا دیا جاتا ہے) بالیا (۱۱۰۰) بلاسیہ (۱۹۰۰) جیتریا (۱۳۰۰) کھمدور (۱۰۰۱) سرسن (۵۰۰) یعنی کل ۶۴۰۰ - قریب ۷۰۰ دیسی کارندوں کے لئے کھانا بھی پہنچایا جاتا ہے یا یوں کہو کہ ہر روز ۱۲۰۰ لوگوں کو ایک وقت کی روٹی دی جاتی ہے - ان تمام اضلاع میں صرف ایک ہندوستانی وجیا نگر کے راؤ صاحب گھر دار ہیں پچاس آدمیونکو ہر روز روٹی کھلاتے ہیں مہاراجہ ایدر بھی بہت کچھ کر رہے ہیں لیکن ریاست کے دوسرے حصے میں - سی ایم ایس مشن کی مدد کے بغیر یہ ۶۴۰۰ شخص بھوکوں مر جاتے - اگر ہم موقعہ پر ذرا پہلے پہنچتے اور روپیہ اور مددگار ہمارے پاس زیادہ ہوتے تو کئی بندگان خدا بھوک اور بیماری کا شکار نہ ہوتے - اب بھی ان اضلاع سے باہر قحط اور موت اپنا کام کر رہے ہیں لیکن ہمارے ہاتھ کام سے ایسے رکے ہیں کہ انکی مدد کرنا امر محال ہے - دو ہفتے سے بارش کم و بیش ہو رہی ہے لیکن اس سے اموات کا شمار چار گنا بڑھ گیا ہے مردوں عورتوں اور بچوں کے بدن پر گوشت کا تو نام و نشان ہی نہیں رہا - یہی معلوم ہوتا ہے کہ ہڈیوں کے گویا پنجرے کھڑے ہیں - اکثر لوگوں نے آخری دم تک مدد لینے سے انکار کیا - یہاں سے کوئی سو میل کے فاصلہ پر ایک عورت اور اسکا ایک جوان بیٹا ۱۹ سال کی عمر کا اور تین چھوٹے بچے ہیں اور گو وہ فاقوں سے سوکھ کر کانٹا سا ہو گئے ہیں ابھی تک ہماری مدد لینے سے انکار کر رہے ہیں - لباس کی بابت کچھ نہ پوچھو - عموماً

عورتوں اور بڑی لڑکیوں کی کمر کے گرد یوں ہی چیتھڑے سے بندھے ہوتے ہیں۔ معدودے چند کے پاس چھاتی [illegible] کیلئے کپڑا ہے۔ چھوٹی لڑکیوں اور مردوں کی کمر میں صرف لنگوٹ ہی لنگوٹ ہوتے ہیں۔ رات کو [illegible] ہے عملی طور پر یہ لوگ دن رات برہنہ ہی رہتے ہیں۔ تو پھر کیا کوئی تعجب کی بات ہے کہ بارش میں حالت [illegible] ہو جائے۔ ان میں تین چار دفعہ میں مشن احاطہ کے باہر ادھر ادھر جاتا ہوں [illegible] تو کوئی نعش ضرور ہی پڑی ہوئی ملتی۔ ایک دن تو دس ایک جگہ ملیں اور [illegible] ہسپتال سے [illegible] میری آنکھوں کے سامنے جان بحق ہوئے اور چار ہسپتال سے [illegible] لوگ ہمارے زیر نگرانی ہیں ان میں سے ۱۸ سے ۲۰ تک ہر روز مرتے ہیں۔ یہ حال باہر ایسے جہاں انتظام سب سے بہتر ہے تو اور جگہ ہوں گے ان کا کیا حال ہوگا۔ ناسرایا [illegible] کے حصہ میں بارش ہے بہتر [illegible] مجھے معلوم ہے [illegible] آبا میں ایک دن ۱۵ اشخاص نے انتقال کیا [illegible] ضلع میں [illegible] نظر آتا ہے مسٹر ریڈ کے پاس اس وقت سات ہزار روپیہ جمع ہے لیکن دو ساڑھے [illegible] بھی [illegible] دیا ہے [illegible] اس چٹھی لکھنے کے بعد الہ آباد کی سی ایم ایس کا [illegible] کمیٹی نے [illegible] کیلئے پندرہ ہزار روپیہ مرحمت فرمایا ہے قرض ادا کیا۔ ہمارے پاس کپڑے کیلئے روپیہ بالکل نہ تھا لیکن چند روز ہوئے [illegible] کے ڈپٹی سیٹھ ہیسن صاحب متعلقہ ارض پر سپیرٹ مشن کی نوازش سے پانسو عورتوں دو سو لڑکیوں سات سو لڑکوں اور تین سو مردوں کے کپڑوں کیلئے حکم دیا گیا ہے۔ انہیں کی نوازش سے سو من بیج خریدا گیا۔ گو ضرورت تو تین سو من کی تھی۔ جتنے بیج دینے کو تیار تو ہیں لیکن اس شرط پر کہ فصل کا [illegible] حصہ (بعض ۲/۱ مانگتے ہیں) ان کو دیا جائے۔ ہمارے پاس ۲۰۲ یتیم بچے ایک چھوٹے سے مکان میں ہیں اور بھی کئی داخل ہونا چاہتے ہیں لیکن ہمارے پاس گنجائش نہیں۔ کئی جوان بیوائیں اور لڑکیاں بے گھر و سامان [illegible] ہیں

ہمیں اشیاء مفصلہ ذیل کی ضرورت ہے۔

روپیہ۔ ماہوار کھانے کا خرچ ہی سترہ سے اٹھارہ ہزار روپیہ ہے۔ قریب تین ہزار اشخاص عورتوں لڑکیوں اور لڑکوں اور کچھ مردوں کیلئے کپڑے درکار ہیں۔ کوئی ساڑھے چار ہزار شخصوں کے لئے کمبل چاہئے۔ بیج و مواشی۔ ہمارے آس پاس کے گاؤں میں تین سو جوڑی بیل درکار ہیں۔ بوبیا اور لاسریا وغیرہ اس تعداد میں شامل نہیں۔ آلات ہل وغیرہ اور پھر میرے ہسپتال کے مریضوں کے لئے مناسب خوراک میسر نہیں۔ خوراک تیار کردہ مثلاً میلن بنجر۔ فوڈ

اس عہدہ کیلئے پادری فتح مسیح صاحب انکی جگہ کام کریں۔ ۱۳۔ ماہ جون کو میں نے مسٹر وڈ کو لکھا کہ پادری ہاول صاحب کو اطلاع کریں کہ حکم کے
ملتے ہی جھنگ بار جانیکو تیار رہیں۔ مسٹر وڈ نے مجھے جواب دیا کہ میں یہہ معاملہ نیٹو چرچ کونسل کی کارکن کمیٹی کے سامنے پیش کرونگا۔
۲۲۔ ماہ جون کو میں نے خود پادری ہاول صاحب کو لکھا کہ چونکہ مجھے مسٹر وڈ سے ابھی تک کوئی جواب نہیں آیا۔ کہ چرچ کونسل نے
کیا فیصلہ کیا ہے۔ اسلئے آپ حکم کا انتظار کریں۔ ۲۸۔ ماہ جون کو میں نے مسٹر کلکسٹن صاحب کو لکھا کہ اگر چرچ کونسل منظور کرے تو
پادری ہاول صاحب کو جھنگ بار جانا ہوگا۔ ۲۔ جولائی کو مسٹر وڈ کا جواب آیا کہ چرچ کونسل پادری ہاول صاحب کی تبدیلی کو منظور
کرتی ہے۔ اور ۳۔ ماہ جولائی کو میں نے مسٹر وڈ کا شکریہ ادا کیا کہ چرچ کونسل نے ہماری بات مان لی۔ اور معاملہ سہولیت سے
طے ہوگیا۔ اور اسکے تھوڑی دیر بعد ہی پادری ہاول صاحب جھنگ بار کو روانہ ہوگئے۔ اس سے ظاہر ہے کہ اس امر کا کس طرح فیصلہ
ہوا۔ ۔ وغیرہ ـــ پادری ٹامس ہاول صاحب لکھتے ہیں "۱۱۔ جون کو شملہ ریکارسپانڈنگ کمیٹی نے رزولیوشن پاس کیا کہ
اگر نیٹو چرچ کونسل منظور کرے یا کوئی عذر نہ ہو ٹامس ہاول جھنگ بار اور پادری فتح مسیح کلارک آباد کو جائے سو پادری وڈ صاحب
نے اطلاع کی ۱۵۔ جون کو مجھے بٹالہ سے چٹھی لکھی کہ سکرٹری صاحب کی چٹھی شملہ سے آئی ہے کہ آپ پادری ٹمن صاحب کی مدد کرنے کے
لئے جھنگ بار کو تین یا چار مہینوں کیلئے چلے جائیں سو آپ تیار ہیں اور اگر کوئی عذر ہو تو براہ راست سکرٹری صاحب شملہ کیطرف لکھ بھیجیں
وہیں نے سکرٹری صاحب کی چٹھی بابو سہا صاحب کو دکھائی وہ میرے ساتھ متفق ہیں کہ آپ ٹمن صاحب کی مدد کیلئے جائیں۔ اسپر میں نے ۱۸۔
ماہ جون کو اپنے عذر سکرٹری صاحب کی خدمت میں شملہ کو روانہ کردیئے۔ ۲۰ ماہ جون پادری ٹمن صاحب نے مجھ کو چٹھی لکھی کہ یہہ پرپوزل
ہوچکا ہے کہ تم بار میں میری مدد کیلئے آجاؤ۔ پھر ۲۳۔ جون کو شملہ سے سکرٹری صاحب نے مجھے چٹھی لکھی کہ آپ کے خط پر غور کرینگے۔
جسوقت آپکے پاس ٹمن صاحب کی چٹھی پہنچے آپ انکے پاس جھنگ بار کو چلے جاؤ۔ ازاں بعد ۲۶۔ ماہ جون کو پادری وڈ صاحب نے
بٹالہ سے چٹھی بھیجی کہ چرچ کونسل اگزیکٹو کمیٹی متفق ہو کر کہتی ہے کہ تم پادری ٹمن صاحب کی مدد کے لئے جھنگ بار کو چلے جاؤ
ہیضہ کی بیماری کے باعث مسٹر کلکسٹن صاحب نے سکرٹری صاحب کو شملہ تار دی کہ ٹامس ہاول نہ جائے۔ بعد چند یوم کی کشمکش
کے جو ان میں ہوئی صاف حکم ہوا کہ ٹامس ہاول جھنگ بار کو جاکر ٹمن صاحب کی مدد کرے۔ سو میں ۶ ماہ جولائی کو بار
پہنچ گیا"۔ اب ! (۱) اگر قطعی اور آخری فیصلہ چرچ کونسل کے ہاتھ میں تھا۔ تو بزرگ چیرمین صاحب کیوں فرماتے ہیں کہ "اگر
کوئی عذر ہو تو براہ راست سکرٹری صاحب شملہ کیطرف لکھ بھیجو"۔ کیا آپ نے اپنے اختیارات کے پاؤں پر آپ کلہاڑی نہیں چلائی۔
(۲) ہاول صاحب نے بھی اپنے عذر مخدوم مصدر آمین چرچ کونسل کو لکھنے کے بجائے سکرٹری صاحب سی۔ ایم۔ ایس کو تحریر
کئے۔ (۳) اور صاحب موصوف نے بھی انکے عذر چرچ کونسل کو بھیج دینے کے بجائے حکم بھیجا کہ "آپ کی چٹھی پر غور کرینگے۔
اور آپ جھنگ بار کو چلے جاؤ" اور ممبران ذی اختیار کونسل ابھی سرگریبان ہیں۔ (۴) کلکسٹن صاحب نے بھی چیرمین چرچ کونسل کو تار
دینے کے بجائے (یاد رہے کہ کلارک آباد چرچ کونسل کا سٹیشن ہے اور ہاول صاحب بھی کونسل سے متعلق ہیں) اپنا رونا
سکرٹری سی۔ ایم۔ ایس کے آگے رویا۔ اب فرمائیے ڈاکٹر دتا صاحب عملی طور پر ہاول صاحب کی تبدیلی کس نے کی ؟

THE MASIHI,

AMRITSAR.

Vol. V. *September, 1900.* *No. 9.*

CONTENTS.

Literary Communications *alone* should be addressed to the Editor. Business Letters and Remittances to the Manager, "Masihi," Amritsar.

Annual Subscription in advance—

India and Ceylon, Re. 1-8-0. }
England and America, 2*s*. } Post free.

مسیحی

امرتسر

۱۵- اکتوبر- ۱۹۰۰ء

فہرست مضامین

مطبوعہ مسیحی پریس لاہور

گلدستہ اخبار

پچھلے پرچہ میں جو مولوی عماد الدین صاحب کی تصویر دیگئی وہ غالباً انکے مسیحی ہونیکے وقت کی ہے انکی کوئی عمدہ تصویر ہمیں مل نہیں سکی — پادری ایچ۔ ای پرکنس صاحب کے انتقال کی خبر سنکر پنجاب میں انکے بہت اصحاب کو افسوس ہوا۔ جنڈیالہ کا چھوٹا سا اسٹیشن آپکی مستقل یادگار رہیگا ولایت جانے سے آپکے خیالات بہت کچھ بدل گئے تھے اور ہندوستانی مسیحیوں کے حقوق پر آپ تحریروں اور تقریروں میں بہت زور دیتے رہے۔ دس سال تک آپنے ہر روز باقاعدہ دعا کی کہ جنڈیالہ مشن کے کل کارندے دیسی ہوں اور اس دعا کا کیسا صاف جواب ملا۔ مفصل حالات پھر شائع ہونگے — ریواڑی کے پادری ٹی ولیمس کی رحلت ایک اور واقعہ جانکاہ ہے۔ سرینگر میں ہیضہ کیا۔ محمدی اور آریاؤں کے ساتھ مباحثہ کرنے میں استاد تھے — گجرات سٹوڈنٹس کانفرنس نے بخوبی ظاہر کردیا کہ کلیسیا کی کمزوری اور بے پروائی میں کیسی قوت نکل رہی ہے۔ انتظام اور بولنے کا زیادہ حصہ نوجوانوں نے لیا — بیبل کے مطالعہ اور پنجاب میں انجیل پھیلانے کی ذمہ واری پر انہی نے توجہ دلائی۔ ممبران کانفرنس نے اپنی روحانی مشکلات میں اپنے دیسی بھائیوں ہی سے صلاح لی۔ اور سب نے جان لیا کہ جو اثر سچے بے ریا دیسی مسیحی اپنے ہم وطنوں پر کرسکتے ہیں۔ وہ غیر ملک کے لوگ نہیں کرسکتے — بمقام منتول ماسٹر آتما رام سکرٹری پرتی ندھی سبھا پنجاب و دیگر آریہ صاحبان نے بتاریخ یکم اکتوبر ڈاکٹر پینل صاحب کے ساتھ بیٹھکر کھانا کھایا۔ کھانا ایک ہندو نوکر نے تیار کیا۔ لیکن آٹا ڈاکٹر پینل نے خود گوندھا۔ سب کے ہاتھ دھلائے انکے آگے کھانا رکھا اور پھر انکے ساتھ بیٹھکر کھایا۔ اول تیرہ آریہ صاحبان کھانے پر بیٹھے۔ لیکن شروع کرتے وقت ۱۰ اٹھ گئے اور صرف ۳ ناصح با عمل نکلے۔ شاباش۔ مشن سکولوں میں غیر مسیحی استادوں کی تعداد بمقابل مسیحی استادوں کے نسبتاً کم ہورہی ہیں —

	۱۸۷۱ء	۱۸۸۱ء	۱۸۹۰ء	
ہندوستانی مسیحی	۱۹۰۱	۳،۸۸۱	۵،۲۰۷	یعنے ۱۸۷۱ء سے
” غیر مسیحی	۲،۳۰۶	۲،۴۹۲	۲،۱۳۲	

۱۵- اکتوبر - ۱۹۰۰ء

نوٹ اور رائیں

ہندوستان میں مسیحی مذہب خاطرخواہ ترقی کیوں نہیں کرتا؟ مدراسی معصر کرسچن
پٹریٹ کا ایک تعلیم یافتہ دیسی مسیحی نامہ نگار انگلستان سے قمطراز ہے کہ ہندوستان میں مسیحی مذہب کی
ترقی کے خلاف کئی ایک خاص امور ہیں جو غورطلب ہیں۔ اول انہیں سے خود دیسی مسیحیوں کی زندگی اور
رویہ ہے۔ اگرچہ دیسی مسیحی کو اپنے ملکی بھائیوں اور یورپین لوگوں سے بہت سی عمدہ باتیں حاصل کرنے
کا موقعہ ہے مگر وہ عموماً انگریزوں کی خوبیوں کی طرف سے آنکھ بند کرکے اُنکے عیوب اور ظاہری نمائش
کی نقل کرتا ہے۔ پھر کلیسیا میں اتحاد نہیں بلکہ تفرقے اور جُدائیاں اور حسد پائے جاتے ہیں۔
اور مسیحی دُنیاداری اور دولت کی فکروں میں ایسے غرق ہیں کہ مذہب کی نسبت بالکل بے پرواہ ہوگئے
ہیں۔ راقم مشن کے متعلقین کو اِس زمرہ میں شمار نہیں کرتا۔ پھر دیسی کلیسیا کی نسبت یہہ بھی شکایت
ہے کہ اس میں اخلاقی دلیری نہیں جس کے باعث ہندو لوگ اسکو حقارت سے دیکھتے ہیں۔ دوم ایک
خاص قسم کی مشکلات مشنریوں میں پائی جاتی ہیں۔ جو مسیحی دین کی ترقی کی مانع ہیں۔ اگرچہ مشنری
صاحبان کی جانفشانی اور خلوص قابل تعریف ہے لیکن اوائل زمانہ کے مشنریوں کی زندگی میں
کچھ ایسی بات تھی جس سے انکو بڑی بھاری کامیابی حاصل ہوئی۔ آجکل کے مشنری کسی دُوسرے حلقہ
میں بُودوباش کرتے ہیں اور گویا ایک بڑے بلند زینہ پر کھڑے ہوکر ہندوستانیوں سے کلام کرتے
ہیں۔ اپنے ہموطنوں کی تعدادی ترقی کے ساتھ اُنکی ہمدردی بہت کچھ ہندوستانیوں سے اُٹھ گئی
اور اُنکی زندگی زیادہ تر اپنی قوم والوں میں بسر ہونے لگی۔ پھر حال کے مشنری صاحبان اپنے

اصلی مدعا کو چھوڑ کہاں سے کہاں جا گرے ہیں۔ اب بازاری منادی یا متلاشیانِ حق کے ساتھ
گفتگو کرنے کا جوش یا وقت کہاں رہا ہے۔ علاوہ اس کے چرچوں کی فرقہ بندی کا خیال اُنکی
جمعیت کو تقسیم کر رہا ہے۔ ایک اور قسم کی مشکلات ہیں جو خاص ہندوستانیوں میں سدِ راہ ہیں۔
مثلاً عوام کی جہالت اور تعصب۔ سامعین اپنے مذہب کی نسبت کچھ سمجھتے نہیں اور مسیحی مذہب
کی باتوں کو حقارت سے رد کرتے ہیں۔ پھر مغربی تعلیم نے اور بھی ستیاناس کر دیا۔ اُسنے اس
مُلک کے تعلیم یافتہ لوگوں کو دہریت اور بدبینی میں دھکیل دیا ہے۔ عیب جوئی کی رُوح انمیں
پیدا ہوگئی اور وہ بڑے بڑے عہدوں اور دولت کو حاصل کرنا اپنا معراج سمجھنے لگ گئے ہیں
پھر ہندوستان کے لوگوں میں نہ اخلاقی دلیری اور نہ مسیحی مذہب کے تواریخی دلائل سمجھنے کا
مادہ ہے۔ چہارم ہندوستان میں ذات پات کا امتیاز ایک بڑا ٹھوکر کا پتھر ہے۔ مسیحی ہو جانے سے
انسان مہتروں سے بھی بدتر سمجھا جاتا ہے۔ حال کے اصلاح شدہ ہندو مت کے مرید اُسکی مخالفت کر رہے
ہیں مگر اس قسم کے انقلاب قدرتی ہیں اور اُنکی عمر دراز نہیں ہو سکتی۔ پنجم۔ اس ملک میں برادری کے
تعلقات مسیحی مذہب کی ترقی کے سخت مانع ہیں۔ مسیحی کو ہر ایک عزیز رشتہ سے منقطع ہو جانا پڑتا ہے
اور علاوہ لعن طعن کے غیروں کی احتیاج اُٹھانی پڑتی ہے۔ نہ اُنکا کوئی گھر ہوتا ہے نہ گھاٹ۔ آخر
میں یورپین لوگوں کا خراب نمونہ عوام پر بُرا اثر رکھتا ہے سرکار انگریزی کا سب مذاہب کو ایک پایہ
پر سمجھنا بغیر مصلحت کے نہیں ہے مگر تواریخ شاہد ہے کہ مسیحی مذہب کی ترقی کے لئے یہہ بہترین حالت
نہیں ہے۔ جہاں مذہبی آزادی ہے ممکن ہے کہ نو مریدوں کی تعداد کثیر ہو مگر مخالف سلطنت میں نو مریدوں کی
پختگی اور خلوص زیادہ ہوتا ہے۔ ہمعصر مذکور کی رائے میں ایک اور امر ترقی کے لئے روک ہے یعنے
آجکل مسیحیوں میں مسیحی مسائل کا صاف خیال پایا نہیں جاتا۔ منادی کیوقت ایسی باتوں کا ذکر کیا جاتا ہے
جسمیں ہندو و مسلمان متفق ہوں۔ چاہیئے کہ انسان کی بگڑی ہوئی حالت اور مسیح کے کفارہ پر زور دیا جائے۔

ہندوستان میں مسیحی اخبارات۔ اس سال کے شروع میں جنوبی ہند کی مشنری کانفرنس نے
ہندوستان کی مختلف زبانوں میں مسیحی اخبارات جاری کرنیکی نسبت بڑی گرمجوشی کے ساتھ بحث کی۔ مگر اُسکا

کوئی عملی نتیجہ مدت تک ظہور میں نہ آیا آخر میسور کے ماہواری رسالہ ہارویسٹ فیلڈ کے ایڈیٹر نے اس مضمون کو ماہ جولائی میں شروع کیا۔ معلوم ہوتا ہے کہ صاحب موصوف علاوہ اس رسالہ کے مدراسی زبان کے ایک ہفتہ وار مسیحی اخبار بنام پترکا کے ایڈیٹر بھی ہیں اور اس اخبار کو انہوں نے اس خوبی کے ساتھ چلایا ہے کہ اسکی اشاعت چار ہزار پرچوں سے بھی بڑھگئی ہے۔ اسلئے جو کچھ انہوں نے اپنے تجربہ سے حاصل کیا ہے۔ ایک مضمون کے ذریعہ مشتہر کردیا ہے۔ پترکا کی کامیابی کی چار وجوہات بیان کی گئی ہیں۔ یعنے اول اس اخبار کو مکمل اور معتبر بنانے میں کوئی دقیقہ فروگذاشت نہیں کیا جاتا۔ دوئم وہ ایک مشن کے چھاپہ خانہ میں چھاپا جاتا ہے جو بذات خود ایڈیٹر کے زیر اہتمام ہے۔ سوئم اسکو تقسیم کرنے کے لئے بہت سے مشن کے کارندوں کو لگایا جاتا ہے۔ اور چہارم زرقیمت پیشگی وصول کرنے پر سخت زور دیا جاتا ہے۔ اسی مضمون کے متعلق ایڈیٹر صاحب موصوف نے ہندوستان بھر کے مسیحی اخبارات کے ایڈیٹروں اور دیگر اہل الرائے صاحبان کیطرف خطوط ارسال کئے اور کئی ایک عملی امور کی نسبت رائے دریافت کی۔ قریب نصف خطوط کے جوابات موصول ہوئے جنکو بطور خلاصہ کے ماہ گذشتہ کے ہارویسٹ فیلڈ میں درج کیا گیا ہے۔ ہمیں شبہ ہے کہ مختلف زبانوں کے موجودہ مسیحی اخبارات کی نسبت کہانتک صحیح واقفیت بہم پہنچائی گئی ہے۔ مثلاً اردو اخبارات کی فہرست میں مندرج ہے کہ امرتسر کے مسیحی کا ایڈیٹر ایک ہندوستانی خادم الدین ہے۔ طالب امین (شاید اس سے ہمارا نیا معصر دینانگر کا طبیب عام مراد ہے) ایک چھوٹا سا ہفتہ وار اخبار بنوں سے شائع ہوتا ہے جسکے ایڈیٹران ڈاکٹر پنیل صاحب اور پادری عزیز الحق ہیں۔ معلوم نہیں اس قسم کی غلطیوں کا کون ذمہ وار ہے اسی ماہ گذشتہ کے پرچہ میں ڈاکٹر وائٹ بریخٹ صاحب کی ایک چٹھی اسی مضمون پر غور کے لائق ہے۔ صاحب موصوف مسیحی اخبارات کی ضرورت کیطرف توجہ دلاتے ہوئے فرماتے ہیں کہ ہم مشن سکولوں میں طلباء کے دلوں میں مسیحی علم ادب کے لئے شوق اور اشتہا تو پیدا کرتے ہیں مگر جب وہ تعلیم پاکر نکل جاتے ہیں تو اس اشتہا کو سیر کرنیکا کوئی سامان مہیا نہیں کیا جاتا نتیجہ جسکا یہہ ہوتا ہے کہ جو مسیحی صداقت انہوں نے سیکھی تھی وہ بالکل اُن سے جاتی رہتی ہے صاحب موصوف نے اُن مسیحی اخبارات کی نسبت جنکے اڈیٹران دیسی مسیحی ہیں نہایت ہمت افزا الفاظ استعمال کئے ہیں اور فرمایا ہے کہ مشنری صاحبان کو حتی المقدور انکی مدد کرنی چاہئے خواہ عمدہ مضامین سے

خواہ اشاعت کو ترقی دینے سے۔ ذیل کے الفاظ آپکی وسیع خیالی اور مسیحی روح کو ظاہر کرتے ہیں اور ہم انہیں اُن اصحاب کے غور کے لئے درج کرتے ہیں جو بعض اوقات ہمارے ساتھ رائے کا اختلاف رکھتے ہیں "ممکن ہے کہ جو کچھ (یعنے مسیحی اخبارات) کہتے ہیں یا جس ڈھنگ پر کہتے ہیں ہمیں پسند نہ ہو۔ مگر ہمیں اصلی خیالات پر بحث کرنے اور جواب دینے کا کافی موقعہ ہے خواہ وہ معقول ہوں یا نامعقول۔ اور یقیناً یہہ طریق زر شرو ہوکر دبا ڈالنے یا علیحدگی اختیار کرنے اور حقارت کے ساتھ دیکھنے سے بہتر ہے"۔

مسیحی شعرا کیلئے توجہ طلب۔ ہمکو اپنے مسیحی ہمعصروں میں ہلکے درجہ کی شاعری دیکھ کر اکثر افسوس آتا ہے ہم میں بہت تھوڑے اشخاص ہیں جو علم عروض سے واقف معلوم ہوتے ہیں مگر ہم خصوصاً مضامین کے ناقص ہونیکا ذکر کر رہے ہیں۔ کتاب نیچر میں عمدہ اور اصلی خیالات پیدا کرنے کے لئے تو مادہ درکار ہے مگر عمدہ نثر کو نظم کے پیرایہ میں ادا کرنا ہمارے شعرا کیلئے چنداں دشوار نہیں ہونا چاہئے۔ کہاں ہیں ہمارے موزون طبع نازک خیال نوجوان جو اپنی خداداد طبیعت کی جولانی سے ناظرین کے دلوں کو مسخر کر لینگے انکے لئے مسیحی اخبارات کا میدان وسیع پڑا ہے۔ ہم ایک مختصر قصہ ذیل میں درج کرتے ہیں اور چاہتے ہیں کہ ہمارے شاعر اس میں ایسی روح پھونکدیں جو پڑھنے والے کے خیالات کو عالم بالا کی طرف لے آڑے۔ اور ایسا خلاصہ اس میں سے نکالیں جو غمزدوں کیلئے تسکین کا باعث ہو۔

کہتے ہیں کہ کسی میر کا ایک نہایت وسیع باغ تھا جسکو اُسنے ایک وفادار باغبان کے سپرد کر رکھا تھا۔ یہہ مالی بڑے شوق کے ساتھ بیلوں کو جافری پر چڑھایا کرتا اور خشک موسم میں پودوں کو پانی دیا کرتا اور نرم نرم شاخوں کو سہارا دیکر کھڑا کیا کرتا تھا۔ غرض وہ باغ کو باغ ارم بنانے میں کوئی دقیقہ اُٹھا نہ رکھتا تھا ایک روز کا ذکر ہے کہ وہ بڑی خوشی خوشی اُٹھا اور اپنے دلپسند پھولوں کی خبرگیری میں مشغول ہوا۔ اسکو اُمید تھی کہ میں جا کر گلزار کی خوبصورتی میں ترقی دیکھونگا۔ مگر کیا دیکھتا ہے کہ سب سے عمدہ پھول کوئی شخص توڑ کر لے گیا ہے جدھر نظر ڈالتا تھا اسکو شاخ بے گُل دکھائی دیتی تھی حسرت سے ہر طرف آنکھ اُٹھا کر دیکھتا اور یہہ کہتا تھا ؎

ہائے ہائے میرا پھول لے گیا کون - ہائے ہائے مجھے خار دے گیا کون

آخر نہایت رنج اور غصہ سے بھرا ہوا اپنے ہمخدمت نوکروں کے پاس گیا اور دریافت کیا کہ میرے ہرے بھرے باغ کو کسنے اُجاڑ دیا۔ کچھ پتہ نہ نکلا۔ نہ کسی نے پھول توڑے تھے اور نہ اسکو کسی پر شبہ گذرا ایک نوکر نے اُسے کہا کہ ہمارا صاحب آج صبح باغ کی سیر کر رہا تھا اور میرے سامنے وہ پھول توڑ کر لیگیا۔ یہہ سنکر اس باغبان کا غصہ فرو ہو گیا۔ کیونکہ مالک خود اپنی چیز کو لیگیا۔ اور وہ اس بات پر غور کرکے مسکراتا ہوا اپنے کام میں پھر مشغول ہوا۔

مسیحی فقیری

کچھ عرصہ سے پنجاب کے مسیحیوں میں مسیحی فقیری اور فقیروں کا تذکرہ ہو رہا ہے۔ اور یہہ
خوشی کا مقام ہے کہ ہمارے بھائی اس مضمون میں دلچسپی اور شوق دکھا رہے ہیں۔ مگر افسوس ہے کہ
عنوان کو بالائے طاق رکھکر شخصی حملوں اور ذاتیات تک نوبت پہنچ گئی ہے۔ جس سے بعض اشخاص کو اپنے
دل کا بخار نکالنے کا موقعہ ملگیا ہے اور دوسری جانب سوائے دلشکنی اور رنجکے کچھ حاصل نہیں ہوسکتا۔ علاوہ اسکے
ایک ایسے ملک میں جہاں ہم مخالفوں سے محصور ہیں اس قسم کے مضامین کو مسیحی اخبارات میں جگہ دینا نہایت نامناسب
اور مسیح اور اسکی کلیسیا کیلئے بدنامی کا باعث ہے۔ اگر ہم نے ضرور لڑنا ہے تو چاہئیے کہ گھر میں بیٹھ کر لڑیں۔

دو سال کا عرصہ گذرا کہ جسوقت مسیحی فقیری کا چرچا پنجاب میں زوروں پر تھا ہم نے اپنے ناقص خیالات ظاہر کرنے
کی جرأت کی تھی۔ ہم اس عرصہ میں اس نئے تجربہ کو بڑے غور اور دلچسپی کے ساتھ دیکھتے رہے ہیں اور ہمیں کہنا پڑتا ہے کہ
جو خیالات ہم نے اول ظاہر کئے تھے وہ زیادہ پختہ اور قائم ہوگئے ہیں۔ جن شرائط کو ہم نے فقیری کیلئے اسوقت ضروری سمجھا
تھا اب وہ ہمکو بدرجہا زیادہ ضروری معلوم ہوتی ہیں۔ ہم اس موقعہ پر اسی مضمون پر کچھ اور کہنا چاہتے ہیں۔

اول سوال یہہ ہے کہ یہہ فقیری ہے کیا؟ کیا یہہ تارک الدنیا ہوکر جنگلوں میں بود و باش کرنا ہے۔ کیا یہہ
دربدر بھیک مانگنا ہے۔ کیا یہہ کسی خاص رنگ کا لباس پہنکر بستیوں میں پھرنا ہے؟ ہرگز نہیں۔ فقیری میں مقدم
بات یہہ ہے کہ انسان خدارسیدہ ہو۔ خدا میں ہر وقت مگن رہے۔ لوگ اسکو دیوانہ کہیں مجذوب کہیں مگر وہ خدا کے
عشق میں مست رہے نتیجہ اسکا قناعت ہے۔ انسان اپنی خواہشوں کو قابو میں رکھیگا چنانچہ ہندی کا لفظ سنیاسی
اسی خیال کو ادا کرنے کے لئے موضوع کیا گیا ہے۔ جیسا جہاز سطح بحر پر رواں رہتا اور مسافت طے کرکے
ساحل مقصود پر جا لگتا ہے اسی طرح مسیح کے حقیقی شاگرد جنہوں نے اپنی زندگی اسکے لئے وقف کردی ہے
اس دنیا میں اپنی مسافرت کے ایام بسر کرتے ہیں وہ دنیا میں رہکر دنیا کے نہیں ہوتے۔ اب ظاہر ہے
کہ جو شخص خدا کے لئے اپنے آپ کو مخصوص کردیتا ہے اسکو خدا میں ایسا مگن ہونا چاہئیے کہ دنیا کی پیچیدگیوں کے
لئے اسکے دل میں جگہ ہی باقی نہ رہے۔ یہہ عام تجربہ کی بات ہے کہ جسقدر ہم اپنے دنیاوی تعلقات وسیع

کرتے ہیں اسی قدر ہمیں دُنیا کا محتاج ہونا پڑتا ہے۔ حاصل کلام فقیری اختیار کرنے کیلئے انسان کو مجرّد رہنا ضرور ہے۔ کوئی کہیگا کہ یہہ سخت کلام ہے مگر خداوند کے الفاظ میں اسکا جواب یہی ہے کہ سب اس بات کو قبول نہیں کرتے مگر جنہیں دیا گیا۔ اب تک ہمارے درمیان جتنے بھائیوں نے فقیری اختیار کی وہ قریب سب کے سب عیالدار ہیں انکو بڑی مشکل یہہ پیش آئی ہے کہ جس طریق کو انہوں نے اپنے لئے اختیار کیا انکا گھرانا اس میں شریک نہوا۔ توبھی خدا نے اُن سب کی ضروریات کو انکی اُمیدوں سے کہیں بڑھکر پُورا کیا۔ اب اگر کوئی مسیحی فقیر کلیسیا کے سر پر یہہ الزام تھوپ کر اس خدمت کو ترک کرے کہ ابھی کلیسیا فقیروں کی پرورش نہیں کرسکتی تو یہہ عین واقعات کے خلاف ہے۔ ہم نے سُنا ہے کہ ایک مسیحی فقیر نے جسکو معقول تنخواہ ملا کرتی تھی خود اس بات کا ذکر کیا کہ مجھے فقیری میں ملازمت کی نسبت زیادہ وصول ہوتا ہے جہانتک ہم نے دیکھا ہے کلیسیا نے مسیحی فقیروں کی نسبت اپنے فرائض میں کوتاہی نہیں کی۔ اس قسم کا الزام لگانیوالے دوبارہ غور کریں کہیں کہ جب سے انہوں نے یہہ طریق اختیار کیا کیا کسی چیز کی کمی ہوئی ہم ہندوستانیوں میں خواہ کوئی اور عیب ہو تو ہو لیکن اپنے دینی ہادیوں کی عزت اور پرورش کرنا ہم اپنا فرض سمجھتے ہیں۔ بلکہ اسی عزت اور معاش کو حاصل کرنے کی خاطر بہت سے نام کے فقیر پیدا ہوگئے ہیں اور ہزاروں بلکہ لاکھوں ایسے نکھٹو ہمارے ملک میں اَوروں کی خیرات پر گذارہ کرتے ہیں۔ یہہ اور بات ہے کہ ایسوں کو کہانتک خیرات دینی چاہئے لیکن اس سے صاف ظاہر ہے کہ ہمارے ملک کے لوگ مذہب کے ہادیوں کی پرورش کرنیوالے ہیں۔ ہم ہندوستانی مسیحی اس عمل کے ناجائز پہلو کو چھوڑکر ضرور اپنے خادمانِ دین کو جنہوں نے اپنی ضروریات کی فکر خداوند اور اُسکی کلیسیا پر چھوڑ دی ہے سب نعمتوں میں اپنے ساتھ شریک کرنے کو تیار ہیں۔

ہم یہہ نہیں مان سکتے کہ جو تجربہ فقیری کا ہماری کلیسیا میں کیا گیا اُسکا خاتمہ ہوچکا اور کہ اس سے یہی نتیجہ نکلا کہ ابتک کلیسیا فقیروں کی پرورش کے قابل نہیں ہے۔ ہم ابھی کلیسیا کے ابتدائی زمانہ میں زندگی بسر کررہے ہیں ہمیں بہت دفعہ گرگرکر سوار ہونا ہے۔ ہم شائد اپنے ملک کے ہادیانِ دین یا فقیروں کی نقل کرینگے مگر ہمیں جلد اپنی غلطی معلوم ہوجائیگی محض نقل سے کام نہیں چلنے کا۔ کیونکہ

والوں نے دیسی سادھو ؤنکا لباس پہنکر کام شروع کیا۔ اول اول تو عوام کی کچھ توجہ ہوئی مگر اب بات پرانی ہوگئی ہے۔ لوگ ایسا بھیس دھارنے والونکو رنگے گیدڑ سمجھتے ہیں۔ اور جو اس طریق کا اصلی مدعا تھا وہ پورا نہیں ہوا۔ تاہم انگریزوں کی تقلید پر مغربی طرز کے مشن اور مشنری سوسائیٹیاں قائم رہینگی مگر یہہ بھی چند روزہ انتظام ہیں آخر ہمکو اپنے ملک میں انجیل پھیلانے کے لئے اور ہی طریق اختیار کرنے پڑینگے تو کیا ہم اپنے موجودہ طریقوں کو حقارت کی نگاہ سے دیکھیں؟ ہرگز نہیں۔ ہر ایک غلطی اور ناکامیابی اپنا اپنا سبق باقی چھوڑ جاتی ہے بلکہ بارہا تجربہ میں آیا ہے کہ انسان اپنی غلطیوں سے بہتر طور پر سیکھہ سکتا ہے۔

ہم اوپر کہہ آئے ہیں کہ ہماری کلیسیا مسیحی فقیروں کی پرورش نہیں کیا کرتی ہے لیکن اگر سب لوگ مسیحی خدمت کے لئے یہی طریق اختیار کریں تو مدت تک کام نہیں چل سکتا۔ خیرات کا کوئی ایسا مستقل طریق ہونا چاہئے کہ جس میں خادم الدین کو دریوزہ گری کرنی نہ پڑے اور کلیسیا پر بوجھ بھی ہو سب سے عمدہ طریق فی الحال یہی معلوم ہوتا ہے کہ جیسا مختلف مندروں اور دھرم سالوں کے لئے زمین وقف کیجاتی ہے۔ اسی طرح فقیروں کی پرورش کیلئے مختلف مسیحی آبادیوں سے بطور نذرانہ کے کچھ ماہوار یا سالانہ مقرر ہو۔ اپنے طور پر جو چاہے کسی کو خیرات دے ہم نے نہایت خوشی اور شکرگذاری کے ساتھ علاقہ بار کے ایک عزیز پادری صاحب کی ایک تحریر اس مضمون کی پڑھی ہے کہ اس علاقہ میں بعض زمیندار مسیحی کیونکر اپنے مناّدوں کی پرورش کا انتظام کرتے ہیں۔ اور اپنے خرچ سے گرجا اور سکول اور شفاخانہ اور مسافرخانہ تعمیر کرنیکا ارادہ رکھتے ہیں۔ جو خود اپنی مدد کرتے ہیں خدا بھی انکی مدد کرتا ہے

ہم نے یہہ مضمون اس قیاس پر قلمبند کیا ہے کہ ہماری کلیسیا میں ایسے اشخاص کی ضرورت ہے جو فقیرانہ زندگی بسر کرکے کلام کی خدمت کریں۔ ہمارا مدعا نہیں کہ سب اسی طریق کو اختیار کریں مگر ہمارے مدنظر یہہ ہے کہ جہاں اور قسم کی خدمت کا تجربہ کیا جاتا ہے مسیحی فقیری کو نظرانداز نہ کیا جائے۔ اس کی بھی گنجائش ہماری کلیسیا میں ہونی ضرور ہے۔ اگر بعض اشخاص اس خدمت کو نبھا نہیں سکے تو اس سے یہہ ثابت نہیں ہوتا کہ فقیری ہم میں متروک یا مردود ہو چکی۔ اس منزل کو

طے کرنے میں بہت سی مشکلات پیش آئینگی مگر یہہ معمولی بات ہے - کوئی شخص فقیری کے قواعد اور ضوابط تجویز اور مقرر نہیں کر سکتا - اوّل ہمیں فی الحقیقت خدا رسیدہ مسیحی فقیروں کی ضرورت ہے اسکے خود بخود وضاف ہوتے چلے جائینگے - اوّل قدم پر ہم نے یہی سبق حاصل کیا ہے کہ کوئی شادی شدہ مسیحی فقیری کا نام نہ لے جب تک کہ اُس کی زندگی کی ساتھی بھی اُسی طریق کو اختیار کرنے پر راضی نہ ہو - اور اگر کوئی مجرد اس خدمت کو اپنے ذمہ لے تو حتی الامکان شادی کا نام نہ لے -

ہم نے اپنے سابق مضامین میں یہہ بھی لکھا تھا کہ اب تک ہمارے فقیر رستے یا گشتی ہوا کرتے ہیں - جنکو فقیر ہیکل کی طرح توفیق و طاقت ہو وہ بیشک اِسی طرح ملک میں پھرے اور انجیل کی خدمت کرے - مگر ہمیں مستقل اور ساکن فقیروں کی بھی ضرورت ہے جو اپنا ایک مقام (تکیہ یا دھرم سالہ) مقرر کرکے جمکر بیٹھ جائیں اور نہ فقط اپنی تعلیم سے بلکہ اپنی روزمرہ کی چال سے مسیح کی منادی کریں جس کا اثر گہرا اور پائدار ہوگا ہمارے مدراسی ہمعصر کے ایک نامہ نگار نے ماہ گزشتہ میں "سنیاسی" مناروں کے لئے ایک تجویز پیش کی ہے جو معقول اور عمل میں لانے کے قابل معلوم ہوتی ہے - یعنے جیسا ہمارے ملک میں کتھا کا رواج ہے اِسی طرح مسیحی فقیر کلام مقدس کو بطور کتھا کے ہر روز باقاعدہ سُنایا کریں - عوام اس کو توجہ سے سُنینگے - اور مسیحی مذہب سے جلد اور بخوبی واقف ہو جائینگے - شائد ہر ایک موقعہ پر اس طریق کو عمل میں لانا محال ہے لیکن اگر منادہوشیار ہو اور خدمت کا شوق رکھتا ہو تو حسب موقعہ اس تجویز کو بھی عمل میں لا سکتا ہے -

آخر میں ہم اپنے اُن بھائیوں کو حوصلہ دلاتے ہیں جنھوں نے فقیری کی خدمت اپنے ذمہ لی ہے کہ خداوند میں تمہاری محنت بیفائدہ نہیں ہے - جس کام کو تم نے ہاتھ لگایا ہے اُسکو نیک نیتی اور کوشش سے پورا کرو جب تک کہ خدا تم کو کوئی بہتر طریق خدمت نہ دکھائے -

سٹوڈنٹس کانفرنس

گجرات ۔ ۲۹ ستمبر تا ۲ ۔ اکتوبر ۱۹۰۰ء

مرسلہ پادری اے ۔ ایم ۔ پیٹرسن و مسٹر ویدار سنگھ (گجرات)

۲۹ ستمبر بروز سنیچر صبح سات بجے پریئر میٹنگ سے یہہ کانفرنس شروع ہوئی ڈاکٹر لیونگ نے اس کانفرنس کے مقاصد بیان کئے ۔ اور بتایا کہ یہہ کانفرنس روحانی ترقی کے لئے کیجاتی ہے ۔ اس لئے بہتر ہے کہ جہاں تک ہو سکے ہر ایک ممبر تنہائی میں کچھ وقت کلام کے پڑھنے اور خدا سے دعا مانگنے میں ہر روز صرف کیا کرے ۔ اسکے بعد کئی ایک بھائیوں نے یکے بعد دیگرے کانفرنس کی کامیابی اور برکت کے لئے دعا کی ۔

پھر بعد حاضری کے اس کانفرنس کا پہلا اجلاس ٹھیک گیارہ بجے فراہم ہوا جس میں بیان کیا گیا تھا کہ روحانی روکاوٹیں کیا ہیں ۔ اور کس طرح دور ہو سکتی ہیں ۔ لائق لیکچرار نے اس مضمون کو نہایت عمدگی سے ادا کیا ۔ ان رکاوٹوں میں ایسے گناہوں کا بہت ہی ذکر کیا جس میں اکثر نوجوان گر جاتے ہیں ۔ خاصکر اس بات پر زیادہ زور دیا کہ ہم اپنا سارا بوجھ پھینک دیویں ۔ اس مضمون کو ایک تمثیل سے نہایت ہی عمدگی کے ساتھ بیان کیا کہ فرض کرو اس جماعت میں کوئی ایسا شخص ہو جو انعامی دوڑ کے وقت اپنی جیب میں بہت سا لوہا بھر لیوے ۔ اور دوڑنے میں پیچھے رہجائے اور پھر یہ عذر کرے کہ چونکہ میری جیب میں بہت سا لوہا تھا اسلئے میں کامیاب نہ ہو سکا مجھے انعام دینا چاہئے کیونکہ میں لوہے کے بوجھ کے سبب اول نہ نکل سکا ۔ کیا ایسا شخص انعام کا مستحق ہے ؟ اس کے ساتھ ناپاکی سستی غرور اور بدمزاجی کا مفصل بیان کیا ۔ اور بتایا کہ کوئی آدمی اپنے گھر میں روشنی کیا چاہتا ہے تو وہ اندھیرے سے کشتی نہیں کرتا بلکہ چراغ اپنے گھر کے اندر لاتا ہے ۔ اور اس طرح اندھیرا دور ہوتا ہے ۔ [illegible]

ہے جس سے ہمیں فتح سے بھی بڑھ کے غلبہ حاصل ہوتا ہے۔ (رومیوں ۸: ۳۷) جسکا مطلب یہہ بیان کیا کہ مسیح ہمارے واسطے لڑ چکا۔ اور اسنے فتح حاصل کی۔ اُسنے لڑائی کی تکلیف دکھ اور مصیبت اٹھائی یہ تکلیف دکھ اور مصیبت اسکی تھی۔ ہم اُس سے فتح بغیر تکلیف دکھ اور مصیبت کے حاصل کرتے ہیں۔ یعنے ہم فتح جو نتیجہ لڑائی کا ہے۔ بغیر تکلیف کے حاصل کرتے ہیں۔ مثلاً اگر کوئی آزمایش ہمارے سامنے آئے تو ہم مسیح سے درخواست کریں۔ کہ اے مسیحا ہم کمزور ہیں تو ہمارے لئے شیطان کا مقابلہ کر۔ مسیح جواب دیگا میں لڑ چکا۔ ایمان سے میری فتح میں شریک ہو۔ اور مسیح شیطان کو دور کردیگا۔ اور ہم فتح بغیر تکلیف کے حاصل کرینگے۔

اسی تمام کو بیان کیا گیا کہ نجات کیا ہے؟ اور کس طرح ملسکتی ہے۔ ذیل کی آیتوں پر بیان تھا

"اور جس طرح موسیٰ نے سانپ کو بیابان میں اونچے پر چڑھایا۔ اُسی طرح ضرور ہے کہ ابن آدم بھی اونچے پر چڑھایا جائے تاکہ جو کوئی ایمان لائے اُسکے سبب سے ہمیشہ کی زندگی پائے" (یوحنا ۳: ۱۴-۱۵)

صاحب لیکچرار نے بیان کیا کہ نجات کا کام ہو چکا ہے۔ اب صرف ہمارا فرض باقی ہے کہ ہم مسیح کو ایمان کی آنکھ سے دیکھیں۔ تو نتیجہ ہمیشہ کی زندگی ہوگا۔ اسکے بعد ایک اور صاحب نے نہایت عمدگی اور دلسوزی سے بیان کیا کہ مسیح ہمارا پیشوا ہے۔ یعنے کہ مسیح ہمارے عوض خدا کے آگے کھڑا ہے۔ جس طرح مسیح خدا کے دہنے ہاتھ بیٹھا ہے۔ یعنے کہ وہ قدرت کی جگہ میں ہے۔ ویسے ہی ہم بھی قدرت والے بن سکتے ہیں۔ چنانچہ لکھا ہے کہ "اور مسیح یسوع میں شامل کرکے اسکے ساتھ جلایا۔ اور آسمانی مقاموں پر اُسکے ساتھ بٹھایا" (افسیوں ۲: ۶) اسکا مطلب یہہ ہے کہ مسیحوں کی اصلی جگہ وہ ہے۔ جہاں مسیح آپ ہے۔ اور خدا کی قدرت انکے لئے موجود ہے۔ سو مسیحیوں کی زندگی قدرت والی زندگی ہونی چاہئے۔

اِس مضمون سے کئی ایک پر بہت بخوبی ظاہر ہوگیا کہ ایک نئی اور جلالی زندگی انکے لئے ہے جو مسیح میں قائم رہتے ہیں +

اتوار کی صُبح ہم سب اینگلیشن چرچ میں جمع ہُوئے - اور اپسکوپیلین طریقہ پر خُداوند کی عبادت کی گئی۔ اسوقت تمام دیسی اور پردیسی پاؤں سے جُوتے اُتار فرش پر بیٹھ گئے۔ جو فروتنی اور یگانگت کا ایک عجیب نظارہ تھا۔ اور تمام حاضرین نے عشاء ربانی میں شامل ہوکر اپنی حقیقی مسیحی یگانگت کا ثبوت دیا +

شام کو کل ممبران کانفرنس اور دیگر مسیحیان گجرات مشن اسکول کے احاطہ میں جا بڑے ہر ایک قسم کے باجے بجائے گئے - اور نہایت خوش الحانی سے خداوند کی حمد میں گیت گائے گئے - اور خُداوند کے کلام کی منادی کی گئی - بعد اسکے کل مسیحی شہر میں عین منڈی کے درمیان - جہاں مشن کی منادی کی جگہ ہے - گئے - کُل راستہ میں گیت اور بھجن گائے گئے اور منڈی میں پہنچکر مسیح مصلوب کی منادی کی گئی - اسوقت سیکڑوں لوگ جمع ہو گئے اور کئی بھائیوں نے یکے بعد دیگرے خداوند کے کلام کی بشارت دی - تمام شہر میں ہلڑ مچ گیا کہ اتنے عیسائی کہاں سے آگئے -

اِسکے بعد کل مسیحی اِس احاطہ میں واپس آئے - جہاں کہ وُہ اُترے ہوئے تھے - ٹھیک ۶½ بجے پادری ڈبلگیٹی صاحب نے نئی پیدائش پر نہایت ہی موثر وعظ دیا جس سے ہمیں بہت ہی فائدہ پہنچا - صاحب موصوف نے اپنے وعظ میں انجن کی تمثیل نہایت عُمدگی سے بیان کی - بتلایا کہ جب انجن میں پانی اور آگ نہیں ہوتا - تو کئی ایک آدمی ملکر بڑی مشکل سے اُسکو چلاتے ہیں - مگر اگر اس میں آگ اور پانی ہو تو اس بھاپ سے جو آگ اور پانی سے پیدا ہوتی ہے - صرف ہنڈل کو ہاتھ سے ہلانے سے انجن خود بخود فوراً زور سے چل پڑتا ہے - اور منزلِ مقصود تک پہنچ جاتا ہے - بیان کیا کہ ہمیں آگ کے بپتسمہ کی ضرورت ہے - اِس تمثیل کو ایسی عُمدگی سے ادا کیا - اور مضمون کو تمثیلوں سے ایسا دلچسپ

بنایا۔ کہ اس انجمن کی تمثیل کا پرچہ کانفرنس کے باقی تمام اجلاس میں لیکچرار صاحب بار بار پیش کیا کرتے رہے۔ صاحب موصوف نے پانی اور آگ کے بپتسمہ کا اصل ترجمہ بیان کیا کہ:۔
پانی اور ہوا ہے انہوں نے بیان کیا کہ ہوا سے مراد روح ہے۔ اور پانی سے مراد کلام ہوگا۔ چنانچہ انہوں نے اسکے ثبوت میں پیش کیا کہ:۔ تو اس نے ہم کو راستبازی کے اُن کاموں کے سبب نجات نہیں دی۔ جو ہم نے خود کئے۔ بلکہ اپنی رحمت کے مطابق نئی پیدائش کے غسل اور اُس روح القدس کے ہمیں نیا بنانے کے وسیلے سے۔ ططس ۳: ۵
"تاکہ اسکو کلام کے ساتھ پانی سے غسل دیکر اور صاف کر کے مقدس بنائے"۔ افسیوں ۵: ۲۶
صاحب موصوف نے اس مضمون پر بیان کرتے ہوئے نیقودیمس کا ذکر بڑی خوبی کے ساتھ کیا۔ اور ایک نقرہ نہایت ہی دلکش تھا یعنے "بھلا مانس گنہگار"۔ اور یہہ فقرہ زبان زد عام ہوگیا۔
پیر کی صبح حسب معمول پریر میٹنگ ہوئی۔ اس پریر میٹنگ میں ابراہیم کی دعاؤں کا ذکر کیا گیا جو صدوم کے لیے اُسنے کیں۔ اور بتایا گیا۔ کہ کیسی جلدی خدا دعاؤں کا جواب دیتا ہے جب ابراہیم کے موافق ہم خدا کو اپنے گھر میں جگہ دیتے ہیں۔ ابراہیم کی مانند اُس کے ساتھ چلتے ہیں۔ اس کے موافق اُسکی حضوری میں جلد ہو جاتے ہیں۔ اور اوروں کے لیے دُعا کرتے ہیں۔ خدا بہت ہی خوش ہو جاتا ہے اور ہماری دُعاؤں کا جواب ہمارے مانگنے سے زیادہ عنایت کرتا ہے۔ مثلاً زکریاہ نبی کے تیسرے باب میں ہم پڑھتے ہیں کہ:۔
خدا نفیس پوشاک پہوشع سردار کاہن کو پہنواتا ہے۔ اسوقت نبی یہہ درخواست کرتا ہے کہ اُسے کُلاہ بخشا جائے۔ اور فوراً خدا اس درخواست کو منظور کرتا ہے۔ اور فرشتگان کُلاہ اسے دیتے ہیں:۔ اُسوقت دُعائیں نہایت سرگرمی کے ساتھ کی گئیں۔ اور ڈسٹرکٹ یونین کے لئے بھی دعا کی گئی۔

پھر نو بجے الگ الگ کمروں میں دو میٹنگ فراہم ہوئیں۔ ایک طلبا کے لئے۔ اور دوسری معلمان کے لئے۔ اُستادوں کے لئے جو میٹنگ ہوئی۔ اس میں ڈاکٹر ایونگ نے مضمون

عمدہ نصیحتیں کیں۔ اور کئی ایک قصے بیان کئے۔ جس سے نیک اُستاد تسلی پا سکتے ہیں مثلاً دہلی کے ایک اُستاد کا ذکر کیا جو گورنمنٹ اسکول میں پڑھاتا تھا۔ وہ ایسی محبت سے لڑکوں سے پیش آتا تھا۔ کہ ریاضی کے وقت طلبا آپ ہی مذہب کا چرچا اُن سے کرتے تھے۔ گویا ریاضی کا وقت بیبل کا وقت ہوجاتا تھا اسکا نتیجہ یہہ ہُوا کہ کئی ایک طلبا مسیحی مذہب کے قائل ہو گئے۔ اور دو نے تو علانیہ مسیح کا اقرار کیا۔ جن میں سے ایک تو پادری کے عہدہ پر ممتاز ہُوا۔ اور دُوسرا ایک کلیسیا کا رُکن ہوگیا۔ ڈاکٹر صاحب نے بیان کیا کہ منشنریوں کی یہہ بڑی بھاری غلطی ہے کہ بائبل جیسے مشکل کام کے لئے لائق اُستاد مقرر نہیں کرتے۔ اور بیبل ٹیچر کا کام ایسا ردی کام بنایا گیا ہے۔ کہ ایکدفعہ ایک آدمی سے پُوچھا گیا کہ تم کیا کام کر سکتے ہو؟ تو کہا کہ میں خانساماں کا کام کر سکتا ہوں۔ یا میں بیبل پڑھا سکتا ہوں۔ گویا کہ وہ خانساماں کے کام کو اس پاک کام سے مقدم جانتا تھا۔ صاحب موصوف نے بیان کیا کہ دو گھنٹے کے معمولی مضمون پڑھانے سے میں ایسا تھک نہیں جاتا۔ جیسا کہ نصف گھنٹہ بیبل پڑھانے سے تھک جاتا ہوں۔ بیان کیا کہ اسکا سبب یہہ ہے کہ اس کام میں ہر ایک رُوح کی جو ہماری سنتی ہے۔ ذمہ واری اُٹھانی پڑتی ہے۔ یہہ بھی بیان کیا کہ آجکل کے طلبا ایسے ہوشیار ہیں۔ کہ وہ فوراً پہچان لیتے ہیں کہ بیبل ٹیچر کیسا آدمی ہے۔ اگر وہ سچا مسیحی نہ ہو اور کسی گناہ میں مبتلا ہو۔ تو فوراً اسکی ریاکاری ظاہر ہوجاتی ہے۔ اور اسکے پڑھانے سے کوئی فائدہ حاصل نہیں ہوتا۔ بلکہ مسیح کی بے عزتی ہوتی ہے۔ اس میٹنگ کے بعد ایک منیجر صاحب نے اپنے ہیڈ ماسٹر کے ساتھ فیصلہ کیا کہ آیندہ کو وہ بائبل ٹیچر رکھتے ہوئے۔ ڈاکٹر صاحب کی اس نصیحت کو ہمیشہ مدنظر رکھیں۔

اسی شام کو پاک رُوح کی بابت ایک مؤثر درس دیا گیا جس سے سامعین کو بہت ہی فائدہ پہنچا۔ ہمارے عزیز نوجوان مسٹر سدانند چند ولال نے اپنے بھولے بھولے لفظوں میں اس مضمون کو ایسے ادا کیا کہ انکی ہر ایک بات دل کو پکڑ پکڑ کر قائل کرتی تھی۔

منگل کی صبح حسب دستور پریئر میٹنگ ہوئی۔ بیان کیا گیا کہ کیبوک سے چند مشہور اور نامور پادری صاحبان اس ملک میں تشریف لانے والے ہیں۔ انکے لئے دعا کی گئی۔ اور التجا کی گئی تھی کہ خدا انکے آنے کا انتظام آپ ہی کرے۔ اور کہ مسیحیوں میں خواہ دیسی ہوں یا پردیسی یگانگت پیدا ہو۔ پاک روح کے لئے دعا کی گئی۔ رومیوں کے بارہ باب پر کچھ نصیحت بھی کی گئی تھی ۔

پھر نو بجے بائبل کے مطالعہ پر درس دے گئے۔ پہلے مسٹر سراج الدین نے مختصر مگر نہایت پر مضمون درس دیا۔ بائبل کا پڑھنا اور اس کی خوبیوں کا نہایت عمدگی سے بیان کیا انہوں نے بیان کیا کہ ایک جونی سپاہی کسی لڑائی میں تھا۔ اور اسکو لوٹ کے مال میں انجیل ہاتھ آئی اُسنے پڑھنا شروع کیا۔ اور معلوم کیا کہ میں گنہگار ہوں۔ پڑھتے پڑھتے اُسے ثابت ہوا کہ مسیح شافی ہے۔ اور وہ کل خاندان سمیت عیسائی ہو گیا۔ پھر وہ اپنے وطن کو واپس گیا۔ اور نہایت تکلیف اور مصیبت اُٹھا کر مسیح کی بشارت دیتا رہا۔ یہانتک کہ وہاں ایک کلیسیا قائم ہو گئی۔ ہندوستان کی ایک قوم کا ذکر کیا کہ سب سے پہلا مشنری جو اُن کے درمیان گیا۔ وہ بیان کرتا ہے کہ انہوں نے کہا کہ ہمارے پاس ایک پاک کتاب ہے۔ جسکے آگے ہم گھٹنا ٹیکتے اور پوجا کرتے ہیں۔ صاحب موصوف نے بیان کیا یہہ کتاب جسکا ذکر اُن لوگوں نے کیا تھا۔ انجیل ہے۔ سو جب انجیل کی منادی اس جگہ کی گئی تو بہتوں نے انجیل کا اقرار کیا پھر بیان کیا کہ مسٹر گلیڈسٹون صاحب نے بیان کیا تھا کہ دنیا کی حد تک یہہ کتاب مانی جاتی ہے۔ اور کہ ہر وقت اور ہر حالت میں تسلی بخش ہے۔ بیان کیا کہ اسکے پڑھنے سے بہت ہی فائدہ حاصل ہوتا ہے۔ مثلاً حبشی خوجہ کی نسبت بیان کیا جاتا ہے کہ خود مطالعہ بائبل کرنے سے ایک فائدہ یہہ ہوا کہ اُسنے نجات پائی اور اپنے ملک میں جا کر اُسنے انجیل کی منادی کی روایت ہے کہ اسکی منادی سے بہت لوگ مسیح پر ایمان لائے۔ بیان کیا کہ اس ملک کے اردگرد صدیوں سے محمدیوں کا زور ہے۔ پر تو بھی وہ حبشی لوگ ابتک مسیحی ہیں۔ یہہ کل نتیجہ ایک آدمی کے خود

بائبل مطالعہ کرسکتا ہے۔ بیان کیا کہ موٹ صاحب نے ایکدفعہ ایک محمدی سے پوچھا کہ آپ بائبل کیوں نہیں پڑھتے؟ جواب دیا کہ مبادا کہیں عیسائی نہ ہو جاؤں۔ پھر ایک جوان مسیحی سے پوچھا کہ تم بائبل کیوں نہیں پڑھتے؟ کہا کہ اگر میں بائبل پڑھوں تو سرکاری نوکری کی خواہش میرے دل سے جاتی رہیگی ٭

اسکے بعد سٹرایس۔ کے۔ دتا نے بائبل کے پڑھنے کا طریقہ بیان کیا۔ اور کہا کہ مختلف مضامین پر بائبل کا پڑھنا بہت ہی مفید ہے۔ مثلاً مسیح کی دعائیں کہ اس نے کب اور کس جگہ مانگیں۔ یا روح القدس کا ذکر کہ بائبل میں کہاں اور جس جگہ آیا ہے۔ یا کسی خاص شخص کا تذکرہ وغیرہ وغیرہ۔ روح القدس کے بارے میں بیان کرتے ہوئے فرمایا کہ:۔ ایک پادری صاحب نے ایک دفعہ کسی شخص سے دریافت کیا کہ آپنے روح القدس کی بابت کتنے دن تک پڑھا ہے۔ اس نے جواب دیا کہ کئی ایک دن تک پڑھتا رہا ہوں۔ پادری صاحب نے فرمایا کہ میں اس مضمون پر برابر ایک سال سے غور کر رہا ہوں۔ اور ابھی تک یہہ مضمون ختم نہیں ہوا۔ بیان کیا کہ جسوقت بائبل پڑھتے ہیں۔ اُسوقت ردی کاغذ پر نوٹ نہ کیا کریں۔ بلکہ نوٹ بک میں۔

شام کا مضمون ہندوستان میں انجیل کی اشاعت تھا۔ حزقی ایل ۳۳: ۱۱-۲+۹-سلاطین ۲۰: ۲-۹ پڑھا گیا۔ اور بعد دُعا کے مسٹر ایم۔ ایل رلیارام نے ایک عالمانہ تقریر کی۔ بیان کیا کہ جب مسیح نے اپنا اخیری حکم سنایا تو اُسوقت اسکی نگاہ کل جہان پر تھی۔ بتایا کہ ایسا کوئی مذہب دُنیا میں نہیں ہوا جسے یہہ خیال ہو کہ میرا مذہب کل دُنیا میں پھیل جائے۔ سوائے ہمارے خداوند یسوع مسیح کے۔ وہ چاہتا تھا کہ الٰہی روشنی سے دُنیا کی تمام تاریکی دُور کیجائے۔ الوداعی حکم یہہ تھا کہ جاؤ تمام دُنیا میں جا کر ساری خلق کے سامنے انجیل کی منادی کرو۔ مگر ساتھ ہی اس کے یہہ حکم دیا کہ ٹھہرو جبتک کہ عالم بالا سے تم کو قوت کا لباس نہ ملے۔ پھر سٹوڈنٹس والنٹیر موومنٹ کا ذکر کیا۔ بیان کیا کہ اس سوسائٹی کا عقیدہ ہے کہ اسی پشت میں کل دُنیا کو انجیل سنائی جائے لفظ مقولہ کا مطلب ایسی خوبی سے بیان کیا کہ بس کردی۔ اس زمرہ میں بیان کیا کہ اسکا مطلب یہہ نہیں ہے کہ اسی پشت میں کل جہان کو

ہم عیسائی کر دینگے۔ کیونکہ عیسائی کرنا خدا کا کام ہے نہ کہ انسان کا۔ اور بتلایا کہ نہ اسکا یہہ مطلب ہے کہ ہم شہر شہر اور گانوں گانوں میں جاکر انجیل سنائینگے۔ اور فوراً کسی اور جگہ دوڑ جائینگے۔ بلکہ اس کا مطلب یہہ ہے کہ ہر ایک مشنری کام خواہ مدرسہ ہو۔ یا شفاخانہ ہو۔ زنانہ کام ہو یا مردانہ ہو۔ خواہ کچھ کیوں نہ ہو اس میں شامل ہے۔

اسکے بعد لاٹ لیکچرار نے ان روکاوٹوں کا ذکر کیا جو انجیل کے پھیلانے میں سدراہ ہوتی ہیں۔ اول بیرونی روکاوٹونکا ذکر کیا بعدہٗ اندرونی روکاوٹوں کا جو کلیسیا میں ہیں بیرونی روکاوٹوں کو لیکچرار نے لفظ مشکلات سے نامزد کیا۔ اور بتایا کہ یہہ سب روکاوٹیں جو اہل ہنود اور اہل اسلام کی طرف سے ہوتی ہیں یہہ روکاوٹیں نہیں ہیں۔ صرف مشکلات ہوتی ہیں۔ اسی بیان کو بیان کرتے ہوئے بڑے افسوس اور حیرت سے بیان کیا کہ اب وہ صاحب کہاں ہیں! جو اہل ہنود اور اہل اسلام کے مذاہب سے بخوبی واقفیت رکھتے ہوں۔ یہہ بھی ذکر کیا کہ اس بات کا یہہ خطرہ ہے کہ مسیحی مشنری غیر مذاہب سے واقف نہ ہوں۔ کیونکہ ہماری توجہ انکی طرف سے ہٹ گئی ہے۔ بیان کیا کہ اندرونی روکاوٹیں البتہ بہت ہیں۔ اول یہہ کہ کلیسیا میں نام کی مسیحیت اور بے پروائی بہت ہے اسپر بیان کرتے ہوئے کہا کہ اسکے بارے میں ایک پادری صاحب نے بیان کیا کہ ہم کل کو چھوڑا چاہتے ہیں۔ مگر کل ہم کو نہیں چھوڑتا۔ اور کہا کہ ایک یوروپین مشنری نے بیان کیا کہ ہم غیر اقوام کے لئے آئے ہیں۔ نہ کہ مسیحیوں کے لئے اور یہہ بھی کہا کہ ایک اور پادری صاحب نے کہا ہے کہ ہندوستانی لوگ روح پاک سے معمور نہیں ہو سکتے۔ آپکی اس تقریر نے بہتوں کے دلونکو ہلا دیا۔ بیان کیا کہ انجیل کا پھیلانا محض ہماری ذمہ واری نہیں۔ بلکہ ہمارے مسیحی ہونیکا ایک نشان ہے۔ بتایا کہ چین میں ایک لیڈی مشنری سب کام خود کرنا چاہتی تھیں۔ ایک چینی نے اُن سے کہا کہ۔ آپ کیوں اتنی محنت کرتی ہیں؟ صرف ہمیں جو گھڑی کی مانند ہیں۔ چابی لگا دیں تو ہم خوب چلتے رہینگے۔ اور اسنے یہہ دکھلایا کہ مشنریوں کا پہلا فرض مسیحیوں کی تربیت کرنا اور کلیسیا کو مضبوط کرنا ہے۔ نہ کہ کلیسیا کو چھوڑکر غیر مسیحیوں کی طرف توجہ کرنا۔ یہہ کام دیسی مسیحیوں کا ہے۔

بیان کیا کہ مسیح کے اس حکم سے کہ یروشلم میں ٹھہرو اسکے شاگردوں کے دلوں میں رکاوٹیں ثابت ہوتی ہیں۔ آؤ ہم اسوقت اپنے دلوں سے سوال کریں۔ کہ آیا ہمارے دلوں میں کوئی ایسی رکاوٹ ہے۔ جس سے لوگ مسیح کے پاس نہیں آتے۔ ایک دفعہ ولائت میں ایک بڑی بھاری کانفرنس ہوئی تھی۔ اس کانفرنس کو یہہ پیغام بھیجا گیا تھا کہ مسیح کو بادشاہ بناؤ۔ اور اگر ہم اپنے سپہ سالار کا حکم نہ مانیں تو اسکو بادشاہ کس طرح بنا سکتے ہیں۔ اگر ہم اس مقولہ کو اختیار کریں تو دوسرے لفظوں میں یوں کہنا ہوگا کہ ہم اپنی زندگی کو ایسا بنائیں کہ اس دُنیا میں جو کہ ایک تیرہ و تاریک سمندر ہے۔ روشنی کے مینار ہوں +

پھر مسٹر سدانند چند ولال نے بیان کیا کہ منادی کیا چیز ہے۔ کہا کہ پنجاب میں منادی نہیں ہوتی۔ میرا مطلب یہہ ہے کہ ایسی منادی نہیں ہوتی جیسی کہ ہونی چاہئے۔ بیان کیا کہ ہم مسیح کو لوگوں کے آگے پیش نہیں کرتے۔ اسوقت شائد کوئی کہیگا کیا بہت سے مشنری جو بی۔ اے۔ ایم۔ اے۔ بی۔ ڈی۔ ڈی۔ ڈی۔ ولائت سے آئے ہیں۔ کام نہیں کرتے؟ یہہ تو سچ ہے کہ مشنری صاحبان منادی کر رہے ہیں۔ لیکن وہ ٹھیک طور پر نہیں کر سکتے کیا ہم پنجابی بھی مسیح کو ٹھیک طور پر لوگوں کے آگے پیش کر رہے ہیں؟ بیشک مسیحی مذہب کی منادی کی جا رہی ہے۔ میں پوچھتا ہوں کہ کیا زندہ مسیح کی منادی ہماری زندگیوں سے کی جا رہی ہے کہ نہیں۔ بیشک مشنری صاحبان منادی کر رہے ہیں۔ پنجاب میں مسیح۔ غیر زبان غیر لباس۔ غیر طریق میں پیش کیا جا رہا ہے جو مناسب نہیں۔ فرض کرو کہ میرا بھائی ملک چین میں چلا جائے۔ اور مدت مدید تک وہاں رہے۔ اور جب واپس آئے۔ تو چینی لباس ہو۔ چینی زبان ہو۔ چینیوں کی سی لمبی چوٹی ہو۔ اور میرے پاس آئے۔ تو کیا میں اُس کو پہچانونگا؟ ہرگز نہیں۔

پھر بیان کیا کہ فرض کرو کہ ایک آدمی بیمار ہو جائے۔ اور اُسکا بھائی ڈاکٹر ہو۔ کیا وہ مریض پسند کریگا۔ کہ کوئی غیر ملک کا ڈاکٹر آکر اسکا علاج کرے؟ اور اس کا بھائی اسکو پوچھے

تک نہ آتے۔ کیا یہی حالت پنجاب کی نہیں ہے؟ کہ پنجاب گناہ کی بیماری میں مبتلا ہے۔ اور ہم پنجابی اس کا کچھ فکر نہ کریں۔ اور غیر ملک کے مشنری آکر اس ملک کو انجیل سنائیں۔

صاحبو! زندہ مسیح کی منادی کرنی ہے۔ نہ مسیحی مذہب کی۔ نہ مسیحی سچائی کی۔ بلکہ زندہ مسیح کی۔ کیونکہ مسیح مجسم ہوا۔ جبتک مسیح ہماری زندگی میں مجسم نہ ہو۔ تب تک ہم مسیح کو ظاہر نہیں کر سکتے۔ ہم کس طرح غیر اقوام کو کہہ سکتے ہیں۔ کہ مسیح گناہ سے بچاتا ہے۔ جبکہ ہم آپ ہی گناہ میں مبتلا ہیں۔ کوئی ہماری نہ سنیگا۔ وہ صاف کہینگے کہ یہہ جھوٹ ہے۔ ۱۹۰۰ برس کا عرصہ گذرا۔ کہ طوفان شیطان کی فوج پر آ پڑا۔ اسوقت سے آجتک زندگی کی روٹی۔ زندگی کا پانی عام ہو گیا ہے۔ اور لوگ شہروں میں۔ قصبوں میں۔ دیہاتوں میں۔ بھوکوں مر رہے ہیں۔ اُن چار کوڑھیوں نے کیا ہی خوب کہا ہے۔ جنکا ذکر ہم نے ابھی اُوپر پڑھا ہے (۲ سلاطین ۷-۹) کہ ہم اچھا نہیں کرتے۔ کہ ہم خوشخبری نہیں دیتے۔

پھر بیان کیا کہ مسیح کا دکھ ابتک ختم نہیں ہوا۔ کیونکہ ہم نے اُسکو ابتک پنجاب میں ظاہر نہیں کیا۔ یہی سبب ہے کہ اُسکا خون بہہ رہا ہے۔ اور وہ آنسو بہا رہا ہے۔ وہ چاہتا کہ میں پکار دوں۔

"اے پیاسو میرے پاس آؤ"

لیکن وہ صرف ہمارے وسیلے سے یہہ کہہ سکتا ہے۔ پس صاحبو پنجاب میں مسیح کو ظاہر کرو۔

پھر رات کو ۸ بجے نسکراز کی میٹنگ ہوئی۔ جس میں کئی ایک نے بیان کیا کہ انکو اس کانفرنس سے بہت ہی فائدہ حاصل ہوا۔ ایک صاحب بیان کرتے ہیں۔ کہ تین طلباء نے ان سے [illegible] کانفرنس سے نہ جائینگے۔ جب تک کہ روح القدس کو نہ پائیں۔ وہ

صاحب [illegible] ایک شخص نے ان سے کہا کہ گو میں گناہ میں آیا تھا۔ مگر

[illegible]

دُعا، اور بیبل کا مُطالعہ

۱۳ یُوحنا کی انجیل

(۱) ۵: ۱ - ۲۳ - آیات ۱۹ اور ۲۰ سے جو باپ اور بیٹے کا باہمی تعلق ظاہر ہے اُسے بخوبی سمجھنے کی کوشش کرو۔ کیا ہمارے لئے ایسا رشتہ حاصل کرنا ممکن ہے ؟

(۲) ۵: ۲۴ - ۴۰ - کون سے دو کام بیٹے کو سُپرد کئے گئے ہیں (آیات ۲۱ - ۲۹) - آیت ۲۵ و ۲۹ میں ایک ہی واقع کا ذکر ہے یا مختلف کا ؟
ایمان لانے کی کیا اصلیت ہے کہ جو لوگ عزّت کے طالب ہیں وُہ اسے پا نہیں سکتے ؟ (آیت ۴۴) -

(۳) ۶: ۱ - ۲۱ - صرف یُوحنا ہی اس معجزے کے آثر کا بیان لکھتا ہے - اُسے کیا اثر ہوا ؟ کیا یہہ سچا ایمان تھا ؟ لوگوں کی غلطی کیا تھی ؟

(۴) ۶: ۲۲ - ۴۰ - عام جوش کو مسیح نے کس طرح روکا ؟ مسیح پر ایمان لانا ایسا بار آور کیوں ہے ؟ آیت ۲۹ -

(۵) ۶: ۴۱ - ۷: ۱ - یسُوع کی گفتگو کا کیا اثر ہوا ؟ کیا اسکا منشا رتھا کہ یہہ نتیجہ پیدا ہوا ؟ اب سے وہ چند برگزیدوں کی تربیّت پر ساری توجّہ دیتا ہے -

(۶) ۷: ۲ - ۳۰ - باب ۷، تا ۱۲ میں ملاحظہ کرو کہ کم اعتقادی کیسے بڑھتی ہے - آیت ۱۷ حق کو پہچاننے کی کیا شرط ہے ؟ یسُوع کی قدر کرنے اور اُس پر ایمان لانے کیلئے کیسا مزاج چاہیئے - دیکھو ۷: ۱۸ و ۵: ۴۴ -

(۷) ۷: ۳۱ - ۸: ۱۱ - آیات ۳۷ ، ۳۹ - کیا مَیں نے یسُوع کی اُس پکار کو کبھی سُنا ؟ "رُوح ابتک نازل نہ ہوئی تھی" - لیکن اب تو وہ اُتر آئی ہے - کیا میں نے اُسے پایا ؟

(۸) ۸: ۱۲ - ۳۰ - اِن آیتوں میں مسیح کیا دعویٰ پیش کرتا ہے ؟ اِن سے کیا ظاہر ہے ؟ آیت ۲۴ - کیُوں ؟ ایمان لانے کے ساتھ ایسے ایسے نتیجے کیوں ملحق ہیں ؟

(۹) ۸ : ۳۱-۵۹- مسیح کے دعووں کو پھر نظرِ غور سے دیکھو۔ وہ کیسے شخص کو مارنے کے درپے تھے۔
(۱۰) ۹ : ۱-۱۷ - اپنی جان کو خطرے میں ہے اسے پھر بھی دوسروں کی ضرورت کا خیال ہے۔
اس واقعہ کے ہر پہلو پر فکر کرو۔
(۱۱) ۹ : ۱۸-۴۱- دیکھو اس شخص کے ایمان میں کیسے بتدریج ترقی ہوئی۔ "اُنہوں نے اسے باہر نکال دیا"۔
لیکن کس نے اُسے پایا؟ کیا وہ قابلِ رحم شخص تھا۔ دیکھو عبرانیوں ۱۳ : ۱۳ "(اسکے پاس)"
(۱۲) ۱۰ : ۱-۱۸- یہ تین تمثیلیں کیا ہیں۔ ایک ہی اصول پر تینوں نظاروں کے معانی نکالنے
کی کوشش نہ کرو۔ استعارہ بدل جاتا ہے۔
(۱۳) ۱۰ : ۱۹-۴۲- آیات ۲۶ و ۲۷۔ نیز دیکھو ۵ : ۳۸ و ۴۲ + ۶ : ۴۵- ایمان اور بے ایمانی کیا ظاہر کرتے
ہیں کہ دل کی حالت پیشتر کیسی ہوتی ہے۔
(۱۴) ۱۱ : ۱-۲۷- آئت ۲۵ و ۲۶۔ مقابلہ کرو ۵ : ۲۱-۲۹ + ۶ : ۳۹-۴۰- ان امور کی نسبت مسیح
نے کیا تعلیم دی۔ موجودہ موت اور قیامت۔ ہمیشہ کی زندگی اسوقت مل سکتی ہے۔
آئندہ قیامت۔ اور اب اور بعد میں زندگی کا منبع کون ہے۔
(۱۵) ۱۱ : ۲۸-۵۷- آئت ۴۰۔ عالمِ علمِ الٰہی کہتے ہیں کہ "دیکھنا ایمان لانا ہے" مسیح فرماتا ہے
"ایمان لا اور دیکھ"۔ اس معجزے کا (۱) مقصد اور (۲) نتیجہ کیا تھا۔
(۱۶) ۱۱ : ۵۵ + ۱۲ : ۱۹- دیکھو ۱۰ : ۴۰ سے لیکر ۱۲ : ۱۹ تک واقعات کی صورت میں کیسے ترقی ہوئی
حاکموں کی دشمنی کیسے بڑھتی گئی اور مسیح کو صلیب دینے کی راہ کیسے تیار ہوئی۔
(۱۷) ۱۲ : ۲۰-۵۰ یہودیوں نے مسیح کو رد کیا۔ یونانیوں نے خود اسکی تلاش کی۔ اِسسے مسیح کو
کیا کیا موقع سوجھے ہونگے۔ کیا یہ اُسکے لئے کوئی آزمائش تھی۔ کیا اس سے
آیت ۲۷ کے معنے صاف ہو جاتے ہیں۔ مسیح نے کونسا طریق اختیار کیا؟ دیکھو
آیات ۲۴ و ۲۵ و ۳۲ و ۳۳ +
(۱۸) ۱۳ : ۱-۲۰- دیکھو لوقا ۲۲ : ۲۴۔ غور کرو کہ یسوع اپنے شاگردوں کو صلیب کا سبق سکھانے کی
آخری کوشش کرتا ہے۔ کیا میں نے یہ سبق سیکھنا شروع کیا ہے؟ یسوع کے
جلال کا مقابلہ اس دنیا کی عزت اور شان سے کرو۔

(۱۹) ۱۳: ۳۱ + ۱۴: ۱۲ - ۱۴ - یسوع (۱) اپنے جانے (۲) جگہ اور (۳) راہ کا کیا حال بتاتا ہے؟ پطرس توما اور فلپس کی مشکلات پر فکر کرو۔

(۲۰) ۱۴: ۱۵ - ۲۱ - آیت ۱۶ - راز۔ "دوسرا وکیل"۔ وکیل کا کام کیا ہے؟ روح کی تاثیر سے شاگردوں میں کیا تبدیلی واقع ہونے کو تھی۔

(۲۱) ۱۵: ۱ - ۱۲ - غور کرو کہ اپنوں سے مسیح کے رشتہ کی (۱) ماہیت کیا تھی اور (۲) اسکا کیا نتیجہ ہوا۔

(۲۲) ۱۵: ۱۷ - ۱۶: ۱۵ - دنیا کی نفرت۔ سوچو کہ اسکی ضرورت کیا ہے۔ اسکا سبب۔ ہمارا رخ اسکی طرف کیا ہے۔ اور ہمارا مددگار کون ہے۔

(۲۳) ۱۶: ۱۶ - ۳۳ - شاگردوں کی مشکلات کیا تھیں۔ مسیح کس طرح جاتا ہے۔ اسکا نتیجہ کیا ہوگا۔

(۲۴) ۱۷: ۱ - ۲۶ - یہ دعا کونسے تین حصوں میں منقسم ہوسکتی ہے۔ ساری دعا میں کونسا ایک خیال پایا جاتا ہے۔

(۲۵) ۱۸: ۱ - ۲۰: "ایک اور شاگرد" - کیا یہ یوحنا تھا؟ مقابلہ کرو ۲۰: ۳ + ۲۰: ۳۰ کیا اس بیان کی تکمیل کا یہی سبب ہے۔ اس سارے وقفے کو اپنی آنکھوں کے سامنے باندھو۔

(۲۶) ۱۸: ۲۸ + ۱۹: ۱۶ - پلاطوس کی تباہی پر دھیان کرو۔ عدالت اصل میں کس کی ہو رہی تھی یسوع کی یا پلاطوس کی۔ دیکھو پلاطوس مسیح کو بچانے کی تین کوششیں کرتا ہے۔ یوحنا ۱۸: ۳۸ - ۴۰ + یوحنا ۱۹: ۴ + لوقا ۲۳: ۷ + یوحنا ۱۹: ۳۱

(۲۷) ۱۹: ۱۷ - ۴۲ - آیت ۳۶ - اسکا حوالہ یعنی خروج ۱۲: ۴۶ پڑھو۔ اس سے کیا ظاہر ہے کہ یوحنا کے خیال میں مسیح کی موت کا کیا مطلب تھا۔

(۲۸) ۲۰: ۱ - ۱۸ - ان آیات سے کہاں تک ظاہر ہے کہ شاگرد یسوع کی ضیافت کیلئے تیار یا اسکے چشم براہ تھے؟ آیت ۱۰ سے یوحنا کا اپنا خیال ظاہر ہے۔

(۲۹) ۲۰: ۱۹ - ۳۱ - آیت ۲۸ - اس کتاب کا ماحصل ایمان کا معراج ان منازل پر نظر تاکہ کرو جن سے شاگرد یہاں تک پہنچے۔

(۳۰) ۲۱: ۱ - ۲۵ - ضمیمہ - اس انجیل کی روشنی میں ہم نے پڑھا ہے کہ جو سوال پطرس سے پوچھا گیا تھا اسکا کیا جواب دیں۔ کیا ہم آیت ۱۹ کا حکم ماننے کو تیار

جیحازی

جیحازی نے اپنے دل میں کہا کہ دیکھو میرے صاحب نے نعمان ارامی
سے نرمی کی کہ اس کے ہاتھوں سے وہ جو لایا تھا نہ لیا ۲ سلاطین ۵: ۲۰

از پادری طالب الدین صاحب بی۔ اے

اس باب میں چار اشخاص ہماری آنکھوں کے سامنے آتے ہیں یعنی نعمان۔ الیشع۔ سریانی چھوکری اور جیحازی اور ان میں سے ہر ایک نصیحتوں کا ایک دفتر ہے۔ ہر ایک کی زندگی کی خصوصیتیں ایسی ابھری ہوئی ہیں کہ دیکھنے والا انکو با آسانی دیکھ کر فائدہ اٹھا سکتا ہے۔ ہم مسیحی کے ایک پچھلے پرچہ میں نعمان کی چھوٹی خادمہ کی خصائل پر چند الفاظ لکھ چکے ہیں۔ اور اسوقت جیحازی زیر نظر ہے ہم یہ منت کرتے ہیں کہ ہمارے پیارے پڑھنے والے اس شخص کے احوال کو اچھی طرح توجہ دیکر پڑھیں۔ کیونکہ جس گناہ میں مبتلا ہو کر وہ برباد ہوا وہ ایسا میٹھا اور مرغوب گناہ ہے۔ کہ اس میں اکثر لوگ گرفتار ہو جاتے اور اپنے گناہ کو نہیں پہچانتے ہیں۔

جب ہم جیحازی کے مبروص بدن پر نظر ڈالتے ہیں تو ہمارے دل میں ایک قسم کا تعجب اور حیرت پیدا ہوتی ہے کیونکہ اس کے حالات پر غور کر کے جیسے انجام کی امید اسکے لیے کیجا سکتی تھی وہ اسکو نصیب نہ ہوا۔ نعمان ایک دور ملک سے آتا اور قلیل عرصہ کیلئے الیشع کی صحبت اسکو میسر آتی اور اس پر اس چشمہ فیض کی نزدیکی کا یہ اثر ہوتا کہ وہ اپنے کوڑھ سے آزاد ہو جاتا ہے۔ اور جیحازی جو اپنی تمام عمر اس نبی کی سنگت میں صرف کرتا ہے۔ آخر کار کوڑھ کی لعنت اپنے اور اپنی نسل کے لئے کما کر قبر میں اترتا ہے۔ چاہیے تھا کہ وہ الیسع جیسے پارس کی مس سے سونا ہو جاتا مگر ہم دیکھتے ہیں کہ وہ آہن بھی نہ رہا۔ ہم اسکی وجہ آگے چلکر بیان کرینگے۔ سردست ایک اور خیال پیش کرنا چاہتے ہیں اور وہ یہ ہے

کہ ہر ایک شخص پر جسکو رُوحانی مزاج اور خدارسیدہ بندگان کی صحبت نصیب ہوتی ہے دو اثر پیدا ہوتے ہیں۔ یا تو وُہ ایسا اُوپر کی طرف اُٹھتا کہ کچھ مدت کے بعد زندہ آسمان تک پہنچ جاتا اور اپنے تئیں آسمانی مکانوں اور عالم ملکوت میں پاتا۔ اور یا وُہ ایسا نیچے گرتا کہ کچھ عرصہ میں بالکل پاتال میں اُتر جاتا۔ دیکھو یوحنّا اور یہوداہ اسکریوطی کو۔ دونوں کو خداوند کی قربت نصیب تھی۔ اگر ایک خداوند کے سینہ پر اپنا سر رکھتا تھا تو دوسرا ایک ہی برتن میں سے اُس کے ساتھ کھایا کرتا تھا۔ مگر ہم دیکھتے ہیں کہ ایک کو ایسی بصیرت حاصل ہوئی کہ وُہ ازلی اور ابدی دور کی سیر دیکھتا۔ الٰہی ذات کے عجیب و غریب بھیدوں کے علم سے بہرہ ور ہوتا۔ آسمانی نظاروں سے خود محظوظ ہوتا اور غیروں کو بھی اُس حظ میں شامل کرتا ہے۔ اور دوسرا یعنی یہوداہ مردود ہو کر جہنم داخل ہوتا ہے نیکوں کی محبت اچھی شے ہے اور وہ لوگ خصوصًا وہ نوجوان کیسے خوش قسمت ہیں جنکو یہ نعمت میسر ہے۔ مگر اسکے ساتھ اس بات کو بھی ہرگز ہرگز نہ بھولنا چاہیئے کہ صحبت ہمکو سچی نہیں بناتی یسوع مسیح جو نیکوں کا سرتاج ہے اسکی صحبت بھی یہوداہ کو سچا مسیحی نہ بنا سکی۔ مسیح کی صحبت ہمکو مسیحی نہیں بناتی۔ مسیح ہمکو مسیحی بناتا ہے۔

ہم نے یہوداہ کو مثال کے طور پر اسواسطے پیش کیا کہ جو موقعے اسکو حاصل تھے قریب قریب اُسی قسم کے موقعے جیحازی کو نصیب ہوئے۔ اور جس گناہ نے یہوداہ کو برباد کیا وہی جیحازی کی تباہی کا باعث ہوا۔ دونو دولت کی طمع میں گرفتار تھے۔ اَے عزیز بھائی تو جو خدمتِ اَلٰہی کے معزز کام پر ممتاز ہے۔ یا ہونا چاہتا ہے اِس مار آستین کو اپنے ساتھ لیکر اس مقدس خدمت میں داخل نہ ہونا۔ دیکھو یہوداہ کو۔ دیکھو جیحازی کو۔ دیکھو اُنکے انجام کو۔

یہی طمع وہ بلا تھی جسنے جیحازی کو الیشع کی صحبت اور سنگت سے کچھ فائدہ نہ اُٹھانے دیا اسکی صحبت میں کوئی ایسا جادو نہ تھا کہ جیحازی کو اُس کی مرضی اور خوشی کے برخلاف ایماندار بنا دیتا۔ الیشع کی فرمانبردار مطمئن۔ قانع اور مقدس زندگی کا نمونہ اُس کے سامنے موجود تھا اور اگر وہ اِن خوبیوں کے حُسن کو دیکھنے والی آنکھیں رکھتا تو صحبت کے

جمال کا گرویدہ اور شیدا ہوتا۔ مگر اس کی آنکھوں میں ایک اور پری پیکر پھر رہی تھی۔ یعنی دولتِ دُنیا جو شاید اُسے اتنی بھی مُہلت نہ دیتی تھی کہ وُہ دین اور عاقبت کی نسبت کچھ سوچے۔ وہ الیشع کے حضور اکثر کھڑا رہتا تھا۔ اور اغلب ہے کہ اُسکے فرامین کو اچھی طرح بجالاتا ہو۔ اکثر اوقات دینی خدمات پر بھیجا جاتا تھا۔ حتیٰ کہ مُردوں کے جلانے کے لئے بھی الیشع جیحازی ہی کو بھیجتا تھا اور اغلب ہے کہ جیحازی ان سارے کاموں کو اپنے آقا کے کہنے کے مطابق کرتا ہوگا مگر لالچ اور طمع کا بیج اُس کی طبیعت میں چھپا تھا۔ جو آخر کار پھُوٹ نکلا۔ وُہ خادم الدین اور وہ کیٹی کسٹ بھی اسی سڑک پر چل رہا ہے جو انجیل کی خدمت ظاہری طور پر بجالاتا۔ معینہ اوقات پر منادی کرتا۔ اتوار کو پلپٹ پر چڑھکر وعظ کہتا۔ غرضیکہ اپنے فرائض منصبی کو بظاہر بخوبی پُورا کرتا مگر دل میں ان کاموں کی خوبی اور عظمت کو نہیں پہچانتا۔ بلکہ انکی انجام دہی کو اپنی شکم پُری کا وسیلہ سمجھتا ہے۔ ہاں اسی سڑک پر وہ ایک مسیحی چلتا ہے۔ خواہ پادری ہو یا کوئی اور ہو۔ جو مسیح کی صحبت میں آکر۔ اس کے دین میں شامل ہوکر اُسکے فضل اور محبت کا حال سُنکر۔ اُس کی نجات اور آسمانی نعمتوں کی خبر پاکر انکی تحقیر کرتا اور دُنیا کی چیزوں کی ہوا و ہوس میں پھنسا رہتا ہے۔ اب تھوڑی دیر کے لئے دیکھئے کہ طمع کیسی خرابیاں پیدا کرتی ہے۔

(۱) یہ آدمی کو فریبی بناتی ہے۔ جیحازی کا فریب منطق کے ساتھ شروع ہوا۔ اور اُس کے منطق نے اُس فریب میں جو اُسنے نعمان اور الیشع کو دینا چاہا بڑی یاری کی بلکہ اُس کی تمام کارروائی میں اسکو صادق ٹھہرایا۔ چنانچہ اُسنے اپنے دل میں کہا کہ الیشع نے بڑی غلطی کی جو بیدین نعمان سے ایک کوڑی بھی نہ لی۔ وہ ایسی نرمی کے لائق نہ تھا اگر اور کچھ نہیں تو کم از کم ایک قنطار روپیا اور دو جوڑے کپڑے تو اُس سے لے لئے ہوتے اب بھی اگر کسی ترکیب سے اتنا روپیہ اُس سے لے لیا جائے تو خوب ہو اور اُس سے نعمان کچھ غریب نہیں ہو جائیگا کیونکہ وُہ تو اس سے سیکڑوں درجے زیادہ دینے کو تیار تھا۔ بڑے

سوس کا مقام ہوگا اگر یہہ الیٰ صاف نکل گیا۔ مگر اب کیا کیا جائے۔ الیشع نے روپیہ لینے سے مطلق انکار کردیا اور نعمان اپنا قافلہ
بار روانہ ہوگیا تاہم کچھہ مصلحت نہیں نعمان ابھی اتنی دُور نہیں نکل گیا۔ کہ میں اُسے مل نہ سکوں اور
الیشع کے انکار کا علاج بھی سہل ہے۔ نعمان کو کہدونگا کہ کوہ افرائیم سے دو انبیازادے
آپ کے پیچھے آئے انکے لئے ایک قنطار روپا اور دو جوڑے کپڑوں کی ضرورت ہے۔ ان
باتوں پر غور کرکے جیحازی نعمان کے پیچھے چل نکلا۔ اور بہت جلد اُسکو جاملا۔ اور اُسکی
ترکیب ایسی کارگر ہوئی کہ ایک قنطار کے عوض دو قنطار روپا اُسکو مل گیا۔ اور وہ اس روپیہ
کو دو نوکروں پر لادے ہوئے اور اپنی عقل اور دانائی کو احسنت و مرحبا کہتا ہوا
واپس چلا آیا۔ مناسب ہے کہ جب ہم حصُولِ زر کی نسبت دِل میں سوچنا شروع کریں اور منطقی
دلائل برپا ہو کہ ہم پر ثابت کرنا چاہیں کہ جس طریق اور صُورت سے ہم روپیہ کمانا چاہتے ہیں
اُس میں کچھ عیب نہیں ہاں اسوقت مناسب ہے کہ ہم اپنے گھٹنوں پر گرکے سچے دِل سے خُدا
کی صلاح و مشورت کے ملتجی ہوں۔ انسان کا دِل ایسا پلید ہے کہ اگر کسی کام کے کرنے میں اسکو
سو باتیں خُدا کی مرضی کے خلاف نظر آئیں۔ اور فقط ایک ایسی دکھائی دے جسکی بنا پر اُسی فعل کا
کرنا اسکو جائز معلوم ہو تو وُہ اس ایک پر تکیہ کرتا اور اس سے گذارے کے لائق تسلّی پاکر باقی
سو باتوں کو جو صاف صاف طور پر اُس فعل کے ارتکاب کو بد بتاتی ہیں نظرانداز کردیتا۔ اور
اقدامِ فعل کی جرأت کر بیٹھتا ہے۔ جیحازی کی نظر میں نعمان آرامی پر زمی کرنا مناسب کام نہ تھا
اس خیال کی آڑ میں اُسکا فریب اور جھُوٹ سب کچھ چھپ گیا۔ ناظر کیا ہمارے درمیان اس
قسم کی مثالیں واقع نہیں ہوتی ہیں۔ کیا ایسے لوگ دیکھنے میں نہیں آتے جو اپنی کارروائی
کو ایسا صیقل کرتے۔ اور اس پر ایسا ملمع چڑھاتے کہ سُننے والا اُنکی باتوں کو راستی اور
صداقت پر مبنی سمجھتا۔ مگر درحقیقت وہ یتیموں اور بیکسوں اور بیواؤں کا خون پیکر موٹے
بنے ہوئے ہوتے ہیں۔ شرارت اور فریب کیسی گھنونی اور مکروہ چیزیں ہیں۔ کوئی اُنکی تعریف
نہیں کرتا۔ لیکن تاہم کسقدر یہہ چیزیں دُنیا میں پائی جاتی ہیں صرف آنکھ اُٹھاکر دیکھو اور معلوم

کروگے۔ کہ اس زندگی میں کہیں جعلی تعلقات کہیں جھوٹی دوستیاں۔ کہیں باطل تہذیب پائی جاتی ہے ایسی قبریں جنکے اُوپر سفیدی پھری ہُوئی ہے۔ نہ تجارتی۔ نہ مذہبی دُنیا اس سے بچی ہوئی ہے۔ عبرت۔ عبرت!

(۲) پھر یہہ طمع ایک گناہ سے دُوسرے گناہ تک پہنچاتی ہے۔ جب جیحازی لوٹکر آیا تو اُسنے جلد جلد روپیوں کے بدرے محفوظ جگہ پر رکھوادیئے اور مطمئن ہوکر اپنے آقا کے حضور آن موجود ہُوا۔ وہ اپنے دل میں سوچتا ہوگا کہ میں نے کس خُوبی سے نعمان اور الیشع کی آنکھوں میں خاک ڈالی ہے جو کچھ میں نے کیا ہے اُسکی خبر کسی کو بھی نہیں۔ مگر اُسکا یہہ خیال غلط تھا۔ کیونکہ الیشع نے اُسیوقت اُس سے یہہ سوال کیا۔ جیحازی تُو کہاں سے آیا ہے۔ اِس سوال کا جواب دینا آسان نہ تھا۔ مگر جیحازی نے مشکل نہ سمجھا چنانچہ اُسنے جواب میں کہا۔ تیرا خادم تو کہیں نہ گیا تھا۔ اُس نے ایک اور جھوٹ بولدیا۔ اور سمجھا کہ میری کارستانی کبھی فاش نہ ہوگی۔ مگر اسبات کو ہمیشہ یاد رکھنا چاہیئے کہ ایک جھوٹ کو چھپانے کے لئے دُوسرے جھُوٹ کی ضرورت ہوتی ہے اور نیز یہہ بات لوحِ دل پر نقش کرلینی چاہیئے کہ اگر کوئی جھوٹ سے بچنا چاہے تو لازم ہے کہ وہ کبھی پہلے جھُوٹ میں نہ پڑے کیونکہ اگر پہلے جھُوٹ سے نہ بچا تو دُوسرے جھوٹ میں اور پھر تیسرے جھُوٹ میں بہت جلد گرفتار ہوجائیگا۔ ممکن ہے کہ پہلی مرتبہ ضمیر ملامت کرے۔ مگر دُوسری مرتبہ ضمیر مُردہ ہوجائیگی۔ اور کچھ نہ کہیگی۔ جھوٹ کو جھُوٹ سے چھپانے کو بعض لوگ بڑی چالاکی سمجھتے۔ اور اپنے ہتھکنڈوں کا نام حکمت رکھتے ہیں مگر یہہ سخت نادانی ہے۔ سچی اور حقیقی حکمت اسمیں ہے کہ انسان سچائی اور صداقت کو اختیار کرے۔ ایسا شخص کبھی شرمندہ نہ ہوگا اور سیکڑوں گناہوں سے محفوظ رہیگا۔

(۳) طمع آخرکار ہلاکت تک پہنچاتی ہے۔ جیحازی سمجھتا تھا کہ مجھے کوئی نہیں دیکھتا اور سب دھوکے باز اس غلطی میں گرفتار ہوتے ہیں۔ وہ خدا کو بھُول جاتے ہیں۔ ہم آدمی سے اپنے فریب کو چھپا سکتے ہیں۔ مگر خُدا سے نہیں چھپا سکتے۔ اُس کی آنکھ میں مٹی ڈالنا

مشکل ہے۔ کبھی اسکی آنکھ انسان کی آنکھ کے ذریعہ کام کرتی ہے جیسے اس حالت میں
اُسنے کام کیا۔ الیشع کو یہہ دانائی بخشی کہ جیحازی کے گناہ کو جان لے۔ چنانچہ وُہ کہتا ہے
"کیا میرا دِل اُسوقت جسوقت وہ شخص اپنی گاڑی پر سے اُتر کے تیری ملاقات کو پھرا تیرے
ساتھ نہ گیا تھا۔ کیا یہہ ایسا وقت ہے کہ جسمیں روپا اور پوشاک اور زیتون کے باغ
وغیرہ لیویں"۔ اور اسی طرح حنانیاہ اور سفیرہ کا حال ہُوا۔ اُنکے جھوٹ کو فاش کرنے کے
لئے خدا نے پطرس کو سارا حال بتا دیا۔ کون اپنے خیالوں اور کاموں کو اُس سے
چھپا سکتا ہے؟ اگر اسوقت ہم بچ جائیں اور اس زندگی میں عذاب نہ پائیں تو اسکی
یہہ دلیل نہیں کہ خُدا ہمارے گناہوں سے واقف نہیں۔ بلکہ یہہ کہ وُہ اپنی مہربانی سے
ہم کو مُہلت دے رہا ہے کہ توبہ کیطرف مائل ہوں۔ اپنے گناہ کا اقرار کریں اور بچ جائیں
یاد رہے کہ ہماری چالاکیاں اور فتنہ پردازیاں ضرور آشکارا کیجائینگی۔ اگر یہاں نہیں تو
آخرت میں تو ضرور فاش ہو جائینگی۔ نعمان کا زر نعمان کا کوڑھ اپنے ساتھ لاتا ہے۔ جب
جیحازی روپیہ لئے آرہا تھا تب کیسا خوش اور بشاش ہوگا لیکن یہہ خوشی تھوڑی دیر کی
تھی۔ پوشاک اور زیتون کے باغ اور بھیڑ بکریاں اور بیل۔ غلام اور لونڈیاں کچھ بھی اُس کو
نصیب نہ ہُوا۔ دِل کی حسرتیں دل ہی میں رہگئیں۔ کوئی ارمان بھی نہ نکلنے پایا۔ ایسا ہی
حال ہے اس دولت اس عشرت اور اُس شہرت کا جو اس طرح حاصل کیجاتی جس طرح
جیحازی نے نعمان سے روپیہ حاصل کیا۔ آدمی بڑی چالاکیوں سے دلی آرزو کو حاصل
کرتا۔ مگر عین اُسوقت جبکہ وُہ اپنی کوٹھریوں کو اناج سے اور اپنی تھیلیوں کو زر سے
بھر کر اپنی جان کی طرف مخاطب ہوتا اور یہہ کہتا اے میری جان کھا پی اور چین کر
عین اسوقت عدالت آلہیٰ اسکو گرفتار کرتی اور خدا کی لعنت کے کوڑھ کا داغ
اُسکے ماتھے پر لگاتی ہے۔

(۴) مگر سب سے بڑی قباحت یہہ ہے کہ طامع کی لعنت اُسی پر محدود نہیں رہتی۔

بلکہ اسکی اولاد تک پہنچتی ہے۔ نعمان کا کوڑھ اب تجھے لگے اور تیری نسل سے پشت در پشت جدا نہ ہوئے
عزیز بھائی اور بہن۔ آنکھ اٹھا کر ان سطور کو پڑھو۔ اپنی اولاد کو کوڑھ آلودہ آئندہ دینا۔ یا انہیں
اُس سے آزاد رکھنا بہت درجہ تک ماں باپ کے ہاتھ میں ہے۔ تیسری اور چوتھی پشت تک بیماری
بار بار پہنچتی ہیں۔ اگر ہم یہہ چاہتے ہیں کہ ہماری اولاد کو آرام دلی اور روحانی خوشی نصیب ہو
تو ہم خدا کے سامنے سچائی اور صداقت کی زندگی اختیار کریں۔ صابر اور قانع اور شاکر زندگی اختیار
کریں۔ ایک بات اور عرض کرنا چاہتے ہیں اور اسکے بعد ہم ناظرین کو رخصت دینگے۔ الشیخ
نے حجازی کو کہا کہ کیا یہہ ایسا وقت ہے کہ کان میں رہا اور پوشاک اور زیتون ... اور
لونڈیاں لیوے۔ یہہ ایسے الفاظ ہیں جنہیں جلی خط میں لکھکر اپنے اپنے کمرہ میں ہر ہندوستانی
مسیحی کو لٹکانا چاہیئے۔ الشیخ کے نزدیک وہ ایسا وقت تھا کہ لوگ چیزوں کی تلاش اور خیال
میں ڈوبکر خدا کے جلال کو نظر انداز کر دیا جاتے تھے۔ اپنے خدا کا اور اپنے مذہب کا اور انسان کی
بھلائی کا خیال دانستہ بھلا دیا جاتا تھا اس جہد کے بعد روپیہ لینا انہیوں کی نظر میں اور
کوئی معنے نہ رکھتا سوائے اسکے کہ وہ یہہ نہیں کہ ہم اپنے مذہب کو نوابی نیل کی طرح دام پر
بیچتے ہیں خدا کی رحمت مفت ملتی ہے۔ عزیز پڑھنے والے کیا آج ہندوستان
میں ایسا وقت نہیں کہ ہم جو مسیحی ہیں خدا کو اور اپنے مذہب کو بالائے طاق رکھکر
زیتون کے باغوں اور غلاموں اور لونڈیوں کے خیال میں غرق ہو رہے ہیں۔ ابھی ایسا
وقت نہیں آیا اور نہ کبھی آئیگا مگر بالتخصیص اب جبکہ قریبا تمام ہندوستان نعمان کی
مانند جسم کے نہیں مگر روح کے کوڑھیوں سے بھرا پڑا ہے۔ ہمارا یہہ فرض ہے کہ کلام
سے اور کام سے اس ملک کو کوڑھ سے رہائی دلانے کی کوشش کریں۔ مگر ہم میں سے کتنے
بے پرواہ ہیں کیا اچھا ہو اگر ان الفاظ کے ذریعہ سے سب پڑھنے والے لالچ سے آزاد
ہوکر مسیح کی بادشاہت کو پھیلانے کی کوشش کریں۔ آمین

مثنوی

شہیدانِ کارتھیج منظوم

از

پادری کیدارناتھ صاحب منت

نذر ہے خاص بہر نفع عموم
یہہ شہیدانِ کارتھیج منظوم

ہے سزاوار حمد لا محدود
ابن و اب رُوح قدس المعبود
وحدہٗ لاشریک غیر سہیم
ہے یہو واہ یاہ رب عظیم
جس نے اپنے کلام سے تم میں
پھُونکا دم زندگی کا آدم میں
یہہ جہان اور اسکی معمُوری
کی اُسی کے کلام نے پُوری
تھا ازل سے خدا کے ساتھ یہی
سرافراز ہے دہنے ہاتھ یہی
دیکھے اپنا بدن تمام و کمال
اُسنے بخشا کلیسیا کو جلال
ہو کے سر آپ آسمان پر ہے
یہہ بدن حکمراں جہاں پر ہے
مردِ غمناک آشنائے الم
شخصِ مصلوب مبتلائے الم
دِل چھدا تو بھی دِل سے آہ نکی
غم نہ کھانیکی کوئی راہ نہ کی
جان دیکر کیا گناہ کو پست
بلکہ شیطانِ روسیاہ کو پست
جیتے جی گو وہ جاں گداز ہوا
موت کے بعد سرافراز ہوا
اب جو ایمان اُسپہ لائینگے
نام سے اُسکے دُکھ اُٹھائینگے
تو بھی اُسنے کہا کہ مت ڈرنا
ساتھ ہوں خوف کا نہ رخ کرنا
یُوں رسُولوں نے تقویت پائی
عین غم میں طمانیت پائی
کوڑے کھائے پٹے شہید ہوئے
مُبتلائے غم شدید ہوئے
دکھ سہا لاکھ سکھ سے مُنہہ موڑا
دامنِ عیسوی نہیں چھوڑا
ایسے ہی رنج غم میں راحتِ جاں
ہے شہیدانِ کارتھیج کا بیاں
نثر میں وہ گہر کا ہے انبار
نظم میں موتیوں کا ہے یہہ ہار

شامِ غربت

ہو دلوں میں جو رجوع نورنگن   شامِ غربت دکھائی صبحِ وطن
سوریس لیکے لشکرِ جرار   واپس آیا تھا خوش ہزار ہزار
کسٹفن شہرشاہ پارتھیا   آخرش سوریس نے فتح کیا
ہو چکی دشت کارزار کی سیر   اب مناسب ہے سبزہ زار کی سیر
خود وہ سرِ لشکرِ بلند نظر   دیکھتا تھا میانِ راہگذر
جو برائی ہو اُس کو دُور کرے   نیک اصلاح کچھ ضرور کرے
جب یہہ سالارِ جنگ سیر کناں   آگیا نزدِ خطۂ لبناں
باوجودیکہ اُس پہ آفت ہے   رومیوں کی طرف سے ذلت ہے
بلکہ رومی بت پرست قدیم   کر رہے ہیں یہودیت تسلیم
روکنے کا تب انتظام کیا   بڑھ کے اُس نے یہہ اشتہار دیا
بس نہ پھیلے یہودیت کا خمیر   ورنہ دونگا میں سخت تر تعزیر
ملکہ برعکس اس دلاور کی   خاص شفقت یہودیوں پر تھی
اور اُسکے صلہ میں خاص انہیں   بعض حق کا تھا احساس انہیں
تو بھی باوصف اس عنایت کے   رحم کے لطف کے رعایت کے
بس یوں ہی وہ رہے غریبِ وطن   عہد میں اسکے پاکے رنج و محن
مہربانی مسیحیوں پہ جو کی   سوریس نے تو وجہ اسکی یہہ تھی
ایک مسیحی غلام نیک مزاج   اسکا کرتا رہا بغور علاج
اس سبب سے ہوا عزیز غلام   خاص اعزاز سے ملا اکرام
یوں ملا کچھ مسیحیوں کو تمام   اُسکے آغاز عہد میں آرام

سلطنت روم کی بصد زینت   جبکہ رکھتی تھی امن کی حالت
جوش پر آگیا جو بحرِ نبرد   ہوگئی آتشِ بغاوت سرد
فوج فاتح کو یوں ہوا ارشاد   رہ کے سرا میں اپنی ہوں دلشاد
فاقہ کش مردِ جنگ آلودہ   عیش و عشرت سے اب ہوں آسودہ
مختلف شہر تا کھلے یہہ بات   کیا ہیں دینی و دنیوی حالات
حصۂ روم تھا جو دور دراز   اکثر اسمیں ہوئی یہہ تھی آغاز
اسکو لوراد یا گیا یہہ یقیں   پھیلتا ہے یہاں مسیح کا دیں
گو گھٹائیں ہزار بڑھتا ہے   اسکا سو سو شمار بڑھتا ہے
سنکے اسکا غضب بہت بھڑکا   بت پرستی نیگی دل دھڑکا
اب اجازت مسیحیوں کو نہیں   کر سکیں اپنے دین کی تلقین
گو ستایا کیے حکم صاف نہ تھا   ہو موافق مگر خلاف نہ تھا
کیونکہ سرما کی جنگ میں بے کد   کی تھی اسکی یہودیوں نے مدد
سامری تھے جو منحرف و عدو   وہ رہے ان حقوق سے یکسو
وہ جو فرمان تھا خلاف انکے   کیا اسکو رد مگر اُس نے
یوں بہے شہر پر ستم ٹوٹے   اشک ہو جیسے چشمِ نم سے ٹوٹے
جب کیا تختِ سلطنت پہ جلوس   مرضِ سخت اسے ہوا محسوس
حق نے بخشا اُسے جو دستِ شفا   ہو گیا شہ کا بند دستِ شفا
دی اُسے شہ نے محل میں جگہ   جیسے دل کو ملے بغل میں جگہ
لیکن افسوس یہہ نہ حال رہا   پھر وہی جان کو وبال رہا

بعض غمّاز نے بہ غمازی ـ کی بہر حال فتنہ پردازی
دشمنوں نے جو کر دیا بد ظن ـ چال سے ہو گیا کچھ اور چلن

بت پرستوں کو ہو رہا تھا زوال ـ تھی ترقی مسیحیوں کی کمال
یوں گھٹاتا تھا اسکے دل سے قرار ـ روز افزوں مسیحیوں کا شمار

تب تو انکی روش کو چھوڑ دیا ـ رشتۂ رحم دل سے توڑ دیا
نہ دیا گو مسیحیوں کے خلاف ـ حکم ایذا دہی کا اسنے صاف

تو بھی پہلا جو اشتہار دیا ـ اسنے اس ظلم کو ابھار دیا
موجزن قتل عام کا طوفاں ـ غرق کرتا تھا انکی زورق جاں

حاکموں کا تھا دست ظلم دراز ـ انکو رکھا نہ اس ستم سے باز
بلکہ ایک اور اشتہار دیا ـ جسنے قانون یہہ قرار دیا

ہو جو قانون سے خلاف جماو ـ کہہ دو عیسائیوں سے اس میں بچاو
پھر مسیحی کلیسا کی تمام ـ مجلسوں پر یہہ دھر دیا الزام

کہ وہ مجمع خلاف قانون ہیں ـ نظم ملکی میں غیر موزون ہیں
موقعہ یوں دشمنوں نے پایا اور ـ دیکھ ایذا انہیں ستایا اور

بلکہ حکام بت پرست نے صاف ـ دل میں ٹھانا مسیحیوں کے خلاف
انکا نام و نشاں کریں ساقط ـ صفحۂ ہستی سے مثل حرف غلط

رکھکے یہہ خاص مدعا دل میں ـ مدعی ڈالتے تھے مشکل میں
ستم ایجاد روز کرتے تھے ـ کار بیداد روز کرتے تھے

ظلم کے طرز وہ کیے ایجاد ـ سوچ سکتے نہ ہامن و شداد
جو اٹھائے مسیحیوں نے ستم ـ نہیں پاتے نظیر اسکی ہم

دشمنوں نے مسیحیوں کے عجیب ـ ظلم انپر کئے بطرز مہیب
جس سے صاف انکو یہہ نظر آیا ـ کہ وہ اب وقت پر خطر آیا

ذکر جسکا ہوا میان کلام ـ آگئے شامت آخری ایام
اس مصیبت کا خاص قصہ تمام ـ تھا سکندریہ شہر جسکا نام

ملک یونان سے دل جلا آیا ـ سویرس مصر میں چلا آیا
چند مدت بقصد سیر و تنظیم ـ الگزنڈریہ میں رہا وہ مقیم

تھے جو مخبر مسیحیوں کے عدو ـ کان تک جو پہنچے صورت نہ
کھڑے کے بل سانپ کی طرح دشمن ـ اس سے کہنے لگے کہ حضرت من

کتنے ایماندار عیسے کے ـ بدل و جان نثار عیسے کے
مصر کے مختلف محال میں ہیں ـ بلکہ افریقہ شمال میں ہیں

کارتھیج میں بھی ہیں یہہ بہت موجود ـ غرض ہے انکی درک ہے مقصود
سویرس نے سنی جو یہہ تقریر ـ ظالمانہ عجیب کی تدبیر

لیٹس حاکم سکندریہ کا ـ اور جو دوسرا اکولا تھا
یہہ کیے بعد دیگرے دونوں ـ گھونٹ کرنے میں تھے کھڑے دونوں

سویرس نے انہیں یہہ کام دیا ـ بیگناہوں کا اہتمام دیا
ظلم کرنے میں دونوں مل تھے ـ بد عمل کے بطبع عامل تھے

پھر شہنشاہ بہر جشن ظفر ـ روم کو کر گیا وہاں سے سفر
آگئے پیچھے غریب عیسائی ـ بیگنہ پھنس گئے بلا آئی

سنگدل بت پرست ٹوٹ پڑے ـ گائے پر جیسے شیر چھوٹ پڑے
چیرا پھاڑا انہیں شکار کیا ـ ایک کو دو تو دو کو چار کیا

اب لڑائی کا کچھ نہ تھا جھگڑا ـ چند افواج کو یہہ حکم ملا
شاد و خرم خوشی سے چین منائیں ـ اپنے اپنے گھروں کو وہ سب جائیں

ایک ملیشن کا افسرِ اعلیٰ | مارکس تھا جو سرورِ اعلیٰ | کار تبلیغ کا وہ رہنے والا تھا | فیشن ذہنی دل کا بیٹا تھا
اور اس نے بھنگ پی تھی | نام ہوا کیا تھا سب سے بڑا | اب یہ خواہش تھی اسکو دامنگیر | گھر کے جانے کی کیجئے تدبیر
دوستوں سے ملے مبارکباد | رشتہ داروں سے ملکے ہوں شاد | خاص بی بی کا ذوق تھا اسکو | اس سے ملنے کا شوق تھا اسکو
دامنِ دل اُدھر سے کھینچتا تھا | شوق میں جان تن سے کھینچتا تھا | اسکی بی بی کا ویدیہ تھا نام | دخت ہوریشس سمن اندام
بیاہ کی طے ہوئی ہی تھی منزل | مارکس فوج میں ہوا شامل | اسکو اب ہو چکے تھے چار برس | یوں بڑھی دلمیں کار تبلیغ کی ہوس
ایک لڑکی ہوئی تھی جو پیدا | اسکی غیبت میں اسکا تھا شیدا | لیکن اب مارکس نے سُن پایا | نسخ رخصت کا حکم ہے آیا
اسکے دل کو بہت ہوا افسوس | کیا سُنتے ہی جگر کو سوس | اب تو رہنے پڑا وہاں فی الحال | تاکہ جانچے مسیحیوں کا حال
ہوا کو لاکی اُس سے خاص درد | یوں ہوا حکم دلیس کارد | مارکس بت پرست تھا کافر | کل مسیحی فرقے سے نافر
اسکو بچپن ہی سے ہوا یقین | سخت بطلان سے مسیح دین | دل میں اسکا اشارہ عجب یہ آتا ہے | اسکو اعزاز سے گرا تا ہے
مارکس گو بھرا تھا نفرت سے | تھا نہ ظالم مگر طبیعت سے | اسنے شرکت میں ظلم پیشوں کی | دی نہ ایذا مسیحیوں کو کبھی
ہے نمونہ کی بھی عجب تاثیر | عادتوں کو بدل کرتی ہے تغییر | جب تعصب سے جوش پیدا ہو | کیوں نہ انسان اسپہ شیدا ہو
مارکس کا تو پھر یہ حال ہوا | ظالموں کا وہ ہم خیال ہوا | پیروان مسیح تھے جو حلیم | ظلم سے اُنکے ہو رہے تھے سقیم
انکی ایذا دہی کا خاص مقام | تھا نہ کوئی وہ ہو رہی تھی عام | مارکس جب انہیں ستاتا تھا | دل کو اُسکے سرور آتا تھا
جا مکنی سخت تیرہ بانوں کی | خو میں تھی ستم رسانوں کی | سچ غسل ہے یہ رہبینوں کی | جا جو تاریک ہے زمینوں کی
ظلم سے پُر ستم سے ہے معمور | ایک کا سچ دوسرے کا سرور | وہ مقام اس کلام کے ہیں دلیل | پہنچی اب تک جہاں نہیں انجیل
بت پرستی ہے خود پرستی ہے | جہل بنکر گھٹا برستی ہے | خوش ہیں خوں آدمی کے ستائیں | سرخروئی ہے خوں بہاتے ہیں
گو ہزار آدمی مہذب ہو | لاکھ شائستہ ہو مودب ہو | اس سے لیکن سنبھل نہیں جاتی | بد طبیعت بدل نہیں جاتی
مارکس بت پرست تو تھا ہی | سختی دل میں بھی نہ کوتاہی | بد طبیعت تھی خود بلائے اشد | اسپہ پھر مل گیا نمونہ بد
نشۂ ظلم سر میں اور بڑھا | گویا کڑوا کریلا نیم چڑھا | پائی جب جب مسیحیوں کی خبر | رگ میں گویا کہ چبھ گیا نشتر
سخت آزار پر ہوا مائل | نیک عادات کل ہوئیں زائل | نیک نامی جو اُس کے نام میں تھی | سب وہ گم اس خراب کام میں تھی
اس سے رخصت ہوئی وہ نیک صفت | جس سے بی بی کے ساتھ تھی الفت | تھا جو غصہ کا اسکے سر پر جنون | ڈھالتا تھا مسیحیوں کا خون

(باقی آئندہ)

۱۸۹۰ء تک مسیحی اُستادوں کی تعداد ۱۴ سے ۲۳ فی صدی ہوگئی اور غیر مسیحیوں کی ۵۴ سے ۲۷ فیصدی پر اُتر آئی — امید ہے اگلے سال کی مردم شماری اور بھی دلچسپ اور ہمت بڑھانے والی ثابت ہوگی — جو احباب شہیدان ہند پڑھ چکے ہیں وہ اس منظوم حصے کو شوق سے ویلکم کرینگے اڈیٹر مسیحی ناظرین کیطرف سے لائق مصنف کا دل سے شکریہ ادا کرتا ہے — حکام بمبئی لاوارث یتیموں کو دستکاری سکھانے کی تجویزیں کر رہے ہیں۔ امید ہے پنجاب مشنری کمیٹی جس نے قحط زدہ یتیموں کی پرورش اپنے ذمہ لی ہے انکو بھی خصوصیت سے بنادیگی — اکتوبر ۲۱ و ۲۲ یعنے اتوار پیر کے دن سنڈے سکولوں کے حق میں خاص دعا کرنیکے لئے مقرر کئے گئے ہیں — مدراس نیٹو کرسچن ایسوسی ایشن جو بارہ برس سے جاری ہے خوب ترقی پر ہے۔ (۱) اسسے مسیحیوں میں برادرانہ محبت قائم ہوئی اور بے پرواہوں کو بھی اپنی جماعت کی پیروی کا خیال دامنگیر ہوا (۲) قحط زدہ لوگوں کی مدد اسکے ممبران نے کشادہ دلی سے کی (۳) ڈائمنڈ جوبلی کی یادگار میں ایک طمغہ مدراس یونیورسٹی میں قائم کیا (۴) جب چار برس گذرے سر آرتھر ہیولاک نے احاطہ مدراس کی عنان سلطنت اپنے ہاتھوں میں لی تو اپنی قوم کے حقوق انکے پیش کئے (۵) دیسی مسیحیوں کی قانونی مشکلات کے رفع کرنے کے لیے گورنمنٹ آف انڈیا کو میموریل بھیجا (۶) کئی مسیحیوں کے روزگار کا انتظام کیا (۷) اور اب بیسویں صدی کے آغاز میں ایک یتیم خانہ اور دستکاری کا مدرسہ قائم کرنے کے لئے سعی کر رہے ہیں۔ ہائے پنجاب کے مسیحیو! تمہاری بے پروائی — ہوس آف کامنز کے اجلاس کے دنوں میں کرنیل لیک مجلس دعائیہ کرتے ہیں اور پارلیمنٹ کے دیندار ممبر اس میں برابر حصے لیتے ہیں — لکھنؤ کی دیسی میتھوڈسٹ کلیسیا اپنے پاسٹر کی تنخواہ اور گرجا اور سنڈے سکول کے کل اخراجات خود ادا کرتی ہے اور ایک مناد کے خرچے کی متحمل ہے۔ باقی چندہ اسکے علاوہ — بریلی مدرسہ علم الٰہی کے ایک طالب علم نے جو مسیحی فقیر ہے ایک وعظ میں کہا کہ اگر اس جماعت میں کوئی ایسا شخص ہے جو اپنے آپ سے انکار کر سکتا ہے تاکہ اس تاریک ملک میں زندہ نجات دہندہ کی خوشخبری سنائے تو وہ اس وقت ظاہر کرے دو جوان کھڑے ہوئے اور خدا کا شکر ہو وہ اپنے وعدے پر قائم ہیں اور اچھا کام کر رہے ہیں ❊

THE MASIHI,

AMRITSAR.

Vol. V. *October, 1900.* *No. 10.*

CONTENTS.

Literary Communications *alone* should be addressed to the Editor. Business Letters and Remittances to the Manager, "Masihi," Amritsar.

Annual Subscription in advance—

India and Ceylon, Re. 1-8-0. }
England and America, 2s. } Post free.

۱۵- نومبر- ۱۹۰۰ء

فہرستِ مضامین

گلدستہ اخبار

پادری جے۔ ار ڈ مینس ڈٹی بیبل سوسائٹی کے ایجنٹ شنگھائی سے بورڈ آف مشن نیویارک
کو ایک خط میں لکھتے ہیں کہ چین میں پروٹسٹنٹ مشنری مقتول ہو چکے ہیں۔ ان میں سے ۲۹ مرد۔
۴۰ عورتیں اور ۲۵ بچے ہیں۔ انکی نسبت تو پختہ خبر ہے۔ ۱۲۵ اندرون ملک ہیں جنکی نسبت
کوئی پختہ خبر نہیں۔ اضلاع مشرقی اور شمالی میں ۱۰۰ شخص ہیں جنکی جان کا اندیشہ ہے۔ دیسی مسیحی
مقتولوں کا شمار سیکڑوں ہے۔ ان شہیدوں کے مزاروں کے آگے چڑھائے گئے۔ پچاس
سال کا عرصہ گذرتا ہے کہ جزائر فجی کے باشندے مردم خور وحشی تھے اور اب قحط زدگان ہند
کی مدد کے لیے انہوں نے پچاس ہزار روپیہ بھیجا ہے۔ یہ ہے انجیل کی برکت ۔۔۔ ۱۴ اکتوبر
کو اکسٹر ہال لندن میں ان مشنریوں کو خدا حافظ کرنے کے لیے جلسہ ہوا جو سی ایم ایس کے
متعلق ممالک غیر کو جانیوالے تھے۔ ۲۵ نئے اور ۱۰۴ پرانے یعنے کل ۱۲۹ مشنری افریقہ۔
[illegible] فارس۔ ہندوستان۔ سیلون اور جاپان کو روانہ ہوئے۔ ان میں سے ۱ بشپ
۲۷ پادری۔ ۳ ڈاکٹر ۶ لے مین ۵۲ لیڈی مشنریز اور ۵۲ نئے مشنریوں کی بیویاں ہیں۔
۱۳ اکتوبر کو بمقام مدراس فری چرچ آف سکاٹلینڈ اور یونائیٹڈ پریسبیٹیرین چرچ کے باہم ملحق ہو جانے
کے موقع پر اظہار شکرگذاری کا جلسہ ہوا۔ ۱۸۴۰ء میں فری مشن جدا ہوا تھا ۔۔۔ برٹش اور
بیبل سوسائٹی نے پہلی بار ایک سال میں پچاس لاکھ سے زیادہ بیبل یا بیبل کے حصے شائع
کئے۔ انکی تفصیل یوں ہے۔ مکمل بیبل کی ۸۴۳۹۹۰ جلدیں۔ نیا عہد نامہ ۱۲۶۵۹۹۰
حصے ۲۹۲۷۸۱۲۔ ایک ہی آدمی الانیا عہد نامہ ۱۸۸۴ میں شائع ہوا تھا اور تب سے اسکے
ستر لاکھ نسخے فروخت ہو چکے ہیں۔ اس سوسائٹی نے بیبل کو اس وقت تک ۳۷۲ زبانوں
میں شائع کیا ہے۔ ۱۸۹۹ - ۱۹۰۰ میں آمدنی ۲۱۱۴۶۸ پونڈ یعنے ۳۱٬۷۲٬۰۲۰ روپیہ
تھی اور خرچ ۲۳۵۲۱۰ پونڈ ۔۔۔ کلکتہ کے مشہور دیسی مسیحی وکیل بابو جوے

۱۵-نومبر-۱۹۰۰ء

نوٹ اور رائیں

چرچ مشنری سوسائٹی کی سالانہ رپورٹ - اس بزرگ سوسائٹی کی رپورٹ ایک نہایت دلچسپ نمونہ اُن حالات اور واقعات کا ہے جو سال گذشتہ میں سوسائٹی مذکور کے متعلق دُنیا کے مختلف مقامات میں قابل بیان ہیں - اس سے معلوم ہوتا ہے کہ کُل دنیا میں چرچ مشنری سوسائٹی کے ۱۴۵ اسٹیشن ہیں جنمیں سے ۳۱ پنجاب اور سندھ میں ہیں اور اس علاقہ میں ۲۲۹ دیسی اور ولایتی کارندے انجیل کی خدمت میں مصروف ہیں - اگر کُل دیسی مسیحیوں کی تعداد کو دیکھا جاے تو سوسائٹی کے دو لاکھ تینتیس ہزار اشخاص میں سے قریب سوا پانچ ہزار پنجاب اور سندھ میں ہیں - جب ہم اس علاقہ میں سوسائٹی مذکور کی قدامت پر غور کرتے ہیں تو یہہ تعداد نہایت کم معلوم ہوتی ہے - پنجاب میں چرچ مشن ۱۸۵۱ء میں شروع ہوا اور سندھ میں اس سے ایک سال پیشتر اس آخری علاقہ میں تعداد کی کمی ایسی نمایاں ہے کہ خود سوسائٹی کو اس کی نسبت عذر کرنا پڑا کہ کارندوں کی ناکافی تعداد کی وجہ سے یہہ علاقہ ترقی میں پیچھے رہگیا ہے - ہم مانتے ہیں کہ نومریدوں کی تعداد میں ترقی ہے - مگر صحیح پیمانہ اس امر کا نہیں ہے کہ مسیحی مذہب اس مُلک میں کہانتک ترقی کر رہا ہے - مگر جب سوسائٹی اس قسم کے عذر پیش کرتی ہے تو قدرتی طور پر یہہ خیال دل میں پیدا ہوتا ہے کہ پنجاب میں ترقی کس نے روک دی - ہم اسوقت ادنیٰ اقوام کے ان نومریدوں کو نظر انداز کرتے ہیں جو بقول ایک بزرگ پادری صاحب کے مہتروں کو عیسائی بنانا نہیں بلکہ عیسائی دین کو مہتر بنانا ہے - انکو چھوڑ کر باقی بہت تھوڑے دیسی مسیحی رہ جاینگے - جن ایام میں

ان لوگوں کو بپتسمہ دیا گیا۔ یہہ نو مرید ہماری نمائشی رپورٹوں کی زینت تھے مگر اب وہ دور بھی نہیں رہا۔ اب ترقی قریبًا مسدود ہے۔ ہمارے پاس کارندے کافی ہیں۔ مسیحی مذہب کی ترقی کے لئے ہمیں کارندوں کی تعداد کی اسقدر ضرورت نہیں جیسی کہ اُن میں اصلی گُن کی۔ نئی صدی کے شروع میں سوسائٹی دیسی کلیساؤں کے انتظام کی نسبت غور کر رہی ہے۔ اور ہنری وین صاحب کی مجوزہ نیٹو چرچ کونسلوں کے انتظام میں ترمیم اور اصلاح کی طرف توجہ ہو رہی ہے۔ خصوصًا دیسی بشپوں کے تقرر کی نسبت چرچا ہو رہا ہے۔ پنجاب مشن میں سے تین بزرگوں کا ایک سال میں اُٹھایا جانا نہ فقط سوسائٹی کے لئے رنج اور غم کا باعث ہے مگر ایک ایسا بھاری نقصان دیسی کلیسیا کا ہے جو انسانی طور پر جلد پُورا ہونا دشوار ہے۔

پنجاب میں ایک لیٹر مشن کی ضرورت۔ زمانہ کی رفتار کے ساتھ مسیحی خدمت کے نئے طریقوں کی ضرورت بھی بڑھتی جاتی ہے۔ ولایت کے کسی دینی اخبار کو اُٹھا کر دیکھو مختلف قماش کے لوگوں کے لیے کتنی سوسائٹیاں بنتی جاتی ہیں۔ یہودیوں کے لئے جہازیوں کے لئے آوارہ مرد اور عورتوں اور بچوں کے لئے غرض ہر قسم کے لوگوں کے درمیان خدمت کیلئے خدا کے بندے کوشش کرتے ہیں۔ منجملہ انکے ایک طریق خدمت کا یہہ ہے کہ جو لوگ وطن اور مسیحی صحبت سے دُور جا پڑے ہیں انکو بذریعہ خطوط کے فائدہ پہنچایا جائے۔ اگر انگلستان جیسے ملک میں ایسے مشن کی ضرورت ہے تو ہمارے ملک میں جہاں ہندو مسلمانوں کی تاثیر ہمارے چاروں طرف موجود ہے کسقدر ضرورت ہے کہ مسیحی نوجوانوں کو جو ملازمت کی غرض سے یا کسی اور سبیل سے اپنے مسیحی رشتہ داروں یا دوستوں سے دُور چلے گئے ہیں وقتًا فوقتًا مسیحی ایمان اور دینداری کی طرف اُبھارا جائے۔ وہی شخص اس ضرورت کو سمجھ سکتا ہے جو خود کسی دُور افتادہ جگہ میں ہو جہاں لوگ مسیح کے نام سے بھی واقف نہیں ہیں یا جہاں اسکا لڑکا یا اور عزیز غیر مسیحیوں کے درمیان رہتا ہو۔ راقم سطور کو یاد ہے کہ بٹالہ کی بزرگ مس ٹکر صاحبہ اس طریق سے ان طلبا کو بہت فائدہ پہنچایا کرتی تھیں جو مسیحی سکول سے کالجوں میں یا نوکری کے لئے ملک میں نکل گئے ہیں۔ ہمیں یقین ہے کہ

شخصی طور پر کئی ایک اصحاب اِس قسم کی خدمت کیا کرتے ہونگے جنسے عام لوگ واقف نہیں یا جو رپورٹوں میں درج نہیں ہوسکتی۔ مگر کیا کوئی اس قسم کی سوسائٹی قائم نہیں ہوسکتی جو دو افراد مسیحی نوجوانوں میں مسیحی رسالجات یا دلچسپ تصانیف تقسیم کرنا اپنا فرض سمجھے اور بذریعہ خط و کتابت اُنکی رُوحانی مشکلات میں اُنکا ہاتھ پکڑے۔ ہم اِس امر کی نسبت خصوصًا لاہور کی ینگ منس کرسچن اسوسی ایشن کو توجہ دلاتے ہیں۔ جو خدمت اِس مجمع نے اپنے ذمہ لی ہے وہ نہایت مفید ہے۔ ہم نے سُنا ہے کہ اِس اسوسی ایشن کے لئے کلکتہ اور مدراس کے نمونہ پر ایک عالیشان عمارت بنانے کی تجویز ہورہی ہے جس سے کئی قسم کے فوائد متصور ہیں۔ اگر اس کے مسیحی ممبران مندرجہ بالا تجویز پر غور کرکے اِس نئی خدمت کو اپنے ذمہ لیں تو خدا ضرور اس پر برکت دیگا +

دُعا اور بائبل کا مطالعہ۔ ہم نے سال رواں میں اِس سلسلہ کو قائم رکھا ہے اِس اُمید پر کہ شاید ناظرین کو اِس سے کچھ فائدہ پہنچیگا۔ مگر ہمیں اندیشہ ہے کہ سوائے اُن چند اشخاص کے جو دُنیا کے مجمعِ دُعا و بائبل میں شریک ہیں بہت تھوڑے لوگ اِس سے مستفید ہوتے ہیں۔ ہم اِس ماہ میں اس سلسلہ کو بند کرتے ہیں۔ رسالہ ہٰذا مسیحی عمومًا تمام دیسی مسیحیوں کے لئے اور خصوصًا اُن مُناّدوں اور واعظوں کے لئے ہے جو انگریزی زبان سے ناواقف ہیں اور انگریزی دینی رسالوں اور کتابوں کو مطالعہ نہیں کرسکتے۔ اِسلئے ضرور ہے کہ کتابِ مقدس کی نسبت ایسے مضامین اس میں درج کئے جائیں جو مفید عام ہوں اور جس سے کلام کے مطالعہ کا شوق ہمارے بھائیوں کے دِل میں قائم ہو یا کوئی ایسی بات ہاتھ آجائے جو مناّدی یا وعظ میں کام آسکے اس غرض سے ہم کوشش کرینگے کہ دُعا اور بائبل کے مطالعہ کا سلسلہ کسی نہ کسی صُورت میں قائم رہے ہم خوش ہونگے اگر ہمارے عزیز ناظرین وقتًا فوقتًا اپنی رائے سے شاد فرمایا کریں کہ کونسی بات دلچسپ ہے جسکی خاص ضرورت ہے۔ یا خود انگریزی تصانیف میں سے اس قسم کے مضامین ترجمہ کرکے ہمارے پاس بھیجدیں۔ غرض فائدہ سے ہے۔ خواہ سامان کہیں سے جمع کیا جائے +

رسالہ الحق مطبوعہ ایس۔ پی۔ جی مشن کانپور۔ ہم نے اس ماہواری سالہ

کو شروع سے بڑے غور کے ساتھ پڑھا ہے۔ جس قسم کی خدمت انگریزی اخبار ایپفنی ہر مذہب اور
ملت کے لوگوں میں کر رہا ہے قریب اسی قسم کی خدمت الحق نے ہندوستان کے محمدیوں میں
اختیار کی ہے۔ نمبر ۲ سے ۹ تک مضمون صحت کتب ربانی از روئے قرآن پر بحث کی گئی ہے اور بعد ازاں
قرآن میں سے مسئلہ عصمت انبیا کی تحقیقات کی گئی ہے۔ مسیحیوں کے لئے کوئی نئی دلیل ان مضامین
میں موجود نہیں ہے۔ ہاں طرز استدلال ذرا چاشنی دار ہے۔ بلکہ ہم کو اندیشہ ہے کہ بعض اوقات
راقم نے سنجیدگی کو بھی ہاتھ سے جانے دیا ہے۔ شاید جن لوگوں کی خاطر یہ رسالہ جاری کیا گیا ہے
وہ ظرافت ہی کو زیادہ پسند کرتے ہیں۔ مثلاً اس قسم کا کلام شاید محمدی ملانوں ہی کے مذاق کے
مطابق ہوگا کہ معلوم ہوتا ہے کہ تہذیب اور شرافت آپ نے ۱۸۵۷ء کے قحط میں کسی بنئے کے گھر
گروی کر دیے ہیں جنکے چھڑانے کی نوبت آپ کو ابتک نہیں آئی۔ قطع نظر اس کے ہم عبارت
کی شستگی اور دلائل کی پختگی اور راقم کی لیاقت کے قائل ہیں اور یقین کرتے ہیں کہ رفتہ رفتہ
یہ رسالہ ہمارے ملک میں ایک زندہ طاقت ثابت ہوگا اور سچی منادوں کے ہاتھ میں ایک مفید
ہتھیار۔ اگر اسکی اشاعت بجائے ماہوار کے ہفتہ وار ہو سکے تو مضامین کا سلسلہ دلمیں جمانا زیادہ آسان ہوگا

مسیحی مزاج اور دنیاداری متضاد ہیں شکاگو کی نمائشگاہ میں گرین لنڈ کا
ایک اسکیمو برفانی گاؤں آباد کر کے دکھایا گیا۔ جس میں اس ملک کے باشندے پوستین و سمور و سنجاب پہنے
ہوئے تھے۔ ایک روز کا ذکر ہے کہ یہ برفانی لوگ رخصت لیکر شہر شکاگو کے بازار دیکھنے گئے۔
بعض سوداگر انکو ملے جو مختلف قسم کے لباس کی تلاش میں رہتے ہیں۔ انکو اس اسکیمو لوگوں کی پوشاک
پسند آئی۔ اور بانات کے سوٹ انکو دیکر ان سے پوستین وغیرہ لے لیں۔ جب یہ لوگ واپس اپنے نمائشی
گاؤں کو آئے تو اپنی بڑی بڑی ٹوپیاں اور چھوٹا کوٹ و پینٹ چمڑے کا بوٹ دکھا دکھا کر پھولے
سماتے تھے مگر نمائشگاہ کے منتظموں نے انکو صاف جواب دیا کہ تم یہاں سے چلے جاؤ اب تمہارا
یہاں کچھ کام نہیں رہا۔ ہمیں فقط اسکیمو لوگوں کی ضرورت ہے انیسویں صدی کے مہذب جنٹلمین اور
اسکیمو کا مجموعہ ہمیں نہیں چاہئے۔ اسی طرح خدا روح القدس سے معمور مسیحیوں کو چاہتا ہے اور نہ ایسے
مسیحیوں کو جو انیسویں صدی کی دنیاداری کو بھی ساتھ رکھنا چاہتے ہیں (اٹکس آف فار)

بشپ صاحب کی ڈایوسیزن کانفرنس

لاہور

ہمارے عزیز و معزز بشپ لافرائے صاحب کے زمانۂ بشپی کی پہلی ڈایوسیزن کانفرنس از ۲ لغایت ۹۔ ماہ حال بمقام لاہور ٹاؤن ہال میں منعقد ہوئی۔

اس موقعہ پر جیسا کہ قاعدہ ہے قریباً تمام پنجاب کے مشنری صاحبان انگلش چیپلین صاحبان دیسی پادری صاحبان اور نیز ڈیلیگیٹس حاضر تھے علاوہ ازیں لاہور کے بڑے بڑے افسران وزیٹرز کے طور پر ہر روز تشریف لاتے تھے۔ ہمارے خیال میں جناب لفٹننٹ گورنر صاحب بہادر کی تشریف آوری اس جلسہ کی زیادہ رونق کا باعث ہے۔ آپ ہر روز تشریف لا کر زیادہ حصہ وقت کا اُسی جگہ خرچ کرتے تھے یہ انکی سچی دینداری اور مذہبی باتوں میں اُنکے شوق کا ایک کافی ثبوت ہے۔

اس کانفرنس میں دیسی مسیحیوں کی تعداد معقول تھی۔ اور نہ صرف یہی بلکہ ہمارے عزیز بشپ صاحب نے دیسی عیسائیوں میں سے چیدہ اور لائق ممبران کو چن لیا کہ ایسے موقع پر اپنے خیالات کا اظہار کریں۔ اس جگہ ہم اتنا کہنے سے باز نہیں رہ سکتے کہ اگر اس قسم کا موقع دیسی عیسائیوں کو میسر نہ ہوتا تو انکے دلی خیالات ظاہر نہ ہو سکتے اور گورنمنٹ کے ایسے رکن اعلیٰ کے کان تک بھی نہ پہنچتے۔ اس جگہ اس بات کا ذکر کرنے سے ہمارا یہ مطلب نہیں کہ ہماری ضروریات یا مشکلات جو فی زمانہ ہماری ترقی کے مانع ہیں اگر ایسے بڑے حاکموں کے کانوں تک پہنچائی جاویں تو وہ ضرور انکو رفع کرنے کی کوشش کرینگے مگر یہ کہ انکو معلوم ہو کہ ہم بھی گوکہ تعداد میں تھوڑے ہیں اور ہماری ملکی و مالی حالت اچھی نہیں ہے۔ اس روشنی کے زمانہ میں ان باتوں کو سمجھتے اور محسوس کرتے ہیں۔

اوّل روز جناب بشپ صاحب کا مع سترہ انگریزی اور دیسی پادری صاحبان کے کتھیڈرل میں قطار بستہ داخل ہونا ایک نہایت فرحت بخش نظارہ تھا۔ مسیح کی عبادت کے بعد

جملہ خادمانِ دین کھیڈرل کے چیپر ہاؤس میں جمع ہوئے اور اس موقع پر جناب بشپ صاحب نے اپنا چارج (خاص وعظ) سنایا جسمیں اول آپ نے پنجاب کی کلیسیا کے بعض متوفی بزرگان مثلاً بزرگ پادری کلارک صاحب اور ڈاکٹر عماد الدین صاحب اور پادری کھڑک سنگہ صاحب اور ریواڑی کے پادری ٹی ولیمس صاحب وغیرہم کا ذکر خیر کیا۔ بعد ازاں آپ نے مسیحی کلیسیا میں یگانگت کا ذکر کیا۔ خلاصہ جسکا یہہ تھا کہ عام طور پر کلیسیا کی یگانگت خادمانِ دین کی روحانی زندگی پر موقوف ہے اور اگر بشپ میں زندگی نہ ہو تو اس کا اثر خادمانِ دین پر پڑتا ہے۔ اس زندگی کا چشمہ مسیح ہے اور اسی کی زندگی ہر ایک ایماندار میں دوران کرتی ہے۔ آپ نے یہہ بھی فرمایا کہ میں چاہتا ہوں کہ ایک مجلس قائم کروں جسمیں علاوہ یوروپین صاحبان کے چار دیسی صاحبان بھی ہوں یعنے دو دیسی اور دو خادمانِ دین جو مجھے میرے فرایض سے آگاہ اور خبردار کرتے رہیں۔ بہہ منجملہ دیگر امور کے آپ نے فرمایا کہ لاہور کا کھیڈرل سارے ڈایوسیس کے گرجوں کا گویا سر ہے۔ بشپ میتھو صاحب نے یہہ انتظام کیا تھا کہ سال بھر میں علاقہ کے ہر ایک گرجا کے ایک اتوار کا چندہ اسکے اخراجات کے لئے دیا جایا کرے اوّل اوّل تو اس پر عمل آمد ہوا مگر رفتہ رفتہ معاملہ کچھ ڈھیلا پڑ گیا اُمید ہے کہ آئندہ سب کلیسیا میں اسکا خیال رکھینگی۔ ایک اور عملی بات آپ نے یہہ پیش کی کہ جو لوگ غیر مذاہب میں سے مسیحی کلیسیا میں شامل ہوتے ہیں اگر وہ اپنی پہلی بیوی کے جیتے جی ایک مسیحی عورت سے شادی کریں تو بموجب چارج بشپ میتھو صاحب کے وہ خادم الدین کے مقدس عہدہ پر مقرر نہ کئے جائیں۔ لیکن اسکا پختہ فیصلہ نہ تو بشپ صاحب موصوف نے کیا اور نہ اسوقت تک بشپ لیفرائے صاحب نے کیا ہے۔ آخر میں جناب بشپ صاحب نے زور دیا کہ مسیحیوں میں جو فرق بظاہر نظر آتے ہیں وہ مٹ جائیں اور آپ نے فرمایا کہ میری کوشش ہوگی کہ دیسی اور انگریزوں میں زیادہ یگانگت ہوتی جائے۔

اس جگہ مناسب ہے کہ کانفرنس کی کارروائی کا کچھ ذکر کریں۔ خاص کانفرنس کی کارروائی

تین دن رہی (تیسرے دن یعنے ۹ تاریخ کو صرف ایک میٹنگ تھی) ہر روز چھ مضامین پر لیکچر دیئے جاتے تھے۔ اس حساب سے پندرہ چیدہ مضامین پر غور وفکر کیا گیا۔ ہر مضمون پر دو بولنے والے مقرر تھے۔ تمام مضامین کا ذکر کرنا کچھ دشوار معلوم ہوتا ہے اور طوالت کے باعث ہو بھی نہیں سکتا۔ مگر صرف ان مضامین کا کچھ یونہی مختصر سا ذکر کرنا ضروری ہے جو خاصکر انڈین کرسچنس (دیسی عیسائیوں) سے متعلق ہیں اور جن پر کاغذات بھی انڈین کرسچنس نے پڑھے تھے۔

اول ڈاکٹر دتا سول سرجن ہشیار پور نے ایک مضمون "آرگینک یونائی" پر نہایت ہی عجیب اور مدلل لیکچر دیا۔ جسکے کچھ حصہ کا لب لباب مندرجہ ذیل ہے۔

ہندوستان میں انگلینڈ چرچ کو ایک بڑے درخت سے مشابہت دیسکتے ہیں انگریزی مشنری صاحبان نے گویا اس بڑے درخت کے سایہ میں دیسی کلیسیا کا بیج بویا جو کہ ایک چھوٹے سے پودہ کی صورت میں نکلا۔ اور اسکی پرورش بھی انگریزی کلیسیا سے ہونی شروع ہوئی اور اب تک ہوتی جاتی ہے۔ وہ چھوٹا پودا اپنی جڑونکو زمین کے نیچے پھیلاتا ہے اور اس بڑے درخت کے عرق کو چوستا ہے۔ مگر جب یہہ کچھ بڑا ہوجاتا ہے تو باغبان اُسکو بڑے درخت کے نیچے سے اُکھاڑکر علیحدہ لگاتا ہے۔ کیونکہ اس کی ترقی اسی بات پر مبنی ہوتی ہے اس طرح دیسی کلیسیا کی ترقی کے لئے ضروری امر ہے کہ وہ اب علیحدہ ہوکے اپنے پاؤں پر کھڑی ہوجاے مگر اس طرح سے نہیں کہ اُسکا کچھ علاقہ انگریزی کلیسیا سے نہ رہے علاقہ تو ہے اور رہیگا بھی۔ جس طرح ماں کا رشتہ اپنی بیٹی سے ہمیشہ کے لئے رہتا ہے اور کبھی ٹوٹ نہیں سکتا۔ اسی طرح سے دیسی کلیسیا کا رشتہ انگریزی کلیسیا سے ہمیشہ رہیگا۔ دُوسرا حصہ جسکا آپ نے کچھ ذکر کیا ہے کہ دیسی اسسٹنٹ بشپس بھی مقرر ہوسکتے ہیں جو اپنی کلیسیا کی بہبودی کے واسطے بشپ صاحب کی مدد کرسکتے ہیں تاوقتیکہ دیسی کلیسیا اس قابل نہ ہوجاوے کہ وہ اپنے واسطے اپنا بشپ آپ چُن لیوے۔

ریورنڈ مسٹر تھوس کا لیکچر سیلف سپورٹ پر تھا۔ آپ نے نہایت ہی فصاحت

معمولی دیسی حکیم چند آنے خرچ کرنے سے دستیاب ہو سکتا ہے مگر انگریزی ڈاکٹر شاید چند روپے سے کم نہ لیگا - ہمارے خیال میں بہتر ہوتا اگر یہہ دیسی بھائی معترض صاحب کے سامنے پانچ یا چھ روپے ماہوار والے ملا کے لباس اور نشست و ضع کا نقشہ پیش کرتا اور پھر دریافت کرتا کہ فرمایئے جناب اگر یہہ تو آپ کے محلے کے نزدیک پھٹکنے تو کس تپاک کے ساتھ اُس کی آو بھگت کرینگے درحقیقت دیسی خادمان دین کو ملانوں کے ساتھ مشابہ کرنا درست نہیں - ہندو مسلمانوں کے ادیان دین مثلاً مہنت یا پیر ایسے قلاش بے حیثیت لوگ نہیں ہوا کرتے جیسا کہ معترض صاحب کے خیال مبارک میں ہیں - وہ معزز اشخاص ہیں اور معقول آمدنی رکھتے ہیں اور ہمارے خادمان دین کا پایہ اُنسے کم نہیں ہونا چاہیے -

مسٹر رُوررا کا ایڈریس ٹرینڈ ٹیچرز "سندیافتہ استادوں" پر تھا - آپ نے نہایت فصاحت کے ساتھ یُوں بیان کیا کہ پنجاب کے مشن سکولوں میں تقریباً ۵۰۰ سے زیادہ کی تعداد اُستادوں کی ہے مگر اُن میں صرف ۳۵ (اگر اس میں ہماری کچھ غلطی ہے تو ہم معافی کے خواستگار ہیں) عیسائی اُستاد ہیں اور اُنکے درجے بھی مختلف ہیں - اکثر انہیں قلیل تنخواہ پاتے ہیں - مگر تھوڑے ہیں وہ اُستاد جنکی تنخواہ پچاس اور سو روپے کے درمیان ہے اور وہ جنکی تنخواہ سو روپے اور ایک سو پچاس کے درمیان ہے بہت ہی تھوڑے ہیں پھر آپ نے عیسائی اُستادونکی کمی کے خصوصاً وجوہات پیش کئے - یعنے -

اوّل یہہ کہ مشنری صاحبان قلیل تنخواہ پیش کرتے ہیں -

دوم مشنری صاحبان دیسی عیسائی اُستادوں پر کم اعتبار کرتے ہیں -

افسوس ہے کہ مسٹر موصوف کے نادر مضمون پر کافی بحث نہ ہوئی اور نہ کوئی عملی نتیجہ نکلا - اُمید ہے کہ جب تمام مضامین طبع کئے جائینگے تو اسی مضمون کا ترجمہ بشرط گنجایش ہدیہ ناظرین کیا جائیگا -

ہمارے ناقص خیال میں مسٹر رُوررا کے مندرجہ بالا دلائل درست ہیں شاید مشنری صاحبان

یہہ خیال کرتے ہیں کہ ڈگری یافتہ ہندو و مسلمان قلیل تنخواہ پر مل سکتے ہیں۔ اس سبب سے عیسائی اُستادوں کو بھی ایسی ہی قلیل تنخواہ پر کفایت کرنی لازم ہے۔ اور کہ جسقدر انکی تعداد بھی بڑھیگی وہ خود بخود آوینگے مگر ہم انکو یقین دلاتے ہیں کہ یہہ خیال غلط ہے کیونکہ اول عیسائی بہت تھوڑے ہیں اور کم و بیش جو ڈگری یافتہ ہو جاتے ہیں وہ اِدھر اُدھر چلے جاتے ہیں۔ کیونکہ وہ آیندہ اندھیرا ہی اندھیرا دیکھتے ہیں۔ پرسبیٹرین مشن سکولوں کی نسبت ہم کچھ کہہ نہیں سکتے۔ مگر چرچ مشن کے سکولوں کی نسبت ہمارا یہہ خیال ہے کہ فی الحال وہ عیسائی اُستاد جو انمیں کام کرتے ہیں۔ خوش معلوم نہیں ہوتے ✚

دُوسری بات جس پر ہم زور دیا چاہتے ہیں یہہ ہے کہ کس طرح ہم مشن سکولوں کو مشن سکول کہہ سکتے ہیں ؟ جبکہ انمیں اکثر اُستاد ہندو و مسلمان ہیں ؟ کیا مشنری صاحبان کی یہہ کوشش اور سعی ہے کہ جسقدر اُستاد عیسائی ملیں انکو سکولوں میں بھرتی کریں ؟ ہم مانتے ہیں کہ عیسائی اُستاد تھوڑے ہیں اور اکثر آنا بھی نہیں چاہتے۔ مگر اگر ان رکاوٹوں کو جنکا ذکر اُوپر ہو چکا ہے دُور کیا جائے تو ضرور تعداد میں زیادتی ہو جائیگی اور مشن سکولوں میں موجودہ مذہبی تعلیم کا طریقہ تبدیل ہو جائیگا۔

مسٹر کلیکسٹن صاحب کا مضمون دستکاری اور حرفتکاری کی سکولوں پر تھا آپ نے کمال کیا۔ کلارک آباد سے آپ اپنے چار طالب علم اپنے ہمراہ لائے اور انکو بشپ صاحب کے رُوبرو تمام حاضرین مجلس کے سامنے کھڑا کر دیا۔ اور کچھ نمونے مثلاً رکٹ اور تیرنگ ڈیسک وغیرہ بھی پیش کئے۔ اور حاضرین مجلس کے سامنے اس بات کو ثابت کر دکھایا کہ اگر دستکاری اور حرفت غریب عیسائیوں کو یا انکو جو غریب خاندانوں سے نکلکر آتے ہیں۔ ٹھیک طور پر لائق اُستادوں اور رہنماؤں کے زیر اہتمام سکھائی جائیں تو وہ عیسائی قوم کی پختگی اور ترقی کا اچھا وسیلہ ہو سکتے ہیں خداوند مسٹر کلیکسٹن کے کام میں برکت دے۔ اُمید ہے کہ انکا کام روز بروز ترقی کرتا جائیگا ہم نے سنگھ سبھا کی ہوائی کا ذکر جو بشپ صاحب کی کانفرنس میں ہوئی عشر عشیر بیان کیا ہے مگر جو کچھ پیش نظر ہے اُمید ہے کہ اُسکے ملاحظہ سے انکو معلوم ہو جائیگا کہ خدا کے بندے خدا کے جلال کے واسطے اور عیسائی قوم کی ترقی اور استحکام کے واسطے کوئی دقیقہ فروگذاشت نہیں کرتے ہیں۔

بہارِ عبرت

(از پادری کیدارناتھ صاحب منّت)

ای بلبلِ شاخِ نظمِ قدرت بوئے گلِ شاخِ نظمِ قدرت آ میری زبان پر چہک تو خوشبو سا دماغ میں مہک تو

گر ابرِ کرم سے آبیاری ہو چوبِ قلم ہری ہماری کاغذ کا ہو صفحہ تختۂ گل ہر دائرہ نقشِ چشمِ بلبل

جب دل ہو حصارِ چار دیوار تا پہنچے نہ باغیوں سے آزار الفاظ ہوں غنچۂ تمنّا مضمون ہو پھول سا شگفتہ

ہر سطر کبھی ہوئی روش ہو سبزہ کی نہ زیرِ پا خلش ہو اک باغ کسی امیر کا تھا لمبا چوڑا ہرا بھرا تھا

رکھتا تھا اگر قطار کیلا دیتا تھا مگر بہار بیلا ہنس ہنس کے یہہ کہتی تھی چنبیلی گویا کہ میں ہوں نئی نویلی

صد نقد خریطۂ محبت کم تھی گلِ اشرفی کی قیمت خوشبوئے جو ہر روش کے جو ہے جو ہے جو اُس سے وہ دل سے موہے

ہوشیار وفا شعار مالی تھی جسکی نظر میں ڈالی ڈالی جو باغ امیر نے لگایا وُہ اسکی سپردگی میں آیا

کرنے لگا دل سے باغبانی بھرنے لگا صبح و شام پانی طیار کی جعفری لگائی جو بیل چڑھی درست آئی

ہر شاخ کو یاسمن بنایا ہر تختہ کو گلِ چمن بنایا اس رخ جو نسیمِ صبح آتی ایک ایک کلی تھی مسکراتی

مالی کا جو شوق گدگدایا اِک روز علی الصباح آیا دیکھا تو بدل گئی ہوا ہے پھولوں کا چراغ گُل ہوا ہے

ہر شاخ کا سر ہوا قلم ہے گُل صورت بوئے گُل عدم ہے کہتا تھا وہ دل سے ہائے افسوس کیوں خرمنِ گُل پہ پڑ گئی اوس

گلچینِ چمن ہوا جو باغی لالہ کے سوا ہے کون داغی تب ایک نے اسکو کہہ سنایا خود مالکِ باغ آج آیا

وہ لے گیا سب یہ پھول چنکر خوش ہو گیا باغباں یہہ سنکر شے جسکی تھی اُس نے ہی پائی بیجا فریاد کیوں مچائی

یوں پھول کا سچ وہ گیا بھول خدمت میں ہوا پھر اپنی مشغول یہہ باغ ہے کیا یہی جہاں ہے گلزار ہر ایک خانداں ہے

مالک ہے خدا کہ گلشن آرا ہے عہدہ باغباں ہمارا احباب عیال اور اطفال رکھتے ہیں سب گلوں کی تمثال

بوٹوں کی طرح سے پلتے ہیں ہم دیکھتے اور بھالتے ہیں خوش ہوتے ہیں جنکو دیکھکر ہم کرتے ہیں غلط ہزارہا غم

بلبل کی طرح چہکنے والے خوشبو کی طرح مہکنے والے جب مالکِ باغ کو خوش آیا توڑا اور اپنا گھر سجایا

ہم کرتے ہیں آہ و زار و نالی ناداں ہیں بے شعور مالی لازم ہے ہمیں مثلِ ایوب خوش ہو کے کہیں کہ میرے محبوب

تو نے دیا تو ہی نے لیا ہے کیا خوب مطالبہ کیا ہے اے رنج نہ دے ہمیں عطا کر احباب کا غم خوشی ملا کر

منّت کی یہہ عرض ہے نہ منّت وہ پھول نہ جائے تیری خدمت

مسیحی دُنیا میں رہتے ہوئے دُنیا سے کس طرح کا برتاؤ کرے ؟

از بشپ ولڈن صاحب

نہ دُنیا سے محبت رکھو نہ اُن چیزوں سے جو دُنیا میں ہیں جو کوئی دُنیا کی محبت رکھتا ہے اُسکے دِل میں باپ کی محبت نہیں۔ کیونکہ جو کچھ دُنیا میں ہے یعنے جسم کی خواہش اور آنکھوں کی خواہش اور زندگی کی شیخی وہ باپ کی طرف سے نہیں بلکہ دُنیا کی طرف سے ہے۔ دُنیا اور اُس کی خواہش دونوں مٹتی جاتی ہیں۔ لیکن جو خدا کی مرضی پر چلتا ہے وہ ابد تک قایم رہیگا۔ ۱۔ یوحنا ۲: ۱۵-۱۷ ٭

اِن آیات کے پڑھنے سے فوراً دل میں یہہ سوال اُٹھتا ہے کہ مسیحی کس طرح اپنی زندگی اس دنیا میں بسر کرے۔ خداوند مسیح نے ہمیشہ دنیا کو اپنا دشمن قرار دیا۔ مثلاً اُسنے فرمایا کہ "اے عادل باپ دُنیا نے تو تجھے نہیں جانا مگر میں نے تجھے جانا"۔ پھر اپنے شاگردوں کی بابت کہا۔ "جیسے میں دُنیا کا نہیں وہ بھی دُنیا کے نہیں"۔ اور پھر یہہ کہ "اگر دنیا تم سے عداوت رکھتی ہے تو تم جانتے ہو کہ اُس نے تم سے پہلے مجھ سے بھی عداوت رکھی تھی"۔ اور پھر یہہ بھی "تم دُنیا میں مصیبت اُٹھاتے ہو۔ لیکن خاطر جمع رکھو میں نے دُنیا پر فتح پائی ہے"۔

اور اس بات کا انکار ہو نہیں سکتا کہ دُنیا کا خیال ورویہ اکثر مسیح کی طبیعت کے خلاف ہے۔ مثلاً دولت کو لو جسے "زندگی کی شیخی" یا جسم کی خواہش کا نام دیا گیا ہے تو فوراً معلوم ہو جائیگا کہ جو خیال دُنیا کے لوگ اُس کی نسبت رکھتے ہیں۔ وہ مسیح کا نہیں۔ اُسکا خیال بالکل اور ہے۔ اور چونکہ دُنیا مسیح سے اسقدر اختلاف رکھتی ہے بعض اوقات بالخصوص قدیم زمانوں میں مرد اور عورتیں دُنیا سے نکلکر خانقاہوں اور رہبانخانوں میں جا رہے۔ وہ دُنیا سے بھاگ نکلے اور اس کو بالکل فراموش کر دیا

انہوں نے اپنی زندگی ایسی بسر کی گویا دُنیا اُنکے لئے تھی ہی نہیں۔ پر دُنیا کو چھوڑ دینا بزدلی معلوم ہوتا ہے یہہ تو ایسا ہے کہ کوئی شخص دشمن کو دیکھ کے بالعوض اس کا مقابلہ کرنے اور اُسکے مارنے کے اس سے بھاگ جائے اور پھر دُنیا سے کنارہ کش ہونے سے کوئی اُمید یا موقع نہیں رہتا کہ اُسے بہتر بنا سکیں اور نہ اس بات کا اطمینان ہو سکتا ہے کہ وہ جو دُنیا سے کنارہ کش ہوتے حقیقت میں اُس کی آزمائشوں سے بچ جاتے ہیں نقل ہے کہ ایک مرتبہ جبکہ وائٹ فیلڈ صاحب ملک امریکہ میں تھے۔ انہوں نے ایک بزرگ اور بڈھے فقیر سے ملاقات کی جسکا نام کونڈومیتھو تھا اور جو چالیس برس سے جنگلوں میں رہتا تھا۔ انہوں نے اُس سے پُوچھا کہ آزمائشوں اور امتحانوں کی بابت تمہارا کیا تجربہ رہا؟ اُس بڈھے نے عجیب طور سے اور بڑی دلسوزی سے جواب دیا "مشفق یقین جانو جو درخت اکیلا رہتا ہے اُسپر طوفان زیادہ زور مارتے ہیں بہ نسبت اُنکے جو اوروں کے ساتھ ملکے رہتے ہیں"۔

پر ان سب کے علاوہ سب سے بڑھکر بات یہ ہے کہ ہمارے خداوند کا نمونہ ہے وُہ دُنیا سے باہر نہیں رہا۔ بلکہ اُسنے اس مقابلہ یوحنا اصطباغی سے کیا جو خلوت نشینی میں رہتا تھا۔ اُس نے اپنے تئیں کھانے اور پینے والا کہا وُہ ضیافتوں اور شادیوں میں گیا اور اُس کی آخری دُعا اپنے شاگردوں کے حق میں یہہ نہ تھی کہ وُہ دنیا سے نکال لئے جائیں بلکہ یہہ کہ وہ بُرائی سے بچائے جائیں ۔

میری دانست میں مسیحی مرد اور عورت کا فرض ہے کہ وُہ دُنیا میں رہیں اس لئے کہ اگر وُہ دُنیا سے الگ ہو جائیں تو دنیا کے خیالات اور کام ابتر ہوتے جائینگے لیکن یہہ انکا فرض ہے کہ دُنیا میں رہتے ہوئے وُہ دُنیا کے نہ ہوں۔ یعنے انہیں چاہئے کہ دنیا کے طریقوں کو مسیح کے الٰہی قانون سے پرکھیں۔ اسی کے ضمن میں دو ایک قاعدے پیش کرتا ہوں۔ جو شاید مسیحی زندگی بسر کرنے میں مدد دیں۔

اوّل - یُوحنّا کہتا ہے "دُنیا سے محبّت نہ رکھو۔ یعنے اپنا دل دُنیا یا دُنیا کی چیزوں پر نہ لگاؤ۔ سوال یہہ ہے کہ تم کن چیزوں کو زیادہ چاہتے ہو۔ کیونکہ ممکن ہے کہ کوئی ایسا وقت آئے اور ہر ایک کی زندگی میں وُہ ضرور آتا ہے کہ جسمیں تمہیں یا تو دُنیاوی منفعت یا مسیح کا قانون دونو میں سے ایک چُننا پڑے گا - اور اگر اُسوقت تمہارا دل دُنیاوی منفعت کو چُننا چاہے - خواہ وہ دولت ہو خواہ ناموری - خواہ کوئی اَور بات ہو تحقیق جانو کہ تم خطرے کی حالت میں ہو اور تم اس قاعدے کو جو یُوحنّا اور مسیح نے ٹھہرایا اپنے دل سے فراموش کر دیتے ہو -

دوئم - ہر کس وناکس اپنی زندگی میں کسی نہ کسی وقت ایسی بات کا تجربہ پاتا ہے - جیسے آسمانی ظہور یا رویا کہہ سکتے ہیں - ممکن ہے کہ یہہ ظہور راست مکاشفت یا عشاء ربانی یا شادی یا غمی کے وقت ہو - ہاں کسی وقت کیوں نہ ہو ظاہر ہو جاتا ہے کہ انسان کی زندگی دُنیاوی نہیں بلکہ روحانی اور الٰہی ہے - مناسب ہے کہ وہ رویا ہر وقت تمہاری آنکھوں کے سامنے رہے - اوجھل نہ ہونے پائے - ہاں کوشش کرکے اپنے تجربہ کے اعلیٰ اور برترین موقعوں کے مناسب حال اپنی زندگی بسر کرو -

سوئم - دُنیاوی کامیابی وخوشی کا رجوع گناہ کی طرف ہوتا ہے - اُن میں خود کوئی گناہ نہیں پر بات یہہ ہے کہ وہ بڑی آسانی سے گناہ بن جاتے ہیں - پس نہایت مناسب ہے کہ مسیحی ایک مستحکم حد مقرر کرے کہ جسکے باہر گناہ کیطرف وہ قدم نہ رکھ سکے - جسوقت اسکی ملت میں کوئی گناہ والی بات آوے - وہی موقع ہے کہ وہ کہے "یہہ نہیں ہونا چاہئیے یہہ مسیح کے قاعدے کے خلاف ہے"۔

آخر میں مَیں تاکید کیا چاہتا ہوں کہ تم اپنے تئیں باقاعدہ بناؤ - باقاعدہ بنانے سے یہہ مراد ہے کہ پہلے اپنے طبعی قصوروں پر لحاظ کرو اور تب اپنی طبیعت کو گویا اُلٹی جانب موڑ دو - اگر تم کسی ترچھی لکڑی کو سیدھا کیا چاہو تو تمہیں اُسے

اُلٹا مُڑنا پڑتا ہے۔ اِسی طرح جو کچھ تمہاری کمزوری یا آزمائش ہو۔ خواہ لالچ۔ خواہ بدمزاجی
خواہ ناپاکی جہاں تک ممکن ہو اپنے پر جبر کرکے اُسکے مخالف چلو۔
یُوحنّا رسُول دُنیا کی محبّت سے باز رہنے کی دو وجہیں پیش کرتا ہے اور وہ
تُمہارے لحاظ کے قابل ہیں۔ ایک یہہ کہ جہاں دُنیا کی محبّت ہے وہاں باپ یعنے
خُدا کی محبّت نہیں ہوتی اور دوسری یہہ کہ دنیاوی چیزیں سب چندروزہ ہیں۔ پر
وُہ جو خدا کی مرضی پر چلتا ابد تک رہتا ہے"۔ مَیں سمجھتا ہوں کہ جو شخص اِن دو وجہوں
کو اپنے دل میں رکھیگا۔ خدا کے فضل سے وُہ بلا کسی بھاری خطرے یا ناکامیابی
کے اپنی زندگی کی منزل طے کر سکتا ہے۔

مسیح کی دُوسری آمد

از ڈی۔ ایل۔ موڈی

مسیحی۔ آ خداوند یسُوع آ۔ مکاشفات ۲۲: ۲۰ + بیوفا نوکر۔ میرے مالک
کے آنے میں دیر ہے۔ متی ۲۴: ۴۸ + **ٹھٹھے باز**۔ اُسکے آنے کا وعدہ کہاں گیا؟
کیونکہ جب سے باپ دادے سوئے ہیں اُس وقت سے اب تک سب کچھ ویسا ہی
رہتاہے جیسا خلقت کے شروع میں تھا۔ ۲۔ پطرس ۳: ۴ + جب کبھی تم یہہ
روٹی کھاتے تو موت کا اظہار کرتے ہو جب تک وُہ نہ آوے۔ ۱ قرنتیوں ۱۱: ۲۶ +
ہم اُسکے آنے تک اپنی اشرفیوں سے لین دین کرتے ہیں لوقا ۱۹: ۱۳ + اُس کے
آنے تک ہم ایمان کی اچھی لڑائی لڑتے ہیں۔ ۱ تمطاؤس ۶: ۱۲-۱۴ + اُس کے آنے
تک ہم مصیبت اُٹھاتے ہیں۔ ۲۔ تسلونیقیون ۱: ۷ + اُس کے آنے تک ہمیں صبر کرنا
چاہیئے۔ یعقوب ۵: ۸ + ہم اُسکے آنے تک راستبازی کے تاج کے منتظر ہیں۔
۲۔ تمطاؤس ۴: ۸ + اُسکے آنے تک ہم جلال کے سہرے کے منتظر ہیں۔ ۱ پطرس

مسیح کا مُردوں میں سے جی اُٹھنا

مترجمہ ۔ ایس ڈی

مسیح کا مُردوں میں سے جی اُٹھنا انجیل کا کونے کا پتھر ہے (۱۔ قرنتیوں ۱۵: ۱-۴)، مسیحی دین کی صداقت کا مرکزی ثبوت (۱۔ قرنتیوں ۱۵: ۱۲-۱۷) اور نوشتوں کے پورا ہونے کی گواہی (لوقا ۲۴: ۴۶)، غمزدوں کی تسلّی (۱۔ تھسلنیکیوں ۴: ۱۴-۱۸ + ۱۔ قرنتیوں ۱۵: ۵۲) مسیح کے ابن اللہ ہونے کا نشان (رومیوں ۱: ۴) ہمارے مقبول ہونے کا ضامن (رومیوں ۴: ۲۵) ہمیشہ کی زندگی حاصل کرنے کی مُہر (رومیوں ۶: ۹) اور ہماری قیامت کا وعدہ (یوحنا ۱۴: ۱۹)۔

مسیح کا مُردوں میں سے جی اُٹھنے کے بعد شاگردوں پر ظاہر ہونا نہ صرف اُس کی قیامت کا ثبوت بلکہ اسکی محبت کا نشان ہے۔ اسکا ظاہر ہونا بے ترتیب اور بے معنے نہ تھا بلکہ وہ خاص خاص موقعوں پر خاص خاص شخصوں پر ظاہر ہُوا کہ ہمکو کوئی خاص سبق سکھائے ہم انپر غور کریں۔

(۱) پہلے مریم کو دکھائی دیا جب وہ روتی ہوئی قبر کے پاس کھڑی تھی (مرقس ۱۶: ۹ یُوحنا ۱۲: ۱۳) گو ہماری آنکھیں مسیح کو دیکھ نہیں سکتیں تاہم وہ ہر غم کے موقع پر حاضر ہے۔

(۲) اُن عورتوں کو جو قبر سے شاگردوں کو خبر دینے دوڑی آرہی تھیں۔ یسوع ملا (متی ۲۸: ۹) ہر ایک محبت کی خدمت کے اجر میں مسیح کی حضوری ملتی ہے۔

(۳) پطرس کو ملا (لوقا ۲۴: ۳۴ + ۱۔ قرنتیوں ۱۵: ۵) ہم میں سے ایک ایک کو مسیح خاص محبت سے یاد رکھتا ہے۔ اُسکا پیار بے تبدیل ہے۔ اسکی محبت ہماری وفاداری پر موقوف نہیں۔ اور ہمارے ٹھوکر کھانے سے بدل نہیں جاتی۔

(۴) ان دو شخصوں کو جو عماؤس جا رہے تھے (لوقا ۲۴: ۳۱ و ۳۲) اگر ہم چلتے وقت مسیح کا ذکر کریں تو ضرور اُس کی حضوری کو محسوس کریں گے۔ ہمارا دل اسکی محبت سے

روشن ہو جائیگا۔ اور ہماری آنکھیں کھل جائینگی کہ اُسکے کلام کو سمجھیں۔

(۵) اُن شاگردوں کو جو یروشلیم میں جمع ہوئے اور تھوما غیر حاضر تھا۔ یُوحنّا ۲۰: ۱۹
تھوما نے اُستاد کو دیکھنے اور شاگردوں کے ساتھ خوشی کرنے کا موقع کھو دیا۔ ہم بھی اگر مقدس لوگوں کی صحبت سے جان بُوجھ کر دُور رہیں اکثر بہت سی برکتوں سے محروم رہتے ہیں۔

(۶) یروشلیم میں کل شاگردوں کو ملا۔ یُوحنّا ۲۰: ۲۶-۲۹۔ مسیح ہماری خودسری کے شکوں کو دُور کرنے سے ہمیں شرمندہ کرتا ہے۔ مسیح کے ہماری کج رویوں میں ایسا صبر دکھانے سے ہمارے دِل محبت سے چھد جانے چاہئیں +

(۷) گلیل میں سات شاگردوں کو مچھلی پکڑتے وقت ملا (یوحنّا ۲۱: ۱ سے ۱۱) اپنے آپ اور اپنی ناکامیابیوں سے نظر اُٹھا کر دیکھو کہ مسیح کنارہ پر کھڑا ہے اُسکی دولت تمہارے لئے رکھی ہے اپنی کوششوں کو چھوڑ دو اور اس پر پُورا بھروسا رکھو +

(۸) گلیل کے پہاڑ پر گیارہ شاگردوں کو ملا۔ (متی ۲۸: ۱۶) جاؤ پاک پہاڑ میں اسکی ملاقات کرو۔ تاکہ فضل کی برکتیں اور جلال کے نشان پاؤ اور پھر نیچے اُتر کے اَوروں کو برکت دینے جاؤ۔

(۹) پانسو سے زیادہ بھائیوں کو ملا۔ ۱-قرنتیوں ۱۵: ۶ یسُوع بھیڑ کو برکت دیتا ہے

(۱۰) یعقوب کو ۱-قرنتیوں ۱۵: ۷۔ یہ پہلا شاگرد ہے جو شہید ہوا۔ مسیح ہر دُکھ و تکلیف کیلئے ہمکو تیار کرتا ہے۔

(۱۱) صعود کے دن گیارہ شاگردوں کو (اعمال ۱: ۱۱) مسیح کی دُوسری آمد کا خیال کلیسیا کی اُمید ہے +

(۱۲) دمشق کی راہ پر پولوس کو (اعمال ۹: ۳-۹ + ۲۶: ۱۶) مسیح کا ظہور ہم کو اَوروں کی خدمت کو بھیجنے کے لئے ہوتا ہے۔ اب ان تسلّی آمیز کلمات پر غور کریں جو مسیح کے جی اُٹھنے کی مبارک صبح کو کہے گئے۔

(۱) وہ یہاں نہیں ہے کیونکہ وُہ جی اُٹھا ہے (متی ۲۸: ۶) موت مغلوب ہو چکی۔ قبر سے اُسکا شکار چھین لیا گیا ہے۔ تیرہ و تاریک دُنیا پر اُمید کا سورج

روشن ہوا۔ ہمارا خداوند مُردہ نہ تھا۔ پر آگے سے بھی زیادہ جلال کے ساتھ زندہ تھا۔ وُہ قبر میں نہ تھا۔ پر گلیل کو ساتھیوں سے ملنے گیا تھا۔ مَوت اور قیامت کا نمونہ پُورے طور سے کملے کیڑے اور خوبصُورت تتلی کی حالت میں پایا جاتا ہے

ایک مدرسہ میں ایسٹر کارڈ کے لئے سب سے عمدہ تصویر بنانے کے لئے انعام مقرر ہُوا۔ سب لڑکیاں تصویر کی فکروں میں غرق تھیں اور اُنکے دماغ نئی نئی ترکیبوں سے بھرے تھے۔ صرف ایک لڑکی انعام حاصل کرنے کی کوشش سے محروم تھی۔ وُہ بیماری میں مبتلا تھی اور کمرہ سے باہر جانے کی طاقت نہ رکھتی تھی۔ اور اس حالت میں وُہ معذور تھی اُسکے کمرہ میں ایک گلاب کا گملا تھا۔ لیکن اُسکے پھُول سب جھڑ گئے اور پتیاں کملا گئی تھیں۔ اس کے ساتھ ہی ایک خوبصُورت کنول کا بوٹا تھا جسکی سفید کلیاں ابھی کھل رہی تھیں۔ انعام کا وقت نزدیک آتا جاتا تھا۔ لیکن اس بیمار لڑکی کو کوئی نقشہ سُوجھتا نہ تھا۔ ایک دن ایک بدصورت کملے کیڑے کی طرف جو مرجھائے ہُوئے پتوں پر چل رہا تھا۔ اشارہ کرکے اپنی اناسے کہنے لگی۔ یہہ کملہ کیڑا میری مانند ہے۔ یہہ بیچارہ بھی اس کمرہ میں قید ہے اور میں بھی زندگی کی خوشیوں سے محرُوم ہُوں۔ انانے بڑے پیار سے کہا میری عزیزہ ایسے ہی کملہ سے خوبصورت تتلی پیدا ہوتی ہے۔ اگر ہم اپنی اندھیری رات کو صبر اور دانائی سے برداشت کریں۔ تو اُسکا انجام صبح روشن ہوگا۔ ایسے ہی مسیح کو بھی جسکے جی اُٹھنے کی یادگار ہم تھوڑے دنوں میں منائینگے۔ ایک بڑی پُرتکلیف راہ سے گذرنا پڑا اُسے دُکھ کی رات کی برداشت کرنی۔ اور پتھریلی قبر میں جانا تھا اُسے پہلے کہ خوشی کی قیامت کو حاصل کرے۔

اس گفتگو کے تھوڑے دن بعد ایک صبح کنول کے کھلے ہُوئے پھُول پر ایک عجیب اور خوبصورت تتلی بیٹھی تھی۔ لڑکی حیران ہوکے بولی۔ دیکھو اس خوبصُورت چیز کو۔ یہہ کہاں سے آئی ہے۔ کسی نے کھڑکی کھولدی ہوگی کہ یہہ اندر آگئی لیکن

دیکھتے دیکھتے کیا دیکھا کہ گلاب کے گملہ میں سوکھی مٹی پر ایک چھوٹا سا بدا بیجان
پڑا ہے - یہ وُہی کملا پڑا تھا اور تتلی اسکی جلالی زندگی اور قیامت تھی -
اِس لڑکی کے چہرہ پر ایک عجیب روشنی سی آگئی - اور وُہ بول اُٹھی میری
تصویر بھی بن گئی - جب انعام دینے کا دن آیا تو اس بیمار لڑکی کو چوکی پر بٹھا کر
بڑے کمرہ میں اُٹھا لائے - ہر شخص اِس بیمار کو ہمدردی بھری نگاہوں سے دیکھتا
تھا - لیکن جب پرنسپل صاحب نے سُنایا کہ انعام اِس لڑکی نے پایا تو سب خوشی
اور تعجب سے بھر گئے - اِس تصویر کا خاکہ جو سب حاضرین کو دکھائی گئی یہ تھا - تصویر کے
بائیں طرف گلاب کا سوکھا درخت تھا اور اُسکی ایک سوکھی شاخ پر بدصورت کملہ پڑا
تھا - تصویر کی دہنے طرف ایک لہلہاتا خوبصورت کنول کا درخت تھا اور اِس پر ایک
شاندار چمکیلی تتلی جھوم رہی تھی - اور دونوں تصویروں کے درمیان ان لفظوں کی
سنہلی زنجیر تھی - جو گویا زندہ کو مُردہ سے ملاتی تھی کہ - وُہ مر نہیں گیا بلکہ زندہ ہے
جماعت اِس دلکش تصویر کو اور اُن کمزور زرد ہاتھوں کو جنہوں نے اُسے کھینچا
تھا دیکھکر آبدیدہ ہوگئی - اور تب سے قیامت کے معانی نے اِنکے دلمیں جگہ پائی -

(۲) آؤ دیکھو وُہ جگہ جہاں خداوند کو رکھا تھا - آؤ اور اسکی محبت کو دیکھو - وُہ جو دنیا کا نور تھا
اندھیرے میں سویا - وُہ جو دنیا کی زندگی تھا موت کو قبول کرتا ہے جو آسمان اور
زمین کا خالق تھا قبر میں گیا - اور اس کی فروتنی کی جگہ کو دیکھو - آنسو بہاتے اور گناہوں
کے لئے غم کرتے آؤ کیونکہ ان ہی نے مسیح کو مارا تھا - کامل فرمانبرداری کے ساتھ
آؤ اور گناہ کے اعتبار سے اپنے کو مُردہ جانو (رومیوں ۶: ۷) آؤ اس دولت کو
جو ایک روز تمہارے ہاتھ سے نکل جائیگی - مسیح کے سپرد کردو -
موت کا بپتسمہ لے کے اُسکے ساتھ دفن ہوجاؤ - رومیوں ۶: ۳-۴ - آؤ نئی
زندگی حاصل کر کے اُسکے ساتھ زندہ ہو تاکہ آسمانی مکانوں میں ہر طرح کی برکت

حاصل کرو ۔(افسیوں ۱: ۲۰) آؤ اور یقین کرو کہ تمہارے مُردہ بھی بہت مدت تک قبر میں نہیں ۔کیونکہ اب مسیح وہاں نہیں ہے۔ اُسکا جی اُٹھنا ہمارے جی اُٹھنے کا نمونہ ہے ۔

وہ جگہ جہاں خداوند رکھا گیا تھا اُسکے جی اُٹھنے کا ایک بڑا ثبوت ہے ۔چاروں انجیل نویس اُس کا ذکر کرتے ہیں (مرقس ۱۶: ۹ + لوقا ۲۴: ۱۲ + یوحنا ۲۲: ۶، ۷) گویا یہہ بیان یُوں ہے کہ فرشتہ کہتا ہے کہ مسیح کی لاش یہاں تھی ۔ نہ صرف لاش یہاں سے چلی گئی ہے بلکہ نشانوں سے ظاہر ہے کہ وہ خود یہاں سے اُٹھی ہے ۔مشرقی لوگ اپنے مردہ عام سے کپڑوں میں نہیں کفناتے لیکن لاش کو کپڑا میں خوب لپیٹتے ہیں ۔جب لعزر قبر سے باہر آیا تو کفن سے ہاتھ پاؤں بندھے ہوئے نکل آیا (یوحنا ۱۱: ۴۴) مسیح کے کپڑے ہی صرف وہاں نہ تھے بلکہ لاش کے نشان اُنکے تہ میں بنے ہوئے تھے ۔صرف لاش اُس تہ سے باہر چلی گئی تھی ۔ وہ رومال جو اُسکے سر سے بندھا تھا ان کپڑوں کے ساتھ نہ تھا بلکہ لپٹا ہوا ایک جگہ الگ پڑا تھا ۔جب ہم لعزر کے رومال پر خیال کرتے ہیں تو دو باتیں ہمارے سامنے آتی ہیں ۔

(۱) "وہ لپٹا ہوا تھا" یعنے ایسا معلوم ہوتا تھا کہ ابھی کسی نے سر سے اُتار کر رکھا ہے ۔ اور تہ کرکے رکھا نہ گیا تھا کیونکہ یونانی میں یہاں وہی لفظ آیا ہے جو متی ۲۷: ۵۹ اور لوقا ۲۳: ۵۳ میں ہے ۔

(۲) وہ ایک جگہ الگ پڑا تھا ۔ اتنے فاصلہ پر کہ جتنا سر اور بدن کے اُوپر کپڑوں میں ہوتا ہے اِس رائے کی تائید اس بیان سے بھی ہوتی ہے کہ مریم نے جب روتے روتے قبر کی طرف جھک کے نظر کی تو دو فرشتوں کو سفید پوشاک پہنے ہوئے ایک کو سرہانے اور دوسرے کو پائینتی بیٹھے دیکھا جہاں یسوع کی لاش پڑی تھی" (یوحنا ۲۰: ۱۲) پہلی ہی نظر میں مریم کے لئے یہہ معلوم کرنا مشکل ہوتا کہ یسوع کا سرہانا کدھر تھا اور اُسکی پائینتی کدھر اگر کپڑوں سے اسے پتہ نہ لگتا ۔ کپڑے اس صُورت میں پڑے تھے جیسے کوئی شخص اُنہیں پہنے ہوئے لیٹا ہو اور چونکہ انہیں معلوم تھا کہ یسوع کی لاش وہاں رکھی تھی اُنھوں نے سمجھ لیا کہ وہ معجزانہ طور سے کپڑے چھوڑ گیا ہے ۔جسم تو وہاں نہ تھا لیکن اُس کی صُورت موجود تھی ۔معمولی حالتوں میں یہہ امر ممکن نہیں ۔

(۴۵) دیکھو وُہ تم سے پہلے گلیل کو جاتا ہے (متی ۲۸: ۷) کیا تم تھکے ماندے کوہ آزمائش کو جا رہے ہو؟ وہ تم سے پہلے جاتا ہے۔ اسوقت رُوح یسُوع کو جنگل میں لے گئی "تاکہ ابلیس سے آزمایا جائے"۔ (متی ۴: ۱) کیا تم افلاس کی راہوں میں چلتے ہو؟ وہ تم سے پہلے جاتا ہے۔ "ابن آدم کے لئے سر دھرنے کی بھی جگہ نہیں" (متی ۸: ۲۰) کیا تمہارے عزیز و اقارب تمہیں چھوڑ گئے ہیں؟ "سُنو سارے شاگرد اُسے چھوڑ کر چلے گئے" (متی ۲۶: ۵۶) کیا تم کسی عزیز کی قبر کو مغموم و دل شکستہ جا رہے ہو؟ وہ تم سے پہلے جاتا ہے۔ "یسُوع اپنے دل میں پھر رنجیدہ ہو کر قبر پر آیا"۔ (یوحنا ۱۱: ۳۸) کیا تم موت کے سایہ کی وادی کے نزدیک آرہے ہو۔ ڈرو نہ۔ وُہ تمہارے آگے آگے جا رہا ہے۔ "اور یہاں تک فرمانبردار رہا کہ موت بلکہ صلیبی موت گوارا کی۔" (فلپیوں ۲: ۸) چونکہ مسیح نے تمام انسانی غموں کا خود تجربہ حاصل کیا پس اب وہ رُوحانی طور پر آگے آگے جاتا ہے۔ کہ آزمائش کے وقت میں فتح۔ مصیبتوں میں تسلّی۔ کمزوری میں زور۔ خطرے میں حوصلہ عطا کرے اور جب تم کھُلی قبر کے پاس کھڑے ہو تو تمہیں فتح دے اور یہہ مدد بھی کہ موت کے وقت دشمن پر فتح پاؤ۔

(۴۶) "وہاں تمہیں دکھائی دیگا" (متی ۲۸: ۷) ایک دفعہ کا ذکر ہے کہ کسی جوان شخص کو پہلی مرتبہ اپنی بیوی اور دو چھوٹے بچوں سے جُدا ہونیکا اتفاق ہُوا لیکن اُسے خدا کی حضوری عجیب طور سے محسُوس ہوئی اور تنہائی اور اداسی اسے بالکل معلوم نہ ہُوئی۔ اِس واقع سے وہ خود حیران تھا لیکن دُوسرے دن اُسکی بیوی سے خط آیا کہ جسدن ہم آپ سے جُدا ہوئے شام کو چھوٹے بچے نے کہا۔ امّاں جان کیا آپ مہربانی سے خُدا کو نہ بتائینگے کہ آج ہم اباجان کو اکیلا چھوڑ آئے ہیں"۔ ماں اور بچوں نے گھٹنے ٹیک کر دعا مانگی کہ باپ تنہائی سے اداس نہ ہو اور اسکے جواب میں خدا نے خود اپنی حضوری کی پہچان اسکے تئیں کر

از قلم مسز الف۔ سراج الدین صاحبہ

اکبر مسیح کی دو بیٹیاں تھیں۔ مریم تیرہ برس کی اور تمار تنہا بارہ کی تھی۔ پدمی نامی ایک اور چھوٹی یتیم لڑکی انکے گھر میں رہتی تھی اس بیچاری کا باپ جب وہ پانچ برس کی تھی بھر کی چوٹیں پرسے گر کر مر گیا تھا اور اُس کی ماں کچھ عرصہ بعد بخار سے کمزور ہو کر مر گئی چونکہ پدمی کا باپ اکبر مسیح کا نہایت عزیز دوست تھا۔ اُس کے مرجانے کے بعد اکبر مسیح نے یہہ اپنا خاص فرض جانا کہ اپنے دوست کے غمزدہ بچے اور بیوی کو سنبھالے۔ اسواسطے وہ ان دونو کو گھر لے آیا۔ پدمی کی ماں بھی اب کچھ مہینوں بعد گذر گئی تب تو اکبر مسیح اور اُسکی بیوی نے اُسکی دلجوئی کی اور زیادہ کوشش کی اور اُسکو ایسے پیار اور محبت سے رکھا کہ کوئی شخص معلوم نہ کرسکتا تھا کہ وہ لڑکی لے پالک ہے۔ پدمی بھی اکبر مسیح اور اُس کی بیوی کو باپ اور ماں کہکر پکارنے لگی۔ اور اس طرح انکی محبت روز بروز زیادہ ہوتی گئی +

اکبر مسیح اور اُس کی بیوی دونو بڑے دیندار اور نیک شخص تھے۔ شہر کے سب لوگ انکو بڑی عزت کی نظر سے دیکھتے اور دل سے چاہتے تھے۔ کیونکہ یہہ دونو کسی کو بُرا نہ جانتے تھے۔ بلکہ ہر ایک کو اپنے سے بہتر جانکر دُوسروں کی بھلائی کرنے میں اپنی تمام خوشی سمجھتے تھے۔ اور اُنہوں نے اپنی بیٹیوں کو یہہ سکھانے میں بہت کوشش کی کہ وہ بھی ایسی ہی ہوں۔ اُنہوں نے بہت لوگوں کے تجربے سے معلوم کرلیا تھا کہ دُنیا کے تمام رنج اور افسوس کی جڑ صرف ایک ہی ہے اور اگر کوئی اِس سے بچنا اور کامل خوشی حاصل کرنے کا خواہشمند ہووے تو اسکے لئے نہایت ضرور ہے کہ وہ اپنے دِل کو خداوند کی مدد سے خودغرضی اور گھمنڈ سے خالی کرے۔ یہہ سبق سیکھنا مریم اور تمار تھا کے لئے کچھ آسان کام

تین سیب

نہ تھا۔ وہ بڑی کو پیار تو کرتی تھیں پر صرف اسواسطے کہ یہہ اُنکے بس میں نہ تھا۔ کیونکہ بڑی خود ہی ایسی حلیم۔ خوش مزاج اور نرم دل لڑکی تھی کہ کوئی اسکو پیار کرنے سے رہ نہیں سکتا تھا۔ پھر بھی ہریم اور مارتھا اپنے آپ کو بڑی سے کئی درجے بہتر جانتی تھیں۔

ایک روز سردیوں کے موسم میں اکبر مسیح کو بازار میں سے گذرتے ہوئے کچھ عمدہ سیب دیکھنے کا اتفاق ہوا۔ اُس نے اپنی جیب میں ہاتھ ڈالا تو صرف چھ پیسے اسوقت موجود تھے۔ اکبر مسیح نے دام دریافت کیا اور تین سیب دو دو پیسے ایک کے حساب سے خرید کر گھر لے گیا۔ جب پہنچا تو اُس کی بیوی دسترخوان بچھا رہی تھی اور لڑکیاں ابھی سکول سے واپس نہ آئی تھیں۔ سو وہ کرسی کھینچ کر اُس پر بیٹھ گیا اور سیبوں کو نکالکر اپنی بیوی کو دیا اور کہا۔ سلومی بتاؤ تو یہہ کیسے بھاؤ آئے ہونگے۔ سلومی نے ٹھیک بھاؤ بتا دیا اور انکو اُٹھا کر دیکھنے لگی۔ دیکھتے دیکھتے اُس نے معلوم کیا کہ ایک سیب تھوڑا سا سڑ گیا ہے۔ جب اکبر مسیح نے بھی یہہ نقص دیکھا تو سوچنے لگا کہ یہہ کس کو دیا جائے۔ تھوڑی دیر میں سلومی کہنے لگی اکبر مجھے ایک خیال آیا ہے۔ اگر ہم اُس کے مطابق کریں تو لڑکیاں بھی خوش ہو جائینگی اور ہمیں بھی معلوم ہو جائیگا کہ کس نے اس سبق کو سیکھا ہے جسکو سکھانے کی ہم اتنی کوشش کرتے ہیں۔ اور اگر وہ سبق ابھی تک نہیں سیکھا تو اسوقت کا اثر انپر دیر تک رہیگا۔ کیونکہ میرے پاس ایک بڑا خوبصورت چاندی کا بنا چھلا ہے جو میں نے پچھلے مہینے خریدا تھا۔ اُسکے اُوپر لکھا ہوا ہے "ہماری پیاری" سو ہم اس داغی سیب کو ایک طرف سے تھوڑا سا کاٹ کر وہ چھلا بیچ میں ایسے طور سے رکھ دینگے کہ کاٹی ہوئی جگہ کسی کو معلوم نہ دے اور پھر ہم ہریم۔ مارتھا اور بڑی کو اپنا اپنا حصہ خود چننے دینگے اور پہلے بڑی بیٹی سے شروع کرینگے۔"

اکبر مسیح اس خیال کو سنکر بہت خوش ہوا اور دونوں نے جیسا سوچا تھا ویسا ہی کیا۔ تھوڑی دیر کے بعد لڑکیاں بھی سکول سے واپس آئیں۔ اور سب نے ملکر کھانا کھانا شروع

کیا کھاتے کھاتے اکبر مسیح نے لڑکیوں سے ذکر کیا کہ مَیں تمہارے لئے تین سیب لایا ہُوں اور اپنی بیوی سے کہا کہ تھالی لاکر میز پر رکھدے۔ جب مارتھا نے ایسے خوبصُورت سیب دیکھے تو وہ بالکل بے صبر ہوگئی؟ اور کہنے لگی۔ پاپا مَیں اپنا حصّہ لے لُوں۔

مریم "پاپا جی یہ تو ایسے اچھے معلوم ہوتے ہیں مجھے خیال آتا ہے کئی دنوں سے ہم نے ایسے عُمدہ سیب نہیں دیکھے۔ مَیں بھی چاہتی ہوں کہ میرا حصّہ مجھے ابھی مل جائے"۔

پرمی کچھ نہ بولی پر اس کے چہرے پر بھی خوشی کے آثار نظر آتے تھے۔ اکبر مسیح ہنسنے لگا اور کہا "لڑکیو ذرا صبر کرو جب کھانا ختم کرینگے تو تم اپنا اپنا حصّہ لے لینا۔ پر ایک بات یاد رکھنا کہ انکے ذریعے سے تمہاری عادتوں کا کچھ کچھ پتہ لگ جائیگا۔ یہہ سیب آزمائش کے لئے ہیں"۔

مارتھا۔ پاپا جی اتنا تو ابھی ظاہر ہو رہا ہے کہ ہم۔ سوائے پرمی کے۔ کسقدر بے صبر ہیں"۔

مریم اتنی بات سُنکر ہنس پڑی اور کہنے لگی ضرور اس میں کوئی بھید ہے شائد سچ مچ کے سیب نہ ہونگے۔ پاپا جی کیا وہ مٹی کے کھلونے ہونگے"۔

یہہ سُنکر سب ہنسنے لگے۔ اور انکی ماں اُٹھ کر سیبوں کی تھالی مریم کے سامنے لے آئی اور کہنے لگی "دیکھو بیٹی تمہارے پاپا میری بابت بالکل بھول ہی گئے ہیں۔ اور اپنی بابت بھی۔ یہہ سُنتے ہی پرمی کہنے لگی۔ "ماما جی مَیں اپنے سیب میں سے آدھا آپکو دونگی۔

مریم۔ اور پاپا جی اپنے کا آدھا مَیں آپکو دُونگی"۔

مارتھا۔ تو مَیں اپنے کے آدھے کے ساتھ کیا کرونگی"۔

پرمی۔ "مارتھا اگر تم اپنے حصّے میں سے آدھے سیب کو پھر آدھا آدھا کرکے ماما اور پاپا کو دیدو تو ہمارے حصّے بالکل برابر ہو جائینگے اور پاپا اور ماما کے بھی ایک برابر"۔

مارتھا۔ "اچھا پرمی تم نے تو بڑی اچھی طرح سے فیصلہ کر دیا ہے۔ لو ہم ایسا ہی کرینگے۔

اکبر مسیح۔ "بیٹی اس طرح تو ہم کو سب سے زیادہ ملیگا"۔

پرمی۔ "پر پاپا جی یہی تو درست بات ہے کیونکہ آپ تو سب سے بڑے ہیں سو آپکو
اور ماما کو بڑا حصہ ملنا چاہیئے"۔

سلومی نے تھالی اپنی دوسری بیٹی کے سامنے رکھی اور اُس نے بغیر خیال کئے ایک
سیب اُٹھا لیا۔ اب ایک سیب باقی رہ گیا تھا۔ جب سلومی نے وُہ پرمی کے سامنے کیا
تو دیکھا کہ یہہ وُہی داغی سیب تھا جسکا ہم اُوپر بیان کر آئے ہیں۔ پرمی نے اسکو خوشی سے
لے لیا اور اکبر مسیح کی طرف شکرگذاری کی نگاہ سے دیکھا۔

اکبر مسیح۔ "بیٹی اگرچہ تمہارا سیب تھوڑا سا سڑا ہوا ہے پھر بھی وہ سب سے میٹھا ہوگا"۔
مریم اور **مارتھا** یہہ بات سُنکر جان گئیں کہ یہی بھید تھا جسکو وہ سمجھ نہ سکیں۔ ا نہوں نے
چاہا کہ پرمی کو اپنے سیب دے دیں اور اس کے سڑے ہوئے کو خود لے لیں۔ پر وُہ
اِس سیب کو ہی رکھنا زیادہ پسند کرتی تھی اور کہنے لگی۔ اگر ماما تھالی سب سے پہلے میرے
سامنے رکھتیں تو بھی میں یہی سیب اپنے واسطے لیتی"۔ اکبر مسیح یہہ سُنکر بہت خوش ہوا۔
اور اپنی بیوی کی طرف اشارہ کیا کہ چُھریاں جو اسکے نزدیک پڑی تھیں لڑکیوں کو پکڑا دے۔

جب **مریم** اور **مارتھا** اپنے سیبوں کو کاٹ چکیں تو اُنہوں نے دیکھا کہ پرمی
ابھی چھیل ہی رہی ہے۔ اور اکبر مسیح اور اُس کی بیوی پرمی کیطرف دیکھ رہے ہیں۔ پھر تو
اُنہوں نے بھی ادھر ہی دیکھنا شروع کیا اور سوچا کہ ابھی کوئی بھید باقی ہے۔ پر پرمی کو اس بات
کا مطلق خیال نہ آیا۔ جب اُس نے سیب کو بیچ میں سے کاٹا تو اُس کی چُھری درمیان میں آکر
اٹک گئی۔ اور اُس کو دُوسری طرف نکالنے کے لئے پرمی کو کچھ زور استعمال کرنے کی ضرورت
پڑی جب سیب کے دو ٹکڑے ہوگئے تو اس میں سے ایک خوبصورت اور چمکتا ہوا چھلا باہر
گر پڑا۔ جب لڑکیوں نے یہہ دیکھا تو وُہ اپنے باپ کی بات کو سمجھ گئیں کہ اسکا کیا مطلب تھا۔

مریم۔ "پرمی دکھاؤ تو سہی یہہ کیا چیز ہے"۔

مارتھا۔ "یہہ تو سچ مچ پرمی کا حق تھا کیونکہ وہ ہمیشہ دُوسروں کی بات سوچتی ہے"۔

اور اچھی چیزیں اُنکے لئے رہنے دیتی ہے۔ ہم کو اس بات سے ضرور سبق لینا چاہیئے +

مریم۔ ہاں بیشک صبر کا پھل میٹھا ہوتا ہے۔ جب ہم گھڑی گھڑی اپنا حصہ مانگتے تھے۔ تو وہ بیچاری ایک دفعہ نہ بولی اور جب ہمارے حصے مل بھی گئے تو ہم نے سب سے اچھے تو آپ چُن لیئے اور بُرا اُسکے لئے چھوڑ دیا۔

اکبر مسیح اور اُس کی بیوی اس عرصہ میں کچھ نہ بولے پر چپ ہو کر باتیں سُنتے رہے +

جب مریم نے چھلے کو روشنی میں لیجا کر دیکھا تو اسکو اپنے کئے پر اور بھی شرم آئی۔ کیونکہ اس پر موٹے اور عمدہ حرفوں میں لکھا ہُوا تھا "ہماری پیاری" جسکو پریمی نے ابھی تک خود نہ دیکھا تھا۔ وہ اُس کو دیکھ کر نہایت ہی خوش ہوئی اور اپنے ماں باپ کیطرف مُنہہ کر کے کہنے لگی پاپا جی اور ماما جی آپنے میرے واسطے کتنی تکلیف اُٹھائی ہے۔ میں اس سب کے لائق نہیں ہُوں اور میں نہیں جانتی کہ کس طرح آپکا شکریہ ادا کروں۔ یہہ کہہ کر وہ سلونی کے پاس گئی اور اپنا مُنہہ اُس کے نزدیک کیا۔ تاکہ اُس کو پیار کرے۔ وہ خوشی سے اسقدر بھری ہُوئی تھی کہ وہ بول نہ سکی۔ اکبر مسیح نے پریمی کو گود میں بٹھا لیا اور کہا۔ کہ دیکھو بیٹی اگر آئندہ میں بھی تم اسی طرح دُوسروں کو اپنے سے بہتر جانوگی اور انکی بھلائی چاہوگی تو تم اس سے زیادہ ہماری خوشی کو کسی اور طریقے سے نہیں بڑھا سکتیں۔ اور اپنی دوسری بیٹیوں کو بھی بلا کر پیار کیا اور کہا کہ آئندہ اس سبق کو کبھی نہ بھولیں ۔

مریم اور مادلینا نے اس بات کو اپنی ماں کے کہنے کے مطابق اپنی یادداشت کی کتابوں میں لکھ لیا اور جب اُنکے دل میں کوئی ایسا خیال آتا جو کہ خود غرضی کا ذرا سا حصہ بھی اپنے میں رکھتا ہو تو وہ اسوقت اپنی کتابوں کو کھولکر اسی بیان کو پڑھ لیتی تھیں۔ یہانتک کہ وہ انکو بالکل حفظ ہو گیا۔ اور انہوں نے پھر کبھی ایسی بات نہ کی جسکے لئے انکو پیچھے افسوس کرنا پڑا ہو۔ اور اُن کے ماں باپ اُنسے ہر طرح سے خوش تھے +

کاشکہ ہم بھی ان بچوں کی طرح خاصکر پریمی کی مانند خداوند کی مدد پا کر بن جائیں ۔

یسوع مسیح نے ہمارے واسطے اپنا تخت چھوڑا ۔ اُس نے ہمارے واسطے اپنی جان دی ۔ اے بھائیو اور بہنو ہم اسکے واسطے کیا کر سکتے ہیں +

اِدھر اُدھر کی خبریں

ھندوستان میں مشن کے چھاپے خانے

ہندوستان میں مشن کا پہلا مطبع کیری صاحب نے بمقام مدناپتی ضلع دینج پور جنوری ۱۷۹۸ء میں قائم کیا سیرام پریس کے شروع ہونے سے پہلے سب سے پہلی کتاب جو بنگالی زبان میں چھپی وہ ۲۱ برس پیشتر یعنے ۱۷۷۷ء میں بمقام ہگلی شائع ہوئی ۔ سرچی ولکنس نے گرامر کے لئے اپنے ہاتھ سے ٹائپ بنایا اور ایک لوہار پنچانن نامی کو ٹائپ کاٹنا سکھایا ۔ یہہ شخص پنچانن سیرام پور میں تلاش روزگار میں گیا اسوقت کیری صاحب کو اپنی سنسکرت گرامر کے لئے دیوناگری ٹائپ بنوانے کی ضرورت تھی ۔ اس شخص کی مدد سے دیوناگری اوریا اور مرہٹی زبان کے ٹائپ بنائے گئے ۔ ۱۸۰۰ء میں جب مارشمین اور وارڈ ہند میں آئے تو یہہ پریس مدناپتی سے بمقام سیرام پور منتقل کیا گیا ۔ ۱۸۰۱ء میں پہلی بار بنگالی کا مکمل نیا عہدنامہ شائع ہُوا ۔ ۱۸۰۳ء میں اس مطبع کے متعلق ۱۰ پریسمین اور ۸ دفتری تھے ۔ پہلے ۱۸ سال میں اس پریس نے بنگالی دیوناگری ۔ اوریا ۔ مرہٹی ۔ برہمی اور تلنگا زبان کے ٹائپ ڈھالے ۔ ۱۸۱۰ء میں بنگالی کی مکمل بائبل دو جلدوں میں شائع ہوئی ۔ اور سنسکرت میں نیا عہدنامہ اور توارت کے کچھ حصے ۔ اوریا میں نیا عہدنامہ زبور اور صحائف انبیا کا زیادہ حصہ ۔ اُردو میں نیا عہدنامہ و متی کے خط کے آخر تک ۔ مرہٹی میں نیا عہدنامہ اعمال الرسل کے درمیان تک ۔ انکے علاوہ ۴ سنسکرت ۸ بنگالی ۲ مرہٹی اور ۳ انگریزی کی کتابیں شائع ہوئیں ۔ اسی سال اس مطبع میں سری رامپور کی کاغذ بننا شروع ہُوا ۔ اسکے لئے ولایت سے سٹیم انجن منگوایا گیا ۔ ہند میں یہہ پہلا تجربہ تھا ۱۸۱۲ء میں کیری صاحب کا بیٹا فیلکس کیری سیرام پور میں متی کی انجیل زبان برہمی ۔ اور ایک برہمی گرامر چھاپنے کو آیا ۔ ۱۸۱۶ء میں کیری صاحب نے وہ پریس جسمیں یہہ کتابیں چھپی تھیں رنگون بھیجدیا اور یوں بپٹسٹ مشن پریس رنگون کی بنیاد پڑی ۔ برہما کی پہلی لڑائی میں اسکا کام کچھ رک گیا لیکن تب سے وہ برابر قائم و سرسبز ہے ۔ ۱۸۱۸ء میں کلکتہ بپٹسٹ مشن پریس قائم ہُوا ۔ اُس کا

آغاز ایک جھونپڑی میں ہوا۔ ایک لکڑی کا پرانا پریس اور دو ٹائپ ڈھالنے کے ڈھانچے کھڑے
کئے گئے۔ دس سال بعد ۲ آہنی پریس برابر چلتے تھے۔ پریس کے متعلق گیارہ مختلف زبانوں
میں ۲۶ فانٹ ٹائپ کے کئے۔ مشنری صاحبان کو اپنی گرہ سے ایک کوڑی دینی
نہ پڑی۔ ۱۸۲۳ء میں کاٹایم مشن پریس سی۔ ایم۔ ایس کے متعلق قائم ہوا۔ پادری
بنجمن بیلی صاحب نے پہلا ٹائپ خود کاٹا اور پہلا چھاپنے کا کل جو ٹراونکور میں کھڑا
کیا گیا صاحب موصوف نے اپنے ہاتھوں سے بنایا۔ ۱۸۲۵ء میں سی۔ ایم۔ ایس نے
بیلاری میں ایک پریس کھولا۔ یہہ پہلا پریس تھا جس میں کناری اور تلگو زبان کی کتابیں
چھپیں۔ ۱۸۳۵ء میں امریکن پرسبٹیرین مشن کی طرف سے لودیانہ پریس جاری
ہوا۔ ۱۸۳۸ء میں بپٹسٹ مشن پریس کٹک میں قائم ہوا اور ۲۵ برس تک
سارے اڑیسہ میں یہی ایک پریس تھا۔ ۱۸۴۰ء میں وزلین میتھوڈسٹ مشن نے
بمقام بنگلور پریس کھولا۔ احاطہ میسور میں یہہ پہلا پریس تھا۔ مشنری صاحبان کی
زیرنگرانی کناری ٹائپ کے چار اعلیٰ فونٹ ایک نئے اصول پر بنائے گئے جسے خرچ
اور محنت دونوں میں بہت کفایت ہوئی۔ ۱۸۷۲ء میں یہہ پریس بند ہوگیا۔ لیکن
۱۸۸۶ء میں پادری ایچ ہٹے صاحب نے بمقام میسور ایک چھوٹا سا پریس قائم کیا۔
۱۸۶۸ء میں میتھوڈسٹ پبلشنگ ہوس لکھنؤ قائم ہوا اور اُسکے متعلق کلکتہ کی شاخ
۱۸۸۳ میں اور مدراس کی ۱۸۸۴ء میں جاری ہوئی۔ رتلام کا کینیڈین پرسبٹیرین پریس
۱۸۷۷ء میں قائم ہوا اور مدتوں تک اس ریاست میں کوئی اور ٹائپ چھاپنے کا پریس نہ تھا۔
راجپوتانہ پریس یونائیٹڈ پرسبٹیرین چرچ آف سکاٹلنڈ کے متعلق ۱۸۸۲ء میں جاری ہوا۔
ایس۔ پی۔ سی۔ کے پریس مدراس۔ ایس۔ پی۔ جی پریس کانپور۔ سی۔ ایم۔ ایس پریس
سکندرہ بھی دیر سے کام کر رہے اور بڑی سرسبز و شاداب حالت میں ہیں۔ امرتسر کا مشن پریس
جو ڈاکٹر لیفسٹر صاحب کی ہمت سے جاری ہوا اور اب مسیحی پریس لاہور کے نام سے مشہور ہے اچھا کام
کر رہا ہے۔ اسوقت ہندوستان میں مشن کے ۱۲ یا ۱۳ پریس ہیں جن میں قریب ایک ہزار کارندے

کو مند شوم ایم۔ اے۔ بی۔ ایل۔ اس دار نا پادری سے چاہتے ہیں۔ بنگالی کرسچن اسوسی

ایشن کے بانی۔ خیر خواہ قوم اور بڑے مشہور ہوئے والے تھے —— شمالی مصر کے

دار الخلافہ سیاط میں سکاچ پرسبیٹیرین مشن سے متعلق کلیسیا کے پانسو ممبر کا ہیں۔

ایک کالج بھی ہے جس میں ۰۰ طالب علم ہیں —— اٹلی میں پروٹسٹنٹ تعلیم کے پھیلنے سے

پاپا پوپ صاحب خائف ہیں — ولایت کے ایک مسیحی مسٹر رابرٹ آرتھنگٹن نے

اقوام اوساکو انجیل سنانے کے لئے تیرہ لاکھ روپیہ چندہ دیا۔ یہ لوگ

جھیل ٹنگینیکا کے جنوب مغرب میں آباد ہیں

ناظرین مسیحی کیلئے

توجہ طلب

بعض اصحاب نے جنکی طرف ایک ایک دو سال کا زرچندہ واجب الادا ہے باوجود تین چار دفعہ بل بھیجنے کے زرچندہ تو درکنار جواب تک نہیں دیا ایسے اصحاب کی خدمت میں التماس ہے کہ چونکہ اب مسیحی کا سال ۱۹۰۰ء کی خدمت پورا کرنے میں صرف ایک ماہ باقی ہے لہذا براہ کرم گذشتہ واجب زرچندہ اور اگر آئندہ اس پرچہ کو آپ جاری رکھنا چاہتے ہیں تو معہ رقم پیشگی بابت ۱۹۰۱ء مرحمت فرماکر مشکور فرماویں۔ ورنہ شروع سال میں مجبوری ہیں آپکے نام نادہندوں کی فہرست میں چھاپ کر شائع کرنے پڑینگے۔

دیگر اصحاب کی خدمت میں بھی اطلاعاً التماس ہے کہ شروع سال ۱۹۰۱ء سے اخبار مسیحی بغیر پیشگی قیمت وصول ہوئے کسی صاحب کے نام جاری نہ کیا جائیگا اور نہ رکھا جائیگا۔ پرانے خریداروں کے لئے میعاد پیشگی ایک ماہ ہے لیکن نئے خریدار جنکو درخواست کے ساتھ قیمت پیشگی بھیجنی ہوگی

—: مسیحی کا دسمبر کا پرچہ کرسمس نمبر ہوگا :—

THE MASIHI.

AMRITSAR

Vol. V. NOVEMBER *1909.* *No. 11.*

CONTENTS

Literary Communications *alone* should be addressed to the Editor. Business Letters and Remittances to the Manager, "Masihi," Amritsar.

Annual Subscription in advance—

India and Ceylon, Re. 1-8-0. } Post free
England and America. 2s. }

ہم یسوع کو دیکھنا چاہتے ہیں

مسیحی

جلد ۵ امرتسر نمبر ۱۲

کرسمس ۱۹۰۰ء

فہرستِ مضامین

مطبوعہ مسیحی پریس لاہور

یہ اخبار ہر ماہ انگریزی کی پندرہ تاریخ کو امرتسر سے شائع ہوتا ہے اِسکا چندہ [illegible] روپیہ سالانہ

گلدستۂ اخبار

مسیحی کے ناظرین کو بڑا دن اور نیا سال مبارک ہو — فرانس کے مشہور دہریہ والٹیئر نے پیشگوئی کی تھی کہ انیسویں صدی کے آغاز سے پہلے پہلے مسیحی مذہب کا نام و نشان دنیا میں نہ رہیگا — ۱۸۰۰ء میں مسیحی دین کے پیروؤں کی تعداد ۲۰۰،۰۰۰،۰۰۰ تھی آج کے دن وہ ۵۰۰،۰۰۰،۰۰۰ ہے — دنیا کی کل آبادی کے ۱،۴۰۰،۰۰۰،۰۰۰ اشخاص میں سے ۸۰۰،۰۰۰،۰۰۰ مسیحی قوموں کی زیر حکومت ہیں — کل سطح زمین کے ہر پانچ میل میں سے ایک پر غیر مسیحی فرمانروا ہیں تو ۴ پر مسیحی — غدر کے وقت ہندوستان میں دیسی مسیحیوں کی تعداد ۹۱،۰۰۰ تھی تو ۱۸۹۱ء میں ۵۵۹،۶۵۱ تک پہنچ گئی اور ۱۸۹۶ء میں ۲،۰۰۵،۷۷ افریقہ میں دیسی کلیسیا قریبًا قریبًا اپنے پاؤں پر کھڑی ہے۔ جو کلیسیائیں ولایت کے مشنریوں نے جابجا قائم کی ہیں وہ سالانہ ڈیڑھ لاکھ سے لیکر تین لاکھ روپیہ تک چندہ انجیل کی منادی کے لئے دیتی ہیں — خصوصًا پچھلے تیس سال کے عرصہ میں جو ترقی ہوئی ہے وہ بیشک حیرت انگیز ہے — بیسویں صدی کے لئے یہہ مقولہ مسیحیوں کے لئے عمدہ معلوم ہوتا ہے مسیح میرے ساتھ اور مسیح میرے اندر رہے — اس صدی کے شروع میں ایس۔ پی۔ سی۔ کے۔ کی سالانہ آمدنی ۱۶۵،۰۰۰ روپیہ تھی — اب صدی کے اختتام پر ۵۸۵،۰۰۰ روپیہ سالانہ ہے — تب ۱،۵۷۱،۱۳ رسالے اور کتابیں ہر سال تقسیم ہوتی تھیں — ۱۸۹۹-۱۹۰۰ء میں انکی تعداد ۱۲۶۰۵۳۲۵ تک پہنچ گئی — جذام خانہ المورہ کے ۹۶ مریضوں نے اپنی ایک دن کی خوراک قحط زدگان ہند کے لئے دیدی۔ اس سے ۹ روپیہ ۱۳ آنہ وصول ہوئے۔ یہہ خود انکاری بہت مسیحیوں کو اس ہفتے شرمندہ کریگی — ممالک وسطی کا

پادری ٹامس ولپی فرنچ ڈی ڈی لاہور کے پہلے بشپ

اُنیسویں صدی کا اختتام ۔ ماہ رواں کے ساتھ ۱۹۰۰ء اور اُنیسویں صدی کا خاتمہ ہونیوالا ہے ۔ اگر ہم صدیوں کے دَور کو اُلٹا چلا سکیں تو اس عظیم واقعہ تک پہنچیں گے جو دُنیا کی تواریخ کا نیا سلسلہ قائم کرنے والا اور رُوحانی عالم میں انقلاب پیدا کرنے والا ہے یعنے انیس سو سال کا عرصہ گذرا کہ خُدا مجسم ہوکر دُنیا میں پیدا ہؤا ۔ کون کہہ سکتا تھا کہ وہ کمزور بچّہ جو بیت لحم کی سرائے کی چرنی میں پڑا ہے دُنیا میں ایک نیا سن جاری کریگا ۔ افسوس ہے کہ ہمارے ملک میں ابتک علم تواریخ کی کوئی وقعت نہیں ۔ ایک خاص سبب اِس کا یہہ ہے ۔ کہ دیگر مذاہب میں اگر صحیح تواریخ ذرہ بھر ہے تو اسکے ساتھ مصنوعی قصہ کہانیوں اور روایات کا بڑا بھاری انبار ہوتا ہے ۔ ہم جنکو خُدا نے اپنے ابن کی معرفت بخشی ہے شروع سن عیسوی سے ایک چھوٹے سے چشمہ کا آغاز دیکھتے ہیں جو رفتہ رفتہ ایک بڑا وسیع دریا ہوتا جاتا ہے اور جسکی رفتار کے مقابل کوئی چیز ٹھہر نہیں سکتی ۔ خصوصاً موجودہ صدی جسکو ہم الوداع کہنے پر

ہیں آئندہ تواریخ میں مسیحی مشنوں کی صدی کہلائیگی۔ کیونکہ جو ترقی مسیح کے مذہب نے گذشتہ سو سال کے عرصہ میں مختلف ممالک میں کی ہے پیشتر کبھی نہ ہُوئی تھی۔ اور اب انجیل کے خادم کمربستہ ہوکر اور خدا کا نام لیکر بیسویں صدی میں قدم مارنے کو ہیں +

ہم یسُوع کو دیکھنا چاہتے ہیں۔ مذکورہ بالا ترقی کی نسبت ایک مغالطہ یا دھوکا ہے جسکو ہم رفع کرنا چاہتے ہیں۔ اندیشہ ہے کہ جب ہم دُنیا میں مسیحی مذہب کی ترقی کا ذکر کرتے ہیں تو ہم سمجھ بیٹھیں کہ ہم بھی اُن لوگوں کے درمیان ہیں جنکے ذریعہ ترقی ہوئی ہے اور اسی خیال میں اپنی روحانی حالت سے غافل ہوجائیں۔ روزمرّہ کے مشاہدہ سے معلوم ہوتا ہے کہ ہماری کلیسیا کی کمزوری کی خاص وجہ یہی ہے کہ ہم عام مسیحی جماعت کی دھارا کی سطح پر بہتے جارہے ہیں اور شخصی مذہب پر زور نہیں دیتے۔ مُبارک ہیں وُہ مسیحی جو اس سال میں اپنے خداوند کے ساتھ ساتھ چلتے رہے ہیں۔ شائد بعض اصحاب سال بھر اعلیٰ درجہ کی دینی کتابوں کا مطالعہ کرتے رہے ہیں یا شائد بعض دینی خدمت میں یا دیگر کاروبار میں مصرُوف رہے ہیں۔ لیکن اگر کوئی شخص اس عرصہ میں مسیح سے یا وہ واقف نہیں ہوا تو اُس نے زندگی کا ایک سال برباد کیا اور نہ فقط یہی بلکہ اگر ہم وقت پر طاقت حاصل نہیں کرتے تو آئندہ ہم اُسی قدر کمزور رہینگے جسقدر کہ ہم نے مسیح کا علم حاصل کرنے میں کوتاہی کی۔ خُدا نے یہہ ایک قاعدہ مقرّر کردیا ہے کہ اگر ہم مسیح کو زندگی میں اپنا ساتھی بنالیں تو اُسکا عکس ہماری زندگی میں نظر آئیگا۔ ناظرین اگر آئندہ سال میں ہم سب ہر روز صرف دس منٹ کے لئے بھی مسیح کے دل کے ساتھ دل ملا کر اُس سے ملاقات کریں تو ہماری زندگی کیسی عجیب ہوگی۔ چاہئے کہ آئندہ صدی کے اوّل سال میں ہم سب کا ہر وقت یہہ مقولہ ہو کہ "ہم یسُوع کو دیکھنا چاہتے ہیں" +

ہندوستان میں مسیحی مذہب کی ترقّی۔ سر چارلس ایلیٹ کے نام نامی سے ہمارے اکثر ناظرین واقف ہونگے۔ صاحب موصُوف صوبہ بنگال کے لفٹنٹ گورنر رہے ہیں

اور اس ملک کے حالات سے بخوبی واقف ہیں۔ آپ نے انگلستان کی گذشتہ چرچ کانگرس میں ایک مضمون ہندوستان میں مسیحی مذہب کی ترقی کے بارے میں پڑھا۔ آپنے گذشتہ نصف صدی میں مشنریوں کی محنت اور اُسکے نتائج کا لُب لباب پیش کیا۔ اوّل جیسا کہ عام قاعدہ ہے آپنے مسیحیوں کی تعدادی ترقی کا ذکر کیا۔ پھر بعض خاص خاص چیدہ دیسی مسیحیوں مثلاً عبد المسیح اور کے۔ ایم۔ بنرجی اور پنڈت نحمیاہ گورے اور مولوی صفدر علی اور ڈاکٹر عماد الدین وغیرہم کا ذکرِ خیر کیا۔ پھر آپنے بیان کیا کہ ادنیٰ اقوام کا مسیحی کلیسیا میں شامل ہونا مذہبی ترقی کے زینہ پر اوّل قدم سمجھنا چاہئے۔ کم از کم انمیں اخلاقی ترقی تو ہُوتی ہے باقی نومُریدوں کو مسیحی مذہب اختیار کرنے میں سخت تکالیف برداشت کرنی پڑتی ہیں اسی وجہ سے ہم کہہ سکتے ہیں کہ انکا ایمان ضرور خالص ہوگا بعد ازاں آپ نے اُن اعلیٰ افسروں اور ملکی حاکموں کا ذکر کیا جو مشن کے کام میں دلچسپی رکھتے تھے۔ آپ نے مشنری صاحبان کی تعلیمی خدمت کی بھی تعریف کی۔ اور آخر میں آپنے افسوس ظاہر کیا کہ ہندوستان میں اپنا بوجھ آپ اُٹھانے والی اور اپنا انتظام خود کرنے والی کلیسیائیں نہیں ہیں۔ آپکے خیال میں مشن کے منتظموں کو اس امر کی نسبت سول گورنمنٹ سے سبق سیکھنا چاہئے۔ جیسا کہ سرکار دیسیوں کو اعلیٰ عُہدوں پر مقرر کرتی ہے اسی طرح اگر ہمارے بشپ صاحبان حوصلہ کریں اور دیسی مسیحیوں پر اعتبار کر کے انکو ذمہ واری کے عہدوں پر مامور کریں تو دیسی خادمانِ دین اور نومریدوں کی ہمت بڑھیگی اور نتائج خاطر خواہ ہونگے۔ خوشی کا مقام ہے کہ پنجاب مشن میں اس امر کی طرف توجہ ہونے لگی ہے +

مجمع مبشّرانِ مدراس۔ سولہ سال کا عرصہ گذرا کہ شہر مدراس کے ایک علاقہ میں قریب نصف درجن مسیحیوں نے ملکر ایک مجمع قائم کیا جسکا مدعا یہہ تھا کہ شہر کے کسی نہ کسی حصہ میں ہفتہ میں دو مرتبہ انجیل کی منادی کیجائے۔ تین سال میں ممبروں کی تعداد اسقدر

بڑھ گئی کہ کچھ گروہ مدراس کے مختلف موقعوں پر وعظ منادی کے لئے جانے لگ گئے۔ اِس مجمع میں ہر قسم اور ہر درجہ کے مسیحی شامل ہیں۔ ۱۸۹۰ء میں دیہات میں منادی کرنیکا سلسلہ شروع کیا گیا۔ اب تک اِس قسم کے سترہ دَورے نزدیک کے دیہات میں کئے گئے ہیں۔ سال گذشتہ میں اِس مجمع نے خاص مدراس شہر میں ہفتہ میں دو مرتبہ یعنے منگل اور جمعرات کے دِن منادی کی ہے اور آخری سینچر کے روز بڑی ماہوار مجلس ہُوا کرتی ہے اور ہر ششماہی پر دیہات میں دَورہ کیا جاتا ہے۔ عام اخراجات مثلاً مکان کا کرایہ۔ خوراک وغیرہ ممبر اپنے چندہ سے رفع کرتے ہیں مگر زیادہ حصّہ اِدھر اُدھر دوستوں کی خیرات سے جمع کیا جاتا ہے۔ واعظ اپنا سفر خرچ اور خوراک کا حصّہ خود ادا کرتے ہیں۔ رستہ کے لئے خوراک کی اکثر اشیا کا اِنتظام مستورات کرتی ہیں۔ غریبوں کی مدد عام فنڈ سے کیجاتی ہے۔ اِس مجمع پر خُدا کی خاص برکت ثابت ہوئی ہے۔ جن لوگوں نے پیشتر نجات دہندہ کی خبر کبھی نہ سُنی تھی اب اُن کے پاس انجیل پہنچائی جاتی ہے۔ بعض مسیح کے مذہب کو سچّا ماننے لگ گئے ہیں اور قریبًا بارہ اشخاص غریب لوگوں میں سے مسیحی کلیسیا میں شریک ہو گئے ہیں۔ علاوہ اِس کے خود ممبروں کو اِس مجمع میں شامل ہونے سے خاص برکتیں ملی ہیں۔ کئی واعظ اعلیٰ مسیحی صداقتوں کو بہتر سمجھنے لگ گئے ہیں۔ پھر یہہ مجمع خود رَو اور ہندوستانی کلیسیا کا اپنا اِنتظام ہے۔ جس کی سخت ضرورت اِس مُلک میں ہے۔ ایک اَور بڑا بھاری فائدہ اِس اِنتظام کا یہہ ہے کہ مختلف مدارج اور مختلف حالات کے مسیحی دَورے میں ایک ہی جگہ رہتے سہتے اور کھاتے پیتے ہیں اور اِس سے مسیحی رفاقت اور یگانگت بڑھتی جاتی ہے +

رُباعی

شہ دو کہ نجات دینے والا آیا — بازیِ حیات دینے والا آیا
شطرنج نوید آج کھیلو منّت — شیطان کو مات کرنے والا آیا

یہہ امر قرینِ قیاس نہیں ہے کہ جو عالم اندھیری رات میں فلک جوہر نگار میں درخشاں نظر آتے ہیں وُہ سب کے سب غیر آباد ہیں۔ اہلِ فلسفہ کہا کرتے ہیں کہ بعض عالم انسانی بود و باش کے قابل نہیں کیونکہ وُہ زیادہ گرم ہیں بعض نہایت سرد ہیں اور بعض میں ہوا اس قدر پتلی ہے کہ تنفّس ناممکن ہے۔ مگر یہہ ضرور نہیں کہ اگر اُن میں انسان زندہ نہیں رہ سکتا تو انسان سے بڑھ کر کوئی اور مخلوق بھی سکونت نہیں کر سکتے۔ مشتری کی نسبت بیان کیا جاتا ہے کہ اُس میں ایسا انقلاب ہو رہا ہے جس سے وُہ قریبًا انسانی بود و باش کے قابل ہو گیا ہے اور مریخ میں بنی آدم بخوبی زندہ رہ سکتے ہیں بشرطیکہ اُن کے آلاتِ تنفّس کی ساخت میں قدرے تغیّر و تبدل کیا جائے۔ مگر یہہ یقینی امر ہے کہ اس کائنات کے حلقہ کے اندر کہیں نہ کہیں ایک عظیم دُنیا ہے جو ہمارے قیاس سے برتر و بالا ہے۔ جہاں تمام مخلوقات کا صدر مقام ہے جس کی آبادی بےحد و شمار ہے اور جس کی عظمت کا کوئی بیان نہیں کر سکتا۔ شاید بعض ہیئت دانوں نے اپنی دُور بینوں میں اُسکا عکس دیکھا ہو مگر وُہ ابتک اُس سے ناواقف ہیں۔ ہم اُس کو آسمان کہتے ہیں۔ اُنیس سو سال کا عرصہ گذرا کہ یسوع وہاں رہا کرتا تھا۔ وہ اُس مُلک کا شاہزادہ تھا وہ مُلک ابدیت کا مسکن تھا اور اُس کی ہواؤں میں کبھی برف اور پالے کا اثر نہ ہُوا۔ وہاں کے باشندوں کے رُخ پر کبھی آنسو نہیں بہتے تھے اور نہ اُن میں سے کبھی کوئی بیمار ہوا تھا۔ نہ کبھی

کوئی جنازہ اور نہ سامان نوحہ گری نظر آیا۔ لاکھوں سال کے عرصہ نے وہاں کے سکونت
کرنے والوں کے چہرہ میں ایک بھی ضعیفی کا نشان پیدا نہ کیا۔ اُس دیس کے سب لوگ
ابدی نوجوانی کی حالت میں تھے۔ وہاں گل وگلزار کی بہار اور سدا تازہ اور سرسبز باغات
تھے۔ اگر کوئی شخص کسی دُوسرے عالم سے واں آکر دریافت کرتا کہ گناہ کیا ہے اور جدائی
کسکو کہتے ہیں اور غم کیا شئے ہے اور موت کس چیز کا نام ہے تو بڑے سے بڑے دماغ
والا شخص بھی اس کا جواب نہ دے سکتا۔

اُس ملک میں مذکورہ بالا شاہزادہ کی ایسی تعظیم وتکریم اور تحسین ہوتی تھی کہ آسمان کے
زمین میں کبھی کسی شاہزادہ کو نصیب نہیں ہوئی۔ جب وُہ کوچہ میں سے گذرتا تھا تو واں کے
رہنے والے سفید پھولوں کے ہار اپنے سروں سے اُتار کر اُس کے قدموں میں ڈالدیتے
تھے۔ وہ کبھی کسی فروتنی کے ساتھ گشت کرتے ہوئے پُر محبت گفتگو کیا کرتا۔ کبھی اپنی
تیزرفتار رتھ میں سوار ہوکر ادھر اُدھر جایا کرتا تھا۔ وُہ اَور شاہزادوں کی مانند نہ تھا جو
تخت حاصل کرنے کے لئے اپنے باپ کے مرنے کا انتظار کیا کرتے ہیں۔ چند سال کا
عرصہ گذرا کہ ایک مصوّر نے ملک جرمنی میں ایسی تصویر بنائی کہ شہنشاہ ولیم تخت پر
متمکن اور شاہزادہ ولیعہد تخت کے زینہ پر پاٹوں رکھے کھڑا تھا۔ شہنشاہ نے حکم دیا کہ اس
تصویر کو بدل دو۔ جب تک کہ مَیں تخت نشین ہُوں شاہزادہ کو تخت پر پاٹوں نہیں رکھنا
چاہئے مگر یہہ آسمانی شاہزادہ باپ کے ساتھ تخت نشین ہے۔ اُس کی سلطنت کیسی
وسیع ہے۔ اس کی رعایا بے شمار ہے۔ اُس کے جاہ وجلال کی کچھ انتہا نہیں
ہر ایک بُرج سے شاہزادہ کی حمد وثنا کے نعرے بلند ہوتے تھے۔ شہر کے درمیان
اُس پہاڑی کی چوٹی پر سے اُس کنارے تک پہنچے جہاں لامحدود بحر کی موجیں ٹکراتی
ہیں یہہ شاہزادہ سب سے عزیز اور سب کا محبوب تھا۔ پولوس نے سچ کہا ہے کہ "وُہ
دولتمند تھا"۔ ساری دُنیا کے جواہرات ایک شاہی عصا میں جڑو۔ دُنیا کے تمام

محل ملاکر ایک عالیشان قصر تعمیر کرو۔ سمندر کے کُل موتی ایک تاج میں لگا تو جہان کی ہر ایک قیمتی شئے کا ایک سکہ بنالو تو اِن کا مجموعہ اُس کی تونگری کے مقابلہ میں ہیچ ہے۔ پولوس کا قول بلاریب درست ہے۔ سلیمان کے پاس ایک لاکھ قنطار سونا اور دس لاکھ قنطار روپا تھا مگر یاں ایک ہے جو سلیمان سے بڑا ہے اُس کے آسمانی سکوں کا نقشہ جماتے ہوئے بائبل سب رنگوں کا ذکر کرتی ہے جو قوس قزح کی صورت اُسکے تخت کے اُوپر نظر آتے تھے اور یشب کی مانند ہیکل کے دریچہ میں جڑے تھے۔ اور بارہ جواہرات سے اُس کی دیوار بنائی گئی تھی یعنے یشب سے یاقوت کی نیوتک اور ان کے درمیان زمرد کی ہری جھلک اور موتی کی برفانی سفیدی اور نیلم کی نیلگوں آب اور زبرجد کی زردی اور یمنی کی بھوری رنگت اور سنگ سنبلی کی شعلہ نما دمک اپنی اپنی جگہ پر آب وتاب دکھارہی تھیں۔ دریا اور ندی نالوں اور ہرے میدانوں کی پُر بہار خوبصورتی اور بلور کے سمندر میں شعلہ کی جھلک گویا بحیرہ شام میں سورج غروب ہورہا ہے۔ ایسے عالیشان منظر ہیں شیریں الحانی اور ہر قسم کے موسیقی سازو پر نغمہ سرائی کی آواز آرہی تھی۔ اس مُلک میں شاہزادہ اپنے جاہ وجلال اور قدوسیت میں عزت وحشمت اور قدرت سے مالامال ہاں خُدا کی طرح تونگر ہو کر رہا کرتا تھا۔

ایک روز کا ذکر ہے کہ کائنات کے ایک علاقہ میں سخت حادثہ واقع ہوا۔ کیا ہوا؟ ایک عالم برباد ہوگیا۔ ہمارے کرہ ارض پر آفت نازل ہوئی۔ راستبازی کی جگہ گناہ کا تسلط ہوگیا۔ اور اُس کی آہ آسمان تک بلند ہوئی۔ اُس ملک میں اس قسم کی آواز کبھی پیشتر نہ آئی تھی۔ وہاں شیریں آوازیں تو ہمیشہ سُنی جاتی تھیں مگر مُصیبت اور غم کا واویلا کسی نے نہ سُنا تھا۔ اس ایک آہ کو سُنکر شاہزادہ اپنی پُر رونق سرزمین سے روانہ ہوگیا اور اس دنیا کی رات میں اُتر آیا۔ گویا رُوح افزا کنارہ سے عین سمندر کی موجوں میں کود پڑا۔ سب فرشتے اور سرافیم پکارنے لگے کہ ہمارے ساتھ رہ جا

مگر اُس نے جواب دیا کہ مَیں ہرگز نہیں ٹھہر سکتا ۔ دُنیا برباد ہوگئی ہے ضرور ہے کہ مَیں
واں جاکر اُس نوحہ وزاری کو بند کروں اور آفت کو ہٹا دوں اور غم کی تہ تک پہنچکر
قوموں کو مخلصی دُوں ۔ اَے تخت اور ہیکلو اے کروبین اور سرافین اور مقرب فرشتو
الوداع میں اِس غیر حاضری کے لئے معذور ہُوں اور مخلصی یافتہ دُنیا کو اپنے کاندھے
پر اُٹھاکر واپس آتا ہُوں ۔ اور جب تک یہہ مُدّعا پُورا نہ ہو مَیں دُنیا کی لعن طعن کو
آسمانی شادیانوں سے اور بیلوں کی چرنی کو شاہی محل سے اور دُنیا کے برفانی علاقہ
کو آسمان کی پُر فضا بہار سے زیادہ پسند کرتا ہُوں ۔ اب مَیں رخصت ہوتا ہُوں کیونکہ
واویلا کا شور بڑھتا جارہا ہے ۔ الوداع ۔

مسیح نُورانی مُلک سے زمین کی آدھی رات کی تاریکی میں اُتر آیا ۔ کیا کبھی کسی نے
اِسقدر عجیب و مہیب تفاوت کا مشاہدہ کیا ۔ اُس رات فرشتے ضرور آسمان میں
پرواز کر رہے تھے اور تارے اُس کے نقیب تھے ۔ مگر زمین بالکل خاموش تھی ۔
اگر دُنیا کا کوئی بڑا شاہزادہ کہیں چلا جائے تو خوش آمدید کے نعرے بُلند کئے جاتے
اور موسیقی کے ساز بجتے اور جھنڈیاں لہراتی ہیں ۔ لیکن افلاک کے اِس شاہزادہ
کے لئے ایک مشعل بھی روشن نہ ہُوئی ۔ کوئی ترُہی نہ پھُونکی گئی ایک بھی پر نہ ہلا ۔ تمام
نغمہ اور شان و شوکت زمین سے اُوپر تھا ۔ ہماری دُنیا نے اُس کے لئے اصطبل کا
دروازہ کھولدیا ۔ کشمیر کے راجہ نے ملکہ وکٹوریہ کی خدمت میں ایک زرنگار پلنگ
اور پردہ ساڑھے بائیس لاکھ روپیہ کی قیمت کا بطور تحفہ کے بھیجا مگر آسمان و زمین کے
شاہزادہ کے لئے دنیا نے فقط گھاس کا بچھونا مہیا کیا ۔ شہر لنڈن کے بُرج میں
قریب ساڑھے چار کروڑ روپیہ کے شاہی زیور موجود ہیں مگر اِس ابدی شاہزادہ کو
اِسقدر جگہ بھی میسر نہ تھی جہاں وُہ اپنا سر رکھے اگر معلوم کرنا چاہو کہ وُہ کس قدر مفلس
تھا تو اُن اُونٹ والوں سے دریافت کرو ۔ چرواہوں سے پُوچھ لو ۔ مریم سے پوچھو

پُورب کے مجُوسیوں سے پُوچھو۔ سرکاری کاغذات میں تلاش کرو کہ اُس کا کوئی تاکستان
یا مکان یا کھیت تھا یا نہیں۔ ایک بھی نہ تھا۔ مقبوضات یا ملکیت تو درکنار جس کشتی پر
چڑھ کر وہ پھرتا تھا یا جس گدھے پر وُہ سوار ہوا تھا یا جس تکیہ پر وُہ سوتا تھا وُہ بھی اُس کا
اپنا نہ تھا۔ اُس کی دولت کا اندازہ اِس سے ہوسکتا ہے کہ خراج ادا کرنے کے لئے
اس کو ایک معجزہ کرنا پڑا اور مچھلی کے مُنہ سے دینار نکال کر دیا۔ اسکی مَوت کے بعد
دُنیا اُس کے اسباب کی فرد بنانے دوڑی اور اُس کی کُل جائداد ایک کُرتہ نکلی جو
ہر وقت اُس کے بدن پر رہتا تھا اور جس پر راستہ کی گرد اور دریا کے پانی کے داغ لگے
تھے۔ پولوس نے اس شہزادہ کی نسبت غلط نہیں کہا کہ "وُہ تمہاری خاطر غریب بنگیا"
اگر دُنیا چاہتی تو اُس کا بہتر استقبال کرتی وُہ اُس کے لئے آرام کے سامان
مہیّا کرسکتی تھی۔ اِس سے چند سال پیشتر جب رومی سپہ سالار پیچھے شہر روما کو واپس گیا
تو بڑے تپاک کے ساتھ اُس کا استقبال کیا گیا اور محراب اور قیمتی ستون اِس بات
کی خوشی میں نصب کیے گئے کہ اُس نے ایک کروڑ میں لاکھ بنی آدم کو تباہ یا مغلوب کیا
تھا۔ اور اپنا فتح کا جامہ زیب تن کرکے صدر مجلس میں جانے کی اجازت اُس کو
دیگئی۔ دُنیا شاہی قصابوں کی عزت کرتی مگر صلح کا شاہزادہ طعن و تشنیع کا نشانہ بنایا
جاتا ہے۔ اپنے مزدوروں کو پلانے کے لئے اسکے پاس سونے کے پیالے کثرت سے
ہیں مگر ہمارا شہزادہ رستہ کے کنارے پر پانی مانگتا ہے اور کنوئیں کے برتن میں منہ
لگا کر اسکو پانی پیتا ہے۔ اسکی غریبی کا کیا ذکر کرتے ہو۔ وُہ غیر کے اصطبل میں
پیدا ہُوا۔ اور دوسرے کے گھر میں کھانا کھاتا رہا۔ دُوسروں کی کشتی پر سوار ہو کر جھیل میں
پھرا کرتا تھا اور دوسرے آدمی کی قبر میں دفن کیا گیا۔ چار ملہم مُصنفوں نے اُس کی
سوانح عُمری لکھی اور مسیح کی زندگی کے حالات کثرت سے شائع کیے گیے ہیں مگر اُس نے
اپنی سوانح عمری کا سب لباب اِس ایک فقرہ میں ادا کر دیا ہے کہ "میں نے تن تنہا انگور د

کو کولہو میں کچلا"۔

وہ سب دولتمندوں کی نگاہ میں مفلس تھا۔ وُہ اُس کو سبت توڑنے والا۔ شرابی۔ غدار۔ کفر بکنے والا۔ اور دیگر اسی قسم کے سخت الفاظ سے یاد کیا کرتے تھے۔ جہانتک مجھے یاد ہے صرف دو مالدار اشخاص یعنے نیقودیموس اور آرمیتیا کے یوسف نے اُس کا ساتھ دیا۔ اُس کے دوست عموماً نابینا یا بیمار لوگ تھے یا جن کے گھر میں کوئی شخص مر گیا یا مر رہا ہو۔ اگر اُسکا کوئی بٹوا تھا تو وہ خالی تھا۔ اُس کی غریبی کا حال پوچھتے ہو۔ پرندوں کے بسیرے اور کیڑوں کے چھپنے کی جگہ اور حیوانات کے مکان ہوا کرتے ہیں مگر مسیح کے پاس کوئی جگہ نہ تھی۔ مخلوقات کی تواریخ میں اس قسم کی غربت کی کوئی نظیر پائی نہیں جاتی۔ آسمانی تخت۔ سے صلیب تک کے فاصلہ کا حساب کون کر سکتا ہے۔ ملکہ کلیوپٹرا نے انٹونی کی ضیافت کی اور تین لاکھ روپیہ کا ایک موتی سرکہ میں حل کر کے نوش کر گئی۔ مگر جب ہمارے شہزادہ نے اپنے آخری وقت میں سرکہ پیا تو اُس میں آسمانی شہنشاہی کا موتی حل کیا ہوا تھا۔ وہ یہانتک پست ہوا کہ اور کوئی پستی نہ رہی۔ اِسقدر تکلیف اُس نے اُٹھائی کہ اور کوئی سختی باقی نہ رہی اور وُہ ایسا غریب بنا کہ اس سے بڑھ کر مفلسی ہو نہیں سکتی۔ کروڑہا روپیہ جنگ و جدل میں بنی آدم کو قتل کرنے کی خاطر صرف کیا جاتا ہے۔ کون اُس بیش قیمت خون کی قیمت کا حساب کریگا جو ہمارے بچانے کے لئے بہایا گیا ہے؟

جان بنین صاحب (مصنّف مسیحی مسافر) کی تصانیف میں سے "فضل بافراط" ایک کتاب ہے۔ سیکڑوں مرتے ہوئے مسیحیوں کے لبوں سے یہہ آخری الفاظ نکلے ہیں کہ مَیں فضل ہی سے بچ گیا ہُوں۔ ایک لڑکے سیمی نامی کا ذکر ہے کہ جب اُس کو کلیسیا میں شامل کرنے لگے تو اس سے سوال کیا گیا کہ تمہاری نجات کس کا کام ہے۔ اُس نے جواب دیا کہ کچھ میرا اور کچھ خدا کا۔ اس پر ممتحن نے پوچھا کہ سیمی! اپنی نجات میں تمہارا کیا حصّہ ہے۔ اُس نے کہا کہ جہانتک مجھ سے ہو سکا مَیں نے خدا کی مخالفت

کی اور باقی اُس نے خود کر لیا۔ واہ ! خدا کے فضل کی اُونچائی اور گہرائی اور لمبائی اور چوڑائی کتنی ہے +

اَے خون خریدے ناظرین ! یہہ فضل زندگی بسر کرنے کے لئے اور مرتے وقت کام آتا ہے۔ اسی سے محصول لینے والا بچ گیا۔ اسی سے لُدیہ اور مرتا ہوا چور اور جیل کا داروغہ بچ گیا۔ اور اسی نے مجھے بچا لیا۔ اس فضل کی دولت کو ہم آسمان کی اس طرف کماحقہ قیاس میں نہیں لا سکتے۔ یہہ مذہب کوئی قیاسی بات نہیں ہے یہہ کوئی ایسا محراب نہیں ہے کہ جسکے نیچے سے گذر کر بڑی عالیشان عمارت نظر آتی ہیں۔ یہہ کوئی برفانی محل نہیں ہے جیسا ملک رُوس کی ملکہ الزبتھ نے ایک صدی سے زیادہ عرصہ گذرا بنوایا تھا بلکہ یہہ باپ کا گھر ہے۔ جہاں ٹھٹھرے ہوؤں کو گرم کرنے کے لئے آگ جل ہی ہے۔ روشنی اور خوشی کا مذہب۔ ایسا مذہب جو ہمارے دل میں اور گھر میں اور کاروبار میں اور تفریح کے وقت اور ہمارے رنج و راحت میں ہمارے ساتھ جا سکتا ہے۔ یہہ اُس قسم کا جہاز نہیں ہے جو طالمی کو بطور تحفہ دیا گیا تھا۔ جسکو چلانے کے لئے چار ہزار آدمی درکار تھے۔ اور جس کے لئے اسقدر گہرا پانی درکار تھا کہ اُسکو کنارہ کے پاس نہیں لا سکتے تھے بلکہ ایسا جو ہر ایک چھوٹی دُکھ کی دھارا میں بخوبی چل سکتا ہے +

یُونان کے سات حکیم اپنے کسی خاص قول کے باعث معروف ہیں۔ مثلاً سولن کا قول تھا "اپنے تیئں جان"۔ پیری انڈر کا "محنت کے آگے کچھ ناممکن نہیں"۔ چیلو کا "انجام پر غور کر"۔ اور تھیلیز کا "ضمانت بربادی کی پیشرو ہے"۔ اور پولُوس جو سیکڑوں اقوال کے لئے مشہور ہو سکتا ہے -

فقط مندرجہ ذیل مقولہ کے لئے شہرت کا مستحق ہے -

تم ہمارے خُداوند یسُوع مسیح کے فضل کو جانتے ہو کہ وہ دولتمند ہو کر تُمہاری خاطر غریب بنگیا۔ تاکہ تم اُس کی غریبی کے سبب سے دولتمند ہو جاؤ +

آج کیوں گلشن عالم میں بہار آئی ہے
کیا یہہ پیدائش عیسیٰ کی خبر لائی ہے

واہ کیا بیت لحم کی ہے جلالی برسات
شہر پر نور برستا ہے گھٹا چھائی ہے

اپنی بھیڑوں کے لئے نیک شبان ہے عیسیٰ
رمز یہہ تھی جو گڈریوں نے خبر پائی ہے

ابن داؤد کو چرنی میں جو لیٹا دیکھا
غیرت اورنگ سلیمان نے بہت کھائی ہے

شخص واحد ہی رہا تو جو مجسم ہو کر
تجھ میں دو سے یہہ نمایاں ہوئی یکتائی ہے

عین الطاف سے اندھوں کو عطا کی آنکھیں
مردم دیدہ سے ہم نے یہہ خبر پائی ہے

مفت بخشتا ہے خدا باپ نے بے دام و درم
تیرا گاہک جو نہو آج وہ سودائی ہے

سجدہ کرنے کو جو پورب سے نجومی آئے
اہل مغرب کو یہہ بھائے جبیں سائی ہے

کیوں نہ ہو حمد میں بشاش و غزل خواں ملت
جبکہ خوش ہو کے فرشتوں نے ثنا گائی ہے

بڑے دن کی دُعا

وُہ البتّہ فرشتوں کا نہیں ساتھ دیتا بلکہ ابرہیم کی نسل کا ساتھ دیتا ہے (عبرانیوں ۲: ۱۶) +

اے خداوند مَیں تیری مِنّت کرتا ہوں کہ آج مجھے ایسی آنکھ عطا کر کہ مَیں ان آیات میں جو اِس وقت میرے سامنے ہیں اُن نصیحتوں کو دیکھوں اور قبول کروں جو کہ آج کے دن کے لائق ہیں۔ تاکہ یہہ کرسمس جو تیرے دنیا میں آنیکی یادگار ہے میرے لئے برکتوں کا دن ہو۔ اور کاشکہ یہہ دن میری زندگی میں ایک بڑا دن ہو۔

(۱) مَیں اِن میں تیری بے نظیر اور بے بیان محبّت کو دیکھتا ہُوں۔ تُو جو باپ کے جلال کی رونق اور اُس کی ماہیّت کا نقش ہے۔ تُو جو فرشتوں سے بزرگتر اور میراث کی نسبت اُن سے بہتر خطاب رکھتا ہے۔ اِس دُنیا میں انسانی ذات اور انسانی گوشت اختیار کر کے آیا تاکہ مجھے اپنی موت کے وسیلے موت سے اور شیطان سے جو موت کا زور رکھتا ہے رہائی دے۔ تیرا نام مُبارک ہو۔ اب مجھے توفیق دے کہ مَیں بھی تیری محبّت سے بھر جاؤں۔ میرے دل میں تیری خدمت کا جوش۔ تیرے مذہب کی عزتمندی اور تیرے لوگوں کی بہبُودی کا خیال پیدا ہو۔ اور مَیں مرتے دم تک ہر طرح تیرے جلال کے ظاہر کرنے میں کوشاں رہُوں۔

(۲) مَیں اِن میں انسانیت کی عظمت اور حقیقت کو دیکھتا ہُوں۔ جبکہ مَیں رات کے وقت جلال سے بھرے ہوئے ستاروں کو دیکھتا جو آسمان کی زینت ہیں اور تیرے ہاتھ کی دستکاری اور جب مَیں اُنکے مقابلے میں اپنی بدکاری اور پلیدگی کو دیکھتا تو مَیں داؤد کے ساتھ چِلّا اُٹھتا ہُوں۔ انسان کیا ہے کہ تُو اُس کی یاد کرے اور آدم زاد کیا ہے کہ تُو اُس کی خبر لے۔ مگر جب اے میرے نجات دینے والے مَیں تجھے دیکھتا ہُوں تو مجھے معلوم ہوتا کہ انسانیّت کا کمال کیا شئے ہے۔ تُو نے انسانیت کو اپنی

شخصیت میں شامل کرکے اس کے سر پر شان و شوکت کا تاج رکھا۔ تیری پاک اور
مبارک انسانیت کو دیکھ کر مجھ ایسے گنہگار کو بھی یہہ اُمید اور تسلی حاصل ہوتی کہ میں بھی
تیری رُوح پاک کی مدد سے طبیعتِ الٰہی حاصل کرسکتا ہوں۔ اب مجھے توفیق دے کہ میں
اپنے آپ کو پاک رکھنا سیکھوں۔ ہاں مجھے انسانیت کی قدر کرنا سکھا۔ بخش کہ میں یہہ جانکر
کہ انسانیت تیری نظر میں بیش قیمت چیز ہے اپنے عضووں کو ناراستی کی غلامی میں
صرف نہ کروں۔ بلکہ اپنے بدن کو تیری ہیکل سمجھ کر پاک رکھوں۔ اپنے ہاتھوں کو۔ اپنی
آنکھوں کو اور اپنی زبان کو تیرے لئے مخصوص کروں۔ اور یہہ بھی طاقت بخش کہ میں
نہ صرف اپنی خبرداری کروں بلکہ اُن سب کی جو میرے ساتھ علاقہ رکھتے ہیں۔ اپنی بیوی
اپنے بچوں اور اپنے بھائی بہنوں کی بھی خبرداری کروں کیونکہ انمیں بھی وہی انسانیت پائی جاتی ہے جو مجھ میں موجود ہے
(۳) تو مجھے فرشتوں سے جنکا ذکر اس آیت میں ہے ایک نہایت مفید سبق سکھانا
چاہتا ہے۔ بخش کہ وُہ میرے دل پر نقش ہو جائے۔ میں دیکھتا ہوں کہ تو نے انکا ساتھ
نہیں دیا۔ اُنکی ذات اختیار نہیں کی بلکہ انسان کی جو اُن سے ہر طرح کم ہے۔ تاہم وُہ
انسان سے حسد نہیں کرتے۔ وُہ اُس کی بربادی نہیں چاہتے۔ بلکہ عین اسوقت جبکہ
تُو نے انسانی جامہ پہنا وُہ تیری مدح سرائی میں مصروف ہیں۔ میں اقرار کرتا ہوں کہ میں
اپنے بھائیوں کی ترقی اور اقبالمندی کو دیکھ کر۔ انکی دینداری اور نیکنامی کو سُنکر بسا اوقات
حسد کی آگ سے جل اُٹھتا ہوں۔ میں اکثر مُسرف بیٹے کے بڑے بھائی کی طرح تیری محبت
اور فیاضی کے کاموں کو دیکھ کر ناراض ہو جاتا ہوں۔ مجھے ان فرشتوں کی سیرت عطا کر
کہ میں چھوٹوں کو بڑے ہوتے دیکھ کر انکی مانند گیت گاتے ہوئے تیری شکرگذاری بجا لاؤں
(۴) اے میرے بڑے بھائی مجھے یہہ بھی توفیق بخش کہ میں تیرا ہمدرد اور مددگار بھائی
بنوں۔ تو اس دُنیا میں ابراہیم کی نسل کا ساتھ اسی لئے دینے آیا کہ تو انہیں اپنی جان
دیکر بچائے۔ بخش کہ میں تیرا مزاج حاصل کروں۔ تیری مانند فروتن ہوکر اپنے ابنائے جنس
کے بچانے میں دل وجان سے کوشش کروں۔ جس طرح تُو انسان کی رُوح کو بیش قیمت
سمجھتا ہے اُسی طرح میں بھی سمجھوں۔ اور تیرے ساتھ بلکہ اُنکے ڈھونڈنے اور بچانے میں لگا رہوں۔ یہہ ساری برکتیں آج اپنے نام کی خاطر مجھے اور اپنے سارے بندوں کو عطا فرما + آمین

بشپ فرنچ

طامس والپی فرنچ صاحب پادری پیٹر فرنچ صاحب کے بڑے بیٹے تھے۔ اور ۱۸۲۵ء میں نوروز کے دن پیدا ہوئے۔ انکی پیدایش کا مقام ایبی واقع بردٹن برلب دریائے ٹرنٹ تھا۔ جہاں اُن کے باپ پادری تھے۔ وہ وہاں چودہ برس کے سن تک رہے ✣

فرنچ صاحب کے لڑکپن کا حال بہت کم لکھا گیا ہے لیکن جسقدر دریافت ہوا ہے اُس سے معلوم ہوتا ہے کہ چھٹپن ہی سے انکی طبیعت اُس بڑے کام کیطرف راغب تھی۔ جو اُنہوں نے بعد میں اختیار کیا۔ فرنچ صاحب نے پہلے ایک سال تک گرہم سکول واقعہ مقام ریڈنگ میں تعلیم پائی اس کے بعد رگبی سکول کو گئے جسکے ہیڈ ماسٹر ڈاکٹر آرنلڈ صاحب تھے۔ اس میں کچھ شک نہیں کہ ایسے نامی وگرامی ہیڈ ماسٹر کی تعلیم کا اثر اُن میں بحالت مشنری اور بشپ ہونے کے بھی صاف نظر آتا تھا ✣

۱۸۴۳ء میں فرنچ صاحب نے طالب علمی کا ایک وظیفہ پایا اور اوکسفورڈ کی یونیورسٹی کالج میں داخل ہوئے۔ ساتھ ہی اُنھوں نے سنڈے سکول کی مُدرسی اُن دِنوں میں بھی قبول کی۔ اِس طریق کے اختیار کرنیکا یہہ نتیجہ ہوا کہ ۱۸۴۶ء میں انہوں نے امتحان میں اوّل درجہ کی عزّت حاصل کی۔ بعد دو برس کے لیٹن زبان میں ایک جواب مضمون لکھنے کے صلے میں اُنکو چینسلر کا انعام ملا اور وُہ اپنے کالج کے ایک فیلو ہونے کے لئے منتخب کئے گئے۔ اسی سال میں اُنکا تعیّن ڈیکن (خادم) کے درجہ پر کیا گیا اور وُہ بردٹن میں اپنے باپ کے اسسٹنٹ بنے اور ۱۸۴۹ء میں اُن کا تقرّر پریسٹ کے درجہ پر ہوا۔

ماہ اپریل ۱۸۵۰ء میں فرنچ صاحب نے اپنی درخواست چرچ مشنری سوسائٹی کو روانہ کردی۔ اور سوسائٹی نے انکی درخواست فوراً منظور کی اور آگرہ میں جو سنٹ جونس کالج قائم ہونیوالا تھا اسکا پرنسپل انکو مقرر کیا۔ ماہ ستمبر ۱۸۵۰ء میں جہاز پر سوار ہوکر ہندوستان کی طرف روانہ ہوئے اور تخمیناً چار مہینے کا سفر طے کر کے دوسری جنوری کو کلکتہ میں پہنچے۔

بتاریخ ۱۳- فروری ۱۸۵۱ء فرنچ صاحب آگرہ میں پہنچے اور یہاں فرنچ صاحب نے آٹھ برس تک کام کیا۔

اِس شہر میں چرچ آو انگلنڈ کے متعلق مشن کا کام ۱۸۱۳ء میں اسوقت شروع ہوا جبکہ آرچ ڈیکن دانیال کوری صاحب عبدالمسیح کو یہاں لائے۔ صرف یہی ایک شخص تھے جو پادری ھنری مارٹن صاحب کی کوشش سے مسیحی ہوئے تھے۔ آگرے کے یورپین صاحبان اُسوقت میں مشن کے بڑے مددگار تھے۔ اور اُنہوں نے پندرہ ہزار روپئے آپس میں چندہ کرکے نئے کالج کے قائم ہونے کے لئے جمع کئے تھے۔

مشنری صاحبان کی یہہ منشا تھی کہ ایسا ایک کالج قائم ہو جس میں علوم دُنیوی کی تعلیم گورنمنٹ کالج کی مانند دیجائے اور دینی تعلیم کا بھی انتظام کیا جائے ان دنوں میں اس قسم کی تعلیم کا رواج کثرت سے ہوگیا ہے۔ لیکن چھیالیس (۴۶) برس پہلے عام نہ تھا۔ اُس زمانے میں لوگوں کا دُنیوی علوم کی خاطر دینی تعلیم کا قبول کرنا حیرت انگیز تھا۔

صاحب موصُوف نے آتے ہی آگرہ میں کام شروع کردیا۔ لیکن سینٹ جانز کالج کی نئی عمارت ۱۸۵۳ء کے آخر تک تیار نہ ہوئی۔ ۱۸۵۱ء کے شروع میں عیدالقیامت پر کالج میں طلبار کا شمار ایک سو پچاس تھا اور یہہ شمار ۱۸۵۷ء کی بغاوت تک برابر بڑھتا گیا جس وقت بغاوت شروع ہوئی کالج میں تین سو بیس طلبار تھے۔

نہ صرف جب فرنچ صاحب نے ہندوستان میں کام شروع کیا تھا بلکہ تمام عمر اُن میں ایک بات نہایت قابلِ غور یہہ تھی کہ وہ عجیب طور سے اپنے وقت کو کام میں لاتے تھے۔ بعد میں اُنکو غیر زبانوں کی لیاقت رکھنے کے سبب سے ہفت زبان پادری کا لقب دیا گیا۔ لیکن یہہ خیال نہ کرنا چاہیے کہ نئی زبانوں کے سیکھنے میں اُن کو وہ دقتیں پیش نہیں آئی تھیں جو عموماً اور پادریوں کو آتی ہیں۔ زبانوں کے سیکھنے کی قوت تو اُن میں ضرور تھی لیکن صرف سخت محنت کے وسیلے سے اُن کو ایسی عمدہ لیاقت حاصل ہوئی جس کے باعث وہ بہت مشہور ہوئے۔ یورپین صاحبان کی ہمدردی بدستور قائم رہی حقیقت میں یہہ نہیں ہوسکتا تھا کہ کوئی شخص باوجود صاحب ممدوح کی

نفس کُشی دیکھنے کے ہمدردی کرنے سے باز رہ سکتا چنانچہ اعلیٰ عُہدے دار اور نیز اور لوگ طالبعلموں کے وظیفوں اور معمُولی اخراجات کے لئے فیاضی کے ساتھ روپیہ دیا کرتے تھے۔ اور سرھنری لارنس صاحب جیسے ذی رُتبہ آدمی جب آگرہ سے ہوکر کہیں جاتے تھے تو ضرور کالج کو دیکھنے بھی آیا کرتے تھے اور اسبات کے ظاہر کرنے کو کہ اُن کے خیال میں ایک بہت بڑا اور عُمدہ کام ہورہا تھا کوئی معقول رقم چلتے وقت دے جایا کرتے تھے اسی طرح سے ریکس صاحب بھی فرنچ صاحب کے آنے کے تھوڑے عرصے بعد کالج کو دیکھنے کے واسطے آئے۔ وُہ لکھتے ہیں۔ گرمی شدت سے تھی اور ایک چھوٹے کمرے میں چند لڑکوں کی ایک جماعت مِلٹن کی کتاب پیرے ڈائیس لوسٹ میں سے سبق لے رہے تھی۔ یونیورسٹی کالج کے ایک اعلیٰ التعلیم پائے ہوئے شخص کا دیسی لڑکوں کی ایک چھوٹی جماعت کو پڑھانا میری طبیعت پر نہایت شاق گذرا اور میں نے باہر نکلتے ہوئے کہا کہ یہہ تو بالکل محنت کو رائگاں کھونا۔ لیاقت کو بیجا صرف کرنا۔ قوت کو برباد کرنا ہے۔ لیکن میں غلطی پر تھا۔ جو محبت کا علاقہ اُستاد و شاگردوں کے درمیان مصیبت کے وقت میں ایسا قوی اور پائدار ثابت ہوا اُسکی بُنیاد اُسوقت بھی قایم ہو چکی تھی اور روز بروز زیادہ تر مضبُوط ہوتی جاتی تھی۔

کالج کے کام کا یہہ نتیجہ بہت جلد ظاہر ہوا کہ لڑکوں کا طور و طریق بدل گیا اور اُنکو بہ نسبت پہلے کے نیک و بد کا خیال زیادہ ہونے لگا۔

فرنچ صاحب کی بڑی آرزو یہہ تھی کہ کالج کلیسیا کے خادمانِ دین کی تربیت کا مقام ہو چنانچہ اُنہوں نے سات برس کام کرنے کے بعد لکھا کہ اگر ایک خادمِ دین بھی یہاں سے پیدا ہو تو میں یہہ سمجھونگا کہ جو محنت میں نے کالج پر کی ہے اُسکا عوض مجھے بخُوبی مل گیا۔ یہہ خوشی صاحب ممدوح کو حاصل ہوئی کیونکہ اُنکے انگلستان کو چلے جانے کے بعد ایک طالب علم مادھو رام نامی نے بپتسمہ پایا اور بعد ازاں وُہ جبلپور کی ایک جماعت کے پاسبان ہوئے۔

جو ہدایت چرچ مشنری سوسائٹی نے فرنچ صاحب کو جسوقت وُہ ہندوستان کو روانہ ہونے

والے تھے کی تھی اُس میں پہلے تو اس بات کا ذکر تھا کہ مشن کے کام کا عام طریق بازار اور دیہات کی منادی ہے اور اس کے بعد یہہ بیان تھا کہ آپ اِن کاموں کے واسطے نہیں بھیجے جاتے ہیں بلکہ اس لئے کہ نئے طریقے جاری کریں۔ اِس کے مُوجب فرنچ صاحب نے یہہ سمجھا کہ میرا خاص کام سکول میں تعلیم دینا ہے تاہم وُہ ایسے آدمی نہ تھے کہ سکول کے کام سے فراغت پانے پر بھی انجیل کی مُنادی سے باز رہتے۔

شروع میں انکو یہہ اندیشہ تھا کہ ایسا نہ ہو بازار میں منادی کرنے سے میری عزّت جاتی ہے اور مدرسی کے کام میں خلل پڑے لیکن اُنکو تھوڑے ہی عرصے میں معلوم ہوگیا کہ اُنکا یہہ خیال غلط تھا لیکن انجیل کی منادی صرف آگرہ ہی کے بازاروں میں نہیں کی جاتی تھی بلکہ کالج کی تعطیل کے دنوں میں منادی کرنے کے واسطے دَورہ کو جانے کا انتظام بھی کیا جاتا تھا +

تھوڑے عرصے کے بعد فرنچ صاحب نے دہلی کے بادشاہ کی ایک بھتیجی کے ساتھ جو مسیحی دین کی طرف مائل ہوگئی تھی خط وکتابت شروع کی اور کچھ دنوں کے بعد اُس سے مُلاقات بھی حاصل ہوگئی اور چونکہ اُس نے معقول جواب دیئے اِس لئے صاحب موصوف نے اُسے بپتسما دیا +

آگرے کا پچھلا سال نہایت ہمّت بڑھانے والا تھا ۔

غدر کے متعلق غالبًا ہندوستان کے عیسائیوں میں فرنچ صاحب جو زیادہ مشہور ہوئے اُسکا سبب اُنکا وہ سلوک تھا جو اُنھوں نے سکندرہ کی بستی کے عیسائیوں کے ساتھ کیا۔ یہہ لوگ اپنا سب مال واسباب کھو چکے تھے ۔ اور تاریخ ۴ ماہ جولائی وُہ سکندرہ کو چھوڑ کر ایک جگہ پڑا کر ٹھہرے تھے جو قلعہ کی توپوں کے نیچے تھی کچھ عرصہ تک وُہ منّت کرتے رہے کہ ہمیں قلعہ کے اندر آنے دو کیونکہ اُنکو یقین تھا کہ اگر باہر رہینگے تو ضرور مارے جائینگے مگر کسی نے اُنکی نہ سُنی۔ اِس حال میں فرنچ صاحب نے لفٹنٹ گورنر کالون صاحب کی طرف رجوع کی اور اُن سے عیسائیوں کو قلعے میں لانے کی زبانی اجازت حاصل کی۔ لیکن جب وُہ اُنکو قلعے میں لانے لگے تو قلعہ دار نے روکا اور اندر آنے نہ دیا۔ فرنچ صاحب نے بہت کچھ کہا سُنا اور جب دیکھا کہ حجّت سے کچھ فائدہ ہوتا نہیں نظر

آتا اُسوقت انہوں نے عیسائیوں کے ساتھ قلعے کے باہر رہنے کا ارادہ ظاہر کیا۔ اس موقع پر قلعہ دار کے ایڈی کونگ صاحب نے فرنچ صاحب کو الگ لیجاکر سمجھایا کہ برگیڈ صاحب سے تحریری حکم عیسائیوں کے اندر لانے کے واسطے حاصل کیجئے۔ اس کے بعد کوئی دقت پیش نہ آئی۔ اور یہہ واقعہ تمام ہؤا۔ لیکن چونکہ فرنچ صاحب نے اس بڑے خطرے کے وقت عیسائیوں کے ساتھ نہایت ہمدردی ظاہر کی اور انکے شریک حال رہنے کو بھی تیار ہُوئے اِسواسطے اُنہوں نے ہندوستان کے مسیحی دلاوروں میں واجبًا اعلیٰ درجہ پایا ہے —

قلعہ کے اندر رہنے کے پچھلے دنوں میں فرنچ صاحب کی میم صاحبہ کی صحت میں خلل آگیا تھا۔ اِسواسطے ۱۸۵۸ء کے شروع میں اُنکے خاوند نے اُنکو معہ بچوں کے ولایت جانے کے واسطے کلکتہ تک پہنچایا اور ایک برس کے بعد وُہ خود بھی ماہ فروری ۱۸۵۹ء میں ولایت کو چلے گئے فرنچ صاحب انگلستان پہنچنے کے بعد خوش نہ تھے اور انکو وہاں بہت آرام بھی نہ ملا۔ اُنہوں نے ماہ مارچ ۱۸۶۰ء میں ولایت میں ایک برس رہنے کے بعد پیرش چرچ واقعہ کلفٹن کا کیوریٹ ہونا منظور کیا۔ اگرچہ یہہ بڑی محنت کا کام تھا اس سے مشن کے کام کو بہت فائدہ پہنچا کیونکہ اُس کے باعث بہت سے دوست پیدا ہو گئے اور جنہوں نے پنجاب میں کام کیا ہے وُہ جانتے ہیں کہ اُن سے بڑی مدد ملی۔

فرنچ صاحب ماہ اکتوبر ۱۸۶۱ء میں کلفٹن سے رخصت ہُوئے۔ اُنہوں نے ہندوستان کو واپس آنے کا ارادہ کر لیا تھا لیکن انکو ڈاکٹر نے کہا کہ روانہ ہونے سے پہلے تین مہینے آرام کیجئے یہہ مدت اُنہوں نے برائٹن میں صرف کیا۔ ہندوستان کو واپس آنیکا ارادہ کرنے میں انکو بہت مشکلات پیش آئی تھیں۔

ہندوستان کو واپس آنے کے بعد جو کام فرنچ صاحب نے اختیار کیا وُہ آگرہ کے کام سے بالکل مختلف تھا۔ کرنیل رینل ٹیلر صاحب نے بڑی فیاضی کے ساتھ یہہ اقرار کر کے کہ میں دس ہزار روپے یکمشت دُونگا اور جب تک ہندوستان میں رہونگا سو روپے ماہوار چندہ کے طور پر دیتا رہونگا چرچ مشنری

سوسائٹی کو ڈیرہ جات میں کام شروع کرنے کے لئے آمادہ کیا تھا۔ اور سر رابرٹ مانٹ گومری صاحب نے بھی ایک ہزار روپے سالانہ دینے کا وعدہ کیا تھا۔ پس فرنچ صاحب کو چرچ مشنری سوسائٹی کی طرف سے یہہ خدمت سپرد ہوئی کہ اس وحشی سرحدی ضلع میں مشن کا کام شروع کریں۔

وہ ڈیرہ اسمٰعیل خان میں عید القیامت کے دوسرے دن پہنچے اور اس گرم مقام میں ماہ اگست تک رہے بعد ازاں شیخ بودین کے پہاڑ کو جو کوہ سلیمان پر سمندر سے ... ۴ہم فیٹ بلندی پر واقع ہے۔ گرمی سے بچنے کے لئے چلے گئے۔ یاں انکا وقت نئی زبانوں کے حاصل کرنے اور انجیل کی منادی میں صرف ہوتا تھا۔ دریا کے کنارے کے متصل منادی کرنا وہ بہت پسند کرتے تھے۔ صاحب موصوف نے اس ضلع میں تھوڑا ہی عرصہ کام کیا۔ ماہ دسمبر میں ڈاکٹر فیدرڈر صاحب نے اتفاق سے انکو جنگل میں لو لگنے کے سبب سے بیہوش پڑا ہوا پایا۔ اسکا انجام یہہ ہوا کہ ڈاکٹروں نے انکو ولایت جانے کی ہدایت کی۔ ماہ فروری میں وہ پھر انگلستان میں پہنچ گئے اور اس دفعہ اس سے پہلے کہ ہندوستان کو واپس آیئگا انکو موقعہ ملا ایک عرصہ دراز تک وہیں رہنا اور کام کرنا پڑا۔ ۱۸۶۳ء سے ۱۸۶۹ء تک انکو اس ملک سے جسے انہوں نے اپنا مسکن بنایا تھا باہر رہنا ہوا۔ ماہ اپریل ۱۸۶۵ء ہی میں انکے دل میں پھر ہندوستان کے کام کا دینی جوش جسکو وہ خدا کی طرف سے سمجھتے تھے پیدا ہونے لگا۔ اس کے بعد جب ایک سال سے زیادہ عرصہ گذرا ماہ اگست ۱۸۶۶ء میں ان کے خیالات نے اسوقت زیادہ تر ایک خاص صورت پکڑی جب کہ انہوں نے ایک مضمون اس باب میں تحریر کیا کہ ہندوستان کے شمالی مغربی اضلاع اور پنجاب کے واسطے دیسی مبشروں اور گلہ بانوں اور اُستادوں کی تربیت کے لئے ایک کالج قائم ہونا چاہیئے یہہ مضمون ستر پادریوں کے ایک جلسہ میں جو گلوسٹر کی ڈینیری میں منعقد ہوا پڑھا گیا۔ ۱۸۶۸ء کے شروع میں چرچ مشنری سوسائٹی نے فرنچ صاحب کی تجویز منظور کی اور اُن سے یہہ درخواست کی کہ آپ ہی اس کالج کو قایم کیجیئے۔ اس طرح سے ایک بار پھر فرنچ صاحب ہندوستان کو روانہ ہوئے +

(باقی آیندہ)

دُوسرا موقعہ

اگر زندگی میں ہمیں فقط ایک ہی موقعہ دیا جاتا تو شاید ہم میں سے بہتوں کے لئے اچھا نہ ہوتا۔ جب کبھی ہم کوئی کام کرنا چاہتے ہیں تو بہت کم ایسا ہوتا ہے کہ ہم پہلی دفعہ اُسے کامل طور پر سرانجام کر سکتے ہیں۔ بہت تھوڑی خوبصُورت زندگیاں ایسی ہیں جنہیں بچپن سے بڑھاپے تک کبھی شکست واقعہ واقع نہیں ہُوئی۔ اس لئے اگر نیکی کو اختیار کرنے اور بدی سے بھاگنے کے لئے ہمیں زندگی بھر میں فقط ایک ہی موقعہ دیا جاتا اور پھر ہمیشہ کے لئے ہم اُس سے محروم کئے جاتے تو شاید چند ہی ایسے اشخاص ہوتے جنکی زندگی کسی مصرف کی ہوتی۔ ہم عموماً کہا کرتے ہیں کہ زندگی میں اچھے موقعہ دوبارہ نہیں آیا کرتے۔ یہہ بات سچ تو ہے مگر بالکل سچ نہیں بلکہ اسکا دُوسرا پہلو بھی ہے یہہ تو درست ہے کہ کوئی خاص موقع زندگی میں دوبارہ ہمیں حاصل نہیں ہوتا۔ تاہم یہہ بھی صحیح ہے کہ اور طرح کے موقعے برابر ملتے رہتے ہیں۔ اگرچہ ہم ایکدفعہ کسی امر میں ناکام رہے ہیں۔ مگر تو بھی خاتمہ نہیں ہوا۔ ماضی کو واپس لانا محال ہے۔ مگر جب تک زندگی ایک لمحہ بھر بھی باقی ہے تب تک ہمارے لئے موقعہ ہے۔

حضرت یرمیاہ کا ذکر کرتے ہیں کہ وُہ ایک دفعہ کمہار کے ہاں گئے اور اُسے غور سے دیکھتے رہے کہ وہ کس طرح اپنے چرخ پر برتن تیار کرتا ہے۔ بناتے بناتے کسی وجہ سے ایک برتن اس کے ہاتھ سے بگڑ گیا۔ مگر بجائے اس کے کہ اُسے پھینک دیتا اُس نے اُسے توڑ کر ایک اور برتن بنا دیا شاید دُوسرا برتن ایسا خوبصُورت نہ تھا جیسا کہ پہلا تھا۔ اگر وہ کمہار کی مرضی کے مطابق ڈھل جاتا مگر تو بھی یہہ کارآمد تو ضرور تھا۔ دیکھئے یاں بھی مٹی کے لئے ایک دُوسرا موقعہ باقی تھا۔

نبی کا منشا اس تمثیل سے بنی اسرائیل کے اسوقت کی حالت کو ظاہر کرنا تھا۔ مگر اس کا سبق ہر زمانہ اور ہر قوم کے لئے ہے۔ اوّل اس سے معلوم ہوتا ہے کہ خدا کے نزدیک ہر ایک شخص کی زندگی ایک خاص مقصد کے لئے ہے۔ جیسے کمہار ہر ایک برتن ایک خاص نقشے کے مطابق بناتا ہے

جو پہلے سے اُس کے ذہن میں موجود ہے۔ اسی طرح خُدا تعالیٰ کے پاس بھی ہر ایک شخص کی زندگی کا ایک نقشہ ہے۔ یا یُوں کہو کہ خُدا ہر ایک شخص کی نسبت چاہتا ہے کہ وُہ ایک خاص کام کو سرانجام کرے۔ اور جو کچھ خُدا ہم میں سے ہر ایک سے چاہتا ہے وہی ہماری زندگی کیواسطے سب سے عمدہ کام ہے۔

پھر ہم اس قدیمی تمثیل سے یہہ بھی سیکھتے ہیں کہ ہو سکتا ہے کہ ہماری زندگی کسی نہ کسی طرح سے ایسی بگڑ جائے کہ اس خوبصورت نمونے کے مطابق بننے سے جو خُدا نے اُس کے لئے ٹھہرایا تھا قاصر رہے۔ البتہ مٹی کے لوندے اور انسانی زندگی کے درمیان ایک بات کا فرق ہے۔ مٹی کا بگڑنا ممکن ہے کہ کمہار کے قصور سے ہو یا کسی حادثہ کی وجہ سے اور اس میں مٹی کا کچھ قصور نہیں۔ اگر ایک بدصُورت برتن تمہارے ہاتھ لگے تو تم یہہ نہیں کہو گے کہ یہہ مٹی کی بے پروائی سے ایسا بنا بلکہ یہہ کہ یہہ کمہار کی بے پروائی سے ایسا ہوا۔ لیکن جب ایک زندگی برباد ہو جاتی ہے اور خالق کے اصلی خوبصورت نقشے کے مطابق نہیں بنتی تو ہم اس کا الزام خدا کو نہیں دے سکتے۔ کیونکہ ہم مٹی نہیں بلکہ انسان ہیں ہم میں قوت ارادی ہے اور خُدا ہم کو اس طور سے نہیں ڈھالتا جیسے کمہار مٹی کو۔ وُہ تمہاری مرضی کے ذریعہ سے کام کر سکتا ہے۔ اور تم اگر چاہو تو اُس کی مخالفت کر سکتے ہو بلکہ اس مقصد کو جو وُہ تمہاری زندگی میں پُورا کرنا چاہتا ہے ضائع کر سکتے اور اس خوبصورت نقشے کو بگاڑ سکتے ہو۔ اس دنیا کے خوبصورت چہرے پر جو افسوسناک دھبے نظر آتے ہیں وہ سب حضرت انسان کی کارستانیاں ہیں۔ نہ خُدا کی۔

مگر اس کے علاوہ اس تمثیل سے ہم اور بھی سبق سیکھ سکتے ہیں۔ ہم دیکھتے ہیں کہ جب ویسا برتن جیسا وُہ بنانا چاہتا تھا نہ بنا تو کمہار نے پھر اسی مٹی کو لیا اور اُس سے ایک اور برتن تیار کر دیا۔ دُوسرا برتن پہلے کی مانند نفیس تو نہ ہو گا۔ نہ ویسا بڑا۔ تاہم یہہ بہتر تھا کہ اُس مٹی سے ایک ادنیٰ قسم کا برتن بنا لیا جائے۔ بجائے اس کے کہ اس کو ناکارہ سمجھ کر پھینکدے۔ خُدا بھی ہمارے ساتھ اسی طرح سلوک کرتا ہے وہ اس زندگی کو جو اپنے اصلی مقصد کو پُورا کر نہیں سکی ناکارہ سمجھ کر

پھینک نہیں دیتا۔ رُوح انسانی کے کھنڈرات میں بھی کوئی نہ کوئی ذرّہ اِلٰہی جوہر کا باقی رہتا ہے۔ اور جب تک یہہ ذرّہ باقی ہے تب تک دُوسرے موقعہ کی اُمّید باقی ہے۔

ایک شخص نے ایک روز کیچڑ میں روٹی کا ٹکڑا پڑا دیکھ کر اُٹھا لیا۔ اور اُسے صاف کرکے ایک جگہ رکھدیا۔ جہاں سے اُسے ایک چڑیا اُٹھا کر لے گئی۔ یہہ روٹی کا ٹکڑا اگر کیچڑ میں پڑا رہتا تو شاید کسی کام نہ آتا۔ مگر اب اس سے ایک چڑیا کا پیٹ بھر گیا۔ اسی طرح خدا تعالےٰ بھی انسانی زندگی کو جس پر اُسکا نقش ثبت ہے بالکل زائل ہونے نہیں دیتا۔ بلکہ اس چھوٹے سے چھوٹے ٹکڑے سے بھی کام لینے کو تیّار ہے۔ اِسی لیے اگر پہلا موقعہ ہاتھ سے جاتا رہا تو یقین جانئے کہ ابھی اَور موقعہ ہے۔

کئی سو سال کا عرصہ ہوا کہ ایک مشہور سنگتراش نے سنگ مرمر کا ایک نہایت خوبصورت بُت بنایا جس کو دیکھنے کے لیے لوگ دُور دُور سے جاتے ہیں۔ مگر اس پتھر کی تاریخ نہایت پُراثر ہے۔ کسی مشہور سنگتراش نے اس سے پہلے اس پتھر سے ایک بُت بنانا چاہا تھا مگر وُہ اُس کے ہاتھ سے بگڑ گیا۔ آخر یہہ پتھر ناکارہ سمجھا جاکر باہر پھینک دیا گیا۔ جہاں وُہ سالہا سال تک پڑا رہا۔ آخر ایک دِن ناگاہ اس دُوسرے مُصوّر کی نظر اُس پر پڑی اور اُس نے فوراً دیکھ لیا کہ وہ کس کام آسکتا ہے۔ اہل الرائے کا خیال ہے کہ جو بُت اب اس سے بنایا گیا اگرچہ ایسا کامل نہیں جیسا کہ ہونا چاہیئے تو بھی نہایت خوبصورت اور صانع کے اعلیٰ درجہ کی کاریگری کا ثبوت ہے۔

پیارے ناظرین! کیا ہم میں سے بھی کوئی ایسا ہے جو اپنی زندگی کے اصلی مقصد میں ناکام رہا ہے۔ جو اپنی زندگی کو اس خوبصورت نقشے کے مطابق جو اس کے مالک کے ذہن میں تھا بنانے میں قاصر رہا ہے۔ کیا اس تمثیل سے تمہارے دل میں بھی اُمید پیدا نہ ہوگی۔ ہم اس وقت وہ سالوں کے مقام اتصال پر کھڑے ہیں۔ ایک سال ختم ہونے کو ہے۔ دُوسرا سال شروع ہونے کو۔ شاید اس جانیوالے

سال کے شروع میں ہم نے بہت سے منصوبے باندھے تھے۔ طرح طرح کی اُمیدیں ہمارے دل میں پیدا ہوئی تھیں۔ اور طرح طرح کی اُمنگوں نے ہمارے دل کو اُبھارا تھا۔ اور اب سال کے اخیر پر جب ہم اپنی زندگی پر نظر کرتے ہیں تو طرح طرح کی ناکامیاں اور کمزوریاں ہماری آنکھوں کے سامنے پیش ہوتی ہیں۔ جو کچھ ہم کرنا چاہتے تھے نہیں کر سکے۔ اور جو کچھ ہم بننا چاہتے تھے نہیں بن سکے۔ ایک قسم کی مایوسی ہماری دامنگیر ہوتی ہے اور یہہ خیال پیدا ہوتا ہے کہ ایک سال اور گذر گیا۔ ایک موقعہ اور ہاتھ سے نکل گیا۔ اب کوشش فضول ہے۔ اے پیارے بھائی! مایوس نہ ہو۔ اگر ہم اعلیٰ باتوں میں قاصر رہے۔ اعلیٰ اُمیدوں کو پورا نہیں کر سکے۔ تو بھی میرے اور تمہارے لئے ایک اَور کام ہے۔ میرے اور تمہارے لئے ایک اَور اُمید باقی ہے۔ اور اگر ہم ہمت نہ ہار دیں۔ دل نہ چھوڑ دیں تو اب بھی ہمارا صانع ہمارے اس بگڑے ہوئے ٹکڑے سے ایک ایسی تصویر تیار کر سکتا ہے جو انسان کے کاموں سے کہیں زیادہ خوبصورت ہوگی +

دینداری کا بھید بڑا ہے۔ کہ خدا جسم میں ظاہر ہوا اور فرشتوں کو دکھائی دیا۔ لیکن سب سے بڑھ کر حیرت کا مقام یہہ ہے کہ وُہ بیت لحم کی چرنی میں حیوانات کو دکھائی دیا۔ کیونکہ رُوحوں کے لئے خدائے مجسّم کو دیکھنا کچھ تعجب کی بات نہ تھی جیسا کہ ادنیٰ چارپائیوں کو رُوحوں کے خدا کو دیکھنا عجیب تھا۔ وُہ جو زمانۂ آزمائش کے وقت جنگلی جانوروں کے ساتھ رہا کیا۔ اصطبل میں پیدا ہوا تاکہ بخوبی واضح ہو جائے کہ وُہ آسمانی جلال سے کس درجہ تک پست ہوا +

جب مسیحؑ دنیا میں آیا تو تین قسم کے لوگوں پر جو اُسے ملنے آئے ظاہر ہوا۔ اوّل گڈریئے یعنے محنتی لوگ۔ دوم مجوسی یعنی عالم و فاضل گروہ اور سوم ہیکل میں دو ضعیف العمر بزرگ اشخاص یعنے شمعون اور انّا اس سے ثابت ہوتا ہے کہ مسیح انسان پر کام کے وقت اور علم کی تحصیل کے وقت اور عبادت کے وقت ظاہر ہوتا ہے (اڈیٹر)

مایوس
ایک نصیحت خیز کہانی

پنڈت یسوع داس ۱۸۹۶ء کی کونونشن منعقدہ لاہور کا ذکر بڑی شکرگذاری سے کیا کرتا ہے۔ وہ کوئی بڑے مشہور آدمیوں میں سے نہیں تاہم وہ ایک کامیاب مسیحی کارندہ ہے اسکی عمر چالیس برس کے لگ بھگ ہے اور شہر لودیانہ میں دیسی مسیحیوں کی پاسبانی اور بازار کی منادی کا کام اسکے اہتمام میں ہے اور جولاہوں میں سے اسنے بہت لوگ مسیحی کئے ہیں۔

وہ معمولی لیاقت کا آدمی ہے اردو پڑھنے لکھنے میں اچھی مہارت رکھتا ہے اور انگریزی گو لکھ نہیں سکتا لیکچروں وغیرہ کا مطلب بخوبی سمجھ لیتا ہے۔ اس کے اطوار پسندیدہ ہیں اور چہرہ بشاش رہتا ہے لیکن اُس کی بشاشت ایسے شخص کی سی ہے جس نے ابھی کہیں سے ایک روپیہ پایا اور ۱۲ کھو دیے ہوں! بڑے بڑے لوگوں سے ملاقات رکھنے کا اُسے بہت شوق ہے اور جس مشہور شخص کا پنجاب میں آنا ہو وہ ضرور یہہ درخواست لیکر اُس کے پاس پہنچتا ہے کہ لودیانہ مشن ہال میں لیکچر دیجئے۔ حالانکہ اُس کے ہال میں مشکل سے کوئی سو آدمیوں کی سمائی ہوگی۔ اگر کوئی شخص اس کی درخواست منظور نہ کرے تو بسا اوقات اُسے رات بھر نیند نہیں آتی اور وہ اسی خیال میں کڑھتا رہتا ہے۔ کہ میں حقیر سمجھا جاتا ہوں اور میرا کام ہلکے درجہ کا ٹھہرایا جاتا ہے۔

یہہ بھی یاد رہے کہ غریب و ان پڑھ لوگ مسیحی اور غیر مسیحی دونو پنڈت یسوع داس کو بڑی عزت و محبت کی نگاہوں سے دیکھتے اور ہمیشہ کہا کرتے ہیں کہ اپنی نظیر وہ آپ ہی ہے ان غریب مسیحیوں کا مشیر و صلاح کار ہمدرد و غمگسار۔ اپنی جماعت کا باپ اور بھائی یہی ایک شخص ہے اور پنڈتانی بھی ایک نمونہ کی عورت ہے۔

لاہور کونونشن کی وہ دیر سے راہ دیکھ رہا تھا اور جب آخر کو وہ روز مبارک آپہنچا تو وہ دل و جان سے اس میں شریک ہوا اور ممبر مجلس نے پہلے جلسہ میں جو ہدایات دیں انپر اس نے پورا پورا عمل کیا جس کسی گناہ اور خطا کا ذکر کیا جاتا یہہ مرد خدا اسی کا اپنے آپ کو الزام دیتا تھا۔ موٹ صاحب کی تاثر تقریر پر یہہ دل ہی دل میں کہنے لگا کہ میں بھی پورا پورا اپناہ ہوں اور اپنی مرضی کو مقدم ٹھہرا کر خدا کی نافرمانبرداری کرتا رہا ہوں۔ اور جب دلوں میں دعا کرنے کے لئے وقفہ دیا جاتا تھا تو یسوع داس اعتراف کرتا تھا کہ میرا سارا کام "خودی" کا ہے۔ اُس نے اپنے دل کو خوب جانچا اور اپنے آپ کو حسد۔ بد دیانتی۔ سرد مہری۔ شیر گری۔ تکبر۔ بدمزاجی وغیرہ کا قصور وار ٹھہرایا۔ اس کا دل کہتا تھا کہ تو ان سب گناہوں کا مرتکب ہے۔ اور کہ تو سیاہ میکاہ مہبوط صفت خانیاہ۔ عکن اور لوط ہے۔

اسے شریک کونونشن ہونے سے نہایت خوشی ہوئی۔ گو اتنے گناہوں کا ملزم ٹھہرنا کوئی دل پسند بات نہیں۔ تاہم وہ ہر ایک بولنے والے کا ثنا خواں تھا۔ اور ہر ایک کی بات مانتا تھا۔

کئی دفعہ اس کے دل میں خواہش پیدا ہوئی کہ کاش میرا دل بھی فلاں شخص کا سا پاک ہوتا۔

ایک اور واقعہ سے وہ کچھ بیدل سا ہوگیا کہ کونونشن کے بولنے والوں اور دیگر صاحبان نے اُس کی طرف کچھ توجہ نہ کی۔ اسے امید تھی کہ کم از کم دو چار کو تو پھانس لونگا کہ تو دیانہ آکر میرے ہال میں لیکچر دیں اور ہر ایک سے جاکر وہ اپنے کام کی ضرورت کا بیان کرتا۔ لیکن کوئی شخص توجہ سے اُس کی نہ سنتا اور اگر سنتا بھی تو ابھی اسنے بات پوری نہ کی ہوتی کہ کوئی بہانہ بناکر چلدیتا۔ جو رپورٹیں اُس نے تقسیم کیں۔ بہتوں نے تو انکے کھولنے کی بھی تکلیف گوارا نہ کی۔

ایک دن صبح کی مجلس کے بعد موٹ صاحب نے جوا سّے مصافحہ کیا تو سارا دن اسکا اسی خوشی میں کٹا۔ بیرنگ صاحب پر تو وُہ فریفتہ ہوگیا کیونکہ صاحب موصوف نے اسکے کام کی مدد میں پچاس روپیہ چندہ دیئے اور لیکچر دینے کا بھی وعدہ کیا۔ لاہور کے نوجوانوں سے اسے سخت مایوسی ہوئی۔ ان میں سے بعض کی قابلیت و روحانیت کی اُس نے بہت تعریف سُنی تھی اور ان سے اپنی قوم کی بہتری کی اُسے بڑی بڑی اُمیدیں تھیں اِس لئے اُن سے ملنے کا شوق اسکو دامنگیر تھا۔ لیکن ان کے مذاق اور اطوار اسّے مختلف تھے اور اُن نئی روشنی کے جوانوں نے اس پُرانے خیال کے شخص کی کچھ بھی پروانہ کی۔ آخری جلسے میں جب وُہ اپنا تجربہ بیان کرنے لگا تو کسی اَور نے پیچھے سے ایسے زور سے بولنا شروع کیا کہ یہ بیچارہ چپکا ہو کر بیٹھ گیا اور شکرگذاری کے جلسے میں حاضرین کو بالکل معلوم نہ ہُوا کہ اُس کے رخساروں پر خوشی کے آنسو بہہ رہے ہیں یا یاس و حسرت کے۔ تاہم وُہ اپنے دوستوں سے کہتا تھا کہ مَیں نے بڑی برکت پائی ہے اور دہ کونوینشن میں آنے سے نہایت خوش تھا۔

آخر کو اس کی مراد برآئی اور ڈاکٹر وائٹ صاحب نے وعدہ کیا کہ مَیں جاتے وقت لُودیانہ ٹھہر کر آپکے ہال میں لیکچر دونگا۔ سو پنڈت یسوع داس خوش خوش لُودیانہ کو روانہ ہُوا اور ساری راہ دل میں یہی دُعا کرتا گیا کہ خدایا مجھے اور میری بیوی کو بالکل اپنا بنالے ہمیں تقدیس یافتہ زندگی بخش اور توفیق دے کہ لوگوں کو کثرت سے تیری طرف کھینچ لانے کا وسیلہ ٹھہریں۔

اگلے روز یعنے ۱۰۔ جنوری کے دن ڈاکٹر وائٹ نے آنا تھا پس اُس نے اپنی ساری جماعت کو مدعو کیا اور چا بھی مہیا کی۔ اس دن اتنے لوگ آئے کہ کمرے میں پاؤں رکھنے کو جگہ نہ رہی۔ جب چا ختم ہو چکی تو پنڈت یسوع داس کا دل اندر ہی اندر دھڑکنے لگا۔ کیونکہ وائٹ صاحب ابھی تک تشریف نہ لائے تھے۔ اور

دوسرا بولنے والا بھی ایک نوآموز جوان تھا آخر اس نے اٹھ کر کہا کہ زبور اور گیت کی کتاب میں سے گیت نمبر ۲۸۵ گائیں۔ نوجوان ندن لعل جو علم موسیقی کے اُستاد تسلیم کئے گئے تھے ہارمونیم فلیوٹ پر سُر ٹھیک کرنے لگے کہ اتنے میں ایک چپڑاسی تار لئے کمرے میں چلا آیا یسُوع داس نے کانپتے کانپتے تار جو کھولا تو اس میں یہہ لکھا پایا۔ سخت افسوس۔ امرت سر والوں نے روک لیا اس پر اُس کی آنکھوں میں آنسو بھر آئے اور اُس کا سر چکر کھانے لگا۔ مایوسی کی تو اُسے اُمید ہی تھی مگر اب کہ وُہ دیت پہنچی۔ اُس کی برداشت اُسے دشوار معلوم ہُوئی اُس نے پاس ہی اپنا سر جھکا لیا لیکن باجہ بند ہوا اور لوگ یوبالا گیت گانے کو اُٹھے تو یہہ بھی آپ ہی آپ اُٹھ کھڑا ہُوا گو اُسے معلوم نہ تھا کہ مَیں کیا کر رہا ہُوں پھر جماعت نے بُلند آواز سے یہہ گیت گایا:—

مسیح ضرور ہے مجھے	مَیں بہت ہوں نادان
گمراہی مجھ سے ہوتی	اور غلطی ہر آن
مَیں اُس کی مدد مانگتا	تنگ راہ پہ چلنے کو
پہنچانے کو بہشت میں	وُہ میرا ہادی ہو
مسیح ضرور ہے مجھے	ہر روز وُہ ہے ضرور
اے یسُوع اپنے فیض سے	تُو مجھے کر معمور
رہا ئش رُوح القدس کی	ہو مجھ میں عمر بھر
کہ تجھے خوب مَیں جانوں	ہدایت میری کر

دیدۂ پُرنم سے اُس نے خالی کرسی کی طرف نگاہ کی اور دیکھو وُہ خالی نہ تھی اِس امر کا اُس نے سوائے اپنی بیوی کے کسی اور سے ذکر نہ کیا۔ پر اُس نے بتایا کہ کرسی پر مَیں نے ایک پُرجلال شخص کو سفید لباس پہنے دیکھا۔ اُس کی آنکھوں سے ہمدردی ٹپکتی تھی اور اُس کی پیشانی سے کامل قدسیت ہویدا تھی

کیا یہہ محض ایک رویا تھی؟ اُس مُبارک چہرے پر نہ تو کوئی افسوس کا نشان تھا نہ ملامت کا۔ بلکہ اُسسے کمال شادمانی ظاہر تھی۔ اِس آسمانی شخص کی نگاہ ساری جماعت پر پھر گئی۔ اور کوئی شخص بھی اس محبت کی نگاہ سے محروم نہ رہا۔ دو ایک شرابی نوجوان اور چند لڑاکی عیب جُو عورتیں بھی وہاں تھیں اور آج وُہ بھی بڑی مت آثر ہُوئیں۔ سارے وقت وُہ زخمی ہاتھ برکت دینے کو اُٹھے رہے گو لوگوں نے اُن کو نہ دیکھا۔

سب سے آخر میں اُس نے پنڈت یسُوع داس کی طرف نگاہ کی اور گیت گاتے میں یسُوع داس نے ایک آواز سنی جو بہتے پانیوں کی سی آواز تھی اور جس نے اُسسے کہا "میکائیل یسُوع داس تُو مبارک ہے۔ تُو تھوڑے میں دیانتدار رہا۔ اپنے خداوند کی خوشی میں شریک ہو۔ اور دیکھ مَیں ہر روز تیرے ساتھ رہونگا ہاں دُنیا کے آخر تک۔"

اِس کے بعد گیت کا یہہ آخری بند گایا گیا۔

مسیح ضرور ہے مجھے۔	اَے یسُوع پیارے تُو
جلد تجھے دیکھ مَیں لُونگا	آسماں پر رُو بہ رُو
تب جتنے تیرے لوگ ہیں	تیری گروہ شریف
مَیں اُن میں مِل کے گاؤں	حمد تیری اور تعریف

یہہ کہہ کر وُہ رویا انسانی آنکھوں سے اوجھل ہوگئی گو مسیح بلاشک اُس کمرے میں حاضر رہا۔ لوگوں نے محسوس کیا کہ اس شام کو برکت گویا ایک بڑے رَو کی طرح بہہ آئی۔ بہت لوگوں کو مسیح کی پہچان پانے کا شوق پیدا ہوا اور بعضوں نے اُسے قبول بھی کیا۔

یسُوع داس کو تو وائٹ صاحب کی غیر حاضری کا خیال تک نہ رہا اور کسی نے

اُسنے پُوچھا بھی نہ۔ پہلی تقریر اُس نے خود کی۔ پہلے تو اُس نے جو نئی اور عُمدہ باتیں لاہور کو نونشن میں سُنی تھیں ان کو مختصرًا سُنایا۔ پھر خاص کر اپنے پیارے خُداوند اور منجی کا ذکر کیا۔

اور واقعی جس شخص نے یہہ پہچان پائی ہو کہ خُداوند ہر وقت اس کا مہمان اور رفیق بنکر اس کے ساتھ ہر دم حاضر ہے وُہ لوگوں کی کسی طرح کی بے پروائی سے مایُوس نہیں ہونے کا۔

پنجاب کے لئے شرم کا باعث۔ ناظرین کو معلوم ہوگا کہ لاہور میں کانگرس کے متعلق ایک بڑا ہال تعمیر ہو رہا ہے جسکا نام بریڈلا ہال رکھنے کی تجویز ہے۔ شاید عام لوگ واقف نہیں کہ جس شخص کی یادگار میں یہہ عمارت کہلائیگی وہ اپنی زندگی کے تیس سال تک تحریرًا اور تقریرًا کے ذریعہ دُنیا کو دہریت کا سبق سکھاتا رہا۔ ایک تصنیف میں اُس نے خدا کا انکار کیا ہے اور دُوسری میں بیان کیا ہے کہ موت کے وقت انسان کا خاتمہ ہو جاتا ہے۔ اگر اس کی تعلیم درست ہو تو انسان محض اندھیر گردی کی حالت میں ہے اور اگر موت کے بعد سزا اور جزا نہیں تو بس خوب کھاؤ پیو اور اڑاؤ۔ ہم معزز ہمعصر پروگرس کے ساتھ متفق ہیں کہ پنجاب کے لئے یہہ شرم کا باعث ہے کہ جو شخص زندگی بھر ایسی مکروہ تعلیم پھیلاتا رہا اُسکا یادگار قائم کرکے اُس کو ایسی عزت دیجائے۔ مانا کہ اُسنے ہندوستان کی خدمت کی مگر کون اُن باتوں کو یاد کیا کریگا۔ پنجاب کی آیندہ پُشتیں اس عمارت کے نام کو بریڈلا کی دہریت کی طرف منسُوب کرینگی۔ اگر خدمات کے صلہ میں اسکو یہہ عزت دیگئی ہے۔ تو اور بہتر اشخاص ہیں جن کا حق اس سے کچھ کم نہیں ہے۔ ہمعصر مذکور کی تجویز بہت درست ہے کہ اس عمارت کا نام "کانگرس ہال" رکھا جائے۔ جس سے اسکا آغاز اور مدعا پُورا پُورا واضح ہوگا ✣

اِدھر اُدھر کی خبریں

احاطہ مدراس کے پروٹسٹنٹ اور رومن کاتھولک دیسی مسیحیوں نے باہم ملکر جناب لارڈ کرزن صاحب کی خدمت میں اُن کی تشریف آوری کے موقعہ پر ایک ایڈریس پیش کیا اس میں اوّل دیسی مسیحیوں کی ترقّی کا ذکر تھا۔ اسوقت جنوبی ہند میں اُنکی تعداد دس لاکھ سے زیادہ ہے یعنے کل آبادی کا چالیسواں حصّہ۔ تاہم بلحاظ اعلیٰ تعلیم سوائے برہمنوں کے وُہ دیگر تمام اقوام سے بڑھے ہُوئے ہیں۔ پریزیڈنسی کالج کے ہر بارہ گریجویٹ اعلیٰ تعلیم یافتہ میں سے ایک دیسی مسیحی ہے۔ عورتوں کی تعلیم میں وُہ بلاریب گوئے سبقت لے گئے ہیں اور اب دیگر اقوام ان کا نمونہ لے رہی ہیں۔ لیکن سرکاری ملازمت کے اعلیٰ درجوں میں وُہ خال خال نظر آتے ہیں۔ وُہ گورنمنٹ سے کسی خاص رعایت کے خواستگار نہیں صرف ایک جیسا سلوک چاہتے ہیں۔ دوم۔ اُنہوں نے نائب السلطنت صاحب کو اس امر کی طرف توجّہ دلائی کہ ہر ایک دیسی مسیحی کی وفات پر اُس کے ورثا کو پروبیٹ اور چٹھیات انتظام ترکہ کا لینا لازمی ہے اور جب تک یہہ لی نہ جائیں عدالت کو اختیار ہے کہ متوفیٰ کی کل جائداد کو ضبط رکھے۔ حالانکہ غیر مسیحیوں کو ایسی کوئی تکلیف اور اخراجات کا متحمل ہونا نہیں پڑتا۔ سوم۔ اُنہوں نے ایکٹ ۲۱۔ ۱۸۶۶ء برائے فسخ نکاح دیسی مسیحیان کی چند مشکلات کا ذِکر کیا۔ چہارم۔ ریاستہائے میسور ٹراونکور اور کوچین میں جو دیسی مسیحیوں پر سختی لاحق ہوتی ہے کہ مسیحی ہونے پر وُہ اپنے تمام خاندانی حقوق اور جائداد سے محرُوم کیے جاتے ہیں۔ اس کے لئے جناب وائسرائے صاحب سے مدد طلب کی کہ آپ والیان ریاستہائے مذکورہ کو صلاح دیں کہ جو حقوق بروئے ایکٹ ۲۱۔ ۱۸۵۰ء ہند کے دیسی مسیحیوں کو ملے ہیں وُہ ریاستوں میں بھی عطا کیے جائیں۔ ایڈریس کے جوب میں لاٹ صاحب نے فرمایا کہ (۱) یہہ ایک عام بات ہے کہ تم ہر وقت شکایت

کرتے رہتے ہو کہ دیسی مسیحیوں کو اعلیٰ عہدہ دیتے نہیں جانتے۔ محمدیوں کا بھی یہی گلہ ہے۔ یوریشین بھی یہی رونا روتے ہیں۔ کس کس کی سُنوں۔ پریزیڈنسی کالج کے ۲۴۰۷ گریجویٹ میں سے صرف ۳۹۰ یعنے ۸ فیصدی دیسی مسیحی ہیں اور اگر تم آپ ہی غور کرو تو اپنے گلہ کو بیجا پاؤ گے۔ (۲) تمہاری دُوسری شکائیت بیشک بجا ہے اور مجھے اُمید ہے کہ اس کا تدارک کیا جائے گا۔ (۳) تیسرے امر میں بھی کچھ راستی ہے۔ اِس پر بھی فکر کیا جائیگا (۴) ریاستہائے میسور۔ ٹراونکور اور کوچین کے دیسی مسیحیوں کو جو سختیاں اٹھانی پڑتی ہیں اُن کا کاغذ پر ذکر کرنا تو خوب معلوم ہوتا ہے۔ لیکن عملی طور پر اُنکا تدارک بڑا مشکل ہے۔ رواج عام کے مطابق ہر خاندان کی جائداد مشترکہ ہے اور کیا معدودے چند شخصوں کیلئے جو مسیحی ہوتے ہیں سارا رواج اور قانون اُلٹ دیا جائے۔ اور تمہیں یہہ بھی یاد رہے کہ مسیحی بھی وُہی شخص ہوتے ہیں جنکے ہاتھ پلے کچھ نہ ہو۔ جب مَیں نے ان ریاستوں میں دَورہ کیا تو رومن کاتھولکوں اور سرین مسیحیوں کسی نے اس امر کی شکائیت نہ کی اور یہہ مشکل صرف معدودے چند یوروپین پروٹسٹنٹوں پر لاحق ہوتی ہے۔ گورنمنٹ اس بارے میں کچھ نہیں کر سکتی۔ تمہیں یہہ بھی یاد رہے کہ حالانکہ مدراس میں دیسی مسیحیوں کی تعداد کل آبادی کی صرف ۲½ فیصدی ہے ایک ریاست میں وُہ ۲۰½ فیصدی اور دوسری میں ۲۴ فیصدی ہے۔ اِس لئے دوران وقت میں یہہ مشکلیں آپ ہی رفع ہو جائینگی۔ آخر میں بڑے لاٹ صاحب نے اِس امر پہ خوشی کا اظہار کیا کہ پروٹسٹنٹ اور رومن کاتھلکوں نے باہم مشترکہ اڈریس دیا اور انکی یگانگت پر مبارکباد دی۔

۲۱۔ دسمبر کو لاہور کے شاہی گرجا میں بھڑوال کے پادری ودیا وال پریسٹ کے عہدہ پر مقرر ہوئے۔ اور بٹالہ کے منشی عزیز الدین ڈیکن۔ ۱۸۔ تاریخ کو نواب لفٹنٹ گورنر صاحب بہادر نے کلارک آباد کا ملاحظہ کیا۔

الگ بشپ مقرر کرنے کے لئے ابھی تک ۴۳۰۰۰ روپیہ کی کمی ہے ۔ آسام اور کشمیر کے
بھی الگ بشپ مقرر ہو گئے ۔ تامل ورزلین چرچ ناگا پٹم کی تعداد ممبران گو صرف ۶۱۱
ہے وہ اخراجات کلیسیا وغیرہ کے لئے ساڑھے تین ہزار روپیہ سالانہ چندہ دیتے ہیں ۔ اور
بیسویں صدی فنڈ کے لئے چھ ہزار روپیہ کا ذمہ اٹھایا ہے ۔ عنقریب سب نے ایک ایک
مہینے کی تنخواہ دینے کا وعدہ کیا ہے ۔ پالم کوٹا احاطہ مدراس میں چند دیسی مسیحوں نے
جو تئیس برس سے تجارت کرتے آئے ہیں ایک کمپنی قائم کی ہے ۔ اسکا سرمایہ ۱۵۰۰۰
روپیہ ہے ۔ ۲۵ + ۲۵ روپیہ کا حصہ ہے ۔ پنجاب کرسچن سٹورز کے مارگزیدہ ڈرنے جا نہیں
زمانہ بدل رہا ہے ۔ بٹالہ سکول کے پرنسپل ولایت سے واپس نہیں آتے ۔ جو
اصحاب آئے دن سکول کی خراب حالت کی طرف ہمیں توجہ دلایا کرتے ہیں اُن کے
لئے اب اچھا موقعہ ہے کہ اپنی تکلیفوں کو رفع کرائیں ۔ بہتوں کو سُنکر افسوس ہوگا
کہ امرتسر الگزنڈرا اسکول کی لیڈی سپرنٹنڈنٹ مس کور صاحبہ ولایت کو جاتی ہیں اور
انکے واپس آنے کی اُمید نہیں ۔ گو سکول کی وُہ پہلی سی حالت تو نہیں رہی مس کور کی
جانفشانی ۔ دینداری اور ہمدردی میں کلام نہیں ۔ مس کلے نے بیاس میں کام
کھولا ہے ۔ لاہور میں بھی سی ۔ ایم ۔ ایس کی دو لیڈیاں تعین ہوئیں ۔ امرتسر
میں مس ڈیور صاحبہ نے ایک ایسا کام شروع کیا ہے ۔ جسکی خصوصًا امرتسر جیسے شہر میں
برسوں سے ضرورت تھی ۔ شہر میں اور لیڈیوں سے الگ بڑی سادگی سے رہتی ہیں
عورتوں کے لئے دروازہ ہر وقت کھلا ہے ۔ کوئی لال وردی والا چپراسی ملاقاتیوں
کو ڈراتا نہیں ۔ کسی تکلف رسمی کا بجالانا ضرور نہیں ۔ وہ کسی حاکم کی طرح نہیں بلکہ
خادم کی صورت میں رہتی ہیں ۔ اُمید ہے خصوصًا دیسی مسیحی عورتوں پر انکا نیک اثر
ضرور پڑیگا ۔ پادری احسان اللہ امریکہ سے واپس آکر جھنگ بار کے علاقہ میں کام کر رہے ہیں ۔ اُنکے
اخراجات کی متحمل کینیڈا کی ایک کلیسا ہے ۔ امرتسر کا ایک اور بزرگ اس تھوڑے عرصہ میں اپنے آرام
میں داخل ہوا ۔ اسکی وفات پر گو بڑے بڑے جلسے منعقد نہ ہوئے اور گو اسکی یاد میں لوح بھی گرجا میں

THE MASIHI,

AMRITSAR.

Vol. V. *December, 1900.* *No. 12.*

CONTENTS.

Literary Communications *alone* should be addressed to the Editor. Business Letters and Remittances to the Manager, "Masihi," Amritsar.

Annual Subscription in advance—

India and Ceylon, Re. 1-8-0. } Post free.
England and America, 2*s*. }